الصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

مشہور زمانہ کتاب ''فیضان شریعت'' کے مؤلف کا تہلکہ خیز شاہکار

مقبول عام تقریری کتاب ''دور حاضر کی تقریریں'' کے بعد

محرم کے مقررین، واعظین اور خطباء کے لئے ایک انمول تحفہ

خطبات آسی

(یعنی)

''محرم کی تقریریں''

تصنیف

ماہر القلم مولانا **محمد ابراہیم آسی** صاحب قبلہ

جامعہ قادریہ اشرفیہ چھوٹا سوناپور، ممبئی

Mob.: 9773243392

ناشر

ادبی دنیا

۳۹۹، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی-۶

کتاب : خطبات آسی یعنی محرم کی تقریریں

تصنیف : ماہر القلم مولانا محمد ابراہیم آسی صاحب

نظر ثانی : مولانا مفتی شاہ نواز صاحب مصباحی (جامعہ قادریہ اشرفیہ، ممبئی)

قاری رئیس احمد صاحب (سید انوار اشرف اسلامک سینٹر، ممبئی)

کمپوزنگ : شفا گرافکس، ممبئی

سن اشاعت : مئی ۲۰۲۱ء

ایڈیشن : پہلا

ناشر : ادبی دنیا، ۳۹۹، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی-۶

مصنف سے رابطہ کا پتہ: **Mob.: 9773243392**

☆ مولانا محمد ابراہیم آسی، جامعہ قادریہ اشرفیہ، مولانا شوکت علی روڈ، چھوٹا سوناپور، ممبئی-۸

☆ انجمن نوریہ حبیبہ، شریفہ بلڈنگ، پہلا مالا، روم نمبر ۵، ٹمکر اسٹریٹ، ناگپاڑہ، ممبئی-۸

☆ ساکن علی گنج، پوسٹ اسلام پور، تھانہ اسلام پور، ضلع اتر دیناجپور ویسٹ بنگال ۷۳۳۲۰۲

-: اعتذار :-

اس کتاب کے مسودہ کی تیاری، طباعت، کمپوزنگ اور نظر ثانی میں حتی الامکان کوشش کی گئی کہ لفظی یا معنوی کوئی غلطی نہ رہنے پائے اس کے باوجود بہ تقاضۂ بشری کسی طرح کی کوئی غلطی یا خامی رہ گئی ہو اور آپ کو نظر آئے اگر لائق عفو و درگزر ہو تو نظر انداز کر دیں ورنہ مجھے اطلاع دیں۔ انشاء اللہ العزیز دوسرے ایڈیشن میں درست کر لیا جائے گا۔

مصنف کتاب ہذا : محمد ابراہیم آسی

فہرست مضامین

☆☆☆

شرف انتساب

میں اپنی کتاب ''خطبات آسیؔ'' کو

والد گرامی مرحوم مشرف علی کے نام جن کی دعاؤں سے مجھے قلم پکڑنے کا شعور آیا

اور

میری پیاری پیاری امی مرحومہ حجینہ کے نام جن کی آخری وصیت تھی کہ میں عالم دین بنوں

اور

میری شریک حیات گلشن احمدی کے نام جنھوں نے گھریلو ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے
تصنیف وتالیف کے لئے مجھے موقع فراہم کیا

اور

میری لخت جگر پیاری بیٹی زینب خاتون سلمہا کے نام جو ہمیشہ میری خدمت پر مامور رہتی ہے

اور

میرے عزیز فرزند محمد اشرف رضا سلمہ کے نام جو والدین کی خدمت کو اپنا نصب العین سمجھتا ہے

اور

میرے خسر محترم مرحوم احمد حسین کے نام جو میرے قلمی کارناموں سے خوش ہو کر دعائیں دیا کرتے تھے
منسوب کرتا ہوں

احقر محمد ابراہیم آسیؔ

۲۹ر شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ

قابل فخر شاگرد

از قلم: فاضل معقولات ومنقولات مصنف تصانیف کثیرہ استاذ العلماء

حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالمجید خان قادری مصباحی خطیب وامام سنی مدینہ مسجد اندھیری ممبئی

برسوں کی بات ہے ایک زیرک وہوش مند کم سخن وطباع ،عقل وکیاست فہم وفراست کے اعتبار سے زائد الوصف طالب علم اپنے رفقاء درس کے ساتھ اساتذہ کرام کے سامنے بڑے مؤدبانہ وعاجزانہ انداز میں آیا اساتذہ نے کہا کہ اس بچہ کی روش دیگر طلبا سے مختلف ہے فقیر غفرالمجید نے کہا کہ اس کی طبیعت میں اخاذ ہے تفتیش وتجسس میں ہر وقت کھویا سا نظر آتا ہے مستقبل میں یہ بچہ نامور عالم وشاعر، مدرس ومصنف ہوگا۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ بچہ میری نظروں سے اوجھل ہوگیا نہ معلوم وہ کہاں گیا۔

صبح ہوتی ہے شام ہوتی
زندگی یوں ہی تمام ہوتی ہے

بیس برس بعد میں نے ایک لائبریری میں ''فیضان شریعت'' نامی کتاب دیکھی اٹھایا تو اس میں مؤلف کا نام ''حضرت مولانا محمد ابراہیم آسیؔ'' پایا میں سوچنے لگا کہ یہ وہی ہونہار طالب علم تو نہیں ہے جس سے فقیر کو بہت ساری دینی وعلمی امیدیں وابستہ تھیں اس لئے کہ عہد خردی وطالب علمی ہی میں کامیابی کے آثار نمایاں تھے۔

بالائے سرش ز ہوش مندی
می تافت ستارہ بلندی

ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل غیر معمولی ضخیم کتاب دیکھی چیدہ چیدہ پڑھا،خوشیوں کی انتہا نہ رہی کچھ وقفہ کے لئے ماضی کے تفکرات سے الگ ہوکر اس تاریخی بچہ کو یاد کرنے لگا جسے دنیا آج آسیؔ صاحب کے نام سے جانتی پہچانتی ہے صلبی اولاد کی طرح ملاقات کی تڑپ ہوئی تا کہ اس کے کان میں داد وتحسین اور مبارکباد کے دو بول ڈال دوں اس متموج محبت نے ایک دن حضرت

مولانا امان اللہ رضا صاحب کی معیت میں مولانا آسیؔ صاحب کو میری درس گاہ تک پہنچا دیا۔ یقیناً وہ کوئی ساعت سعید رہی ہوگی جب یہ کہا گیا تھا مستقبل میں یہ بچہ نامور مدرس ومصنف عالم وشاعر ہوگا اب وہ بچہ نہ رہا وہ خود بھی جوان اس کا علم وفن بھی جوان اور اس کی تحریریں جوان، اس کا تخیل بھی جوان ۔کل کا ننھا پودا آج تناور درخت ہوگیا جس کے پھل پھول سے برصغیر ہی نہیں دنیائے سنیت مستفید وآسودہ ہورہی ہے۔ درس وتدریس تحریر وتقریر کے ساتھ ساتھ فن فرائض میں بھی آپ کو خوب مہارت حاصل ہے۔اب تک پندرہ کتابیں اور تقریباً ڈھائی سو مقالات ومضامین مختلف اخبار ورسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔

عزیزم مولانا محمد ابراہیم آسیؔ زیدمجدہ ہزاروں ہزار مبارکباد کے مستحق ہیں جنھوں نے قوم کو ایسا علمی سرمایہ دیا جو اسلام کی روح ''فیضان شریعت'' ہے جس میں اخلاق وتصوف امر ونواہی مسائل وفضائل ہر موضوع کی ابتدا میں احادیث کریمہ سے استدلال،انبیاء کرام وبزرگان دین کے واقعات موعظت ونصیحت، انداز تحریر واسلوب بیان نہایت موثر دلکش جھوٹے خوابوں، زیادتوں، بشارتوں اور ولایتوں کے ملمع اور من گھڑت سے پاک ، محققانہ ادیبانہ انداز جس سے کتاب کی افادیت ومقبولیت میں چار چاند لگ گیا پھر نتیجہ یہ ہوا کہ برصغیر میں کثیر تعداد میں اس کی اشاعت ہونے لگی جو اس کتاب کی مقبولیت اور مولانا آسی کی قابلیت اور للّٰہیت کا بین ثبوت ہے۔ احقر کو اپنے ہونہار شاگرد آسیؔ پر فخر ہے۔

زیر نظر کتاب ''خطاب آسی'' بھی ایک عمدہ شاہکار ہے جو محرم کے مقررین، واعظین اور خطباء کے لئے ایک انمول تحفہ ہے۔ رب قدیر اپنے محبوب سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے مولانا آسیؔ کو اپنی لازوال نعمتوں، برکتوں، رحمتوں سے مالا مال فرمائے اور تاحیات اہل سنت وجماعت کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

احقر

عبدالمجید خان غفرلہ

ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے

میں نے خطباتِ آسیؔ کا آغاز ۱۲؍جولائی بروز جمعرات ۲۰۱۲ء بعد نماز مغرب کیا اور ۲۰۱۲ء ستمبر کے عشرۂ اولیٰ میں شانِ الٰہی سے لے کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان مکمل کر لیا اس کے بعد عدیم الفرصتی متعدد مصروفیات دامن گیر ہوئیں اور جامعہ قادریہ اشرفیہ کی مزید ذمہ داریوں کا بوجھ میرے کاندھے پر آیا جس کی وجہ سے خطباتِ آسی کا کام رک گیا پھر دیکھتے ہی دیکھتے تقریباً ۸؍سال کا عرصہ گزر گیا ۲۰۲۰ء میں ایک غیر مرئی عالمی وبا کرونا وائرس نے کہرام مچا دیا پوری دنیا میں خوف و دہشت پھیل گئی ہندوستان میں بھی لاک ڈاؤن نافذ کر دیا گیا پورا نظام درہم برہم ہو گیا لوگوں کا گھر سے نکلنا مشکل ہو گیا شرح اموات میں اضافہ ہوا لوگوں نے موت کو قریب سے دیکھا پوری دنیا قیامت صغریٰ سے دوچار ہو گئی ہزاروں میل کا فاصلہ پیدل چلنے پر مجبور ہو گئے قبرستان کی جگہ تنگ پڑ گئی شمشان کی آگ بجھنے کا نام نہیں لے رہی تھی بغیر نماز جنازہ مُردوں کو دفنایا جانے لگا کسی سے ہاتھ ملانا موت کو گلے لگانے کا مترادف تھا۔ طویل عرصہ کے بعد لوک ڈاؤن کی سختی میں کمی آئی اسی درمیان میری شریک حیات نے طویل عرصہ گزرنے پر خفگی کا اظہار کرتے ہوئے خطباتِ آسیؔ کی تکمیل کے لئے تحکمانہ انداز میں سخت الفاظ کے ساتھ کام شروع کرانے پر آمادہ کیا اور ۱۵؍جنوری ۲۰۲۱ء میں دوبارہ خطباتِ آسیؔ کا کام شروع ہوا اللہ انھیں صحت وسلامتی اور عمر خضر عطا فرمائے۔ ہر کام کا ایک وقت ہے اور اسی وقت پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے بفضلہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ الاعلیٰ ۲۰؍مارچ ۲۰۲۱ء کو کتاب مکمل ہوئی کئی احباب نے اس کام میں ہاتھ دیا بالخصوص عالی جناب انور حسین

صاحب انجینئر نے کمپوز کے لئے تگ و دو کی اور اس کو مکمل کرنے کی ذمہ داری خوب نبھائی اللہ انھیں خیر کثیر عطا فرمائے۔ میرے عزیز شاگرد جامعہ قادریہ اشرفیہ کے متعلم محمد محبوب رضا نے کافی وقت دیا خارجی کاموں کو انجام دیتے ہوئے لائبریری سے کتابوں کی فراہمی، مسودہ کا زیروکس کمپوزر سے رابطہ اور دورانِ تصنیف میری خدمت پر مامور رہا اللہ ان کے علم وعمر میں خوب ترقی عطا فرمائے۔ کمپوز مکمل ہونے کے بعد نظر ثانی کے لئے کئی اہل علم سے رابطہ کیا لیکن عدیم الفرصتی، وقت کی تنگی .... کی مصروفیات کا بہانہ اور عذر لنگ سے اپنے دامن کو بچا لیا اس دوران رمضان کا مبارک ماہ سایہ فگن ہوا آخر کار جامعہ قادریہ اشرفیہ کے لائق وفائق استاد حضرت علامہ مولانا مفتی شاہ نواز صاحب مصباحی اور سید انوار اشرف اسلامک سینٹر کے متحرک اور فعال استاد حضرت حافظ وقاری رئیس احمد کے مضبوط کاندھے پر نظر ثانی کا بوجھ ڈالنا چاہا لیکن ہنستے اور مسکراتے ہوئے دونوں بزرگوں نے پہلے تو دامن تہی کرنے کی کوشش کی نماز تراویح میں ختم قرآن کی تیاری اور رمضان کی دیگر مصروفیات کا عذر پیش کیا لیکن اصرار پیہم اور میرے قدیم مراسم نے دونوں کو نظر ثانی کرنے پر مجبور کرتے ہوئے راہ فرار کو مسدود کر دیا بالآخر دونوں اس کار خیر پر آمادہ ہوئے اور نظر ثانی فرما کر مجھے مشکور ہونے کا موقع فراہم کیا اللہ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ رب قدیر کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر مقبول انام بنائے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

احقر

محمد ابراہیم آسیؔ

☆☆☆

شانِ الٰہی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدِنَاوَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ تَعالٰی عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ جَمِیْعًا اَقَامَهٗ وَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لِلْمُذْنِبِیْنَ الْمُتَلَوِّثِیْنَ الْخَطَّا ئِیْنَ الْهَالِکِینَ شَفِیعًا ۔اَمَّا بَعْدُ فَاعُوْذُ بِا للّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ و بَلَّغَنَارَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ۔

برادران اسلام آیئے سب سے پہلے آقائے نامدار مدنی تاجدار دونوں عالم کے مالک ومختار جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عقیدت ومحبت کے ساتھ درود شریف کا نذرانہ پیش کریں اور باآواز بلند پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صلٰوۃ وّ سَلاماً عَلَیْكَ یَا سَیدِیْ یَا رَسُولَ اللّٰهِ۔

محترم حضرات آیت مقدسہ کا ترجمہ کرنے قبل چند اشعار سماعت فرمائیں۔

تیری ربوبیت کا ہر اک حال میں رحیم
خاموش میں رہ نہ سکا چرچا کئے بغیر

کتنا ہے بد نصیب وہ اس کائنات میں
اٹھا ہے جس کا سر تیرا سجدہ کئے بغیر

تیرے کرم کا آج بھی محتاج ہے جہاں
دیتا ہے تو سبھی کو تقاضہ کئے بغیر

برادران ملت اسلامیہ! ابھی ابھی جس آیت کریمہ کی تلاوت کا میں نے شرف حاصل کیا ہے آیئے اس کا ترجمہ میں آپ کے سامنے پیش کروں تاکہ آیت کا مطلب واضح ہو جائے آپ بخوبی آیت کے مطلب کو سمجھ سکیں اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے **قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ** تم فرماؤوہ اللہ ہے، وہ ایک ہے اے محبوب! آپ اپنی امت سے فرمادیجئے کہ اللہ ایک ہے آپ اپنی امت سے کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں اے محبوب! آپ اپنے عاشقوں اور چاہنے والوں کو بتا دیجئے کہ اللہ کی ذات تنہا ہے اللہ کا کوئی شریک نہیں اللہ کی ذات شرکت سے پاک ہے اللہ کی ذات بے نیاز ہے۔

چاند اور سورج معبود نہیں ہو سکتے

آج میں آپ لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس دھرتی پر کچھ ایسے لوگ بستے ہیں اس آسمان تلے کچھ ایسے لوگ آباد ہیں جو اپنی پیشانی معبودان باطل کے سامنے جھکاتے ہیں اپنے سر کو معبودان باطل کے سامنے خم کرتے ہیں کوئی انسان چاند کو اپنا معبود تسلیم کرتا ہے کوئی انسان سورج کو اپنا معبود مانتا ہے کوئی انسان ستاروں کے سامنے اپنا سر جھکاتا ہے کوئی انسان آگ کی پوجا کرتا ہے کوئی دریاؤں کو اپنا معبود مانتا ہے کوئی چڑھتے سورج کو اپنا معبود مانتا ہے کوئی ڈھلتے سورج کو اپنا معبود مانتا ہے حد تو یہ ہے کہ کچھ ایسے انسان بھی ہیں جو اپنے ہاتھوں سے پتھر کو تراش کر خدا بنا لیتے ہیں اور اسکی پوجا کرتے ہیں ایک بات آپ یاد رکھیں یقیناً یہ لوگ نادان ہیں بلاشبہ یہ لوگ کم فہم اور ناسمجھ ہیں کوئی پتھر معبود نہیں ہوسکتا، کوئی درخت معبود نہیں ہوسکتا، سورج معبود نہیں ہوسکتا، چاند معبود نہیں ہوسکتا، تراشیدہ پتھر معبود نہیں ہوسکتا، آگ معبود نہیں بن سکتی، دریا معبود نہیں ہوسکتا، آخر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سورج معبود کیوں نہیں ہوسکتا؟ چاند معبود کیوں نہیں ہوسکتا؟ پتھر معبود کیوں نہیں ہوسکتا؟ ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ آخر درخت معبود کیوں نہیں ہوسکتا؟ سنئے میں اس کا جواب دیتا ہوں آپ ملاحظہ

فرمائیے کہ یہ سب چیزیں معبود کیوں نہیں ہوسکتی ہیں پتھر مخلوق ہے، درخت مخلوق ہے، چاند مخلوق ہے، سورج مخلوق ہے، آگ مخلوق ہے، دریا مخلوق ہے، جو مخلوق ہو وہ معبود نہیں بن سکتی معبود صرف اور صرف خالق ہی بن سکتا ہے جو خالق ہوگا وہی معبود ہوگا اس سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ چاند کا بھی معبود اللہ ہے، سورج کا بھی معبود اللہ ہے، درخت کا بھی معبود اللہ ہے، پتھر کا بھی معبود اللہ ہے، دریا کا بھی معبود اللہ ہے، آگ کا معبود بھی اللہ ہے بلکہ یوں کہئے کہ ساری کائنات کا معبود اللہ تعالیٰ ہے۔

اشرف المخلوقات

برادران اسلام! میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ معبود کون ہے؟ جو خالق ہے وہی معبود ہے۔ جو رازق ہے وہی معبود ہے۔ جو زندہ کرنے والا ہے وہی معبود ہے۔ جو پیدا کرنیوالا ہے وہی معبود ہے جو موت دینے والا ہے وہی معبود ہے۔ ایک نکتہ میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں ایک نکتہ آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ عابد کبھی معبود سے افضل نہیں ہوسکتا، عابد کبھی معبود سے اعلیٰ نہیں ہوسکتا، عابد کبھی معبود سے ارفع نہیں ہوسکتا، عابد کبھی معبود سے اونچا مقام والا نہیں ہوسکتا ہے، اب غور کرنے کا مقام ہے انسان اشرف المخلوقات ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو تمام چیزوں میں سربلند وسرفراز بنایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو اونچا مقام عطا کیا انسان کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے سب سے خوبصورت بنایا قرآن ارشاد فرماتا ہے **خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ** ۔یعنی انسان کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے زیادہ حسین بنایا آپ غور کریں تو پتہ چلے گا کہ انسان درخت سے بلند مقام رکھتا ہے انسان سورج سے بلند مقام رکھتا ہے، انسان پتھر سے زیادہ عزت والا ہے پھر انسان عابد اور سورج معبود کیسے ہوسکتا ہے؟ پھر انسان عابد اور چاند معبود کیسے ہوسکتا ہے؟ پھر انسان عابد اور دریا معبود کیسے ہوسکتا

ہے؟ پھر انسان عابد اور پتھر معبود کیسے ہوسکتا ہے؟ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انسان عابد ہے اور خالق کائنات معبود ہے سورج عابد اور خالق کائنات معبود ہے بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ عابد اور خالق کائنات معبود ہے۔

کوئی اختلاف نہیں

معزز سامعین کرام! اگر آپ کائنات کا جائزہ لیں دنیا کا مشاہدہ کریں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ نظام کائنات میں کوئی اختلاف نہیں ہے سورج کے طلوع ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے سورج کے ڈوبنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے رفتار قمر میں کوئی اختلاف نہیں ہے تاروں کے جھلملانے میں کوئی اختلاف نہیں ہے آسمان کے قائم کرنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے زمین کے بچھانے میں کوئی اختلاف نہیں ہے اس سے پتہ چلا کہ کائنات میں دو معبود نہیں ہیں دنیا میں دو معبود نہیں ہے نظام کائنات چلانے میں دو معبود نہیں ہیں اگر دو معبود ہوتے تو نظام کائنات میں ضرور اختلاف ہوتا سورج کے طلوع ہونے میں ضرور اختلاف ہوتا ایک خدا کہتا کہ آج سورج طلوع ہوگا دوسرا خدا کہتا کہ آج سورج طلوع نہیں ہوگا اگر دو خدا ہوتے تو بارش ہونے میں اختلاف ہوتا ایک خدا کہتا کہ آج بارش ہوگی دوسرا خدا کہتا کہ آج بارش نہیں ہوگی اس لئے جب کسی چیز میں دو کی شرکت داری ہوتی ہے تو اس میں ضرور اختلاف ہوتا ہے نظام کائنات میں جب کوئی اختلاف نہیں سورج کی گردش میں جب اختلاف نہیں تو یہ بات صاف ہوگئی کہ کائنات میں دو معبود بھی نہیں دنیا میں دو خدا بھی نہیں اس لئے قرآن برملا اعلان فرماتا ہے کہ اگر آسمان وزمین میں دو خدا ہوتے تو ضرور فساد ہو جاتا قرآن کے اعلان سے معاملہ صاف ہوگیا کہ کائنات میں صرف ایک معبود ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اس لئے تو قرآن ارشاد فرماتا ہے **قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ** ۔اے محبوب آپ فرمادیجئے اللہ ایک ہے۔

دہریہ مسلمان ہوگیا

برادران اسلام ! مجھے ایک واقعہ یاد آرہا ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ واقعہ آپ کو سنا دوں تاکہ آپ کا ایمان تازہ ہو جائے آپ خوشی سے جھوم اٹھیں آپ کا دل باغ باغ ہو جائے اور ساتھ ہی ساتھ امام الائمہ کشف الغمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وسعت علمی کا پتہ چل جائے گا یہ واقعہ تفسیر کبیر میں ہے کہ ایک دہریہ نے امام اعظم ابوحنیفہ کو مناظرہ کے لئے چیلنج کیا دہریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ معاذ اللہ خدا کا وجود نہیں ہے دنیا میں کوئی خدا نہیں نظام کائنات خود بخود چلتا ہے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مناظرہ قبول کر لیا وقت اور تاریخ مقرر کر لی تاریخ معین وقت مقررہ پر دہریہ حاضر ہو گیا جید علماء کرام اس مناظرہ کو سننے حاضر ہو گئے شہر کے رؤسا اور امرا بھی حاضر ہو گئے عوام و خواص کا جم غفیر تھا ہر ایک کے دل میں وہ مناظرہ سننے کی خواہش تھی ہر کوئی یہ جاننے کے لئے بے قرار تھا کہ اس مناظرہ میں کس کی جیت ہوتی ہے اس مجلس میں دہریہ تو موجود تھا لیکن امام اعظم ابوحنیفہ ابھی تشریف نہیں لائے وقت متعین سے تاخیر ہو رہی تھی کافی دیر کے بعد امام اعظم ابوحنیفہ تشریف لائے تو دہریہ نے آپ سے پوچھا کہ آپ تاخیر سے کیوں آئے آپ کی تاخیر کی وجہ کیا ہے؟ آپ وقت مقررہ پر کیوں نہیں آئے ؟ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا اگر میں تاخیر ہونے کی وجہ بتاؤں تو تم یقین نہیں کرو گے اگر میں تاخیر ہونے کا واقعہ بیان کروں تو تم قبول نہیں کرو گے اگر میں تاخیر سے آنے کا سبب بتاؤں تو تم تسلیم نہیں کرو گے دہریہ نے تڑپ کر پوچھا آپ بتائے تو سہی تاخیر سے آنے کی وجہ کیا ہے دہریہ نے جلدی سے پوچھا آپ بتائیے تو سہی وہ واقعہ کیا ہے؟ حضرت مام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے با رعب انداز میں مخاطب ہو کر فرمایا اے دہریہ سن ! اور غور سے سن میں جنگل کے کنارے کھڑا تھا ایک درخت خود بخود کٹ کر گر گیا خود بخود کشتی بن گئی خود بخود ندی میں اتر گئی خود بخود کشتی

ندی میں چلنے لگی خود بخود مسافروں کو ندی پار کرنے لگی خود بخود مسافروں سے کرایہ وصول کرنے لگی۔ یہی ماجرا دیکھنے میں مجھے تاخیر ہوگئی اتنا سننا تھا کہ دہریہ نے قہقہہ لگایا کہ اس سے بڑا جھوٹ اور کیا ہوسکتا ہے اتنا سننا تھا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ برجستہ فرمایا اے دہریہ سن تم تو اس سے بھی بڑا جھوٹ بول رہے ہو اگر ایک ادنی سا درخت خود بخود کٹ کر کشتی نہیں بن سکتی خود بخود ندی میں نہیں چل سکتی تو اتنی بڑی کائنات خود بخود کیسے چل سکتی ہے خود بخود نظام کائنات کیسے چل سکتا ہے اتنا بڑا آسمان کا شامیانہ کیسے تن سکتا ہے زمین کا فرش کیسے بچھ سکتا ہے اتنا بڑا سورج خود بخود کیسے گردش کر سکتا ہے چاند خود بخود کیسے چل سکتا ہے کلی خود بخود کیسے پھول بن سکتی ہے آسمان سے بارش کیسے ہوسکتی ہے پھول میں مہک کیسے پیدا ہوسکتی ہے یہ پہاڑ خود بخود کیسے قائم ہو سکتے ہیں انسانوں کی تخلیق خود بخود کیسے ہوسکتی ہے اگر ایک چھوٹی کشتی بنانے کیلئے انسان کی ضرورت پڑ سکتی ہے تو بلا شبہ پوری کائنات کو چلانے کیلئے ایک عظیم ہستی کی ضرورت ہے اور وہ عظیم ہستی ہے اللہ تعالیٰ کی ذات۔ اتنا سننے کے بعد وہ دہریہ مبہوت ہو گیا، اسکی زبان بند ہوگئی، دہریہ خاموش ہو گیا۔ اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے عقیدے سے تائب ہو کر مسلمان ہو گیا۔

کلمہ طیبہ

برادران اسلام ! ہمارا کلمہ ہے **لااله الا للّٰه محمد رسول اللّٰه** سامعین کرام ! اگر آپ غور کریں تو پتہ چلے گا کہ اس کلمہ کے اندر دو ٹکڑے ہیں اس کلمہ طیبہ میں دو چیز ہیں اس پاک کلمہ میں دو حصے ہیں ایک ٹکڑا ہے **لااله الا للّٰه** اور دوسرا ٹکڑا ہے **محمد رسول اللّٰه** پہلے ٹکڑے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت کا ذکر ہے پہلے ٹکڑے میں تمام معبودان باطل کی تردید ہے۔ پہلے ٹکڑے میں تمام باطل معبودوں کا انکار کیا گیا ہے پہلے حصے میں یہ بتایا

گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں پہلے جز میں یہ بتایا گیا ہے کہ معبود صرف اللہ کی ذات
ہے پہلے حصے میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں ہوسکتا اور کلمہ کے
دوسرے جز میں رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کا ذکر ہے دوسرے حصے میں
یہ بتایا گیا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں ایک انسان جب صدق دل سے کلمہ طیبہ **لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ** پڑھ لیتا ہے تو دائرہ اسلام میں داخل ہوجاتا ہے اور اس کلمہ کی بنیاد پر
اب وہ سورج کو اپنا معبود نہیں بنا سکتا اس کلمہ کی بنیاد پر چاند کو اپنا خدا نہیں بنا سکتا اس کلمہ کی بنیاد
پر اپنی پیشانی کو پتھر کے سامنے نہیں جھکا سکتا اس کلمہ کی بنیاد پر وہ اب درخت کے آگے اپنا سر خم
نہیں کرسکتا جب انسان اپنی پیشانی کو اپنے معبود حقیقی کے سامنے جھکا لیتا ہے جب انسان اپنی
پیشانی کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکا لیتا ہے تو پھر اس کا سر تمام چیزوں کے آگے جھکنے سے
محفوظ ہوجاتا ہے اسی لئے شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

ملاح اسلام لے آیا

سامعین حضرات! ایک واقعہ میں آپ کی سماعت کے حوالے کرتا ہوں ایک مرتبہ
امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات ایک ملاح سے ہوئی وہ ملاح دہریہ تھا خدا کے
وجود کا منکر تھا خدا کی ذات کا انکار کرتا تھا خدا کے وجود کا قائل نہ تھا امام جعفر صادق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے لاکھ سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ وجود باری تعالیٰ سے انکار کرتا رہا آخر میں امام
جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اچھا یہ بتاؤ تم نے بہت دنوں تک جہاز رانی کی ہے
سمندر میں بہت دنوں تک جہاز چلایا ہے اپنی زندگی کا کافی حصہ جہاز چلانے میں گزارا ہے
کبھی طوفان سے سابقہ پڑا تھا ملاح نے فوراً کہا ہاں ایک مرتبہ میرا جہاز طوفان میں گھر گیا اور

سب لوگ مر گئے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ بتاؤ تم کیسے بچ گئے؟
تمہیں کنارے پر کس نے پہونچایا اس طوفان سے نجات کس طرح ملی آخر تو بچ کیسے گیا ملاح
نے کہا کہ جب میرا جہاز ٹوٹ کر بکھر گیا تو ایک تختہ میرے ہاتھ لگ گیا اس کے سہارے میں
سمندر میں بہتا رہا پھر وہ تختہ بھی ٹوٹ گیا اور میں اپنی کوشش سے تیرتا رہا امام جعفر نے اس
ملاح سے فرمایا اے ملاح سن! جب تو جہاز میں تھا تیرا بھروسہ جہاز پر تھا کہ تو سمندر پار کرلے
گا جب جہاز ٹوٹ گیا تو تیرا بھروسہ تختہ پر تھا کہ اس کے سہارے کنارے لگ جائے گا جب
تختہ بھی ٹوٹ گیا تو اس بے سہارا وقت میں کیا تجھے امید تھی کہ تجھے کوئی بچالے تو تم بچ
جاؤ گے؟ ملاح نے کہا ہاں! حضرت امام جعفر نے فرمایا بتا یہ امید کس سے تھی یہ آسرا کس سے
لگایا تھا وہ دہریہ خاموش ہوگیا حضرت نے فرمایا کہ جس سے تو امید لگایا تھا جس پر تیرا آسرا تھا
وہی خدا کی ذات ہے اور اس نے تجھے بچایا تھا ملاح یہ سنکر تڑپ اٹھا اور فوراً اسلام لے آیا۔

باطل معبود مجبور ہے

محترم سامعین کرام! یہ بات آپ ذہن نشیں کر لیجئے جو معبود باطل ہوتا ہے وہ
بندوں کی مدد نہیں کرسکتا جو معبود جھوٹا ہوتا ہے وہ مجبور اور بے بس ہوتا ہے جو معبود باطل ہوتا
ہے وہ کسی کے کام نہیں آسکتا درس نظامیہ کی کتاب قلبونی ایک مشہور کتاب ہے ہر عالم اس
کتاب سے واقف ہے وہ کتاب درس نظامیہ میں شامل ہے اس کتاب میں ایک واقعہ بیان
کیا گیا ہے وہ واقعہ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں، وہ واقعہ میں آپ کے گوش گزار
کرنا چاہتا ہوں و،ہ واقعہ میں آپ کی سماعت کے حوالے کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ پر واضح ہو
جائے کہ معبود حقیقی اور جھوٹے معبود میں کیا فرق ہے آپ یہ بات جان جائیں کہ معبود حقیقی
اور باطل معبود میں کیا فرق ہے۔ حضرت داؤد علیہ اسلام کے زمانے میں ایک کافر بادشاہ
لوگوں پر ظلم کا پہاڑ توڑ دیا تھا بچوں کو یتیم بنا دیا تھا عورتوں کو بیوہ بنا دیا تھا وہ کسی انسان پر رحم نہیں

کھا رہا تھا لوگوں نے حضرت داؤد علیہ اسلام کی بارگاہ میں حاضری دی اور عرض کی اے اللہ
کے نبی انصاف کیجئے فلاں کافر بادشاہ ہم پر ظلم ڈھا رہا ہے قتل عام کر رہا ہے کسی پر رحم نہیں کھاتا
حضرت داؤد علیہ اسلام نے فرمایا اس بادشاہ کو سولی دے دی جائے لوگوں نے اس بادشاہ کو پکڑ
کر شام کے وقت ایک پہاڑ پر لے گئے اور تختہ دار پر لٹکا دیا اور نیچے اتر آئے کہ کل صبح آ کر اس
کی لاش کو تختہ دار سے نیچے اتارا جائے گا جب لوگ نیچے آ گئے تو اس تختہ دار پر اس کافر نے
اپنے باطل معبودوں سے مدد مانگی لیکن کوئی مدد نہیں ملی پھر چاند و سورج کی طرف مخاطب ہو کر
کہا کہ میں نے تم دونوں کی پوجا کی ہے برسوں تم کو معبود مانا ہے تمہارے سامنے اپنا سر جھکا
یا ہے تا کہ جب مجھے کوئی مصیبت آئے تو میری مدد کرو میں آج مصیبت میں مبتلا ہوں مجھے
مصیبت سے نجات دلاؤ موت میرے سامنے ہے مجھے موت سے بچاؤ لیکن اس کافر کو باطل
معبودوں کی طرف سے کوئی مدد نہیں ملی جب اپنے باطل معبودوں کی طرف سے مجبور ہو گئے تو
پھر اس ظالم بادشاہ نے معبود حقیقی اللہ تبارک وتعالیٰ کو یاد کیا اسکی صفات کے ساتھ اسکو پکارا
صدق دل سے اللہ کی مدد چاہی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا دریائے رحمت جوش میں آیا رحمت الٰہی
انگڑائی لینے لگی اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت جبرئیل سے فرمایا اے جبرئیل پہاڑ پر جاؤ میرے
اس بندے کو تختہ دار سے نیچے اتارو تا کہ وہ زندہ رہے اس بندہ نے چاند و سورج سے مدد طلب
کی کسی نے مدد نہ کی اگر میں بھی اسکی مدد نہ کروں، میں بھی اسکی دستگیری نہ کروں، میں بھی اسکی
داد رسائی نہ کروں، تو مجھ میں اور باطل معبودوں میں کیا فرق رہ جائے گا۔ لوگ جب صبح اس
بادشاہ کی لاش لینے اس پہاڑ پر پہونچے تو اسے زندہ وسلامت دیکھ کر حیران ہو گئے اور فوراً
حضرت داؤد علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس واقعہ کی اطلاع دی حضرت داؤد علیہ
اسلام بھی وہاں تشریف لے گئے ماجرا دیکھ کر تعجب کرنے لگے آپ نے دو رکعت نماز ادا کی اور
رب کی بارگاہ کی طرف رجوع ہوئے اے پروردگار! میں کیا تعجب خیز منظر دیکھ رہا ہوں؟ اللہ

تبارک وتعالیٰ کی طرف سے وحی آئی اے میرے نبی! اس بادشاہ نے اپنے تمام باطل معبودوں
سے مدد مانگی لیکن اسے مایوسی ملی پھر میری طرف رجوع ہوا مجھ سے مدد مانگی اگر میں بھی مدد نہ
کرتا تو ان باطل معبودو اور مجھ میں کیا فرق رہ جاتا ہے؟ اب اس کا دل راہ راست پر ہے
اب وہ گمراہی سے ہدایت کی طرف گامزن ہے تم اس پر اسلام پیش کرو چنانچہ حضرت داؤد
علیہ اسلام نے اس پر اسلام پیش کیا بادشاہ نے فوراً اسلام قبول کر کے حضرت داؤد علیہ اسلام
کے دامن میں آ گیا۔

بڑھیا کا جواب

محترم سامعین! آیئے آپ کو میں سیرت الصالحین کے حوالے سے ایک واقعہ
سناؤں ایک عالم نے ایک بڑھیا کو چرخہ کاتتے دیکھ کر فرمایا بوڑھی ماں پوری زندگی آپ نے
صرف چرخہ ہی کاتا ہے یا خدا کی پہچان بھی کی ہے بڑھیا نے جواب دیا بیٹا میں نے خوب
خوب خدا کو پہچانا ہے خدا ہر جگہ موجود ہے خدا ہر دن موجود ہے خدا ہر رات موجود ہے خدا ہر لمحہ
موجود ہے خدا ہر آن موجود ہے خدا ہر گھڑی موجود ہے عالم نے پوچھا اسکی دلیل کیا ہے؟
بڑھیا نے جواب دیا اسکی دلیل میرا چرخہ ہے اسکی پہچان میرا چرخہ ہے عالم نے کہا وہ کس
طرح؟ بڑھیا نے تڑپ کر جواب دیا وہ اس طرح کہ میں چرخہ چلاتی ہوں تو چرخہ چلتا ہے میں
چرخہ روک دیتی ہوں تو چرخہ رک جاتا ہے جب سے میں نے آنکھیں کھولی ہے چاند و سورج
کو رکتے نہیں دیکھا جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے آسمان کی گردش کو رکتے نہیں دیکھا
جب سے میں پیدا ہوئی ہوں تو میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رات دن ٹھہر گئے ہوں چاند و سورج
اپنے وقت مقررہ پر چل رہا ہے۔ رات دن اپنے وقت پر چل رہے ہیں آسمان اپنی رفتار سے
گردش میں ہے جب ایک معمولی سا چرخہ بغیر چلانے والے کے چل نہیں سکتا تو چاند و سورج
بغیر چلانے والے کے کیسے چل سکتا ہے۔ جب ایک چرخہ بغیر چلانے والے کے چل نہیں سکتا

تو دن رات بغیر چلانے والے کے کیسے چل سکتا ہے جب ایک چرخہ بغیر چلانے والے کے
چل نہیں سکتا تو اتنی بڑی کائنات بغیر چلانے والے کے کیسے چل سکتی ہے تو میں چرخہ چلاتے
ہوئے سمجھ گئی کہ کائنات کا چلانے والا کوئی ہے دنیا کا چلانے والا کوئی ہے آسمان کو گردش
کرانے والا کوئی ہے چاند وسورج کو نکالنے اور ڈوبانے والا کوئی ہے رات اور دن بنانے والا
کوئی ہے اور وہ ہے خدا کی ذات۔

اللہ کہاں ہے

برادران ملت اسلامیہ! اللہ تبارک وتعالیٰ جسے چاہتا ہے ایمان کی دولت سے نوازتا
ہے جسے چاہتا ہے جام وحدت سے سیراب کرتا ہے جسے چاہتا ہے اس کے دل میں ایمان کی
شمع روشن کرتا ہے مخدوم جہاں احمد یحیٰ منیری اپنی کتاب مکتوبات صدی میں بیان فرماتے
ہیں کہ ایک زناردار یعنی زنار پہننے والا زنار اس دھاگہ کو کہتے ہیں جسے ہندو اپنے گلے اور بازو
میں ڈالے رہتے ہیں وہ زناردار اپنی زنار کو آراستہ کر رہا تھا وہ زنار والا اپنی زنار کو سنوار رہا تھا
اپنی زنار کو چوم رہا تھا اسی درمیان غیب سے ایک بھید ظاہر ہوا، ایک راز آشکارا ہوا، ایک
سر باطن ظاہر ہوا، اور اس پر زنار کی حقیقت کھل گئی زنار کیا ہے وہ سمجھ گیا اس کے فوراً بعد وہ گھر
چھوڑ دیا اپنے وطن کو ترک کر دیا اپنے شہر کو چھوڑ دیا وہ گاؤں گاؤں شہر شہر سرگرداں پھر رہا تھا اور
اپنی زبان سے کہہ رہا تھا **آین اللّٰہ** اللہ کہاں ہے؟ **این اللّٰہ** اللہ کہاں ہے؟ اس کا دل تڑپ رہا
تھا اس کا دل بے چین و بے قرار تھا اسکو سکون حاصل نہیں ہو رہا تھا یہاں تک کہ وہ چلتے چلتے
ملک شام کوہ لبنان پہونچا اس پہاڑ پر غوث رہا کرتے تھے اس پہاڑ پر ابدال قیام پزیر تھے اس
پہاڑ پر اوتاد رہا کرتے تھے جب یہ بندہ خدا اس پہاڑ پر پہونچا تو دیکھا کہ چھ آدمی کھڑے ہیں
اور ایک جنازہ رکھا ہوا ہے یہ سرگرداں شخص نے یہ ماجرا پوچھا تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ
سوال وجواب بعد میں کیجئے گا پہلے نماز جنازہ پڑھا دیجئے پہلے نماز جنازہ کی امامت کیجئے فضل

الٰہی سے وہ شخص آگے بڑھ جاتا ہے اور نماز جنازہ کی امامت کرتا ہے جب نماز جنازہ سے
سب فارغ ہو گئے تو ان لوگوں نے کہا ہم لوگ ان سات افراد میں سے ہیں جن پر سارے
عالم کے کاروبار کا دارومدار ہے اور جس کی آپ نے نماز جنازہ پڑھائی ہے وہ ہمارے مرشد
تھے وہ ہمارے پیر تھے وہ روشن ضمیر تھے وہ قطب عالم کے عہدے پر فائز تھے انتقال کے وقت
انہوں وصیت کی کہ غسل دینے کے بعد کفن پہنا کر انتظار کرنا ایک شخص آئے گا وہ میری نماز
جنازہ پڑھائے گا کیونکہ میرے بعد قطبیت کا درجہ انہیں ہی حاصل ہوگا۔

اللہ اولاد سے پاک

آپ کو بتاتا چلوں آپ کو ذہن نشیں کراتا چلوں کہ اللہ کی ذات اولاد سے پاک
ہے اللہ کی ذات اولاد سے مبرہ ومنزہ ہے اللہ کی ذات سبوح اور قدوس ہے اللہ کی ذات بے
نیاز ہے قرآن بانگ دہل ارشاد فرماتا ہے لم یلد و لم یولد نہ اسکی کوئی اولاد نہ وہ کسی سے
پیدا ہوا اس آیت سے یہ بات واضح ہو گئی اس آیت سے یہ بات صاف ہو گئی کہ اللہ کی ذات
سے کوئی پیدا نہ ہوا اور نہ ہی اللہ تبارک وتعالیٰ کسی سے پیدا ہوا اللہ کی اولاد بھی نہیں ہے اللہ کے
ماں باپ بھی نہیں ہے اللہ تعالیٰ اولاد سے بھی پاک ہے اور ماں باپ سے بھی پاک ہے آپ
دنیا کا مشاہدہ کریں تو اندازہ ہو جائے گا اگر آپ دنیا کا جائزہ لیں تو پتہ چل جائے گا اگر آپ
دنیا کو دیکھیں تو معلوم ہو جائے گا اگر کسی انسان کی اولاد ہے تو انسان کی ملکیت میں اس کے
بیٹے کا حصہ ہے اسکی جائداد میں اولاد کا حصہ ہے اسکی پراپرٹی میں والدین کا حصہ ہے ان کی
جائیداد میں ماں باپ کا حق ہے اگر کوئی صاحب اولاد ہے تو اس کے بعد اس جائداد کا حقدار
اسکی اولاد ہوتی ہے اب بخوبی اندازہ ہو گیا کہ اللہ کی ملکیت میں کوئی شریک نہیں اس لئے کہ
اللہ تبارک وتعالیٰ اولاد سے پاک ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ماں باپ سے پاک ہے۔

برادران ملت اسلامیہ! خطبہ مسنونہ کے بعد جس آیت کریمہ کی میں نے تلاوت کا شرف حاصل کیا ہے وہ سورہ اخلاص کی ایک آیت ہے سورہ اخلاص میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت کا ذکر ہے، سورہ اخلاص میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی بے نیازی کا ذکر ہے، سورہ اخلاص میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی صمدیت کا ذکر ہے، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کے یہودی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے ابوالقاسم! اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے پیدا کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم کو مٹی سے بنایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے ابلیس کو آگ کے شعلہ سے بنایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے آسمان کو دھواں سے بنایا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین کو پانی کے جھاگ سے بنایا، اب آپ ہمیں اپنے رب کے بارے میں بتائیے کہ وہ کس چیز سے پیدا ہوا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تھے نبی دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سکوت اختیار کئے ہوئے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوئے اور بارگاہ رسالت میں عرض کیا اے اللہ کے حبیب **قل هو الله احد** آپ یہ فرمائیں کہ وہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسکی ملکیت میں کوئی ساجھی داری نہیں **الله الصمد** اللہ بے نیاز ہے وہ کھانے پینے سے پاک ہے وہ سونے جاگنے سے پاک ہے وہ چلنے پھرنے سے پاک ہے **لم يلد ولم يولد** نہ اسکی کوئی اولاد ہے نہ اس کا ماں باپ ہے نہ اسکی کوئی رشتہ داری ہے، نہ وہ کسی قبیلے سے منسوب ہے، نہ اسکو کسی خاندان سے نسبت ہے، نہ اسکو کسی ذات سے واسطہ ہے **ولم يكن له كفوًا احد** مخلوق میں کوئی اس کا ہمسر نہیں جو اسکی برابری کر سکے مخلوق میں کوئی ایسا نہیں جو اس سے مقابلہ کر سکے مخلوق میں کوئی ایسا نہیں جو اس ذات پاک سے ہمسری کا دعویٰ کر سکے۔

برادران ملت اسلامیہ! رب کی عظمت کون بیان کرسکتا ہے، رب کا مقام کون بیان کرسکتا ہے، رب کی رفعت کون بیان کرسکتا ہے، رب کی شان کون بیان کرسکتا ہے، اسرار کائنات میں مذکور ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا اے موسیٰ! کیا آپ کا رب نماز پڑھتا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے بنی اسرائیل! خدا کا خوف کرو خدا سے ڈرو پھر بنی اسرائیل نے سوال کیا۔ اے موسیٰ! کیا تمہارا رب رنگ لگاتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا اے بنی اسرائیل خدا سے ڈرو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ ان لوگوں نے آپ سے سوال کیا ان لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ تیرا رب نماز پڑھتا ہے تم ان سے کہو کہ میں اور میرے فرشتے انبیاء اور رسولوں پر رحمت بھیجتے ہیں ان لوگوں نے سوال کیا کیا تیرا رب سوتا بھی ہے اس کے جواب کے لئے میرا حکم یہ ہے کہ آپ شیشے کے دو برتن اپنے ہاتھوں سے پکڑ لیں اور رات بھر کھڑے رہیں اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں میں دو شیشے کے برتن لیکر کھڑے ہو گئے جب تہائی رات گزری اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اونگھ آئی اور گھٹنے کے بل گر پڑے پھر سنبھل کر کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ رات کا آخری حصہ آیا تو پھر اونگھ آئی یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے دونوں برتن گر گئے اور ٹوٹ کر بکھر گئے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اے موسیٰ اگر میں سو جاؤں تو سب آسمان و زمین اسی طرح گر جائیں گے جس طرح تیرے ہاتھ کے برتن گر گئے پتہ چلا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نیند سے پاک ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اونگھ سے پاک ہے اس لئے قرآن مجید بانگ دہل ارشاد فرماتا ہے **لا تَاخُذهٗ سِنَةٌ وَّ لانَوم** اللہ کو اونگھ آتی ہے نہ نیند۔

جھوٹے معبود

محترم سامعین! جو معبود حقیقی ہوگا وہی اپنے بندوں کی مدد کرے گا جو معبود حقیقی ہوگا
وہی اپنے بندوں کی فریاد کو سنے گا جو معبود حقیقی ہوگا وہی اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول کرے
گا ایک واقعہ آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں تاکہ آپ کا ایمان تازہ ہوجائے تصوف کی مشہور
کتاب ''جام تصوف'' میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ مسلمانوں کا دشمن تھا وہ بادشاہ اللہ کو اپنا معبود
نہیں مانتا تھا وہ بادشاہ اللہ تعالیٰ کو اپنا معبود حقیقی تسلیم نہیں کرتا تھا اس بادشاہ کے سیکڑوں معبود
باطل تھے کبھی اپنی پیشانی درخت کے آگے جھکا دیتا کبھی اپنی پیشانی پتھر کے آگے جھکا دیتا
کبھی اپنی پیشانی کو سورج کے سامنے سرنگوں کر دیتا ایک دفعہ لشکر اسلام نے غلبہ پایا اور اس
ظالم بادشاہ کو زندہ گرفتار کرلیا اس ظالم کے تعلق سے سب کی یہ رائے ہوئی کہ اسکو ایک تانبہ کی
دیگ میں بند کر دیا جائے اور نیچے آگ جلائی جائے لوگوں نے ایسا ہی کیا آگ جلنے کی وجہ
سے جب دیگ گرم ہونے لگی آگ کی تپش سے جب دیگ گرم ہونے لگی آگ کی حرارت
سے جب دیگ گرم ہونے لگی آگ کی حدت سے جب دیگ گرم ہونے لگی تو بادشاہ کو سخت
تکلیف پہونچی اس وقت اس بادشاہ اپنے باطل معبودوں کو پکارنے لگا اپنے جھوٹے خداؤں
کو بلانے لگا سورج کو مخاطب کر کے کہنے لگا میں نے تیری پوجا کی میں آج مصیبت میں ہوں
میری مدد کر پتھر کے بت سے کہنے لگا تیری عبادت میں میں نے زندگی صرف کر دی آج میری
مدد فرما جب کہیں سے کوئی مدد نہ ملی جب ہر طرف سے ناامیدی ہوگئی جب بے یار و مددگار ہو
گیا تو اس کے دل میں معبود حقیقی کی یاد آنے لگی نور الٰہی کی کرن اس کی دل میں انگڑائی لینے لگی
زبان سے جاری ہوا، لَا اِلٰہ اِلا اللّٰہ منہ آسمان کی طرف تھا کلمہ طیبہ پڑھنا شروع کیا اور دل
میں خداوند قدوس سے مدد مانگی دریائے رحمت جوش میں آیا دوسری جانب پہاڑ پر آندھی اور
ابر نمودار ہوا بہت تیز بارش شروع ہوئی پھر اللہ کے حکم سے ہوا نے اس دیگ کو فضا میں اٹھا لیا

اور ایسی جگہ لے جا کر چھوڑا جہاں کوئی خدا کا نام لیوا نہ تھا جہاں کوئی خدا کا نام نہیں لیتا تھا
لوگوں نے دیگ کو کھولا تو دیکھا کہ بادشاہ صحیح وسلامت زندہ ہے لوگوں نے بادشاہ سے ماجرا
پوچھا بادشاہ نے پورا واقعہ کہہ سنایا اتنا سننے کے بعد وہاں کے تمام لوگ کلمہ طیبہ پڑھ کر دائرہ اسلام
میں داخل ہوگئے۔

کامیاب علاج

برادران اسلام! آپ نے حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سنا ہوگا
آپ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اپنی سواری کو خانہ کعبہ کی طرف دوڑانے لگا لیکن میری
سواری خونجود روم کے ایک شہر قسطنطنیہ کی طرف دوڑنے لگی میں نے بہت کوشش کی لیکن وہ
سواری قسطنطنیہ کی طرف بڑھتی رہی یہاں تک شہر قسطنطنیہ پہونچ گیا وہاں میں نے دیکھا
لوگوں کا ازدحام تھا میں نے دیکھا جم غفیر تھا ایک دوسرے آپس میں گفتگو کررہے تھے ہر ایک
دوسرے سے گفتگو میں مشغول تھے میں نے وہاں کے لوگوں سے پوچھا کہ معاملہ کیا ہے ہجوم
والوں سے میں پوچھا کہ ماجرا کیا ہے؟ میں پوچھا کہ لوگ اکٹھا کیوں ہوئے ہیں؟ لوگوں کے
اکٹھا ہونے کی وجہ کیا ہے؟ تو جواب ملا کہ بادشاہ کی لڑکی کو دیوانگی کا دورہ پڑا ہے شہزادی کو
دیوانہ پن کا دورہ پڑا ہے بادشاہ کی لڑکی دیوانی ہوگئی ہے بادشاہ کو ایک کامیاب حکیم کی تلاش
ہے بادشاہ کو ایک تجربہ کار حکیم کی ضرورت ہے بادشاہ کو ایک ماہر حکیم چاہئے بادشاہ کو ایک حکیم
حاذق کی ضرورت ہے جو اس کی لڑکی کو ٹھیک کردے میں نے کہا کہ اس لڑکی کا علاج میں
کروں گا اس لڑکی کو ٹھیک میں کروں گا لوگ مجھے شاہی محل لے گئے جب میں دروازہ کے قریب
پہونچا جب میں دروازہ سے قریب ہوا جب میں شاہی محل کے دروازے کے نزدیک ہوا تو اندر سے
آواز آئی اے جنید! تو اپنی سواری کو کب تک ہم سے روکتا رہے گا تو اپنی سواری کو کب تک ہم سے
دور رکھے گا جب میں نے اندر قدم رکھا تو دیکھا کہ ایک حسین دوشیزہ زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے

ایک خوبصورت لڑکی پابہ زنجیر ہے ایک خوبصورت لڑکی زنجیروں میں بندھی ہوئی ہے اس پابہ زنجیر دوشیزہ نے مخاطب ہو کر مجھ سے کہا کہ حضرت میرے لئے کوئی دوا تجویز کیجئے میرے لئے کوئی دوا کا انتخاب کیجئے جس سے میں صحت یاب ہو جاؤں، جس سے میں ٹھیک ہو جاؤں، جس سے میری دیوانگی جاتی رہے، میں نے اس حسین دوشیزہ سے کہا پڑھو لَا الٰہ الّا اللّٰہ مُحمدٌ رّسولُ اللّٰہِ اس نے باآواز بلند اس کلمہ طیبہ کو پڑھا دیکھتے ہی دیکھتے زنجیر ٹوٹ کر زمین پر گرگئی زنجیر ٹوٹ کر زمین پر بکھر گئی بادشاہ بڑا حیران ہوا، بادشاہ کو بڑا تعجب ہوا اور کہنے لگا کتنا پیارا اور کامیاب حکیم ہے کہ آن واحد میں میری بچی کو ٹھیک کر دیا حضرت جنید بغدادی نے فرمایا اے بادشاہ تم بھی کلمہ طیبہ پڑھو تا کہ کفر کی بیماری تمہارے دل سے بھی دور ہو جائے بادشاہ فوراً کلمہ طیبہ کو پڑھ مسلمان ہو گیا یہ ماجرا دیکھ کر وہاں تمام لوگ باآواز بلند کلمہ طیبہ کو پڑھ کر اسلام لے آئے۔

برادرانِ ملت اسلامیہ! بے شک اللہ کی ذات یکتا ہے بلا شبہ اللہ ایک ہے یقیناً اللہ بے نیاز ہے بے شک اللہ کی ذات تمام عیبوں سے مبرہ و منزہ ہے کائنات میں صرف اور صرف معبود حقیقی اللہ کی ذات ہے۔

گر پڑے ہیں جو اوندھے بتان دیر و حرم — یہ کس نے دی ہے آذاں لا الہ الا اللہ
یہ کیسی بحث کہ ہے کون حاکم اعلیٰ — یہ کیا چنیں و چناں لا الہ الا اللہ

وَمَا عَلَينَا الّا الْبلٰغ

☆☆☆

عظمت مصطفٰے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ و اٰلِه وَ اَصْحَابِه اَجْمَعِيْنَ امّا بَعْدُ فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ ط

شمع رسالت کے پروانو! حیدر کرار کے شیدائیو! غوث اعظم کے عقیدتمندو! غریب نواز کے فدائیو! مخدوم سمناں کے چاہنے والو! مرکز اہل سنت فاضل بریلوی کے متوالو! آیئے سب سے پہلے سید ابرار و اخیار شہنشاہ ذی قار کائنات اولیں کے فصل بہار، دونوں عالم جن پر نثار، عرب کا ناقہ سوار رہبر اعظم، قائد اعظم، نیر اعظم، رسول اعظم، نبی اعظم، سیاح لامکاں، مالک انس و جاں، جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ رسالت نہایت ہی ادب و احترام کے ساتھ درود شریف کا نذرانہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

الله رب محمد صلی علیه و سلم

نحن عباد محمد صلی علیه و سلم

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پر اڑتا ہے پھریرا تیرا
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

معزز سامعین کرام! حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان مجھ جیسا کمتر انسان کیا بیان کرسکتا ہے، رسول اعظم کی عظمت کون بیان کرسکتا ہے، رسول کائنات کی رفعت کون بیان کرسکتا ہے، محسن اعظم کا مقام کون بیان کرسکتا ہے، نبی اعظم کا رتبہ کون بیان کرسکتا ہے، حبیب خدا کی تعریف کون بیان کرسکتا ہے، جن و بشر تو کیا کائنات کا ذرہ ذرہ نبی پر درود بھیجتا ہے، شجر و حجر نبی پاک پر درود پڑھ رہے ہیں دریا کے پانی کا ایک ایک قطرہ نبی پاک پر درود بھیجتا ہے چمن کی ہر کلی نبی پاک پر درود پڑھتی ہے درخت کا پتا پتا نبی پاک پر درود پڑھتا ہے اللہ کے فرشتے رسول اعظم پر درود پڑھتے ہیں یہاں تک کہ خود خالق کائنات اپنے پیارے محبوب پر درود وسلام بھیجتا ہے قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے **اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ** بے شک اللہ اور اس کے فرشتے رسول کائنات پر درود بھیجتے ہیں ایسے نبی کی تعریف بھلا انسان کیسے کرسکتا ہے جس نبی پر خود ان کا رب درود بھیجے اس نبی کی بارگاہ میں پتھر سلام کرتے ہیں اس نبی کی بارگاہ میں درخت اپنا سر جھکا کر سلام عرض کرتا ہے اسی لئے تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلی ارشاد فرماتے ہیں۔

سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم
پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

محبوب کی رضا

برادران اسلام! خطبہ مسنونہ کے بعد میں نے سورہ ضحیٰ کی یہ آیت تلاوت کی ہے **وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی** میں آیت مذکورہ کا ترجمہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں تا کہ عظمت مصطفیٰ واضح ہوجائے میں آیت کا ترجمہ آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں تا کہ شانِ مصطفیٰ ظاہر ہوجائے میں آیت کا ترجمہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں رفعت مصطفیٰ عیاں ہو

جائے، اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتا ہے اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دیگا کہ تم راضی ہوجاؤ گے۔ برادران ملت اسلامیہ، وہ تمام نعمتیں اس آیت کریمہ میں شامل ہیں جو دنیا میں ملی ہیں اور آخرت میں ملنے والی ہیں۔ وہ نعمتیں کیا ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن جیسی بلند و بالا کتاب عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو انبیاء کرام کا سردار بنایا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو معراج عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار فتوحات عطا کئے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو کفار پر غلبہ عطا فریا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ اسلام کی روشنی مغرب سے مشرق تک پھیلا دی اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم غیب عطا فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو بے شمار معجزات عطا کئے۔

برادران اسلام! آپ غور کریں تو پتہ چلے گا کہ آخرت میں بھی بے شمار نعمتیں اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو عطا فرمائے گا۔ حوض کوثر آپ کو ملے گا۔ مقام محمود آپ کو ملے گا۔ شفاعت کبریٰ آپ کو ملے گی، شفاعت عامہ وخاصہ آپ کو ملے گی، لواء الحمد آپ کو ملے گا، اسی لئے تو رب کائنات خود ارشاد فرماتا ہے کہ اے محبوب ہم آپ کو اتنا دیں گے اتنا دیں گے اتنا دیں گے کہ تو راضی ہوجائے گا۔

خدا کی رضا

معزز سامعین! اگر آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو پتہ چلے گا کہ ہر ایک کی تمنا یہی ہے کہ میرا رب مجھ سے راضی ہوجائے، حضرت آدم علیہ السلام گریہ وزاری کرتے رہے کہ میرا رب مجھ سے راضی ہوجائے، حضرت نوح علیہ السلام کی یہی تمنا رہی کہ میرا رب مجھ سے راضی ہوجائے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہی خواہش تھی کہ میرا رب مجھ سے راضی ہوجائے، حضرت سلیمان علیہ السلام یہی چاہتے تھے کہ میرا رب مجھ سے راضی ہوجائے، حضرت یوسف علیہ السلام کی یہی تمان تھی کہ میرا رب راضی ہوجائے، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے

اپنی جان کی قربانی پیش کردی کہ میرا رب مجھ سے راضی ہوجائے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی قربانی خدا کی راہ میں دے دی کہ میرا رب راضی ہو جائے، خلفائے راشدین اپنی زندگی کو خدا کی راہ میں وقف کردیئے کہ ہمارا رب ہم سے راضی ہوجائے، شہداء نے اپنی جان خدا کی راہ میں قربان کردی کہ رب راضی ہو جائے، اولیاء کرام ریاضت و عبادت میں زندگی گزاردی کہ رب راضی ہوجائے، لیکن جب حبیب خدا کی بارگاہ میں جاتے ہیں تو یہاں کا نظارہ کچھ الگ نظر آتا ہے محبوبِ رب کی بارگاہ کا معاملہ کچھ الگ نظر آتا ہے یہاں تو خود رب اپنے محبوب سے مخاطب ہے کہ اے محبوب تو راضی ہوجا تو جو چاہے گا دوں گا تو جس کی شفاعت چاہے گا میں اسکو بخش دوں گا۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دوعالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

حضور کی دعا

مسلم شریف کی حدیث ہے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے گنہ گار امتی کو یاد کر کے رونے لگے، آپ کی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، آپ نے اپنا دست مبارک بلند کیا آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں رب کی بارگاہ میں پھیلا دیا اپنی امت کی حق میں دعا فرماتے رہے اور روتے رہے اور اپنی زبان مبارک سے کہتے تھے **اَللّٰھُمّ اغْفِرْلِیْ اُمّتی اُمّتی** اے اللہ میری امت کی مغفرت فرمادے، اے اللہ میری امت کو بخش دے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چشم مبارک سے ساون بھادوں کی طرح آنسو بہہ رہے تھے اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم دیا کہ جا کر میرے محبوب سے رونے کا سبب دریافت کر و، رونے کی وجہ دریافت کرو، میرے محبوب سے کہو کہ رونے کی وجہ کیا ہے؟ حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ دلوں کے راز سے آگاہ ہے، حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ دلوں کے بھید سے آگاہ ہے اللہ

تبارک وتعالیٰ دانائے غیوب ہے لیکن محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ اپنے محبوب کی زبان پاک سے سننا چاہتا ہے اللہ کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زبان مبارک سے غم امت کا اظہار فرمایا حضرت جبرئیل نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا اے پروردگار آپ کے حبیب کو غم امت نے رلایا آپ کے نبی کی آنکھوں میں آنسو امت کے لئے ہے پروردگار عالم نے حضرت جبرئیل سے فرمایا اے جبرئیل جاؤ اور میرے محبوب سے کہہ دو کہ امت کے بارے ان کو راضی کرلیں گے امام احمد رضا فاضل بریلی ارشاد فرماتے ہیں

واللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

کعبہ کا کعبہ

محترم حضرات! آپ اور ہم حضور کے مقام کیا پہچان سکتے ہیں حضور کی عظمت کو کیا جان سکتے ہیں جگہ جگہ قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ نے حبیب کا مقام بلند کیا ہے جگہ جگہ قرآن مقدس میں حضور کی عظمت بیان کی گئی ہے قرآن میں جگہ جگہ حضور کی شان ظاہر کی گئی ہے قرآن مقدس میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ’’ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تم کو پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے، ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف‘‘ برادران ملت اسلامیہ! اس آیت کریمہ بظاہر قبلہ بدلنے کا حکم ہو رہا ہے اس آیت کریمہ میں بظاہر قبلہ بدلنے کا حکم دیا جا رہا ہے مگر ایمانی نظر سے دیکھا جائے، حقیقت میں ڈوب کر دیکھا جائے، معرفت سے وابسطہ ہو کر دیکھا جائے تو اس آیت کریمہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان ظاہر ہو رہی ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقام بلند ہو رہا ہے حضور کی عظمت ظاہر ہو رہی ہے حضور کی رفعت عیاں ہو رہی ہے اس لئے کہ تمام انسانوں کا کعبہ مسجد حرام ہے لیکن مسجد حرام کا کعبہ حضور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

ذات گرامی ہے اسی لئے تو امام احمد رضا فاضل بریلی ارشاد فرماتے ہیں۔

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

میں آپ کو بتا تا چلوں کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے نماز میں اپنا رخ انور بیت المقدس کی طرف کیا کرتے تھے یہود ونصاریٰ کا بھی قبلہ یہی تھا اس بات پر یہودی طعنہ دیا کرتے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو تمام احکام میں ہماری مخالفت کرتے ہیں مگر ہمارے قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں اس اعتراض کی وجہ سے اس طعنہ کی وجہ سے حضور کو رنج ہوا کرتا تھا اور دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ کعبہ کا معمار حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں کعبہ کو بنانے والے حضرت ابراہیم ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ابراہیمی ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اس لئے حضور کی خواہش تھی کہ مسجد حرام قبلہ ہو جائے ایک دن حضور نے حضرت جبرئیل سے فرمایا اے جبرئیل! میرا دل چاہتا ہے کہ خانہ کعبہ قبلہ ہو جائے اور خانہ کعبہ کی طرف نماز پڑھوں حضرت جبرئیل نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں تو بندہ الٰہی ہوں میں تو آپ کا غلام ہوں آپ اللہ کے حبیب ہیں آپ اللہ کے محبوب ہیں آپ کی دعا رد نہیں کی جاتی ہے بلکہ قبول کی جاتی ہے یہ کہہ کر حضرت جبرئیل تشریف لے گئے سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وحی کے انتظار میں آسمان کی طرف بار بار سر اٹھا کر دیکھنا شروع کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کو یہ محبوبانہ انداز بہت پسند آیا اور فرمایا اے محبوب ہم تمہاری پیاری پیاری ادا کو دیکھ رہے ہیں اے محبوب ہم بار بار آپ کا سر اٹھانا دیکھ رہے ہیں اچھا اے محبوب ہم اسی کو قبلہ بنا دیتے ہیں جسے آپ پسند فرمائیں ہم اسی کو آپ کا قبلہ بنا دیتے ہیں جسے آپ کا دل چاہتا ہے، اب اپنا رخ اسی جانب کر لیجئے جو قبلہ آپ کو پسند ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حالت نماز میں اپنا چہرہ اقدس بیت المقدس سے

مسجد حرام کی طرف کر لئے اور سارا زمانہ اس خانہ کعبہ کی طرف پھر گیا۔

دودھ پیتا بچہ بول پڑا

محترم حضرات نزہۃ المجالس کے حوالے سے یہ واقعہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اس واقعہ سے آپ کو بخوبی انداز ہو جائے گا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب کو کتنا بلند مقام عطا کیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی کو کتنا اونچا مقام عطا کیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول کو کتنی عظمت عطا کی ہے ایک مرتبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چاہنے والوں کی جھرمٹ میں جلوہ بار تھے جان نثاروں کے ہجوم میں تشریف فرما تھے رشد و ہدایت کے ستاروں کے درمیان شمع رسالت ضوفگن تھے صحابہ کرام آپ کے رخ زیبا کی زیارت سے شرف یاب ہو رہے تھے کہ ایک مشرکہ عورت کا گزر اس طرف ہوا اس عورت کی گود میں ایک دو ماہ کا دودھ پیتا بچہ تھا جب اس شیر خوار بچے کی نگاہ رخِ نبی پر پڑی تو بڑی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ وہ بچہ بول پڑا **السلام علیك یا رسول اللہ و یا اکرم خلق اللہ** اس شیر خوار بچے کی ماں نے جب یہ ماجرا دیکھا اس مشرکہ عورت نے جب اس بچے کو بولتے دیکھا اس بچے کی ماں نے بچے کی زبان سے اتنی فصیح گفتگو سنی تو حیران رہ گئی اور بولی میرا بیٹا، میرا لخت جگر، میرا دل کا سکون، یہ بتا یہ گفتگو کرنا تجھ کو کس نے سکھایا یہ کلام کرنا تجھے کس نے سکھایا یہ اللہ کے رسول ہیں تجھے کس نے بتایا اتنا سنکر بچہ مسکرانے لگا اور بولا اے ماں یہ کلام کرنا مجھے اسی اللہ نے سکھایا ہے جس نے تمام انسانوں کو پیدا کیا ہے مجھے اس اللہ نے سکھایا ہے جو تمام انسانوں کو بولنے کی قوت گویائی عطا فرمائی یہ دیکھ میرے سر پر جبرئیل امین کھڑے ہیں جو مجھے بتا رہے ہیں کہ یہ اللہ کے رسول ہیں جب اس مشرکہ عورت نے یہ ماجرا دیکھا جب اس مشرکہ عورت نے رسول اعظم کا اعجاز دیکھا جب اس مشرکہ عورت نے رسول کائنات کا مقام دیکھا فوراً

کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہوگئی۔ پھر سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا اے بیٹا تیرا نام کیا ہے؟ اس شیرخوار بچے نے کتنا پیارا جواب دیا اے اللہ کے رسول میری ماں کے نزدیک میرا نام عبدعزی ہے لیکن اللہ کے نزدیک میرا نام عبدالعزیز ہے۔ (سبحان اللہ)

لن ترانی

محترم سامعین! جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو توریت عطا کرنا چاہا تو کوہ طور پر بلا کر عطا کیا عظمت مصطفیٰ ملاحظہ فرمائیے، مقام مصطفیٰ ملاحظہ فرمائیے رفعت مصطفیٰ ملاحظہ فرمائیے کہ جب قرآن عطا کرنا ہوا تو کسی ایک جگہ بلا کر قرآن نہ دیئے، کسی ایک جگہ بلا کر قرآن عطا نہ کئے بلکہ حضور جہاں تشریف فرمائیں وہیں قرآن نازل ہورہا ہے اگر آپ غارحرا میں ہیں تو جبرئیل قرآن لیکر وہیں آرہے ہیں اگر آپ مکہ کی گلیوں میں ہیں تو قرآن وہیں نازل ہورہا ہے اگر مسجد نبوی میں ہیں تو جبرئیل قرآن لیکر وہیں آرہے ہیں اگر آپ سفر میں ہیں تو قرآن وہیں نازل ہورہا ہے اگر آپ جنگ جہاد میں ہیں تو جبرئیل قرآن لیکر وہیں آرہے ہیں اگر آپ خدیجۃ الکبریٰ کے بستر اقدس میں آرام فرما ہیں تو قرآن وہیں نازل ہورہا ہے اگر آپ بازار میں ہیں تو قرآن وہیں نازل ہورہا ہے اگر آپ مکہ میں ہیں تو سورتیں وہیں نازل ہورہی ہیں اور مکی کہلاتی ہیں اگر آپ مدینہ میں تو سورتیں وہیں نازل ہو رہی اور مدنی کہلاتی ہیں یہ ہے عظمت مصطفیٰ کہ جہاں محبوب ہوتے ہیں قرآن وہیں بھیجا جا رہا ہے۔

محترم حضرات! تاریخ کا مطالعہ کیجئے تو معلوم ہوگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے عرض کیا اے اللہ مجھے اپنا جلوہ دکھا اللہ عزوجل شانہ نے ارشاد فرمایا **لن ترانی** اے موسیٰ تم مجھے دیکھ نہیں سکتے اے موسیٰ تم میں اتنی تاب نہیں کہ میری تجلیوں کو

برداشت کرسکو اے موسیٰ تجلیات الٰہی کو برداشت نہ کرپاؤ گے جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اصرار کئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک ہلکی سی جھلک کوہ طور پر ڈالی موسیٰ علیہ السلام برداشت نہ کرسکے موسیٰ علیہ السلام تاب نہ لاکر بے ہوش ہوگئے اب آیئے بارگاہ مصطفیٰ میں، اب آیئے بارگاہ رسالت میں معراج کی رات اللہ تبارک وتعالیٰ خود اپنے محبوب کو اپنے قریب بلاتا ہے اپنے محبوب کو جلوہ دکھانے کے لئے اپنے پاس بلاتا ہے اپنے محبوب کو اپنا دیدار کرانے کے لئے اپنی بارگاہ میں بلاتا ہے اور ارشاد ربانی ہے، **یَا اَحْمَدُ اُدْنُ مِنِّیْ** اے میرے محبوب اور میرے قریب ہوجاؤ اے میرے محبوب اور میرے قریب ہوجاؤ وہاں موسیٰ علیہ السلام اصرار کررہے تھے اے میرے رب مجھے اپنا جلوہ دکھا اور یہاں خود اللہ تعالیٰ کہتا ہے اے میرے محبوب مجھ سے اور قریب ہوجاؤ وہاں موسیٰ علیہ السلام ایک جھلک برداشت نہ کرسکے بے ہوش ہوگئے اور یہاں معاملہ یہ ہے کہ حضور فرماتے ہیں **رَاَیْتُ رَبِّیْ بِعَیْنِیْ رَاسِیْ** ۔ میں نے اپنے رب کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا وہاں موسیٰ جھلک دیکھ کر بے ہوش ہوگئے اور یہاں سراپا ذات اقدس کو دیکھنے کے بعد آنکھیں نہیں چندھیا رہی ہیں قرآن فرماتا ہے **مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی**۔ اسی لئے تو امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان ارشاد فرتے ہیں۔

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوش لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

جانور کی گواہی

مدینہ منورہ سے کچھ دور دیہات کے علاقے میں ایک چرواہا تھا اس کا پیشہ بکریاں پالنا تھا وہی اسکی معاش زندگی تھی اس سے ہی اسکی روزی روٹی چلتی تھی ایک دن ایک بھیڑیا آیا اور اسکی ایک بکری پکڑ کر لے گیا وہ چرواہا اس کا پیچھا کیا وہ چرواہا اس کا تعاقب کیا بکری کو

بھیڑیا سے چھین لایا جب چرواہا اس بھیڑیئے سے اپنی بکری چھین لیا تو بھیڑیا نے فصیح انداز میں گفتگو کرنے لگا عربی زبان میں بات کرنے لگا عربی زبان میں بات کرتے ہوئے اس نے چرواہے کو مخاطب کیا اور کہنے لگا مجھے رزق ملی تھی جس سے میں اپنا پیٹ بھرتا جس کو میں اپنا نوالہ بناتا جسکو میں کھاتا مگر افسوس تم نے میرا رزق چھین لیا تم نے میرا نوالہ چھین لیا چرواہے نے جب دیکھا کہ ایک بھیڑیا بہترین انداز میں گفتگو کررہا ہے فصیح انداز میں بات کررہا ہے تو بڑا حیران ہوا اور تعجب کرنے لگا بھیڑئے نے پھر گفتگو شروع کی اور کہا کہ تم اس بات سے تعجب کررہے ہو کہ میں بھیڑیا ہو کر گفتگو کررہا ہوں بھیڑیا ہو کر تم سے باتیں کررہا ہوں کیا میں تم کو اس سے بھی زیادہ تعجب والی بات نہ بتاؤں اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز بات نہ بتاؤں چرواہا نے پوچھا تم بھیڑیا ہو کر گفتگو کررہے ہو اس سے بھی زیادہ تعجب والی بات کیا ہے؟ بھیڑیا نے کہا سنو اس سے زیادہ تعجب والی بات یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں آخری نبی تشریف لا چکے ہیں، مدینہ منورہ میں آخری نبی مبعوث ہو چکے ہیں، مدینہ منورہ میں اللہ کے حبیب تشریف لا چکے ہیں، مدینہ منورہ میں اسلام کی دعوت دینے والے مبعوث ہو چکے ہیں ، مدینہ منورہ میں جہنم سے ڈرانے والے آچکے ہیں مدینہ منورہ میں جنت کی خوشخبری سنانے والے آچکے ہیں، مدینہ منورہ میں غیب کی باتیں بتانے والے تشریف لا چکے ہیں، مدینہ منورہ میں اگلی اور پچھلی باتوں کی خبر دینے والے آچکے ہیں مگر تم ان پر ایمان نہیں لائے ہو، وہ یہودی چرواہا بھیڑیئے کی باتیں سن کر بہت متاثر ہوا اور مدینہ منورہ آکر بارگاہ رسالت میں حاضری دے کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

معراج مصطفیٰ

برادران ملت اسلامیہ! اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو مقام اپنے حبیب کو عطا کیا ہے نہ آج تک کسی کو ملا ہے نہ صبح قیامت تک کسی کو مل سکتا ہے جو عظمت اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو

عطا کی ہے وہ کسی نبی اور رسول کو نہیں ملی، بے شک حضرت آدم علیہ السلام ابوالبشر ہیں لیکن وہ مقام نہیں مل سکا، نوح علیہ السلام نجی اللہ ہیں لیکن وہ عظمت نہیں مل سکی، بے شک ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں لیکن وہ مرتبہ نہیں مل سکا، بے شک اسماعیل علیہ السلام ذبیح اللہ ہیں لیکن وہ رفعت نہیں مل سکی، بے شک حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں لیکن وہ رتبہ حاصل نہ ہو سکا، بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں لیکن وہ مقام حاصل نہ ہو سکا، جو مقام اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کو عطا کیا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر نبی کو معراج عطا کی ہے آدم علیہ السلام کو معراج نصیب ہوئی تو اسی دھرتی پر جب ان کی توبہ قبول ہوئی، نوح علیہ السلام کو معراج ہوئی تو اسی زمین پر جب ان کی کشتی جودی پہاڑ پر لگی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معراج ہوئی تو اسی آسمان کے نیچے جب ان پر آتش نمرود گلزار بن گئی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو معراج ہوئی تو اسی زمین پر جب ان کی گردن مبارک پر چھری چلائی گئی۔ موسیٰ علیہ السلام کو معراج ہوئی تو اسی سرزمین پر جب کوہ طور پر ان کو توریت ملی لیکن قربان جائیے عظمت مصطفیٰ پر قربان جائیے معراج مصطفیٰ پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب کو معراج عطا کیا تو مکہ کی گلیوں میں نہیں، مدینہ کی گلیوں میں نہیں، عرب کی سرزمین پر نہیں اس دار گیتی پر نہیں۔ کوہ فاران میں نہیں، غار حرا میں نہیں، طائف کے بازار میں نہیں، مسجد نبوی میں نہیں۔ بیت المقدس میں نہیں بلکہ آسمان سے آگے، سدرہ سے آگے، لوح وقلم سے آگے، کہکشاں سے آگے عرش وکرسی سے آگے مکاں سے آگے لامکاں سے آگے قرب خاص میں معراج سے نوازا گیا۔ محترم سامعین! یہ ہے عظمت مصطفیٰ، یہ ہے معراج مصطفیٰ۔

ملک الموت کو اجازت

محترم سامعین! موت کا نام سنکر بڑے بڑے پہلوان کا پتہ پانی ہو جاتا ہے بڑے بڑے حکمراں موت سے گھبراتے ہیں، موت کا نام سنکر کتنے کو پسینہ چھوٹ جاتا ہے، موت

ایک ایسی چیز ہے جو کسی کو بتا کر نہیں آتی لاکھ جتن کرنے کے باوجود موت ٹلتی نہیں ہے، موت سے کسی کو انکار نہیں ہے، موت جب آتی ہے کسی سے اجازت نہیں لیتی ہے آپ تاریخ کا مطالعہ کریں آپ کتابوں کا مطالعہ کریں، آپ احادیث کا مطالعہ کریں آپ تفاسیر کا مطالعہ کریں تو پتہ چلے گا کہ اس دارگیتی میں ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیاءکرام تشریف لائے ہیں لیکن موت کسی سے اجازت نہ چاہی بڑے بڑے بڑے حکمراں پیدا ہوئے جس کی حکومت کا سکہ دنیا میں رائج تھا لیکن موت نے اجازت نہ مانگی بڑے بڑے دانشوراور فلاسفی پیدا ہوئے موت آئی اور روح قبض کر کے لے گئی محترم سامعین! آپ قربان جائیے عظمت مصطفیٰ پر ،آپ قربان جائے مقام مصطفیٰ پر، مشہور زمانہ کتاب مواہب لدنیہ کے حوالے سے بتانا چاہتا ہوں کہ جب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کا وقت قریب آیا جب اپنے مالک حقیقی سے ملنے کا وقت قریب آیا تو ملک الموت حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ بارگاہ رسالت میں بصد ادب حاضر خدمت ہوئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دست بستہ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم یہ ملک الموت آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہے اور آپ سے اجازت طلب کرتا ہے۔ حضور! آج تک اس نے کبھی کسی سے اجازت نہ لی اور نہ آج کے بعد کسی سے اجازت طلب کرے گا حضور! اگر آپ اجازت دیں تو اپنا کام کرے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اے جبرئیل ملک الموت کو آنے دو ملک الموت آگے بڑھ کر عرض کرنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے آپ کی بارگاہ میں بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ میں آپ کا ہر حکم مانوں میں آپ کا حکم بجالاؤں اگر آپ اجازت دیں تو آپ کی روح قبض کروں ورنہ واپس چلا جاؤں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور! اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی لقا چاہتا ہے حضور! اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کا وصال چاہتا ہے اتنا سننے کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ملک الموت تمہیں

اجازت ہے۔

درختوں پر حکمرانی

معزز سامعین کرام! اگر آپ کتاب کا مطالعہ کریں اگر احادیث کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حکمرانی آسمان پر بھی ہے حضور کی حکمرانی زمین پر بھی ہے حضور کی حکومت دریا کے موجوں پر بھی ہے حضور کی حکمران پہاڑوں پر بھی ہے حضور کی حکومت درندوں پر بھی ہے حضور کی حکمرانی شجر وحجر پر بھی ہے آئیے میں آپ کو ایک واقعہ بتاؤں کہ آپ کو پتہ چل جائے کہ حضور کی حکمرانی درختوں پر بھی ہے مشہور کتاب حجۃ اللہ العالمین میں بیان ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے محمد! اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو کوئی نشانی بتائیے اگر آپ اللہ کے نبی ہیں تو کوئی نشانی دکھائیے اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو کوئی معجزہ دکھائیے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اچھا کوئی نشانی دیکھنا چاہتے ہو کوئی معجزہ دیکھنا چاہتے ہو تو جاؤ سامنے جو درخت نظر آرہا ہے اس سے جاکے کہو تمہیں اللہ کے رسول نے بلایا وہ شخص اس درخت کے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے اے بے جان درخت تم کو اللہ کے رسول نے بلایا ہے اتنا سننا تھا کہ وہ درخت عشق رسول میں جھومنے لگا درخت اپنی قسمت پر ناز کرنے لگا درخت اپنے مقدر پر ناز کرنے لگا کہ میں لاکھوں درختوں میں سے ہوں جس پر نبی کی نگاہِ انتخاب پڑی ہے عشق رسول میں درخت دائیں جھومنے لگا بائیں جھومنے لگا آگے جھومنے لگا اور اپنی جڑ سے اکھڑ کر بارگاہ رسالت کی جانب رواں دواں ہو گیا رسول اعظم کی خدمت میں پہونچ کر درخت نے عرض کیا **السَّلامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ** ۔ وہ شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا حضور آپ درخت کو حکم دیں تاکہ وہ اپنی جگہ چلا جائے حضور نے حکم دیا تو وہ درخت اپنی جگہ پر جاکر قائم ہو گیا یہ معجزہ دیکھ کر وہ شخص مسلمان ہو گیا۔

معزز سامعین کرام !رسول کی عظمت سے کون انکار کر سکتا ہے رسول کی رفعت سے کون انکار کر سکتا ہے رسول کے مقام سے کون انکار کر سکتا ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رسول ہماری طرح بشر ہیں کچھ نادان کہتے ہیں رسول ہماری طرح انسان ہیں آپ تاریخ کا مطالعہ کیجئے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور کا جائزہ لیجئے قریش عرب دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ حضور کو بشر کہنا کفار کی عادت ہے حضور کو بشر ابوجہل نے کہا حضور کو بشر ابولہب نے کہا رسول کو بشر کفار عرب نے کہا فی زمانہ رسول کو بشر وہابی کہتے ہیں فی زمانہ رسول کو بشر بدمذہب کہتے ہیں فی زمانہ رسول کو بشر گستاخان رسول کہتے ہیں کان کھول کر سن لے جس نے رسول کو اپنی طرح کہا وہ اندھا ہے جس نے رسول کو اپنی طرح کہا اس کا دل سیاہ ہو چکا ہے، جس نے رسول کو اپنی طرح کہا وہ گمراہ ہے جس نے رسول کو اپنی طرح کہا اسکی عقل مفلوج ہو چکی ہے جو رسول کو اپنی طرح کہے وہ خبط الحواس ہے، جو رسول کو اپنی طرح کہے وہ دیوانہ اور پاگل ہے آسی چیلنج کے ساتھ کہتا ہے کہ سنو رسول بشر ہیں اور ضرور ہیں لیکن عام بشر نہیں وہ افضل البشر ہیں وہ ہماری طرح ہرگز نہیں ہیں جہاں تمام انسانوں کی بشریت ختم ہو جاتی ہے جہاں تمام انسانوں کی انسانیت ختم ہو جاتی ہے وہاں رسول کی بشریت رہنمائی کرتی ہے وہ محسن انسانیت کی انسانیت رہبری کرتی ہے رسول کو اپنی طرح بشر کہنے والو آؤ جبرئیل کی بارگاہ رسول کو اپنی طرح کہنے والو آؤ مقام رسول جبرئیل سے دریافت کرو، رسول کو اپنی طرح کہنے والو جبرئیل سے حضور کی عظمت پوچھو، رسول کو اپنی طرح کہنے والو حضرت جبرئیل سے حضور کا رتبہ پوچھو آؤ آؤ جبرئیل سے پوچھو کہ اے جبرئیل تم نے حضرت آدم علیہ السلام کی گریہ وزاری کو دیکھا، نوح علیہ السلام کی عظمت کو دیکھا، موسیٰ علیہ السلام کے جلال کو دیکھا داؤد علیہ السلام کے کمال کو دیکھا، یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کو دیکھا، سلیمان علیہ

السلام کی حکومت کو دیکھا۔ ایوب علیہ السلام کے صبر کو دیکھا، زکریا علیہ السلام کی خاموشی کو دیکھا۔ عیسیٰ علیہ السلام کی مسیحیت کو دیکھا، ابراہیم علیہ السلام کی شان و شوکت کو دیکھا اسماعیل علیہ السلام کی ایثار و قربانی کو دیکھا صدیق اکبر کی صداقت کو دیکھا فاروق اعظم کی عدالت کو دیکھا عثمان غنی کی سخاوت کو دیکھا حضرت علی کی شجاعت کو دیکھا کیا کسی کو رسول عربی کی طرح پایا تو سدرہ کے مکیں جبرئیل امیں یوں بول پڑے۔

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پائے کا نہ پایا
تجھے اک نے اک بنایا

پھر تم جبرئیل سے پوچھو اے جبرئیل معاملہ کی وضاحت کرو، بیان کو واضح کرو تم نے کسی کو رسول کی طرح نہ پایا۔ کیا اپنے آپ کو رسول کی طرح سمجھتے ہو یا رسول کو اپنی طرح کہتے ہو جبرئیل نے جواب دیا اے نادان! ہوش سے بات کرنہ میں اپنے کو رسول کی طرح سمجھتا ہوں نہ رسول کو اپنی طرح جانتا ہوں کیا تم کو معلوم نہیں کیا معراج کا واقعہ تم نے سنا نہیں کیا تم معراج کے وقعہ سے واقف نہیں ہو کیا تم معراج کے واقعہ کو نہیں جانتے ہو جب معراج کی رات میں سدرۃ المنتہی پر رک گیا اور رسول آگے بڑھنے لگے اور میں وہیں رکا رہا کیونکہ

اگر یک سرموئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

یا رسول اللہ! اگر میں بال کے سر کے برابر بھی آگے بڑھوں تو اللہ تبارک و تعالی کی تجلیاں میرے پروں کو جلا ڈالیں گی اگر میں رسول کو اپنی طرح سمجھتا تو رسول کو آگے بڑھنے سے منع کر دیتا اور یہ کہتا یا حبیب اللہ آپ آگے نہ جائیں ورنہ میرے پروں کی طرح آپ کا جسم بھی جل جائے گا اگر میں اپنے آپ کو رسول کی طرح سمجھتا تو جس طرح رسول اکرم سدرہ سے آگے

بڑھے میں بھی بڑھ جاتا اے نادان انسان نہ میں رسول کو اپنی طرح سمجھتا ہوں نہ اپنے آپ کو
رسول کی طرح جانتا ہوں پر اتنا جانتا ہوں کہ جہاں میرا مقام ختم ہو جاتا ہے رسول کا مقام
وہاں سے شروع ہوتا ہے میں تو اتنا جانتا ہوں کہ رسول حاکم ہیں اور میں محکوم میں اتنا جانتا
ہوں کہ رسول آقا ہیں اور میں ان کا غلام ہوں۔

توریت میں ذکر مصطفیٰ

معزز سامعین! یہ تو عظمت مصطفیٰ ہے کہ انجیل میں حضور کا ذکر ہے زبور میں بھی
حضور کا ذکر ہے توریت میں بھی حضور کا ذکر ہے علامہ عبد الرحمٰن جامی اپنی کتاب
''**شواھدالنبوۃ**'' میں بیان کرتے ہیں کہ کعب الاحبار کا کہنا ہے کہ میرے والد گرامی مجھے
توریت پڑھایا کرتے تھے میرے والد مجھے توریت کی تعلیم دیا کرتے تھے میں اپنے والد سے
توریت کی تعلیم لیا کرتا تھا میں نے دیکھا کہ میرے والد نے توریت کا حصہ اپنے صندوق میں
بند کر دیا ہے میں نے مشاہدہ کیا کہ میرے والد توریت کے کچھ اوراق صندوق میں مقفل کر دیا
ہے میں نے اپنے والد سے اس کے بارے میں کبھی سوال نہیں کیا اس کے بارے کبھی پوچھا
نہیں اس کے بارے کبھی تفتیش نہیں کیا لیکن جب میرے والد کا انتقال ہو گیا جب میرے
والد اس دنیا سے رخصت ہو گئے جب میرے والد نے وفات پائی تو میرے دل میں یہ خیال
پیدا ہوا کہ صندوق کھول کر دیکھوں دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ توریت کے ان صفحات کا
مطالعہ کروں دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ توریت اس حصے کا مطالعہ کروں جو میرے والد نے
صندوق میں بند کر کے رکھے تھے جب میں صندوق کا تالا کھولا اور توریت کے ان اوراق کا
مطالعہ کیا ان اوراق کو پڑھا تو اس میں لکھا تھا آخری زمانہ میں ایک نبی آئے گا اس کی زلفیں
ہوں گی آخری زمانے میں ایک نبی آئے گا وہ وضو کریں گے آخری زمانے میں ایک نبی آئے
گا وہ کمر میں پٹکا باندھے گا اس نبی کی جائے پیدائش مکہ معظمہ میں ہوگی وہ آخری نبی مکہ سے

مدینہ منورہ ہجرت کرے گا اسکی امت اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے گی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی
تسبیح بیان کرے گی جب اسکی امت بروز محشر قبروں سے اٹھیں گی تو وضو کی برکت سے ان کے
ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے۔

مقام مصطفیٰ

برادران اسلام قاضی عیاض اندلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ''کتاب الشفا''
میں بیان فرماتے ہیں کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا حبیب بنایا اللہ تعالیٰ نے حضور کی حیات مبارکہ کی قسم کھائی، حضور کی
شریعت کے ذریعہ ماقبل کی شریعتوں کو منسوخ فرمایا۔ آپ کو عروج و بلندی عطا فرمائی معراج
میں آپ کی کمال حفاظت فرمائی یہاں تک کہ آپ نے کسی کی طرف آنکھ نہ پھیری اللہ تعالیٰ
نے حضور کو تمام بنی آدم کا نبی بنایا۔ گنہ گاروں کی شفاعت کرنے والا بنایا آپ کو اولاد آدم کا
سردار بنایا اللہ نے اپنے ذکر کو حضور کے ذکر کے ساتھ ملایا اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کو حضور کی
رضا کے ساتھ ملایا اور آپ کی ذات کو عقیدہ توحید کا ایک رکن قرار دیا۔ اللہ نے حضور کے
ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا اللہ تعالیٰ نے حضور کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ
نے حضور کو بے شمار نعمتوں سے نوازا جس کا کوئی جواب نہیں بلاشبہ آپ کا علم لا جواب، آپ کا
حلم لا جواب، آپ کا تواضع لا جواب، آپ کی انکساری لا جواب، آپ کا جود و کرم لا جواب،
آپ کی شجاعت لا جواب، آپ کا وقار لا جواب، آپ کا حسن ادب لا جواب، آپ کا حسن
معاشرت لا جواب اور آپ کا حسن اخلاق جس کا کوئی جواب نہیں۔

امام الانبیا

اللہ تبارک وتعالیٰ نے بے شمار فضائل حضور کو عطا کئے ہیں بے شمار کمالات سے حضور
کو نوازا ہے نبوت کا تاج آپ کے سر ہے۔ رسالت کا تاج آپ کے سراقدس پر رکھا گیا ہے

۔محبوبیت کا مقام آپ کو ہی حاصل ہے۔ رویت باری تعالیٰ اور قرب ونواحی کے منزل پر آپ
ہی فائز ہیں۔ شفاعت عصیاں کا سہرا آپ کے سر مبارک پر ہے۔ وسیلہ آپ کو حاصل ہے۔
مقام محمود کا مالک آپ کو ہی بنایا گیا ہے۔ براق معراج کی سواری کا شرف آپ کو ہی حاصل
ہے۔ ساری کائنات کی طرف مبعوث آپ کو ہی کیا گیا ہے۔ انبیاء کرام اور انکی امتوں کی
گواہی کے لئے آپ کو ہی مقرر کیا گیا ہے۔ بنی آدم کی سرداری آپ کو ہی ملی ہے۔ لواء الحمد
آپ کے ہی دست اقدس میں ہوگا۔ مالک عرش وفرش کا قرب صرف آپ کو ہی حاصل ہے
ساری کائنات کے لئے رحمت صرف آپ ہی ہیں حوض کوثر کا مالک آپ کو ہی بنایا گیا ہے۔
تمام نعمت آپ کو ہی قرار دیا گیا ہے۔ اگلوں پچھلوں کی مغفرت کا باعث آپ کو ہی بنایا گیا
ہے۔ صاحب سکینہ آپ ہی ہیں۔ تائید ملائکہ آپ ہی ہیں صاحب کتاب آپ ہی ہیں۔
صاحب قرآن آپ ہی ہیں فرشتے کا درود بھیجنا آپ پر ہی ہے رب کا درود بھیجنا آپ پر ہی
ہے اور تمام انبیاء کرام کی امامت کر کے امام الانبیاء بننا آپ ہی کی شایانِ شان ہے۔

جنت حرام

محترم حضرات! معراج النبوۃ میں ذکر ہے کہ جب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
سلم کے وصال کا وقت قریب ہوا جب حضور کا آخری وقت آیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام
بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم آج
آپ اپنے معبود حقیقی سے ملنے جارہے ہیں آج آپ مالک حقیقی سے ملنے جارہے ہیں آپ
کے استقبال کے لئے آسمان کو سجایا جارہا ہے آپ کے استقبال کے لئے آسمان پر تیاریاں ہو
رہی ہے اللہ تعالیٰ نے مالک جہنم کو حکم دیا ہے آج میرے محبوب کی آمد ہے آتش جہنم کو بجھا دو
جنت کی حوروں کو حکم دیا ہے کہ اپنے آپ کو بناؤ سنگار کروا پنے آپ کو آراستہ کرو سب فرشتوں
کو حکم دیا گیا ہے کہ میرے حبیب کی تعظیم کے لئے صف باندھ کر کھڑے ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ

کی طرف سے مجھے حکم ہے کہ میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر یہ خوشخبری آپ کو سناؤں اور
آپ کو یہ بشارت دوں کہ تمام انبیاء کرام اور ان کی امتوں پر جنت حرام ہے جب تک کہ آپ
اور آپ کے امتی جنت میں داخل نہ ہو جائے اور بروز محشر اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی امت پر
آپ کے صدقے اس قدر مغفرت کی بارش فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

نبی کی بشریت

محترم حضرات! آپ غور کیجئے تو پتہ چلے گا کہ نبی کی بشریت میں بھی ہزار ہا حکمتیں
پوشیدہ ہیں نبی بشر ہیں اور افضل البشر ہیں آپ تاریخ کا مطالعہ کیجئے تو معلوم ہوگا کہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام نے صرف چند معجزے دکھائے، بغیر باپ کے پیدا ہونا مردوں کو زندہ کرنا اور
بیماروں کو شفا دینا یہ معجزات دیکھ کر ان کی قوم ان کو ابن اللہ کہنے لگی ان کی قوم ان کو اللہ کا بیٹا کہہ
کر پکارنے لگی یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام سے معجزہ دیکھا تو خدا کا بیٹا کہنے لگے
ہمارے نبی نے تو ہزاروں معجزات دکھائے آیئے میں آپ کو قرآن کے حوالے سے حضرت
ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ سناؤں تاکہ یہ بشریت کی حکمت اور فلسفہ اور واضح ہو جائے جب
حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمرود سے کہا کہ اے نمرود! باطل معبودوں کی پوجنا
چھوڑ دے باطل خداؤں کو ماننا چھوڑ دے جھوٹے خداؤں کے سامنے اپنی پیشانی مت جھکا
بلکہ ایک اللہ کی عبادت کر اپنی پیشانی کو خدائے قدوس کی بارگاہ میں جھکا دے نمرود نے کہا
اے ابراہیم تیرا خدا کون ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا میرا خدا وہ ہے جو
مردوں کو زندہ کرتا ہے اور زندوں کو موت دیتا ہے نمرود نے اپنے جیلر کو حکم دیا قید خانے سے
دو ایسے قیدی لیکر آؤ جس میں سے ایک کے نام پھانسی کا حکم ہو چکا ہو اور دوسرے کو رہائی کا
پروانہ مل چکا ہو جیلر جب دونوں کو حاضر کیا تو نمرود نے اسکو قتل کا حکم دیا جسکو رہائی مل چکی تھی،
اور اسکو رہا کر دیا جس کو پھانسی کا حکم مل چکا تھا، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مخاطب ہوا

کہ ایسا کام تو میں بھی کرسکتا ہوں پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا میرا رب وہ ہے جو سورج کو پورب سے نکالتا ہے اگر تو خدا ہے تو سورج کو پچھّم سے نکال کر بتا نمرود یہ سوال سنکر ہکا بکا ہو گیا اور لاجواب ہو گیا۔

محترم سامعین !اب میں آپ کا ذہن اس جانب متبادر کرنا چاہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے پچھّم سے ڈوبا ہوا سورج نکالا تو کوئی یہ نہ سمجھے کہ پچھّم سے سورج نکالنے والا خدا ہے اس لئے حضور نے فرمایا معجزات کو دیکھ کر مجھے خدا نہ سمجھنا چاند کا دوٹکڑا کردوں تو مجھے خدا نہ سمجھنا کنکریاں مجھ سے گفتگو کرے تو مجھے خدا مت سمجھنا پانی کے چشمے جاری کردوں تو مجھے خدا نہ سمجھنا آسمان کا سیر کروں تو مجھے خدا نہ سمجھنا۔ جنت کا مشاہدہ کروں تو مجھے خدا نہ سمجھنا۔ مردوں کو زندہ کردوں تو مجھے خدا نہ سمجھنا میں تو بشر ہوں اللہ نے مجھے نبی بنایا ہے میں تو بشر ہوں اللہ نے مجھے بلند مقام عطا فرمایا ہے میرے معجزات کو دیکھ مجھے خدا کا بیٹا نہ کہنا میرے معجزات کو دیکھ کر مجھے خدا نہ سمجھنا میں تمہاری طرح بشر ہوں خدا کا محبوب ہوں دونوں جہاں کا نبی ہوں۔ اعلیٰ حضر امام احمد رضا علیہ الرحمۃ و الرضوان فرماتے ہیں

واجب میں عبدیت کہاں ممکن میں یہ قدرت کہاں
حیراں ہوں میں یہ بھی خطا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

آستین میں کبوتر

جامع المعجزات میں یہ واقعہ بیان ہے کہ ایک اعرابی اپنی آستین میں کچھ چھپا کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے محمد !اگر تو بتا دے کہ میری آستین میں کیا ہے تو میں تجھے نبی مان لوں گا اگر تو بتا دے کہ میری آستین میں کیا ہے تو میں تم کو اللہ کا رسول مان لوں گا اللہ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کیا تم ایمان لاؤ گے؟ کیا تم دائرہ اسلام

میں داخل ہو جاؤ گے کیا تم اسلام کے پیروکار بن جاؤ گے؟ اس اعرابی نے کہا ہاں میں دائرہ اسلام میں داخل ہو جاؤں گا ہاں میں مسلمان ہو جاؤں گا سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سنو! تم ایک جنگل سے گزر رہے تھے تم ایک جنگل پار کررہے تھے تم نے ایک درخت پر گھونسلا دیکھا اس گھونسلے میں کبوتر کے دو بچے تھے تم نے دونوں بچوں کو پکڑ لیا ان بچوں کی ماں نے دیکھا کہ تم بچوں کو پکڑ لئے ہو تو بچوں پر گر پڑی تم نے اسکی ماں کو بھی پکڑ لیا اس وقت تمہاری آستین میں دونوں بچے اور اسکی ماں ہے اتنا سننا تھا کہ وہ اعرابی حیران ہو گیا اور فوراً پکار اٹھا **اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ** اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

سب کمالات کے مالک

محترم حضرات !رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جامع الصفات ہیں سب کمالات کے مالک ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام خوبیاں آپ کو عطا فرمائی ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر معراج ملی، تو ہمارے حضور علیہ السلام کو عرش اعظم پر معراج ملی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردوں کو زندہ فرمایا تو حضور علیہ السلام نے جابر کے لڑکے کو زندہ فرمایا موسیٰ علیہ السلام پتھر سے چشم جاری کئے تو حضور علیہ السلام نے اپنی انگلیوں سے پانی کے فوارے جاری کئے، حضرت سلیمان علیہ السلام کی رعایا زمین کا ہر جاندار تھا تو حضور علیہ السلام کی رعایا آسمان وزمین عرش وفرش کا ہر جاندار ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تین میل کی دوری سے چیونٹی کی آواز سن لی تو حضور علیہ السلام نے اپنی والدہ کے شکم مبارک سے لوح پر قلم چلنے کی آواز سن لی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دنیا کی آگ جلا نہ سکی تو درود سننے والی مچھلی کو دنیا کی آگ جلا نہ سکی حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن پر مصر کی عورتیں فدا تھیں اور ہمارے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مردان عرب اپنی گردنیں کٹاتے تھے اعلیٰ حضرت اما احمد رضا

فاضل بریلی فرماتے ہیں۔

حسن یوسف پہ کٹی مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو اپنی سواری بنائی تو حضور علیہ السلام نے جنت کے براق کو اپنی سواری بنائی تمام نبیوں کو الگ الگ معجزات عطا ہوئے وہ سب ہمارے حضور علیہ السلام کو وہ تنہا ملے اسی لئے تو مولانا جامی فرماتے ہیں

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے وہ مقام عطا کیا ہے انبیا سابقین نے یہ خواہش ظاہر کی کہ کاش ہم امت محمدیہ میں پیدا ہوتے اور آخری نبی کی امت کہلاتے۔

شان مصطفائی

برادران ملت اسلامیہ! حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح مکہ کے بعد ایک دن مکہ معظّمہ میں ایک کافرہ عورت کے مکان کی دیوار سے ٹیک لگا کر کسی غلام سے گفتگو فرما رہے تھے اپنے غلام سے محو گفتگو تھے اس کافرہ عورت نے جب دیکھا محمد عربی میرے مکان کی دیوار سے ٹیک لگائے ہوئے ہیں تو بغض اور عداوت کی آگ میں شدت آ گئی اس نے اپنے مکان کی سب کھڑکیاں بند کر ڈالیں تا کہ حضور کی آواز اس کے کان میں نہ جائے تا کہ حضور کی آواز نہ سن سکے سبحان اللہ مشیت ایزدی ملاحظہ فرمایئے اللہ کی رحمت انگڑائی لیتی ہے دریائے رحمت جوش میں آتا ہے حضرت جبرئیل امین حاضر خدمت ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم اللہ کو یہ گوارہ نہیں ہے مشیت خداوندی کو یہ منظور نہیں ہے کہ میرے محبوب جس دیوار کے مکان سے ٹیک لگائے میرے محبوب جس مکان

کی دیوار سے ٹیک لگا کر آرام فرمائے اس گھر کی مالکہ جہنم میں جلے یا رسول اللہ یہ آپ کی شان ہے یا رسول اللہ یہ آپ کی عظمت ہے اس عورت نے اپنے مکان کی کھڑکی کو بند کر لیا ہے لیکن آپ کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے دل کی کھڑکیوں کو کھول دیا ہے اس کے دل کو ایمان کی روشنی سے منور کر دیا ہے اس کے دل کو اسلام کی طرف مائل کر دیا ہے اتنے میں وہ عورت بے چین ہو کر گھر سے نکلی اور حضور کے قدموں پر گر گئی اور سچے دل سے پکار اٹھی

اشهد ان لا اله الا اللّٰه و اشهد ان محمدً اعبده و رسوله ۔

مظہر قدرت

برادران ملت اسلامیہ! میں آپ کا زیادہ وقت نہ لوں گا آخری بات کہہ کر آپ سے رخصت ہو جاؤں گا خطبہ مسنونہ کے بعد میں نے یہ آیت تلاوت کی تھی **وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی** ۔ اے محبوب ہم آپ کو اتنا دیں گے تو تم راضی ہو جاؤ گے بلا شبہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو تمام خوبیاں عطا فرمائی جو آج تک کسی کو ملی ہے نہ کسی کو مل سکتی ہے۔ کل قیامت کے دن ہر نبی نفسی نفسی فرمائیں گے مگر حضور علیہ السلام امتی امتی فرمائیں گے کیونکہ حضور علیہ السلام سراپا مظہر قدرت الٰہی ہیں۔ وجود آپ کا ہے اور ظہور رب کی قدرت کا، اگر پروردگار کی تمام صفات کو دیکھنا ہو تو حضور علیہ السلام کو دیکھو جس نے حضور کے چہرۂ اقدس کو دیکھا اس نے خدا کے چہرے کو دیکھا جس نے حضور کے وجود کو دیکھا اس نے اللہ کے وجود کو دیکھا سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں **مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَ الْحَقَّ** ۔ جس نے مجھے دیکھا یقیناً اس نے رب کو دیکھا اس لئے کہ حضور سراپا مظہر قدرت ہیں قرآن میں حضور کو **سِرَاجًا مُّنِیْرًا** فرمایا گیا ہے اگر **سِرَاجًا مُّنِیْرًا** سے مراد سورج ہے تو آپ آسمان ہدایت کے سورج ہیں سورج سے سب روشنی پاتے ہیں وہ کسی سے روشن نہیں ہوتا اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سبھی روشن اور منور ہیں لیکن حضور کسی سے مستنیر نہیں

اگر سراجاً منیرا سے مراد چراغ لیا جائے تب بھی درست ہے کیوں کہ چراغ سے تاریکی دور ہوتی ہے حضور سے جہل اور کفر کی تاریکی دور ہوئی چراغ سے گم شدہ چیز تلاش کی جاتی ہے حضور سے غم شدہ کو راہِ ہدایت ملی چراغ گھر والوں کے لئے رحمت اور چوروں کے لئے زحمت ہے اسی طرح حضور مومن کے لئے محافظ اور شیطان کو دفع کرنے والے ہیں ایک چراغ سے ہزاروں چراغ جلائے جائیں تو روشنی کم نہیں ہوتی اسی طرح حضور کے نور سے سب منور لیکن حضور کے نور میں کوئی کمی نہیں۔ چراغ ہر طرف اپنا نور پھیلاتا ہے حضور نے بھی اپنا نور عرش وفرش میں بکھیر دیا چراغ کی آگ اوپر جاتی ہے حضور بھی معراج میں اتنی بلندی پر تشریف لے گئے جہاں مقرب فرشتے بھی نہیں پہونچ سکتے چراغ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہے حضور مکہ کی وادیوں کو روشن کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور مدینہ والوں کو اپنے نور سے روشن کیا اگر آپ بغور قرآن کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ قرآن کی ایک ایک آیت سرکار مدینہ کی تعریف میں ہے ساری دنیا کے لوگ مل کر بھی سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کما حقہ تعریف نہیں کر سکتے تعریف کرنے کے بعد یہی کہنا پڑتا ہے۔

لَا یمکنُ الثّناءَ کَما کَان حَقّه

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْن

☆☆☆

فضائل درود شریف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ و نَسْتَعِیْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِه وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّلَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِ لَااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً ا عَبْدَهٗ وَرَسُوْلَهٗ اَمَّابَعْدُ فَقَدْ قَا لَ اللّٰه تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ اَعُوْذُ بِا للّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط اِنَّ اللّٰه وَ مَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ۔ صَدَق اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلَهُ النَّبِيِّ الْكَرِيْمُ ط۔

محترم سامعین کرام! ہر مقرر ہر واعظ، ہر خطیب ہر ادیب، خطبہ مسنونہ کے بعد کسی نہ کسی آیت کریمہ کو اپنا عنوان سخن بنایا کرتا ہے اسی ضابطے اور قانون کے تحت میں نے بھی قرآن مقدس کی ایک آیت کریمہ کو تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا آیئے آیت کریمہ کا ترجمہ کرنے سے پیشتر آیت کریمہ کا معنی بتانے سے پہلے آیت کریمہ کا مطلب بیان کرنے سے قبل باعث تخلیق کائنات، مصطفیٰ جان رحمت، شمع رسالت، جان ایمان، روح قرآن، انسان عین وجود۔ دلیل کعبہ مقصود، وارث علوم اولین، مورث کمالات آخرین، مدلول حروف مقطعات، منشاء فضائل وکمالات، حضور سرور کائنات جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ رسالت میں عقیدت محبت اور اپنی غلامی کا ثبوت دیتے ہوئے درود شریف کا نذرانہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیۡہِ وَ سَلَّمَ
نَحۡنُ عِبادُ مُحّمدٍ صَلّٰی عَلَیۡہِ وَسَلّمَ

نبی،اٰل نبی اوراہل بیت پرایک مرتبہ درودشریف کانذرانہ پیش کریں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحّمدٍ وّ عَلیٰ اٰلِ مُحَمّد بَارِکۡ وَ سَلّمۡ صَلَاۃ وَّ سَلامًا عَلَیۡکَ یَاسَیِدیۡ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ۔

حجردرود خواند در عشق رسولم
شجر سلام گوید در حبّ نبیم

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے میں ہیں جا بجا تھانے والے

گفت چوں خوانیم بر احمد درود
می شود شیریں وتلخی رار بود

محترم سامعین کرام! جس آیت کریمہ کی تلاوت کا میں نے شرف حاصل کیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مقدس میں ارشادفرماتا ہے بے شک اللہ اوراس کے فرشتے حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں یقیناً اللہ تعالیٰ اوراس کےفرشتے نبی پاک پر درود پڑھتے ہیں بلا شبہ اللہ اور اس کے فرشتے رسول اعظم پر درود بھیجتے ہیں خالق کائنات اپنے مومن بندوں سے اس طرح مخاطب ہوتا ہےاورارشادفرماتا ہے **یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمنوا صلّوا عَلیہ و سَلّموا تَسۡلِیما** ۔اےایمان والو! پیارےحبیب پر صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کرواے ایمان والو! اپنے نبی پر درودشریف کا تحفہ بھیجواے ایمان والو!اپنے نبی پاک پرخوب خوب درودوسلام کا نذرانہ پیش کروکیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اوراس کےفرشتے بھی نبی پاک پردرود بھیجتے ہیں۔

محترم سامعین کرام! آپ قرآن شریف کی تلاوت کیجئے آپ قرآن شریف کا مطالعہ کیجئے اس میں بے شمار احکام شرعیہ ملیں گےلیکن کہیں آپ کو یہ نہیں ملے گا کہ اے ایمان والو اللہ وہ کام کرتا ہےتم بھی کرو پورا قرآن مطالعہ کیجئے تو آپ کو کہیں نہیں ملے گا خدا نماز پڑھتا ہےتم بھی نماز پڑھوقرآن میں کہیں یہ نہیں ملے گا کہ خداروزہ رکھتا ہےتم بھی روزہ رکھو۔قرآن میں یہ کہیں نہیں ملے گا کہ خدازکوٰۃ دیتا ہےتم بھی زکوٰۃ دو۔قرآن میں یہ کہیں نہیں ملے گا کہ خداحج کرتا ہےتم بھی حج کروقرآن میں کہ کہیں نہیں ملے گا کہ خدا خیرات کرتا ہےتم بھی خیرات کروقرآن میں یہ کہیں نہیں ملے گا کہ خدا عبادت کرتا ہےتم بھی عبادت کروکیونکہ خدا نماز کی ادائیگی سے بے نیاز ہےخدازکوٰۃ کی ادائیگی سے بے پرواہ ہےخداحج کی ادائیگی سے بے نیاز ہےحاصل کلام یہ ہے کہ خدا عبادت سے پاک ہےاسی لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلی علیہ الرحمۃ والرضوان ارشادفرماتے ہیں۔

واجب میں عبدیت کہاں ممکن میں یہ قدرت کہاں
حیراں ہوں میں یہ بھی خطا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

جب باری آئی اپنے محبوب پردرود پڑھنے کی،جب باری آئی اپنے حبیب پر درود پڑھوانے کی،جب باری آئی اپنے نبی پر درود کا نذرانہ پیش فرمانے کی،سب سے پہلے خوددرودشریف اپنے نبی پر بھیجااور یوں ارشادفرمایا **اِنَّ اللّٰہ و ملٰئِکَتَہٗ یُصَلّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ** بےشک اللہ اوراس کےفرشتے نبی پاک پردرود بھیجتے ہیں۔ **یٰاَ یُّھَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوا** اےایمان والو! **صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمَا** ط پیارے نبی پرتم بھی خوب خوب درودوسلام پڑھا کرو اپنے آقا پرخوب خوب درود کا نذرانہ پیش کیا کرواپنے حبیب پرخوب خوب درودوسلام کاہدیہ پیش کرو۔

آج کاعنوان

برادران محترم ! میں نے آج کا عنوان فضائل درود شریف کا انتخاب کیا ہے درود شریف کے فضائل بے شمار ہےایک عاشق رسول سوتا ہےتو درود پڑھتا ہے۔ جاگتا ہےتو درود پڑھتا ہے۔ نماز میں ہےتو درود پڑھتا ہے۔ نماز سے باہر ہےتو درود پڑھتا ہے چلتا ہےتو درود پڑھتا ہے بیٹھا ہےتو درود پڑھتا ہے۔ جلوت میں ہےتو درود پڑھتا ہے، خلوت میں ہے تو درود پڑھتا ہے۔ خوشی ملےتو درود پڑھتا ہے۔ غم دور کرنے کے لئے درود پڑھتا ہے بے قرار دل کو قرار دینے کے لئے درود پڑھتا ہے۔ سکون حاصل کرنے کے لئے درود پڑھتا ہے۔ غموں کے بادل کو چھانٹنے کے لئے درود پڑھتا ہے۔ ذہنی چین وسکون کے لئے درود پڑھتا ہے۔ قلبی سکون کے لئے درود پڑھتا ہے۔ روحانی سکون کے لئے درود پڑھتا ہے اپنی دعا کی قبولیت کے لئے درود پڑھتا ہے۔ کوئی مجلس قائم کرے تو درود پڑھتا ہے۔ آغاز محفل میں درود پڑھتا ہے محفل ختم ہوتو درود پڑھتا ہے ایک عاشق رسول کے لئے درود روحانی غذا ہے حق تو یہ ہے کہ ایک عاشق رسول دیدار حبیب کے لئے درود پڑھتا ہے اس لئے آج کا عنوان میں نے درود شریف لیا ہے آج کی گفتگو درود شریف پر ہوگی آیئے ایک مرتبہ نبی اور اٰل نبی پر درود شریف پیش کرلیا جائے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بَارِكْ وَ سَلِّمْ صَلَاةًوَّ سَلامًا
عَلَيْكَ يَا سَيِّدِىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

ایک نکتہ

معزز سامعین کرام ! ایک علمی نکتہ بیان کرنا چاہتا ہوں ایک علمی گفتگو آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں یہاں اہل علم اور دانشورانِ قوم وملت بھی موجود ہیں علماء کرام بھی یہاں جلوہ بار ہیں آسی آپ سے یہ سوال کرنا چاہتا ہے، آسی آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہے کہ آپ کئی

زبانوں کو جانتے ہوں گے کئی زبانوں کا مطالعہ کیا ہوگا لیکن ہر زبان میں تین ہی زمانے ہوتے ہیں اردو زبان میں تین زمانے ہیں ماضی، حال، مستقبل، فارسی زبان میں تین زمانے ہیں ماضی، حال، مستقبل، ہندی زبان میں تین زمانے ہیں بھوت کال، ورتمان کال اور بھوشیہ کال، انگریزی میں بھی تین زمانے ہیں۔ پاسٹ، پرزینٹ اور فیوچر، پنجابی میں بھی تین زمانے ہیں گجراتی میں بھی تین زمانے ہیں۔ بنگالی میں بھی تین زمانے ہیں۔ عبرانی میں بھی تین زمانے ہیں سریانی میں بھی تین زمانے ہیں۔ پستو میں بھی تین زمانے ہیں مراٹھی میں بھی تین زمانے ہیں۔ آپ کان کھول کر سنئے، آپ ہمہ تن گوش ہوکر سنئے آپ پوری توجہ سے سنئے میں آپ کی مکمل توجہ چاہوں گا تا کہ یہ نکتہ آپ کے ذہن نشیں ہوجائے قرآن عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔ قران کی زبان عربی ہے آپ یہ بات یادرکھیں عربی زبان میں صرف ماضی، حال، مستقبل ہی نہیں ہے بلکہ ماضی، حال اور مستقبل کے ساتھ ساتھ مضارع بھی ہے آپ کو تعجب ہوگا کہ یہ مضارع کون سا زمانہ ہے آپ کو بتادوں کہ مضارع کے اندر زمانہ حال بھی ہوتا ہے اور زمانہ مستقبل بھی، اب آیئے اصل گفتگو کی طرف اب آیئے اصل نکتہ کی طرف اللہ تبارک وتعالیٰ دانائے غیوب ہے وہ عالم الغیب ہے وہ دلوں کے راز سے بھی آگاہ ہے کہ آخر زمانے میں کچھ دشمنانِ رسول پیدا ہوں گے کچھ گستاخان رسول جنم لیں گے جو ہر بات میں رسول کی شان میں کمی نکالتے رہیں گے اگر میں اپنے لئے حال کا زمانہ استعمال کرتا تو وہ کہتے کہ اللہ اپنے نبی پہ درود پڑھتا ہے آئندہ نہیں پڑھے گا سو سال کے بعد نہیں پڑھے گا ہزار سال کے بعد نہیں پڑھے گا صبح قیامت تک نہیں پڑھے گا اگر زمانہ مستقبل استعمال کرتا تو وہ نادان یہ کہتا ہے کہ اللہ اپنے نبی پر درود پڑھتا نہیں ہے درود پڑھے گا اپنے نبی پر درود بھیجتا نہیں ہے بھیجے گا اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب کے لئے آیت درود میں مضارع کا صیغہ استعمال کیا تا کہ تمام اعتراض ختم ہو جائے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نبی پر آج بھی درود بھیجتا ہے اور صبح

قیامت تک بھیجتا رہے گا اللہ تبارک وتعالیٰ آج بھی اپنے حبیب پر رحمت بھیجتا ہے اور صبح قیامت تک رحمت بھیجتا رہے گا اس لئے اللہ تعالیٰ نے مضارع کا صیغہ استعمال کیا۔

درود ہمیشہ پڑھا جائے گا

محترم حضرات ! آپ یہ نہ سمجھیں کہ رسول ہمارے درود کے محتاج ہیں ۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ رسول کو ہمارے درود کی حاجت ہے۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ رسول کو ہماری درود کی ضرورت ہے بلکہ ہم رسول پاک کے محتاج ہیں ہم رسول کے در کے سوالی ہیں ہم درود پڑھ کر اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتے ہیں ہم درود پاک پڑھ کر اپنے قلوب کو منور کرتے ہیں ہم درود پاک پڑھ کر سوتی ہوئی قسمت کو جگاتے ہیں ہم درود پاک پڑھ کر اپنے مقدر کو بیدار کرتے ہیں ہم درود پڑھ کر اپنے مقدر کو سنوارتے ہیں ہم درود پاک پڑھ کر اپنی پریشانیوں کو دور کرتے ہیں۔

برادران ملت اسلامیہ ! ایک بات یاد رکھیں رسول پر اس وقت درود بھیجا جا رہا تھا جب آپ کا وجود نہ تھا رسول پر اس وقت درود بھیجا جا رہا تھا جب ہمارا وجود نہ تھا۔ رسول پر اس وقت درود بھیجا جا رہا تا جب شمس وقمر کا وجود نہ تھا۔ نبی پر اس وقت درود بھیجا جا رہا تھا جب ماہ ونجوم کا وجود نہ تھا۔ نبی پر اس وقت درود بھیجا جا رہا تھا جب آسمان وزمین کا وجود نہ تھا۔ رسول پر اس وقت درود بھیجا جا رہا تھا جب فرشتوں کا وجود نہ تھا۔ رسول پر اس وقت درود بھیجا جا رہا تھا جب لوح وقلم کا وجود نہ تھا۔ رسول پر اس وقت درود بھیجا جا رہا تھا جب اس کائنات کی تخلیق نہ ہوئی تھی۔ رسول پر اس وقت درود بھیجا جا رہا تھا جب دنیا نہیں بنائی نہیں گئی تھی۔ رسول پر اس وقت درود بھیجا جا رہا تھا جب نہ گل تھے نہ گلوں کی رنگت تھی، نبی پر اس وقت درود بھیجا جا رہا تھا جب نہ دریا تھا نہ دریا نی کی روانی۔ اور ایک بات ذہین نشیں کر لیں نبی پاک کی یہ شان ہے، رسول اعظم کا یہ مقام ہے، رسول کائنات کی یہ عظمت ہے کہ رسول

پر اس وقت درود پڑھا جائے گا جب آپ کا اور ہمارا وجود نہ ہوگا۔ نبی پاک پر اس وقت درود پڑھا جائے گا جب چاند وسورج فنا ہو جائیں گے رسول پر اس وقت درود پڑھا جائے گا جب کسی فرشتے کا وجود نہ رہے گا نبی پاک پر اس وقت درود پڑھا جائے گا جب ساری کائنات فنا ہو جائے گی **وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ** ساری دنیا فنا ہو جائے گی لیکن اللہ کا وجود باقی رہے گا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ درود خواں باقی رہے گا، جب ساری دنیا نیست ونابود ہو جائے گی جب پوری دنیا فنا ہو جائے گی لیکن درود بھیجنے والی اللہ کی ذات باقی رہے گی۔

عبادت سے پاک

معزز سامعین کرام ! اگر آپ غور کریں تو پتہ چلے گا کہ بہت سے کام ایسے ہیں جو صرف اللہ ہی کر سکتا ہے جو اللہ ہی کی شایان شان ہے وہ کام صرف اس کے قبضہ قدرت میں ہے اس کام کو ہم نہیں کر سکتے روزی صرف اللہ ہی دے سکتا ہے بندہ کسی کو روزی نہیں دے سکتا۔ زندگی صرف اللہ دیتا ہے ہم کسی کو زندگی نہیں دے سکتے موت صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے ہم کسی کو موت نہیں دے سکتے بارش صرف اللہ برسا سکتا ہے یہ کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ اور بعض کام ایسے ہیں جو ہم کرتے ہیں اللہ اس سے پاک ہے ہم کھانا کھاتے ہیں اللہ اس سے پاک ہے ہم سوتے ہیں اللہ اس سے پاک ہے۔ ہم نماز پڑھتے ہیں اللہ اس سے پاک ہے ہم محنت مزدوری کرتے ہیں اللہ اس سے پاک ہے ہم اطاعت کرتے ہیں اللہ اس سے پاک ہے ہم فرماں برداری کرتے ہیں اللہ اس سے پاک ہے ہم سجدہ کرتے ہیں اللہ اس سے پاک ہے محترم سامعین ایک ایسا کام ہے جو خود خالق کائنات بھی کرتا اس کے فرشتے بھی کرتے ہیں اور اپنے بندوں کو بھی حکم دیتا ہے وہ ہے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنا۔

مانگنے کا انداز

محترم حضرات! درود بے چین دلوں کا قرار ہے درود شریف دنیا و آخرت سنوارنے والا ہے حدیث میں آیا ہے کہ جس دعا کے اول اور آخر درود شریف پڑھا جائے اللہ تبارک و تعالیٰ وہ دعا رد نہیں کرتا بلکہ قبول کرتا ہے برادران اسلام! ہر چیز مانگنے کا ایک طریقہ ہوتا ہے مانگنے کا ایک ڈھنگ ہوتا ہے اگر مانگنے والا ڈھنگ سے مانگے تو اسے واپس نہیں کیا جاتا ہے اگر مانگنے والا طریقے سے مانگے تو اسے واپس نہیں کیا جاتا ہے دنیا کا جائزہ لیجئے جب کوئی فقیر کسی سخی کے دروازے پر جاتا ہے جب کوئی سوالی کسی داتا کے دروازے پر جاتا ہے جب کوئی منگتا کسی دینے والے کے دروازے پر جاتا ہے تو وہ فقیر سب سے پہلے سخی کی اولاد کے لئے دعائیں کرتا ہے سب سے پہلے وہ فقیر سخی کے مال دولت کی سلامتی کے لئے دعائیں مانگتا ہے سب سے پہلے وہ فقیر سخی کی درازئ عمر کی دعائیں مانگتا ہے جان کی سلامتی کے لئے دعائیں مانگتا ہے آفات وبلایات سے محفوظ رہنے کی دعائیں مانگتا ہے تو وہ سخی سمجھ جاتا ہے کہ فقیر تہذیب والا ہے یہ بھکاری بڑا مہذب نظر آتا ہے اسکو خالی ہاتھ لوٹانا مناسب نہیں، اسکو خالی ہاتھ لوٹا بہتر نہ ہوگا اور وہ سخی اس فقیر کو نوازتا ہے اس بھکاری کو عطا کرتا ہے اسی طرح سے جب ہم مالک حقیقی سے کچھ مانگتے ہیں تو مالک حقیقی کہتا ہے اے مسلمانو! اے مومنو! اے رسول کے چاہنے والو! ہم اولاد سے پاک ہیں ہم دھن دولت سے پاک ہیں، جب تم ہمارے یہاں مانگنے کے لئے آؤ، جب میرے یہاں دامن پھیلاؤ، جب میرے یہاں دست سوال دراز کرو تو میرے محبوب پر درود پڑھتے ہوئے آؤ میرے حبیب پر درود بھیجتے ہوئے آؤ مانگنے سے پہلے درود پڑھو مانگنے کے بعد درود پڑھو ہم تمہیں خالی ہاتھ واپس نہیں کریں گے تمہارے دامنِ مقصد کو بھر دیں گے اور طلب سے سوا دیں گے۔

دافع رنج وغم

عاشقانِ رسول کثرت سے درود شریف پڑھا کرتے ہیں عاشقان رسول کو درود شریف سے الفت ہوتی ہے آیئے مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث آپ کے سامنے پیش کروں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ پر درود شریف پڑھنا چاہتا ہوں میں آپ پر درود شریف بھیجنا چاہتا ہوں اس کے لئے کتنا وقت مقرر کروں حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے ارشاد فرمایا جس قدر چاہو درود شریف پڑھ سکتے ہو۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میں اپنے اوقات وظائف میں چوتھائی حصہ مقرر کرنا چاہتا ہوں نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس قدر چاہو اگر درود اور زیادہ کرلو تو تمہارے لئے بہتر ہے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم اپنے اوقات وظائف میں دو تہائی درود پڑھنے کے لئے مقرر کرلوں؟ آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابی بن کعب! جس قدر چاہو درود پڑھو اگر درود اور زیادہ کرلو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ حضرت ابی بن کعب نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم اپنے اوقات وظائف کو درود شریف میں صرف کرلوں؟ تو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **اذا یکفی همك و یکفر نك ذنبك** اے ابی بن کعب! یہ درود تمہارے سارے رنج و تکلیف کو دور کرنے کے لئے کافی ہے اور تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا۔

درود کی برکت سے نکاح

درود شریف کی کیا برکت ہے درود شریف کا کیا مقام ہے اس واقعہ سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا ''سعادۃ الدرین'' میں ذکر ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے، جب

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور آپ کی پسلی مبارک سے اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا کو پیدا فرمایا حضرت حوا کو دیکھ کر حضرت آدم علیہ السلام کو شہوت پیدا ہوئی کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے جسم اطہر میں شہوت پیدا فرما دی تھی حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے پروردگار میرا نکاح اس کے ساتھ کر دے تو ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ اے آدم! اس کا مہر ادا کرو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے پروردگار میں اس کا کیا مہر ادا کروں میرے پاس مال و زر نہیں میرے پاس نقد و جنس نہیں ہے میرے پاس دھن دولت نہیں ہے ارشاد باری تعالیٰ ہوا اے آدم! تم نے پیدا ہوتے ہی عرش اعظم پر ایک نام لکھا دیکھا تھا میں نے تم کو بتایا تھا کہ یہ میرے محبوب کا نام ہے یہ میرے حبیب کا نام ہے تم نے مجھ سے پوچھا تھا کہ اے پروردگار کیا یہ مجھ سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو میں نے تم کو جواب دیا تھا ہاں اے آدم ! یہ مجھے تم سے بھی زیادہ عزیز ہے پوری کائنات سے زیادہ عزیز اور پیارا ہے اے آدم میرے اسی پیارے حبیب پر تم دس بار درود پڑھ دو تمہارا مہر ادا ہو جائے گا آدم علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ اگر میں دس بار تیرے حبیب پر درود پڑھ دوں کیا تو میرا نکاح حوا کے ساتھ کر دے گا ارشاد باری ہوا ہاں! حضرت آدم علیہ السلام نے پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دس بار درود پڑھا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کا نکاح حضرت حوا کے ساتھ کر دیا۔

قرض سے نجات

برادران اسلامیہ! اگر ہم عقیدت و محبت کے ساتھ درود شریف کا ورد کریں تو تکلیف سے نجات پا سکتے ہیں ہر مصیبت سے نجات پا سکتے ہیں ہر پریشانی سے نجات پا سکتے ہیں بیماری سے شفا پا سکتے ہیں قرض سے نجات پا سکتے ہیں سرور القلوب میں ذکر ہے کہ کسی نیک مرد پر تین ہزار دینار قرض تھا قرض ادا کرنے کی قاضی نے ایک مہینہ کی مہلت دی اس نیک انسان نے بہت کوشش کی لیکن ایک مہینہ کے اندر کوئی بندوبست نہ ہو سکا کوئی راستہ نہ نکل سکا

قرض کی ادائیگی کی صورت نظر نہیں آئی وہ ہر طرف سے ناامید ہو گئے تو کثرت سے درود شریف پڑھنے میں مشغول ہو گئے کہ اس درود شریف کی برکت سے کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا جب مہینہ گزر گیا تو ایک رات اس کے مقدر کا ستارہ بیدار ہوا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ علی بن عیسی جو اس وقت وزیر ہیں ان سے جا کر کہو کہ وہ میری طرف سے تم کو تین ہزار دینار دیدے وہ شخص بیدار ہوا اور دل میں سوچا اگر وزیر مجھ سے دلیل طلب کرے کہ کیا ثبوت کہ رسول اعظم نے تم کو مرے پاس بھیجا ہے تمہارے پاس کیا دلیل ہے نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے خواب میں تشریف لائے تھے یہی سوچ کر وہ وزیر کے پاس نہیں گیا دوسری رات بھی وہی خواب دیکھا تیسری رات کو پھر سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور ارشاد فرمایا تم وزیر کے پاس جاؤ اگر تم سے کوئی دلیل مانگے تو کہنا کہ اے وزیر تو روزانہ سورج نکلنے سے پہلے درود شریف پڑھتا ہے اور اس خفیہ طریقے سے پڑھتا ہے کہ آج تک تیرے سوا کوئی نہیں جانتا ہے وہ انسان وزیر کے پاس جا کر تمام واقعہ بتا دیا وزیر بہت خوش ہوا اور خوش ہونے کا مقام بھی ہے کہ حضور نے ان پر نظر عنایت فرمائی اور درود شریف کو قبول فرمایا وزیر نے اس نیک انسان کو تین ہزار دینار قرض ادا کرنے کے لئے دیئے تین ہزار دینار بال بچوں کے خرچ کے لئے دیئے اور تین ہزار دینار تجارت کرنے کے لئے دیئے اور قسم دی کہ اگر کوئی ضرورت پڑے تو بلا تکلف مجھ سے بیان کرنا بلا تکلف میرے پاس آنا میرے لئے اس سے بڑی خوشی اور کیا ہوگی کہ حضور نے تم کو میرے پاس بھیجا ہے جب وہ شخص وہ تین ہزار دینار لیکر قاضی کے پاس پہونچا اور پورا واقعہ سنایا تو قاضی نے کہا کہ تمہاری طرف سے تمہارا قرض میں ادا کروں گا قرض خواہ سے پورا واقعہ سنکر کہا کہ میں اپنا قرض معاف کرتا ہوں یہ سب درود شریف کی برکت ہے۔ ایک مرتبہ عقیدت و محبت کے ساتھ پیارے آقا پر درود شریف پیش کریں۔

الھم صلی علی سید نا و مولانا محمدٍ بارك وسلم صلاة

و سلامًا علیك یا رسول اللّٰه۔

درودشریف کےفوائد

پیارے آقا کے پیارے دیوانو! درودشریف کے بےشمارفوائد ہیں درودشریف کے بےحساب فوائد ہیں۔ درودشریف سے مصیبتیں ٹلتی ہیں۔ درودشریف سے بیماروں کوشفاملتی ہے، درودشریف سے خوف دور ہوتا ہے، درودشریف سے نجات ملتی ہے، درودشریف سے دشمنوں پرفتح حاصل ہوتی ہے، درودشریف سے اللہ کی رضاحاصل ہوتی ہے، درودشریف سے رسول کی محبت پیدا ہوتی ہے، درودشریف سے دل وجان کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے، درود شریف پڑھنے والاخوشحال ہوتا ہے، درودشریف سے مفلسی دور ہوتی ہے۔ درودشریف سے تنگدستی دور ہوتی ہے، درودشریف کی وجہ سے قیامت کی ہولنا کی سے نجات ملے گی۔ درود شریف سے ایمان پر خاتمہ ہوگا، درودشریف سے موت کی سکرات میں آسانی ہوگی، درود شریف سے دنیا کی تبارکاریوں سے نجات ملتی ہے، درودشریف سے بھولی ہوئی چیز یاد آتی ہے، درودشریف سے گناہ مٹتا ہے، درودشریف سے درجات بلند ہوتے ہیں۔ درودشریف سے رسول کی قربت حاصل ہوتی ہے، درودشریف سے اللہ کی رحمت ملتی ہے۔ درودشریف سے گھروں میں برکت حاصل ہوتی ہے۔ درودشریف سے شیطان سے حفاظت ہوتی ہے۔ درودشریف سے حضور کی دامن میں جگہ ملتی ہے۔ درود پڑھنے والے کا نام حضور کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے۔ درودشریف پڑھنے والا دنیا اورآخرت میں خوش نصیب ہوتا ہے اور درود شریف پڑھنے والے کوحضور کا دیدارنصیب ہوتا ہے۔ آیئے ایک مرتبہ عقیدت ومحبت کے ساتھ سرورکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درودشریف پیش کریں۔

الھم صلی علی سید نا و مولانا محمدٍ بارك وسلم صلاة

و سلامًا علیك یا رسول اللّٰه۔

چاند کی طرح چہرہ

پیارے آقا کے پیارے پیارے دیوانو! سرورالقلوب میں یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ عمر بن حسین سمرقندی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کوعرفات کے میدان میں دیکھا میں نے ایک شخص کومنی میں دیکھا وہ درودشریف کے علاوہ کچھ نہ پڑھتا تھا اسکی زبان پرصرف درودشریف جاری تھا وہ درودشریف پڑھنے میں مشغول تھا مجھے بڑا تعجب ہوا کہ آخر یہ صرف درودشریف ہی کیوں پڑھتا ہے درودشریف کے علاوہ دوسراوظیفہ کیوں نہیں پڑھتا ہے؟ درود شریف کے علاوہ کچھ اورورد زبان کیوں نہیں ہے؟ میں نے اس سے کہا کہ اے نوجوان! یہ بتا تو درودشریف کے علاوہ کچھ اور کیوں نہیں پڑھتا ہے؟ تو صرف درودشریف ہی کیوں پڑھتا ہے؟ تو اس نوجوان نے جواب دیا کہ میرا باپ سود کھاتا تھا مرتے ہی اس کا منہ گدھے کی طرح ہوگیا مجھے نہایت افسوس ہوا میں بہت زیادہ افسوس کرنے لگا اوراسی افسوس میں روتے روتے سوگیا حضور سرورکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے اورآپ نے ارشادفرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیراغم دورکیا اسی حال میں میں نے باپ کا منہ دیکھا تو چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا اور دمکتا پایا میں بےاختیار حضور کے قدموں پر گرگیا اور ماجرا دریافت کیا تو اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا تیرا باپ سود کھاتا تھا اورسود کھانے والے کا منہ دنیا اورآخرت میں گدھے کی طرح ہوجاتا ہے مگر تیرا باپ مجھ پر روزانہ سوتے وقت درود پڑھا کرتا تھا جب اس پر یہ آفت آئی تو وہ فرشتہ جو مجھے میری امت کا حال بیان کرتا ہے تمہارے باپ کے بارے بتایا میں نے اللہ تبارک تعالیٰ سے اسکی شفاعت کی اورشفاعت قبول ہوئی وہ نوجوان کہتا ہے جب میں خواب سے بیدار ہوا تو غیب سے آواز آئی کہ تیرے باپ کو درود وسلام نے بچالیا اسی وقت سے میں نے یہ عہد کرلیا کہ کسی بھی

حالت میں درود وسلام کو نہ چھوڑوں گا ہر حال میں درود شریف پڑھتا رہوں گا اپنے اوقات و
ظائف میں صرف درود شریف کا ورد کروں گا سوتے جاگتے چلتے پھرتے صرف درود شریف
پڑھوں گا۔اس لئے میدان عرفات اور منی میں کثرت سے درود شریف پڑھ رہا ہوں۔

حضور ناراض ہیں

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی معرکتہ الآراء تصنیف ''مکاشفۃ القلوب''
میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود نہیں بھیجتا تھا سرور
کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود نہیں پڑھتا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں
نذرانہ درود نہیں پیش کرتا تھا ایک رات وہ شخص حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب
میں دیکھا تو حضور نے اسکی جانب کوئی توجہ نہ فرمائی اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ
مجھ سے ناراض ہیں؟ سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں تم کو پہچانتا نہیں
ہوں۔اس شخص نے عرض کیا حضور آپ مجھے کیسے نہیں پہچانتے ہیں علماء کرام تو ارشاد فرماتے
ہیں کہ آپ اپنے امتی کو اسکی ماں سے بھی زیادہ پہچانتے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے اشاد فرمایا علما سچ کہتے ہیں علماء کا کہنا درست ہے علما کا کہنا حق ہے لیکن تم نے مجھ پر درود
شریف بھیج کر اپنی یاد نہیں دلائی میرا امتی مجھ پر جتنا درود بھیجتا ہے میں اس کو اتنا ہی پہچانتا ہوں
اس شخص کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی اور روزانہ سو بار درود شریف پڑھنا شروع کر دیا کچھ دنوں
کے بعد اس شخص نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو حضور نے ارشاد فرمایا
میں تجھے پہچانتا ہوں اور میں تیری شفاعت کروں گا اس لئے کہ تو اب میرا محبّ بن چکا ہے۔
برادران ملت اسلامیہ! اگر آپ چاہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کو پہچانیں اور
خوب خوب پہچانیں تو آپ کثرت سے محبت کے ساتھ عقیدت کے ساتھ بارگاہ رسالت میں
درود شریف پڑھیں اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے درود پڑھنا اپنا معمول بنالیں۔

بخیل کون؟

محترم سامعین! اگر کسی انسان کو بخیل کہہ دیا جائے تو وہ ناراض ہو جاتا ہے اگر کسی
انسان کو کنجوس کہہ دیا جائے تو وہ ناراض ہو جاتا ہے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد
فرماتے ہیں کہ آدمی کی بخیلی کے لئے اتنا کافی ہے آدمی کی کنجوسی کے لئے اتنا کافی ہے کہ اس
کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور مجھ پر درود نہ پڑھے اس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور مجھ
پر درود نہ پڑھے اس کے سامنے میرا تذکرہ کیا جائے اور مجھ پر درود نہ پڑھے۔
سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ گشت کرنے والے فرشتے
مجھے میری امت کا سلام پہونچاتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم فلاں کا بیٹا
فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے یا حبیب اللہ! فلاں کا بیٹا فلاں نے آپ پر سلام بھیجا ہے میں
یہ سنکر سلام کا جواب دیتا ہوں۔
سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں تین شخص قیامت کے دن عرش
کے سائے میں ہوں گے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیک وسلم وہ تین شخص کون ہیں؟ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا جو میرے غمگین امتی کا غم دور کرے اور جو میری سنت کو زندہ کرے اور جو مجھ پر کثرت
سے درود شریف کا نذرانہ پیش کرے۔

بادشاہ کی ملامت

پیارے آقا کے پیارے پیارے دیوانو! ایک واقعہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں
آپ کا ایمان تازہ ہو جائے گا یہ واقعہ نزہۃ المجالس میں ہے ایک شخص بادشاہ وقت کے ظلم کا
شکار ہوا اس شخص پر ظالم بادشاہ بہت ظلم کرتا تھا اس شخص پر وہ بادشاہ ظلم کا پہاڑ توڑتا تھا اس شخص
پر بادشاہ بہت زیادہ تشدد کرتا تھا اس مظلوم شخص کا بیان ہے کہ میں بادشاہ کے ظلم کے خوف سے

جنگل کی طرف بھاگ گیا میں بادشاہ کے خوف سے جنگل میں جاکر چھپ گیا جنگل کے ایک
گوشے میں بیٹھ گیا اور اپنے ہاتھ سے ایک لکیر کھینچ دی اور یہ تصور کیا کہ یہ حضور سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کا روضہ اقدس ہے اور میں عقیدت ومحبت کے ساتھ ایک ہزار بار درود شریف
پڑھا اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا اے پروردگار عالم، اے میرے رب اے میرے خالق و
مالک میں اس روضہ مبارک کو تیرے دربار میں شفیع بناتا ہوں مجھے اس ظالم بادشاہ کے خوف
سے نجات دیدے اے پروردگار! مجھے اس ظالم بادشاہ کے ظلم سے رستگاری عطا فرما غیب سے
آواز آئی میرا حبیب بہت اچھا شفیع ہے اگر چہ وہ مسافت میں بہت دور ہے لیکن مرتبے اور
بزرگی میں بہت قریب ہے جا ہم نے تیری دعا قبول فرمائی ہم نے اپنے حبیب کی سفارش
قبول فرمائی ہم نے تم کو بادشاہ کے ظلم سے آزاد کیا ہم نے تم کو بادشاہ کے خوف سے رستگاری
عطا فرمائی جا ہم نے تیرے دشمن اس ظالم بادشاہ کو ہلاک کر دیا جب میں واپس آیا تو پتہ چلا
کہ وہ ظالم بادشاہ مر چکا ہے۔

بیداری میں دیدار

محترم سامعین کرام! حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے
والہانہ عقیدت ومحبت جز و ایمان ہے درود شریف پڑھنا محبت کی دلیل ہے۔ درود شریف
پڑھنا محبت کی نشانی ہے اگر کثرت سے درود شریف پڑھا جائے تو دل میں عشق رسول پیدا ہوتا
ہے۔ عشق رسول دل کا نور ہے درود شریف روح کی غذا ہے۔ عشق رسول سے معرفت حاصل
ہوتی ہے عشق رسول سے باطن کے تمام حجابات اٹھ جاتے ہیں عشق نبی متاع لازوال ہے اور
اس دولت کو حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ درود شریف کی کثرت ہے اس دولت کو حاصل
کرنے کا بہترین راستہ درود شریف ہے۔ درود شریف جتنی کثرت سے پڑھا جائے گا اتنا ہی
عشق رسول دل میں پیدا ہوگا یہ واقعہ سعادۃ الدارین میں مذکور ہے کہ شیخ مسعود رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ جن کا شمار بلاد فارس کے نیک لوگوں میں ہوتا تھا جن کا شمار صالحین میں ہوتا تھا جن کا شمار
اولیا کاملین میں ہوتا تھا جن کا شمار عاشقان رسول میں ہوتا تھا ان کا طرہ امتیاز یہ تھا ان کا منفرد
کام یہ تھا کہ صبح سویرے مزدوروں کی تلاش میں نکل جاتے کہیں سے تلاش کر کے اجرت پر
مزدور لے آتے اور اپنے گھر لے جاتے مزدوروں کو یہ گمان ہوتا کہ گھر میں تعمیری کام ہے
مزدور یہ سمجھتے کہ گھر کچھ کام ہوگا جس کے لئے ہم بلائے گئے ہیں بلانے کے بعد آپ
مزدوروں کو حکم دیتے کہ وضو کر کے بیٹھ جاؤ اور درود شریف پڑھو اور خود مزدوروں کے ساتھ
بیٹھ کر درود شریف پڑھنا شروع کر دیتے جب چھٹی کا وقت ہوتا آپ مزدوروں کو پوری
مزدوری عنایت فرماتے اور رخصت کرتے وہ عاشق رسول اسی عشق رسول کی بنا پر حالت
بیداری میں سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئے تھے۔

کافر مسلمان ہو گیا

راحت القلوب کے حوالے سے یہ واقعہ آپ کو سنانا چاہتا ہوں آپ ذرا توجہ سے اس
واقعہ کو سنیں ایک مرتبہ چند کافر ایک جگہ بیٹھے باتیں کر رہے تھے ایک سائل آیا اور ان کافروں
سے سوال کیا۔ ایک بھیکاری آیا اور ان کافروں سے سوال کیا۔ ایک منگتا آیا اور ان کافروں
سے سوال کیا ان کافروں نے بطور مذاق کہہ دیا کہ علی کے پاس جاؤ وہی تم کو کچھ دیں گے
کافروں کو معلوم تھا کہ حضرت علی کے پاس کچھ نہیں ہے سائل سوال کرے گا تو وہ شرمندہ ہوں
گے اور کافر آپس میں مذاق اڑائیں گے وہ سائل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں
پہونچا، وہ منگتا شیر خدا کی بارگاہ میں پہونچا، وہ بھکاری داماد رسول کی بارگاہ میں پہونچا، وہ
مانگنے والا فاطمہ کے سرتاج کے پاس پہونچا، وہ مفلس انسان حسنین کریمین کے والد گرامی
کے پاس پہنچا وہ مانگنے والا فاتح خیبر کی بارگاہ میں پہونچا اور عرض کیا اللہ مجھے کچھ عنایت کیجئے،
اللہ مجھے کچھ دیجئے اس وقت بظاہر آپ کے پاس کچھ نہ تھا۔ بظاہر اس وقت ان کے پاس دھن

دولت نہ تھی۔ بظاہر اس وقت آپ کے پاس مال وزر نہ تھا۔لیکن آپ نے فراست سے جان
لیا کہ کافروں نے میرا مذاق اڑانے کے لئے بھیجا ہے آپ نے فراست ایمانی سے جان لیا
کہ کافروں نے بطور طنز میرے پاس بھیجا ہے شیر خدا نے سائل کو اپنے قریب بلایا اور دس بار
درود شریف پڑھ کر ہتھیلی پر پھونک ماری اور فرمایا جاؤ ہتھیلی کو کافروں کے پاس جا کر کھولنا جب
سائل کافروں کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا علی نے تجھے کیا دیا ہے تو اس نے مٹھی کھولی تو
اللہ کے فضل کرم سے اور درود شریف کی برکت سے اس کے ہاتھ میں سونے کے دینار تھے یہ
ماجرا دیکھ کر کئی کافر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

کوہ قاف

میرے بزرگو اور دوستو! درود شریف پڑھنا اپنا معمول بنا لیجئے آیئے آپ کو ایک روح
پرور واقعہ ایمان کو تازہ کرنے والا واقعہ درود شریف کی عظمت والا واقعہ مقام رسول کو اجاگر
کرنے والا وقعہ معارج النبوۃ کے حوالے سے پیش کرتا ہوں ایک روز حضرت جبرئیل امین
سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیک وسلم آج میں نے ایک عجیب وغریب واقعہ دیکھا ہے آج میں نے ایک تعجب خیز
واقعہ دیکھا ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا وہ واقعہ کیا ہے؟ حضرت جبرئیل
نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم مجھے کوہ قاف جانے کا اتفاق ہوا جب میں کوہ
قاف پر گیا تو مجھے وہاں رونے کی آواز آئی مجھے وہاں گریہ وزاری کی آواز آئی۔ جدھر سے آواز
آئی تھی جب میں اس جانب گیا تو وہاں مجھے ایک فرشتہ دکھائی دیا جس کو میں نے اس سے
پہلے آسمان پر دیکھا تھا وہ بڑے اعزام واکرام کے ساتھ رہتا تھا بڑے کروفر کے ساتھ رہتا تھا
وہ فرشتہ ایک نورانی تخت پر جلوہ بار رہتا ستر ہزار فرشتے اردگرد صف باندھ کر کھڑے رہتے وہ
فرشتہ جب سانس لیتا تھا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے ہر سانس کے بدلے ایک فرشتہ پیدا

فرماتا تھا اسی فرشتہ کو میں نے کوہ قاف کی وادی میں پریشان حال دیکھا اسی فرشتہ کو میں نے آہ
وزاری کرتے دیکھا اسی فرشتہ کو میں نے روتے دیکھا میں نے اس سے پوچھا کہ تم تو بڑے و
عزاز واکرام کے ساتھ رہتے تھے یہ حال کیسے ہو گیا؟ اس فرشتہ نے جواب دیا کہ معراج کی
رات میں نورانی تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ میرے قریب سے اللہ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام
گزرے تو میں نے اللہ کے رسول کی تعظیم وتکریم کی پرواہ نہ کی اور ان کی تعظیم کے لئے کھڑا نہ
ہوا اللہ تبارک وتعالیٰ کو میری یہ ادا پسند نہ آئی اللہ تبارک وتعالیٰ کو میرا یہ عمل پسند نہ آیا مجھے ذلیل
کر کے نکال دیا اور اس بلندی سے اس پستی میں پھینک دیا اور آسمان سے کوہ قاف میں ڈال
دیا اس فرشتہ نے کہا اے جبرئیل! تو اللہ کا مقرب فرشتہ ہے اے جبرئیل! تو مقرب بارگاہ ہے
اے جبرئیل! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میری سفارش کرو کہ اللہ تعالیٰ میری غلطی کو معاف کر دے
میری خطا کو معاف کر دے اور مجھے پھر اصلی حالت میں بحال کر دے۔

پھر آگے بتاتے ہوئے حضرت جبرئیل امین نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک و
سلم میں نے نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں معافی کی درخواست پیش
کی تو دربار الٰہی سے جواب ارشاد ہوا کہ اے جبرئیل! اس فرشتہ سے کہہ دو اگر وہ معافی چاہتا
ہے تو میرے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے۔

جبرئیل امین نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم جب میں نے اس فرشتہ کو
فرمان الٰہی سنایا تو وہ سنتے ہی آپ کی ذات بابرکت پر درود شریف پڑھنا شروع کر دیا اور پھر
دیکھتے ہی دیکھتے اس کے بال و پر نکلنا شروع ہو گئے پھر وہ درود شریف کی برکت سے ذلت و
پستی سے اٹھ کر آسمان کی بلندیوں پر جا پہونچا اور اپنے منصب پر براجمان ہو گیا۔

پیارے آقا کے پیارے پیارے دیوانو! اس واقعہ سے ان لوگوں کو سبق حاصل کرنا
چاہئے جو حضور کے نام پر کھڑا ہونے سے بھاگتے ہیں حضور پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے سے

کتراتے ہیں جوحضور پر درود شریف پڑھنے سے بھاگتے ہیں جوصلوٰۃ وسلام پڑھنے سے اپنے دامن کو بچاتے ہیں ان کے لئے یقیناً ذلت اور پستی ہے اور جو سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم پر درود شریف بھیجتا ہے ان کے لئے عظمت اور بلندی ہے۔

قبر میں سلامت

معزز سامعین! ''دلائل الخیرات'' درود شریف کی مشہور کتاب ہے اس کے مصنف حضرت شیخ جزولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں آپ کثرت سے درود شریف پڑھا کرتے تھے اور آپ نے درود شریف کی کتاب تحریر فرمائی آپ کے انتقال کے ۷۷ رسال کے بعد آپ کی لاش مبارک کو قبر سے نکالی گئی اور سوس سے مراقش منتقل کی گئی جب آپ کا جسم مبارک کھولا گیا تو لوگوں نے مشاہدہ کیا کہ آپ کا کفن بھی بوسیدہ نہیں ہوا تھا اور آپ کا جسم مبارک بالکل صحیح و سالم تھا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ آج ہی آپ قبر میں لیٹے ہیں آپ کا جب وصال ہوا تھا اس دن آپ نے تازہ تازہ خط بنوایا تھا اور ۷۷ رسال کے بعد جب آپ کا جسد اطہر کھولا گیا تو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ آج ہی خط بنوایا ہے کسی نے بطور امتحان آپ کے رخسار مبارک پر انگلی رکھ دی اور انگلی اٹھائی تو خون کا دوران اسی طرح تھا جس طرح زندہ لوگوں میں ہوتا ہے یہ ساری کرامتیں درود شریف کی برکت سے تھیں۔

قبر کا ساتھی

پیارے ساتھیو! درود شریف قبر کا ساتھی ہے۔ درود شریف آپ کو قبر میں بھی ساتھ دے گا دنیا کا مال دنیا میں رہ جائے گا لیکن درود شریف آپ کا ساتھ دے گا تھوڑی دیر پہلے میں نے آپ کو بتایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم درود پڑھنے والے کو پہچانتے ہیں اور جو درود شریف نہیں پڑھتا اسکو نہیں پہچانتے ہیں حضور اس سے اپنا چہرہ اقدس پھیر لیتے ہیں اسلامی بھائیو! یہ بات ذہن میں رکھیں قبر میں سب سے پہلے امتحان کا وقت آتا ہے قبر میں

سوال کیا جائے گا کہ تمہارا رب کون ہے؟ تو جس نے اللہ کو مانا وہ جواب دے گا میرا رب اللہ ہے۔ پھر سوال ہوگا تیرا دین کیا ہے؟ جس نے دین اسلام قبول کیا اور اس پر عمل کیا وہ جواب دے گا میرا دین اسلام ہے پھر سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے پوچھا جائے گا یہ نبی کون ہیں؟ رسول کو کون پہچانے گا؟ جو عاشق رسول ہوگا، رسول کو کون پہچانے گا؟ جو غلام رسول ہوگا، رسول کو کون پہچانے گا؟ جو رسول کا وفادار ہوگا۔ رسول کو کون پہچانے گا؟ جو دنیا میں کثرت سے رسول پر درود بھیجتا ہے۔ پیارے دینی بھائیوں! یاد رکھئے درود شریف قبر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پہچان کا سب سے بڑا ذریعہ ہے یہی نجات کا ذریعہ ہے اور یہی امتحان میں کامیاب ہونے کا ذریعہ ہے۔

منکر نکیر ہم سے جب سوال پوچھیں گے
ہم درود پڑھ دیں گے جو ہماری عادت ہے

امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت فاضل بریلی علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں

کھڑے ہیں منکر نکیر سر پر نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور
بچا لو آ کر میرے پیمبر کہ سخت مشکل جواب میں ہے

محترم سامعین! میں نے آپ کا کافی وقت لیا اللہ تعالیٰ اس مجلس میں آپ کی حاضری کو قبول فرمائے اور جو کچھ میں نے کہا اور آپ نے سنا اس پر ہمیں اور آپ کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وماعلینا الا البلغ

☆☆☆

شان اہل بیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ جَمِیْعًا وَاَقَامَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لِلْمُذْنِبِیْنَ الْمُتَلَوِّثِیْنَ الْخَطَّائِیْنَ الْهَالِکِیْنَ شَفِیْعًا فَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا ط صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

برادرانِ اسلام! ہر مقرر ہر واعظ خطبہ مسنونہ کے بعد کسی نہ کسی آیت پاک یا حدیث پاک کو اپنا عنوان سخن بنایا کرتا ہے اسی قانون اور ضابطے کے تحت میں نے قرآن مقدس کی ایک آیت کریمہ کو تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا آیت کریمہ کا ترجمہ کرنے سے قبل آیئے آپ اور ہم مل کر سید ابرار واخیار، شہنشاہ ذی وقار، عرب کے ناقہ سوار، سیاح لامکاں مالک انس وجاں، طٰہٰ ویٰسین سید المرسلین، شفیع المذنبین، سبز گنبد میں آرام فرمانے والے آقا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار عالی شان میں اپنی غلامی کا ثبوت دیتے ہیں اپنی محبت کا ثبوت دیتے ہوئے درود شریف کا نذرانہ پیش فرمانے کی سعادت حاصل کریں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بَارِکْ وَسَلِّمْ صَلَاةً وَّ سَلَامًا عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ صَلَاةً وَّ سَلَامًا عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

ان کے گھر بے اجازت جبرئیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں عز و شان اہل بیت

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیت تطہیر سے ظاہر ہے شان اہل بیت

محترم حضرات! آج میرا عنوان سخن ہے شان اہل بیت، آج میرا موضوع ہے خاندان رسول کی فضیلت، آج میرا عنوان ہے اہل بیت کی عظمت و رفعت، میں آپ کو بتاتا چلوں کہ آسی جیسا کم تر انسان اہل بیت کی تعریف کیا کر سکتا ہے اہل بیت کی شان کیا بیان کر سکتا ہے اہل بیت کی عظمت کیا بیان کر سکتا ہے اہل بیت کی تعریف علماء نے کی ہے اہل بیت کی تعریف صلحا نے کی ہے اہل بیت کی تعریف اولیائے کرام نے کی ہے اہل بیت کی تعریف مفسرین نے کی ہے اہل بیت کی تعریف محدثین نے کی ہے اہل بیت کی تعریف اہل تصوف نے کی ہے اہل بیت کی تعریف اہل معرفت نے کی ہے اہل بیت کی تعریف ائمہ کرام نے کی ہے اہل بیت کی تعریف تابعین نے کی ہے اہل بیت کی تعریف تبع تابعین نے کی ہے اہل بیت کی تعریف صحابہ نے کی ہے اہل بیت کی تعریف خلفائے راشدین نے کی ہے اہل بیت کی تعریف رسول اعظم نے کی ہے یہاں تک کہ اہل بیت کی تعریف خود خدائے پاک نے کی ہے میں چند جملہ اہل بیت کی شان میں صرف اس لئے کہنا چاہتا ہوں تا کہ اہل بیت کے مدح خواں میں میرا نام بھی شامل ہو جائے اور یہی میرے لئے شفاعت رسول کا ذریعہ بن جائے میرے لئے مغفرت کا سبب بن جائے۔ محترم حضرات! خود خالق کائنات قرآن

مقدس میں ارشاد فرماتا ہے اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا یعنی اے نبی کے گھر والو! اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمھیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہل بیت کو ہر طرح کی ناپاکی سے دور رکھنے کا وعدہ فرمایا چاہے وہ جسمانی ناپاکی ہو، چاہے وہ روحانی ناپاکی ہو، چاہے وہ ظاہری ناپاکی ہو چاہے وہ باطنی ناپاکی ہو، حضرت امام زہری فرماتے ہیں کہ رِجس ناپسندیدہ چیز کو کہتے ہیں رِجس اس چیز کو کہتے ہیں جسے لوگ ناپسند کریں رِجس اس چیز کو کہتے ہیں جس کو لوگ معیوب سمجھیں رِجس اس چیز کو کہتے ہیں جس سے لوگ نفرت کریں چاہے وہ عمل ہو یا غیر عمل تو آیت کریمہ کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہل بیت سے ہر قسم کی ناپسندیدہ چیز کو ہر قسم کی برائیوں کو ہر معیوب چیز کو دور فرمادیا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلی فرماتے ہیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

دو قیمتی چیزیں

برادرانِ ملت اسلامیہ! سادات کرام اور اہل بیت عظام کے فضائل احادیث کریمہ اور آیت مبارکہ سے ثابت ہے آیئے آپ کو ایک حدیث پاک مسلم شریف کے حوالے سے سناؤں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ اور مدینہ کے درمیان غدیر خم کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ دیا اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اس کے بعد لوگوں کو وعظ ونصیحت فرمائی لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دیا بری باتوں سے منع فرمایا اور سامعین سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے لوگو! سنو! میں انسان ہوں اور قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا فرشتہ ملک الموت میرے پاس آئے اور میں اللہ تبارک و

تعالیٰ کا حکم قبول کروں اے لوگو سنو! میں تمہارے درمیان دو قیمتی اثاثہ چھوڑے جا رہا ہوں میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیز چھوڑے جا رہا ہوں میں تمہارے درمیان دو قیمتی چیز چھوڑے جا رہا ہوں ان میں سے ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مقدس ہے جس میں نورِ ہدایت ہے۔ جس میں ہدایت کی باتیں لکھی ہیں جس میں انسان کے لئے رہنمائی ہے جو انسان کے لئے مشعل راہ ہے جو انسان کی تاریک زندگی کے لئے روشنی ہے اس کتاب پر عمل کرو اور اس کو مضبوطی سے تھام لو، حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس بارے میں رغبت دلائی اس کے بعد سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دوسری قیمتی چیز میرے اہل بیت ہیں میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں اور اس سے ڈراتا ہوں حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرح دوبار ارشاد فرمایا یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ میں تم کو تاکید کرتا ہوں میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں تم لوگوں کو وصیت کرتا ہوں کہ میرے اہل بیت کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرنا ان کے حق ادا کرنے میں غفلت نہ برتنا ان کے حق ادا کرنے میں سستی نہ کرنا ورنہ اللہ کے یہاں تم جوابدہ ہوگے اللہ کے یہاں تمہاری پکڑ ہوگی ورنہ اللہ کے یہاں تمہاری گرفت ہوگی۔

اہل بیت سے دشمنی

محترم سامعین! ایک بات آپ ذہن نشین کرلیں جو اہل بیت سے محبت کرے گا وہ اللہ کے نزدیک محبوب ہوگا جو اہل بیت سے محبت کرے گا وہ رسول اعظم کا پیارا ہوگا جو آل رسول سے محبت کرے گا وہ اولیائے کرام کا دوست ہوگا جو اہل بیت سے دشمنی رکھے وہ اللہ کے غضب کا شکار ہوگا جو اہل بیت سے دشمنی رکھے رسول اس سے ناراض ہوں گے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر کوئی شخص بیت اللہ شریف کے ایک کونے اور مقام ابراہیم کے درمیان چلا جائے نماز

ادا کرے روزہ رکھے پھر اہل بیت سے دشمنی کرے اہل بیت سے عداوت رکھے اہل بیت سے حسد رکھے اوراسی حالت میں مرجائے تو وہ جہنم میں جائے گا۔معزز سامعین! اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کواور ہمیں اہل بیت کی دشمنی سے محفوظ رکھے اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کواور ہمیں اہل بیت کی عداوت سے بچائے مقام ابراہیم جیسی مقدس جگہ پر نماز پڑھنے والا روزہ رکھنے والا اہل بیت کی دشمنی کی وجہ سے جہنم میں جائے گا اور کوئی نیک عمل اسے عذاب جہنم سے بچا نہیں سکے گا۔

کشتی کے مانند

حدیث شریف میں ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خانہ کعبہ کا دروازہ پکڑ کر ارشادفرمایا کہ سرورکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آگاہ ہوجاؤ خبردار ہوجاؤ کہ میرے اہل بیت تم لوگوں کے لئے نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند ہیں جو شخص اس کشتی میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو کشتی میں سوار نہ ہوا وہ ہلاک ہوگیا۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشادفرماتے ہیں کہ سرورکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ‘ ط یعنی میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں توان میں سے تم جس کی اقتدا کروگے ہدایت پاؤ گے۔ برادران اسلام! ہم کسی بھی صحابہ کی اقتدا کریں کامیاب ہوجائیں گے ہم کسی بھی صحابہ کے نقش قدم پر چلیں کامیاب ہو جائیں گے۔

ایندھن کی بیٹی

اہل بیت کی شان میں کچھ برا بھلا کہا جائے تو یقیناً سرورکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تکلیف ہوگی اگر ان کے حسب ونسب کے بارے میں کچھ کہا جائے تو رسول اعظم کو اذیت پہنچے گی۔صحیح حدیث میں ہے جسے بہت سے ائمہ نے روایت کیا ہے کہ جب ابولہب کی

صاحبزادی مکہ معظّمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائیں تو کچھ لوگوں نے ان سے کہا تمہاری ہجرت تمہیں فائدہ نہیں دے گی تمہاری ہجرت سے تم کو کوئی فائدہ نہیں ملے گا تمہاری ہجرت تمہیں بے نیاز نہیں کرے گی اس لئے کہ تم جہنم کے ایندھن کی بیٹی ہو یہ بات ابولہب کی شہزادی نے سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جا کر بیان کی تو نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے اور منبر پر رونق افروز ہو کر ارشادفرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے! جو مجھے میری نسب اور رشتہ داروں کے بارے میں تکلیف پہنچاتے ہیں میرے رشتہ داروں کے بارے میں مجھے اذیت دیتے ہیں لوگو! سن لو خبردار ہو جاؤ جس نے میرے نسب اور رشتہ داروں کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی۔

ایک سال کی عبادت

معزز سامعین! اہل بیت کی عظمت صحابہ کرام سے پوچھئے، اہل بیت کی عظمت صدیق اکبر سے پوچھئے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشادفرماتے ہیں کہ مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کی خدمت کرنا آپ کے رشتہ داروں کی غلامی کرنا آپ کے رشتہ داروں کی دیکھ بھال کرنا مجھے اپنے رشتہ داروں کی صلہ رحمی سے زیادہ پسند ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد سے ایک دن محبت کرنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ منصور نے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ جعفر نے جو آپ کو چابک سے مارا ہے میں آپ کو اس کا بدلہ دلواتا ہوں تو حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی پناہ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا خدا کی پناہ میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا خدا کی پناہ میں

ہرگز بدلہ نہیں لوں گا خدا کی قسم! جب چابک میرے جسم سے اٹھتا تھا تو میں رسول اعظم صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابت کے سبب معاف کر دیتا تھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام
مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہل بیت سے کتنی محبت تھی حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
حضور کے رشتہ داروں سے کتنی الفت تھی۔ جب امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے رشتہ
داروں سے اتنی محبت فرماتے تھے تو رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کتنی محبت فرماتے
ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کے احسانات

برادران اسلام! حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب ''منن کبریٰ'' میں تحریر
فرماتے ہیں کہ مجھ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے پناہ کرم ہے مجھ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے پناہ
فضل ہے مجھ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے بے شمار احسانات ہیں ان میں سے ایک احسان یہ ہے
کہ میں سادات کرام کی بے حد تعظیم کرتا ہوں میں سادات کرام کی بے حد عزت کرتا ہوں۔
میں سادات کرام کا بے حد احترام کرتا ہوں ان کی تعظیم میں اپنے اوپر ان کا حق تصور کرتا ہوں
سادات کرام کی کم از کم اتنی تعظیم کرتا ہوں کم از کم اتنی تکریم کرتا ہوں کم از کم اتنا احترام کرتا
ہوں جتنا احترام والی مصر یا نائب کا ہوسکتا ہے۔

علامہ شعرانی فرماتے ہیں اسی طرح ہم سے عہد لیا گیا ہے کہ جب ہم راستے میں کسی
سید یا سیدہ کے پاس سے گزریں جو لوگوں سے سوال کررہے ہوں تو ہم انھیں اپنی طاقت کے
مطابق، ہم انھیں اپنی استطاعت کے مطابق کھانا پیش کریں ان کے لئے کپڑا پیش کریں ان
کے لئے روپے پیش کریں ان کی ضروریات کی چیزیں انھیں دیں ان سے عرض کریں کہ آپ
ہمارے یہاں قیام کیجئے تاکہ ان کی خدمت کرسکیں ان کی ضرورت شرعیہ پوری کرسکیں جو شخص
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے ان کے لئے شرم کی بات ہے کہ ان کی

اولاد دوسروں سے سوال کرے اور یہ انھیں کچھ نہ پیش کریں۔

زکوٰۃ کی کھجوریں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت امام حسن رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نے زکوٰۃ کی ایک کھجور اُٹھالی اور منہ میں رکھ لی تو سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے فرمایا کخ کخ یعنی اس کو پھینک دو اس کو نہ کھاؤ یہ تمہارے لئے جائز نہیں یہ تمہارے لئے
درست نہیں تم اہل بیت ہو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں
کہ ہم لوگ زکوٰۃ نہیں کھایا کرتے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لڑکے حضرت فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکار
مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم آپ مجھے زکوٰۃ
وصول کرنے پر مقرر کردیں تو سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خدا کی پناہ کیا
میں تمہیں لوگوں کے گناہوں کے دھون وصول کرنے پر مقرر کروں۔

نافرمان اولاد

حضرت ابو محمد فاسی رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ بعض سیدوں سے میں بغض رکھتا
تھا وہ اس لئے کہ مجھے معلوم تھا کہ وہ سنت کے خلاف کام کرتے ہیں وہ سنت کو چھوڑ دیتے ہیں
وہ سنت کی پیروی نہیں کرتے وہ سنت کو ترک کر دیتے ہیں اتفاق سے میں ایک دن مسجد نبوی
شریف میں روضہ مبارک کے سامنے سو گیا میری آنکھیں لگ گئیں لیکن میرے مقدر کا ستارا
بلند ہوگیا میرے مقدر کا دروازہ کھل گیا میرا نصیبہ بلند ہوگیا سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی زیارت ہوئی شہنشاہ دو عالم خواب میں تشریف لائے اللہ کے حبیب کا دیدار خواب میں
نصیب ہوا۔ رسول اعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے میرا نام لے کر فرمایا کیا بات ہے؟
میں دیکھتا ہوں کہ میری اولاد سے بغض رکھتے ہو کیا معاملہ ہے کہ تم میری اولاد سے عداوت

رکھتے ہو کیا بات ہے کہ تم میری اولاد سے کینہ رکھتے ہو کیا بات ہے کہ تم میری اولاد سے محبت نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم خدا کی پناہ میں ان سے اس لئے بغض رکھتا ہوں کہ وہ خلاف سنت کام کرتے ہیں میں انھیں ناپسند نہیں کرتا ہوں بلکہ ان کا وہ فعل مجھے ناپسند ہے جو سنت کے خلاف ہے ان کا مجھے وہ کام پسند نہیں جو سنت کے خلاف ہے۔حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تمہیں یہ فقہ کا مسئلہ معلوم نہیں ہے کہ نافرمان اولاد نسب سے وابستہ رہتی ہے۔نافرمان اولاد کا رشتہ قائم رہتا ہے نافرمان اولاد کی نسبت منقطع نہیں ہوتی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم نافرمانی سے نسبت منقطع نہیں ہوتی حضور نے ارشاد فرمایا یہ نافرمان اولاد ہے۔حضرت محمد فاسی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب میں خواب سے بیدار ہوا تو میرے دل سے ان کی عداوت دور ہو چکی تھی جب میں نیند سے بیدار ہوا تو میرے دل سے کینہ ختم ہو چکا تھا جب میری آنکھ کھلی تو میرے دل سے کینہ ختم ہو چکا تھا میرے دل میں ان کے لئے محبت پیدا ہو چکی تھی میرے دل میں ان کے لئے الفت پیدا ہو چکی تھی جب بھی ان سے میری ملاقات ہوتی میں خوب ان کی تعظیم وتکریم کرتا میں خوب ان کا ادب واحترام کرتا تھا۔

باعث امن

برادران اسلام! اہل بیت کا روئے زمین پر ہونا رحمت کا باعث ہے۔آل رسول کا زمین پر ہونا امن کا باعث ہے اہل بیت کا زمین پر ہونا باعث رحمت ہے۔آل رسول کا زمین پر ہونا برکت کا باعث ہے آل رسول کا زمین پر ہونا خیر وبرکت کا باعث ہے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ستارے آسمان والوں کے لئے باعث امن ہیں اور میرے اہل بیت زمین والوں کے لئے باعث امن ہیں۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لوگوں کے حسد کی شکایت کی تو رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ تم چار

میں سے چوتھے ہو سب سے پہلے جنت میں میں، تم اور حسنین کریمین داخل ہوں گے ہماری ازواج مطہرات دائیں بائیں ہوں گی اور ہماری اولاد ہماری ازواج کے پیچھے ہوں گی۔

اہل بیت کی محبت

آل رسول سے محبت، اہل بیت سے محبت حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو بے پناہ تھی حضرت علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد مبارکہ سے اور اہل بیت سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے اس محبت کی وجہ سے آپ کو بغداد میں اس حال میں لے جایا گیا کہ آپ کے پیروں میں بیڑیاں پڑی تھیں اہل بیت سے آپ کو اتنی زیادہ محبت تھی کہ بعض لوگوں نے آپ کو رافضی کہہ دیا تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا

لَوْ كَانَ رَفْضًا حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ
فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلَانِ اَنِّیْ رَافِضِیْ

یعنی لوگو! سنو اگر آل رسول کی محبت کا نام رافضی ہے اگر حب آل رسول کا نام رافضی ہے اگر اہل بیت کی محبت کا نام رافضی ہے اگر اہل بیت سے محبت کرنے کا نام رافضی ہے اگر اہل بیت سے الفت کرنے کا نام رافضی ہے اگر عشق آل رسول کا نام رافضی ہے اگر عشق اہل بیت کا نام رافضی ہے اے انسانو اور جنو! تم گواہ ہو جاؤ کہ اس معنی میں بے شک میں رافضی ہوں۔

آل رسول کی عظمت اہل بیت کی رفعت اور بزرگی بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

یکفیکم من عظیم الفخر انکم
من لم یصل علیکم لا صلوٰۃ له

یعنی اے آل رسول! اے اہل بیت آپ لوگوں کے لئے یہ عظیم الشان فخر کی بات ہے

کہ جو شخص آپ پر درود نہیں بھیجتا اس کی نماز کامل نہیں ہوتی۔

جنت کی بشارت

حضرت امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر کشاف سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا '**مَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ شَہِیْدًا**'، یعنی جو اہل بیت کی محبت میں فوت ہوا جو آل رسول کی محبت میں فوت ہوا جو آل رسول کی الفت میں فوت ہوا اس نے شہادت کی موت پائی آپ نے ارشاد فرمایا آگاہ ہو جاؤ خبردار ہو جاؤ جو شخص اہل بیت کی محبت میں فوت ہوا اس کے گناہ بخش دیئے گئے پھر ارشاد فرمایا سن لو! جو شخص! اہل بیت کی محبت میں فوت ہوا وہ تائب ہو کر فوت ہوا اور ارشاد فرمایا خبردار سن لو! جو شخص اہل بیت کی محبت میں فوت ہوا وہ مکمل ایمان کے ساتھ فوت ہوا پھر ارشاد فرمایا سن لو! جو شخص اہل بیت کی محبت میں فوت ہوا اسے حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت منکر نکیر جنت کی بشارت دیتے ہیں اور ارشاد فرمایا آگاہ ہو جاؤ! جو شخص اہل بیت کی محبت پر فوت ہوا اسے ایسی عزت کے ساتھ جنت روانہ کیا جاتا ہے جس طرح دلہن دولہا کے گھر بھیجی جاتی ہے۔

پھر سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سن لو! جو شخص اہل بیت کی محبت میں فوت ہوا اس کی قبر میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پھر ارشاد فرمایا خبردار ہو جاؤ جو شخص اہل بیت کی محبت پر فوت ہوا اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی قبر کو ملائکہ و رحمت کی زیارت گاہ بنا دیتا ہے۔ پھر اس کے بعد دونوں جہاں کے سردار رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا '**الا من مات علی حب آل محمد مات علی السنة والجماعة**'، خبردار سن لو! جو شخص اہل بیت کی محبت پر فوت ہوا وہ مسلک اہل سنت والجماعت پر فوت ہوا۔

اہل بیت کی خدمت

برادران ملت اسلامیہ! میں آپ کا زیادہ وقت نہ لوں گا آخری بات کہہ کے رخصت ہو جاؤں گا اہل بیت کی خدمت بڑی سعادتمندی کی بات ہے آل رسول کی خدمت بڑی خوش نصیبی کی بات ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص میرا وسیلہ چاہتا ہو، جو شخص میرا وسیلہ حاصل کرنا چاہتا ہو، جو شخص میرے وسیلے کا متمنی ہو، جو شخص میرے وسیلے سے بہرہ مند ہونا چاہتا ہو، اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہو کہ میری بارگاہ میں اس کی کوئی خدمت ہو جس کے سبب بروز محشر میں اس کی شفاعت کروں تو اسے چاہئے کہ میرے اہل بیت کی خدمت کرے میری اولاد سے محبت کرے اور انھیں خوش کرے حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص چاہتا ہو کہ اس کی عمر لمبی ہو جائے جو شخص چاہتا ہو کہ درازئ عمر حاصل ہو جائے جو شخص چاہتا ہو کہ اس کی تمنا پوری ہو جائے جو شخص چاہتا ہو کہ اس کی مراد برآئے جو شخص چاہتا ہو کہ اپنی آرزو حاصل کر لے تو اسے چاہئے کہ میرے بعد میرے اہل بیت سے اچھی طرح پیش آئے جو شخص میرے بعد میرے اہل بیت سے اچھی طرح پیش نہیں آئے گا اچھا سلوک نہیں کرے گا اس کی عمر کم کر دی جائے گی اور قیامت کے دن اسی حالت میں میرے پاس آئے گا کہ اس کا چہرہ کالا ہوگا۔

محترم سامعین! جہاں تک ممکن ہو ہم کو چاہئے کہ سادات کرام کی خدمت کریں یہ سوچ کر ان کی خدمت کریں کہ اس خدمت سے سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش ہوں گے اور ان کی خوشی ہی دونوں جہاں کی کامیابیوں کا سبب ہے دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں آل رسول اور اہل بیت کی محبت و الفت عطا فرمائے اور ان کی خدمت کرنے کا جذبہ عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلٰغ

فضائل شہادت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ جَمِیْعًاوَ اَقَامَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لِلْمُذْنَبِیْنَ الْمُتَلَوِّثِیْنَ الْخَطَآئِیْنَ الْھَالِکِیْنَ شَفِیْعًا اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ فِیْ الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وَلَاتَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ط صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

پیارے آقا کے پیارے پیارے دیوانو! آیئے سب سے پہلے سبز گنبد میں آرام فرمانے والے آقا، رات بھر ہم گنہگار امتیوں کو یاد کر کے رونے والے آقا، شب معراج میں ہم گنہگاروں کو نہ بھولنے والے آقا، غریب و امیر کے آقا، عرب وعجم کے آقا، شاہ و گدا کے آقا، بے شمار نوازنے والے آقا، دے کر احسان نہ جتانے والے آقا، بغیر مانگے دینے والے آقا، طلب سے سوا دینے والے آقا جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ مآب میں درود شریف کا نذرانہ عقیدت ومحبت کے ساتھ پیش کرنے کی سعادتیں حاصل کریں۔

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلَّ عَلَیْہِ وَسَلِّم
نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلَّ عَلَیْہِ وَسَلِّمْ

حسن یوسف پہ کٹی مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

مسجد میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں
نماز عشق ادا ہوتی ہے تلوروں کے سائے میں

مرد حق باطل کے آگے مات کھا سکتے نہیں
سر کٹا سکتے ہیں لیکن سر جھکا سکتے نہیں

زندہ ہوجاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کردیا

محترم حضرات! آج میں نے اپنا عنوان سخن فضائل شہادت کو بنایا ہے میں آپ کو مختصر گفتگو میں بتاوں گا کہ شہادت کا درجہ کیا ہے آپ کو بتاوں گا کہ فضائل شہادت کیا ہے؟ میں آپ کو بتاوں گا کہ اللہ کی راہ میں اپنی جان قربان کرنے کا مقام کیا ہے میں آپ کو بتاوں گا کہ شہداء کے بارے قرآن کیا کہتا ہے؟ میں آپ کو بتاوں گا کہ شہداء کی عظمت کے بارے میں حدیث کیا کہتی ہے؟ خطبہ مسنونہ کے بعد میں نے یہ آیت کریمہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے:

وَلَاتَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ط

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

برادران ملت اسلامیہ! قرآن ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کر رہا ہے جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو، جو لوگ اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کردیں انہیں مردہ نہ کہو، جو لوگ جام شہادت نوش فرمالیں انھیں مردہ نہ کہو جو اللہ کی رضا کے لئے اپنی گردن کٹا دیں، انھیں مردہ نہ کہو جو اللہ کی راہ میں شہید ہوجائیں، انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر

نہیں،تم ان کی زندگی سے بے خبر ہو،تم ان کی حیات جاویدانی سے بے خبر ہو،ان کی زندگی کا
تمھیں پتہ نہیں،ان کی زندگی کا تم اندازہ نہیں لگا سکتے ہو،ان کی زندگی کے بارے میں ان کا
رب جانتا ہے ان کی حیات کے بارے میں ان کا رب جانتا ہے اسی لئے تو ان کا رب فرماتا
ہے وہ زندہ ہیں لیکن تمھیں خبر نہیں جب تک وہ دنیا میں تھے ان کی زندگی فانی تھی جب تک وہ
دنیا میں تھے ان کی حیات فانی تھی لیکن جب انھوں نے اپنی جان کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیا
وہی فانی زندگی حیات جاویدانی بن گئی ان کی فنا بقا میں بدل گئی۔

مردہ نہ کہو

برادران ملت اسلامیہ! قرآن شہیدوں کو مردہ کہنے سے منع کر رہا ہے قرآن شہیدوں
کو مردہ کہنے پر پابندی لگا رہا ہے قرآن شہیدوں کو مردہ کہنے سے روک رہا ہے آپ کو بتاتا
چلوں آپ کے معلومات میں اضافہ کرتا چلوں کہ قول کا تعلق زبان سے ہے کہنے کا تعلق زبان
سے قرآن نے زبان پر پابندی لگا دی قرآن نے زبان پر پابندی عائد کر دی کیا ہم شہیدوں کو
مردہ سوچ سکتے ہیں؟ کیونکہ سوچنے کا تعلق زبان سے نہیں ذہن سے ہوتا ہے میں نے کہا اے
آسی چلو قرآن سے پوچھ لیتے ہیں کہ اے قرآن تو نے شہیدوں کو مردہ کہنے سے منع کر دیا ہے
تو نے شہیدوں کو مردہ کہنے پر پابندی لگا دی تو نے شہیدوں کو مردہ کہنے پر روک لگا دی کیا ہم
شہیدوں کو مردہ سوچ سکتے ہیں کیا ہم شہیدوں کو مردہ تصور کر سکتے ہیں کیا ہم شہیدوں کو مردہ
خیال کر سکتے ہیں کیا ہم شہیدوں کو مردہ گمان کر سکتے ہیں قرآن نے فوراً جواب دیا ’وَلَا
تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ط
اے نادان انسان سن! شہیدوں کو صرف مردہ کہنے پر ہی پابندی نہیں بلکہ ان کو مردہ سوچنے پر
بھی پابندی ہے ان کو مردہ خیال کرنے پر بھی پابندی ہے ان کو مردہ گمان کرنے پر بھی پابندی
ہے ان کو مردہ تصور کرنے پر بھی پابندی ہے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کئے جائیں انھیں

مردہ گمان بھی نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اور انھیں اپنے رب کی طرف سے روزی بھی ملتی ہے۔
محترم سامعین! یہاں ایک بات اور بتاتا چلوں کہ مردہ کو روزی کی ضرورت نہیں ہے مردہ کو
کھانا کھانے کی ضرورت نہیں ہے مردہ کو پانی پینے کی ضرورت نہیں ہے روزی اسے ملے گی جو
زندہ ہو روزی انھیں دی جائے گی جو باحیات ہوں روزی انھیں ملے گی جو مردہ نہ ہو پتہ چلا کہ
شہداء زندہ ہیں اور انھیں اسی طرح روزی دی جاتی ہے جس طرح ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ
روزی عطا فرماتا ہے۔

ایک نکتہ

برادران ملت اسلامیہ! جب یہاں بات زندوں اور مردوں کی آ گئی تو یہ بات بیان
کرتا چلوں کہ قرآن نے شہیدوں کو زندہ کہا ہے چاہے وہ شہید نبی ہوں یا نہ ہوں، چاہے وہ
شہید صحابی ہوں یا نہ ہوں، چاہے وہ شہید تابعی ہوں یا نہ ہوں، چاہے وہ شہید ولی ہوں یا نہ
ہوں، پھر بھی وہ زندہ ہیں اب میں یہ مسئلہ آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں آپ کسی مولوی سے پوچھ
لیجئے، آپ کسی عالم سے پوچھ لیجئے آپ کسی مقرر سے پوچھ لیجئے آپ کسی مصنف سے پوچھ
لیجئے کوئی بھی شہید کسی صحابی کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا ہے کوئی بھی شہید کسی نبی کے مقام تک
نہیں پہنچ سکتا ہے اب معاملہ صاف ہو گیا اب بات واضح ہو گئی کہ جب شہید زندہ ہے تو پھر
ہمارے نبی زندہ کیوں نہیں یہ ہمارا ایمان وعقیدہ ہے کہ شہداء زندہ، صحابی زندہ، تمام نبی زندہ
تمام رسول زندہ ہمارا اسلام زندہ ہمارا قرآن زندہ صاحب قرآن زندہ۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

راہ خدا میں شہادت

اپنی پیاری پیاری جان کو راہ خدا میں لٹانے کا نام شہادت ہے اور راہ خدا میں لڑنے کا

نام جہاد ہے شہادت کا مفہوم وسیع سے وسیع تر ہے اپنی جان کو راہِ خدا میں قربان کر دینے کا نام
شہادت ہے اللہ کی راہ میں موت کو گلے لگانے کا نام شہادت ہے اپنی اولاد کی جان کو اللہ کی راہ
میں قربان کر دینے کا نام شہادت ہے ہزاروں زخم کھانے کے باوجود زبان پر شکایت نہ لانے
کا نام شہادت ہے۔ تلواروں اور نیزوں سے چھلنی ہونے کے باوجود مسکرانے کا نام شہادت
ہے۔ جو اپنی پیاری جان کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیتے ہیں شہید کہلاتے ہیں شہید کا درجہ
بہت بلند ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہئے کیونکہ یہ نعمت دولت سے حاصل نہیں کی جاتی ہے بلکہ اپنی
جان کی قربانی پیش کر کے حاصل کی جاتی ہے جو چیز جان کی قربانی دے کر حاصل کی جائے وہ
یقیناً قیمتی ہونا چاہیے۔

آپ تاریخ کا مطالعہ کیجیے تو معلوم ہوگا کہ اسلام کا سپہ سالار بے شمار مصیبتیں جھیل کر
اسلام کا پیغام دوسروں تک پہنچائے ہیں تپتی ہوئی ریت پر ننگے پاؤں سے اپنی منزل تک پہنچنے
میں بڑے بڑے چٹانوں سے ٹکرا کر اسلام کو بچائے ہیں خود تکلیفیں اُٹھائی لیکن اسلام پر آنچ
آنے نہ دیا مجاہدین اسلام نے کبھی بھی اپنی کم تعداد کو نہیں دیکھا صرف اللہ کی ذات پر بھروسہ
کر کے قدم کو آگے بڑھایا بھوک اور پیاس سے ضرور نڈھال ہوگئے لیکن باطلوں کے آگے
کبھی مات نہیں کھائی۔ اسلام کے سپوت جب میدان جنگ میں جاتے تو ان کے دل میں دو
ہی مقصد ہوتا کہ اپنی جان کو راہ خدا میں قربان کر دیں یا پھر باطلوں کو شکست فاش دیں۔

شہادت کا مزہ

برادران ملت اسلامیہ! اللہ تبارک وتعالیٰ نے بے شمار نعمتیں دنیا میں عطا کی ہیں اگر
کوئی انسان ان نعمتوں کو گننا چاہے تو گن نہیں سکتا اگر کوئی ان نعمتوں کو شمار کرنا چاہے تو شمار نہیں
کر سکتا ہے طرح طرح کی نعمتوں سے اللہ نے بندوں کو نوازا ہے کھانے کی الگ نعمت ہے
پینے کی الگ نعمت ہے سونگھنے کی الگ نعمت ہے دیکھنے کی الگ نعمت ہے اوڑھنے اور پہننے کی

الگ نعمت ہے رہنے سہنے کی الگ نعمت ہے انسان کے چاروں طرف نعمت ہی نعمت ہے اس
کے باوجود جنت کے مقابلے میں یہ دنیاوی نعمت کچھ بھی نہیں جنت کے مقابلے میں یہ دنیاوی
نعمت کوئی وقعت نہیں رکھتی اس سے ہزار ہا زیادہ نعمتیں بندوں کو جنت میں ملیں گی یہ انسانی
فطرت ہے کہ جب کئی طرح کی نعمتیں ملتی ہیں تو چھوٹی نعمت کو بھول کر بڑی نعمت کو یاد کرتا ہے
بڑی نعمت کی تمنا کرتا ہے جس نعمت کی لذت زیادہ ہوتی ہے اسی کو یاد کرتا ہے جس نعمت کا مزہ
زیادہ ہوتا ہے اسی کو حاصل کرنا چاہتا ہے اسی کو دوبارہ پانے کی تمنا کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ
جب قیامت کے دن شہداء کو جنت میں داخل کر دے گا اور ہزار ہا نعمتوں سے نوازے گا اس
کے بعد شہداء یہ تمنا کریں گے اور اپنے رب سے کہیں گے اے پروردگار ان نعمتوں میں وہ مزہ
نہیں ہے اے پروردگار ان نعمتوں میں وہ لذت نہیں ہے جو مزہ اور لذت تیری راہ میں لڑ کر
شہادت کا جام پینے میں ہے شہید یہ آرزو کرے گا کہ پروردگار ہمیں دنیا میں بھیج دے ہم تیری
راہ میں لڑنا چاہتے ہیں اور کتنی بار لڑنا چاہتے ہیں حدیث شریف میں ہے '**اَلَا اَلشَّہِیْدُ
یَتَمَنّٰی اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا فَیُقْتَلَ عَشَرَ مَرَّاتٍ**' شہید آرزو کرے گا کہ وہ پھر دنیا
کی طرف واپس ہو کر اللہ کی راہ میں دس مرتبہ قتل کیا جائے۔

سو درجات بلند

برادران اسلام! جہاد کرنے کی فضیلت بہت زیادہ ہے شہادت کا مقام بہت بلند ہے
امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب مکاشفۃ القلوب میں تحریر کرتے ہیں کہ حضور سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو اللہ کے رب ہونے پر راضی ہو جائے جو اللہ کو اپنا
رب مان لے جو اللہ کو اپنا رب تسلیم کر لے جو اسلام کو حق دین سمجھے جو اسلام کو دین حق قبول
کر لے جو اسلام کو سچا دین مان لے جو اسلام کے سچا دین ہونے پر راضی ہو جائے اور جو مجھے
رسول جان لے جو مجھے رسول تسلیم کر لے جو مجھے اللہ کا نبی مانے جو مجھے اللہ کا حبیب مانے جو

میرے رسول ہونے پر راضی ہو جائے اس پر جنت واجب ہے۔ یہ پیاری پیاری بات حضرت ابوسعید خدری کو پسند آئی یہ پیاری گفتگو حضرت ابوسعید خدری کو بھا گئی یہ نرالی گفتگو حضرت ابوسعید خدری کو اچھی لگی تو آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم ایک بار پھر ارشاد فرمایئے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شان کریمی سے دوبارہ ارشاد فرمایا اور ساتھ ہی ساتھ شہنشاہ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ایک عمل اور بھی ہے ایک کام اور بھی ہے جس کے سبب اللہ تبارک وتعالیٰ بندے کو سو درجات بلند کرتا ہے سو درجات سے نوازتا ہے سو درجات مرحمت فرماتا ہے اور ہر دو درجات کے درمیان آسمان و زمین کا فاصلہ ہوگا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم وہ کون سا عمل ہے؟ فخر دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا راہ خدا میں جہاد کرنا ہے۔

جنت تلواروں کے سائے میں

محترم حضرات! میں آپ کے سامنے مسلم شریف کی ایک حدیث پیش کرتا ہوں مسلم شریف کی ایک حدیث آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم سے سنا والد محترم کا بیان ہے والد محترم فرماتے ہیں کہ میں دشمن کے سامنے کھڑا تھا دشمنان اسلام سامنے تھے کافر و مشرکین سامنے تھے اور میں نے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بے شک جنت کے دروازے تلواروں کے سائے میں ہیں بے شک جنت تلواروں کے نیچے ہے ایک پراگندہ شخص کھڑا ہوا ایک الجھے ہوئے بالوں والا شخص کھڑا ہوا ایک بوسیدہ کپڑے میں ملبوس شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا اے ابوموسیٰ؟ کیا آپ نے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا حضرت ابوموسیٰ نے کہا ہاں! میں نے سنا وہ شخص اپنے ساتھیوں کی طرف مڑا اور

کہنے لگا میں تمہیں سلام کہتا ہوں پھر تلوار کے میان کو توڑ کر پھینک دیا اور تلوار لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑے اپنی تلوار کی نوک سے دشمنوں کو خاک و خون میں ملاتے رہے دشمنوں کی گردنیں اڑاتے رہے جواں مردی سے لڑتے رہے یہاں تک کہ اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے۔

بے باک سپاہی

برادرانِ ملت اسلامیہ! جو مجاہدین ہوتے ہیں انہیں اپنی جان کی پرواہ نہیں، انہیں اپنے مال کی پرواہ نہیں، انہیں اپنے بال بچوں کی پرواہ نہیں، انہیں اپنے گھر بار کی پرواہ نہیں، وہ اپنے بال بچوں کو خدا کے حوالے چھوڑ جاتا ہے وہ اپنے گھر بار کو خدا کے حوالے چھوڑ جاتا ہے تاریخ شاہد ہے کہ جہاد کرنے والے اپنی گردن کٹانے میں فخر محسوس کرتے ہیں جہاد کرنے والے اپنی گردن کٹانے میں خوشی محسوس کرتے ہیں جہاد کرنے والے اپنی گردن کٹانے میں اپنی کامیابی سمجھتے ہیں تاریخ گواہ ہے اگر جہاد کرنے والے غیروں کے ہاتھ قید ہو جاتے ہیں پھر بھی ان کا سر جھکتا نہیں اگر اللہ کی راہ میں لڑنے والے قید کر لئے جائیں پھر بھی وہ حق بات کہنے میں ڈرتا نہیں اگر اللہ کے سپاہی گرفتار کر لئے جائیں پھر بھی وہ کسی سے خوف نہیں کھاتے اگر ان کا سر جھکتا ہے تو خدا کے سامنے اگر وہ کسی سے ڈرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے اگر وہ کسی سے محبت کرتا ہے تو وہ رسول عربی سے۔

حسن یوسف پہ کٹی مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

محترم حضرات! میں آپ کو ایک واقعہ سناؤں آپ کا ایمان تازہ ہو جائے گا آپ کی روح میں بالیدگی پیدا ہو جائے گی درس نظامیہ کی مشہور کتاب قلیوبی اس کا نام آپ نے سنا ہوگا ہمارے علماء تو اسے پڑھتے پڑھاتے چلے آئے ہیں اس کتاب میں ذکر ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں یہ واقعہ پیش آیا ملک روم کے ایک جاں باز سپاہی نے

ملک روم کے جنگجو بہادر نے کچھ مسلمان سپاہیوں کو قیدی بنالیا اور ملک روم کے بادشاہ کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ ان میں ایک شخص نہایت طاقتور ہے ایک شخص نہایت جری ہے ایک شخص بہت بڑا بہادر ہے وہ حق بات کہتا ہے حق بات سنتا ہے اللہ کے سوا وہ کسی سے ڈرتا نہیں وہ کسی بادشاہ سے خوفزدہ نہیں ہے وہ کسی بہادر سے ڈرتا نہیں ہے بادشاہ نے اس جواں مرد مسلمان کو اپنی بارگاہ میں حاضر کرنے کا حکم دیا بادشاہ کے دربار میں ایک لمبی زنجیر لٹکتی تھی جس کی وجہ سے ہر ایک کو جھک کر بادشاہ کے پاس حاضر ہونا پڑتا تھا وہ نڈر مسلمان نے کہا میں رکوع کرنے کی حالت میں بادشاہ کے پاس نہیں جاسکتا ہوں میں رکوع کی ہیئت بنا کر بادشاہ کے پاس حاضر نہیں ہوں گا میں سرورکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شرماتا ہوں کہ ایک کافر کے پاس رکوع کرنے جیسی حالت بنا کر حاضر ہوں بادشاہ نے اس زنجیر کو ہٹانے کا حکم دیا بہادر مسلمان بانداز مسلمانی، بارعب سلطانی بادشاہ کے پاس حاضر ہوا بادشاہ کافی دیر تک ان سے گفتگو کرتا رہا اور کہا کہ تم ہمارے دین میں داخل ہوجاؤ۔ میں تمہیں اپنی انگوٹھی پہنا دوں گا، روم کی ولایت وحکومت عطا کردوں گا جو تم طلب کرو میں دینے کو تیار ہوں تم جو خواہش ظاہر کرو پوری کی جائے گی اس مرد مجاہد نے بادشاہ کو بے خوف ہوکر جواب دیا اگر تم پورا ملک روم مجھے دے دو، مجھے سونے اور چاندی سے تول دو، تم ہیرے جواہرات کی ڈھیر لگا دو تب بھی میں صرف ایک اذان سننے کے عوض قبول نہ کروں گا ایک اذان کے بدلے میں ان تمام چیزوں کو ٹھکرا دوں گا اور اذان سنوں گا بادشاہ نے حیران ہوکر کہا کہ یہ اذان کیا ہے اس مرد مجاہد نے بآواز بلند کہا **اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ** بادشاہ نے تعجب کرتے ہوئے کہا بے شک ان کے دل میں محمد کی محبت بس گئی ہے بے شک اس انسان کے دل میں محمد کی محبت راسخ ہوگئی ہے۔ بے شک یہ انسان عشق رسول میں سرشار ہے بے شک یہ انسان عشق رسول میں ڈوبا ہوا ہے اس شخص کو ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے دین

سے دور نہیں کیا جاسکتا، اس انسان کو اپنے دین سے پھیرنا ممکن نہیں۔ پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ آگ جلاؤ اس پر دیگچی رکھو جب پانی جوش مارنے لگے تو اس نوجوان کو اس دیگ میں ڈال دو بادشاہ کے کارندوں نے ایسا ہی کیا، بادشاہ کے ماتحتوں نے ایسا ہی کیا جب لوگوں نے اسے کھولتے ہوئے پانی میں داخل کیا تو اس مرد مجاہد نے **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** پڑھ کر اس دیگ میں داخل ہوا اور دوسری جانب سے بفضلہٖ تعالیٰ صحیح وسلامت باہر نکل آیا لوگوں کو بڑا تعجب ہوا۔ پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ اس نوجوان کو اندھیری کوٹھری میں قید کیا جائے، اس نوجوان کو کالی کوٹھری میں بند کردیا جائے اور اس پر کھانا اور پانی بند کردیا جائے ہرگز ہرگز اس کو کھانا اور پانی نہ دیا جائے اور چالیس دن تک اس کی کالی کوٹھری میں صرف خنزیر یعنی سور کا گوشت اور شراب رکھی جائے اس کے علاوہ کچھ نہ رکھا جائے۔ ظالموں نے ایسا ہی کیا بے رحموں نے ایسا ہی کیا جب چالیس دن پورے ہوگئے لوگوں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ جو کچھ اس کالی کوٹھری میں رکھا گیا تھا سب موجود ہے اس مرد مجاہد نے ہاتھ تک نہیں لگایا ہے۔ لوگوں نے اس سے پوچھا اس میں سے تم کیوں نہیں کھائے حالانکہ شریعت محمدی میں ضرورت کے وقت اور اپنی جان بچانے کے لئے اس کا کھانا جائز ہے۔ اس نوجوان نے جواب دیا ہاں ہاں جائز ہے اگر میں اس کو کھاتا تو تم لوگ خوش ہوتے میں تمہیں خوش کرنا نہیں چاہتا میں چاہتا ہوں کہ تم کو غصہ دلاؤں پھر بادشاہ نے کہا تم مجھے سجدہ کرو تاکہ تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو رہا کردوں اس مرد مسلمان نے کہا شریعت محمدی میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں، کسی انسان کو سجدہ کرنا جائز نہیں، اللہ کے سوا کسی کے آگے سر جھکانا جائز نہیں، اللہ کے سوا کسی کے آگے سر ٹیکنا درست نہیں پھر میں تم کو سجدہ کیسے کرسکتا ہوں؟ بادشاہ نے کہا میرے ہاتھ کو بوسہ دیدو میرے ہاتھ کو چوم لو تاکہ تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو چھوڑ دوں اس مرد مجاہد نے کہا والد کے ہاتھ اور استاد کے ہاتھ کے علاوہ کسی اور کے ہاتھ کو بوسہ دینا درست نہیں بادشاہ نے

کہا کہ میری پیشانی کو بوسہ دے دو اس مرد مجاہد نے کہا کہ ایک شرط کے ساتھ تمہاری پیشانی کو بوسہ دے سکتا ہوں بادشاہ نے کہا کہ جس شرط کے ساتھ چاہو بوسہ دو مرد مجاہد نے اپنی آستین کو بادشاہ کی پیشانی پر رکھا اور آستین کو بوسہ دینے کی نیت سے اس کو بوسہ دیا بادشاہ نے اس مرد مجاہد کو اور تمام مسلمان قیدیوں کو چھوڑ دیا۔

خوبصورت گھر

محترم حضرات! شہداء کا بڑا مقام ہے شہداء کرام کے لئے جنت میں عالیشان محل ہوں گے حور وغلمان شہداء کرام کی خدمت پر مامور ہوں گے شہداء کرام کے لئے جنت کی بہاریں ہوں گی خوبصورت مکانات ہوں گے حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آج رات میں نے دو آدمیوں کو دیکھا وہ میرے پاس آئے اور مجھے درخت پر چڑھالیا انھوں نے مجھے ایک نہایت خوبصورت مکان میں داخل کیا نہایت ہی اعلیٰ مکان میں داخل کیا نہایت ہی عالیشان مکان میں داخل کیا ایسا حسین مکان میں نے نہیں دیکھا تھا وہ آدمی کہنے لگے یہ عالیشان گھر شہیدوں کے لئے ہے۔ ریاض الصالحین میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد گرامی کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لایا گیا اور انھیں مُثلہ کیا گیا تھا یعنی ظالموں نے آپ کے چہرے کی حالت بدل دی تھی انھیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے رکھا گیا میں نے ان کے چہرے سے کپڑا اہٹانا چاہا تو بعض لوگوں نے مجھے روک دیا اس پر سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے اس پر برابر اپنے پروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں۔

مشک جیسی خوشبو

برادرانِ ملت اسلامیہ! شہید کے زخم سے قیامت کے دن مشک جیسی خوشبو آئے گی

ابوداؤد شریف میں ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ باعث تخلیق کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس مسلمان نے اونٹنی دو دفعہ دوہنے کے درمیان کے وقت کی مقدار جہاد کیا اس پر جنت واجب ہوگئی اور جو راہ خدا میں زخمی ہوا یا اسے چوٹ آئی وہ قیامت کے دن پہلے سے زیادہ تازہ زخم کے ساتھ آئے گا اس کا رنگ زعفران جیسا ہوگا اور اس میں سے مشک جیسی خوشبو آئے گی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ بدر میں شہید ہو چکے جنگ بدر میں آپ کو شہادت مل چکی تھی جنگ بدر میں آپ جام شہادت نوش فرما چکے تھے جنگ بدر میں آپ منصب شہادت سے سرفراز ہو چکے تھے حضرت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم کیا آپ مجھے حارثہ کے بارے میں نہیں بتائیں گے؟ میرا بیٹا جنت میں ہے تو صبر کروں اگر میرا بیٹا جنت کا مہمان ہے تو میں صبر کروں اگر میرا بیٹا جنت میں جا چکا ہے تو میں صبر کروں اگر کسی اور جگہ تو اس پر خوب روؤں، گریہ وزاری کروں سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے حارثہ کی ماں! سنو! جنت کے مختلف دروازے ہیں اور تمہارا بیٹا جنت الفردوس میں ہے۔

شہادت کا شوق

برادران اسلام! آپ کے سامنے صحابہ کرام کا جذبہ شہادت پیش کرتا ہوں تا کہ آپ کا ایمان تازہ ہو جائے اور آپ کو اندازہ ہو جائے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کس قدر شہادت کا جذبہ اپنے دلوں میں رکھتے تھے کس قدر شہادت کی تمنا کرتے تھے کس قدر ان کے دلوں میں جام شہادت نوش کرنے کا جذبہ تھا حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ احد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اے بھائی سعد! آؤ ہم مل کر اللہ

تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں میں دعاء مانگتا ہوں تم آمین کہنا، میں اپنا مدعا رب کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں تم آمین کہنا، میں اپنی تمنا رب کے حضور بیان کرتا ہوں تم آمین کہنا، اورتم دعا مانگو میں آمین کہتا ہوں تم اپنا مدعا رب کی بارگاہ میں پیش کرو میں آمین کہتا ہوں پھر دونوں حضرات ایک کنارے چلے گئے دونوں حضرات ایک جانب چلے گئے دونوں حضرات ایک گوشے کی طرف چلے گئے پہلے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی اے اللہ! جب کل لڑائی ہو میرے مقابلے میں ایک بڑا بہادر مقرر کرنا تا کہ میں اس کو تیری راہ میں قتل کروں حضرت عبداللہ نے کہا آمین، حضرت سعد نے دعا مانگی اے اللہ! کل میدان کارزار میں ایک طاقتور کو مقرر کرنا تا کہ میں اس کو قتل کروں حضرت عبداللہ نے آمین کہا، اس کے بعد حضرت عبداللہ نے دُعا مانگی اے پروردگار عالم! کل میدان جہاد میں ایک طاقتور سے سامنا کرانا جو سخت حملہ آور ہو میں اس پر شدت سے حملہ کروں اور وہ مجھ پر زور سے حملہ کرے میں بہت سے کافروں کو تہہ تیغ کردوں میں بہت سارے دشمنان اسلام کو جہنم رسید کردوں بہت سے کافروں کو خاک وخون میں ملا دوں اور تیری راہ میں لڑتے لڑتے شہید ہو جاؤں شہادت کے بعد کافر میری ناک کاٹ ڈالیں کافر میرے کان کاٹ ڈالیں پھر قیامت کے دن اسی حالت میں تیرے حضور حاضر ہو جاؤں اے رب! تو مجھ سے پوچھے کہ اے عبداللہ! تیری ناک کیوں کاٹی گئی اے عبداللہ! تیرے کان کیوں کاٹے گئے تو میں عرض کروں گا یا اللہ! تیرے اور تیرے رسول کی راہ میں لڑتے ہوئے کاٹے گئے اے رب! تو پھر کہے کہ اے عبداللہ! تو سچ کہتا ہے اور میں عرض کروں یا رب میں سچ کہہ رہا ہوں جب یہ دعا ختم ہوئی تو حضرت سعد نے آمین کہی دوسرے دن جب لڑائی ہوئی ویسا ہی ہوا جیسا کہ ان دونوں حضرات نے دُعائیں مانگی تھیں۔

اسلام کا جھنڈا

محترم سامعین کرام! آپ ''تاریخ اسلام'' کا مطالعہ کریں تو پتہ چلے گا کہ اسلام کے سپوتوں نے کس طرح سے اسلام کو بچایا کس طرح سے اسلام کی سربلندی کے لئے اپنی قربانی دی ہے کس طرح سے اسلام کی عظمت کے لئے اپنی گردن کٹائی ہے کس طرح سے اسلام کے پرچم کو بچانے کے لئے اپنے جسم کے اعضا کٹائے ہیں۔ جنگ اُحد میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں اسلام کا پرچم تھا کافروں نے اسلامی پرچم کو گرانے کے لئے اسلامی جھنڈے کو سرنگوں کرنے کے لئے حضرت مصعب پر حملہ کردیا حضرت مصعب جھنڈے کو اُٹھائے ہوئے کافروں سے لڑنے لگے کافروں سے مقابلہ کرنے لگے ایک مشرک نے اچانک حضرت مصعب پر حملہ کردیا ایک مشرک نے ناگہاں حضرت مصعب پر حملہ کردیا حملہ اتنا زبردست تھا کہ حضرت مصعب کا داہنا ہاتھ کٹ کر زمین پر گر گیا۔ ہماری جان قربان ایسے بہادر پر، ہمارے ماں باپ قربان ایسے جیالے پر کہ انھوں نے دوسرے ہاتھ سے اسلام کا جھنڈا تھامے رکھا ہاتھ کٹ گیا لیکن اسلام کا جھنڈا گرنے نہ دیا ہاتھ کٹ گیا لیکن اسلام کا پرچم سرنگوں نہ ہونے دیا جب کافروں نے دیکھا، جب مشرکوں نے دیکھا کہ اسلام کے یہ جاں نثار نے دوسرے ہاتھ سے اسلام کے پرچم کو تھام رکھا ہے حملے میں اور شدت پید اکردی قریب پہنچ کر جھنڈا کو چھیننے کی کوشش کرنے لگے مگر حضرت مصعب جوانمردی سے لڑتے رہے اور کسی کو قریب نہ آنے دیا یہاں تک کہ ایک کافر نے ایسا وار کیا کہ حضرت مصعب کا بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا مگر اسلام کے اس شیدائی نے اسلام کے اس پروانے نے اسلام کے اس دیوانے نے کٹے ہوئے ہاتھوں سے جھنڈا کو اپنے سینے سے چمٹائے رکھا اور جھنڈے کو سرنگوں نہ ہونے دیا جب کافروں نے دیکھا کہ ہاتھ کٹ جانے کے باوجود جھنڈا کو اپنے سینے سے چمٹائے رکھا ہے دونوں ہاتھ کٹ جانے کے باوجود اسلامی پرچم کو اپنے سینے

سے لگائے رکھا ہے وہ بد بخت مشرک نے حضرت مصعب کے سینہ مبارک پر ایسا تیر مارا کہ وہ جام شہادت نوش فرمالئے اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔

دولھے کی شہادت

محترم حضرات! سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے منادی ہوئی کہ کفار مکہ مدینہ پر حملہ کرنے والے ہیں کفار مکہ مدینہ منورہ پر یلغار کرنے والے ہیں جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ میدان کارزار کے لئے تیار ہو جاؤ، راہ حق میں قربان ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ، اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ، اسلام کی خاطر بدن پر زخم کھانے کے لئے تیار ہو جاؤ عاشقان رسول بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے جاں نثارانِ رسول بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے رسول کے چاہنے والے حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پکار حضرت حنظلہ نے بھی سنا آپ کی شادی اسی دن ہوئی تھی شادی کی پہلی رات تھی مگر حضور کی پکار سن کر سب کچھ بھول گئے اپنی نئی دلہن کو عشق رسول میں فراموش کر دیئے میدان جہاد میں جانے کے لئے تیار ہو گئے آپ کو نہانے کی حاجت تھی آپ کو نہانے کی ضرورت تھی لیکن آپ نے تاخیر کرنا مناسب نہ سمجھا اور دل میں یہ خیال آیا کہ کہیں تاخیر ہونے کے سبب رسول کائنات مجھ سے ناراض نہ ہو جائیں اور میں گنہگار نہ ہو جاؤں آپ اسی حالت میں میدان کارزار میں شریک ہو گئے بڑی بہادری کے ساتھ کفار کو تہہ تیغ کرتے رہے جوانمردی کے ساتھ کفار کو جہنم رسید کرتے رہے آخر کار آپ نے جام شہادت نوش فرمائی۔ لڑائی ختم ہونے کے بعد سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ شہیدوں کی لاشوں کو اُٹھا کر لاؤ صحابہ کرام نے شہیدوں کو اکٹھا کیا لیکن حضرت حنظلہ کی لاش غائب تھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نگاہ اُٹھا کر آسمان کی طرف ملاحظہ فرمایا تو دیکھا کہ حضرت حنظلہ کی لاش فرشتے اوپر لے جا کر ایک نورانی تختے پر لٹا کر آب رحمت سے غسل دے

رہے ہیں اسی دن سے آپ کا لقب غسیل الملائکہ پڑ گیا۔

برادران اسلام! دیکھا آپ نے شہیدوں کا رتبہ، دیکھا آپ نے شہیدوں کا مقام، دیکھا آپ نے شہیدوں کی عظمت، دیکھا آپ نے شہیدوں کی رفعت، دیکھا آپ نے شہیدوں کا مقام، اگر نہانے کی ضرورت تھی تو فرشتوں نے ادب و احترام کے ساتھ غسل دیا اور قیامت تک کے لئے غسیل الملائکہ کا لقب پڑ گیا۔

اکڑ پسند ہے

معزز سامعین کرام! اکڑ اللہ کو پسند نہیں، تکبر ناپسندیدہ چیز ہے لیکن کسی حالت میں یہ درست بھی ہو جاتا ہے کبھی کبھی یہ پسندیدہ بھی ہو جاتا ہے۔ مواہب لدنیہ میں اس واقعہ کا ذکر ہے کہ نبی دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگ اُحد میں تلوار کو دست اقدس سے پکڑا اور فرمایا کون ہے؟ جو میری اس تلوار کو لے اور اس کا حق ادا کرے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ اعلان سن کر صحابہ کرام دوڑے ہر ایک کی تمنا یہ تھی کہ تلوار مجھے مل جائے ہر ایک کی خواہش تھی کہ تلوار مجھے نصیب ہو جائے ہر کوئی یہ چاہتا تھا کہ تلوار مجھے عنایت ہو مگر سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تلوار کسی کو نہ دی بہت بڑے بہادر نوجوان بہت ہی نڈر مرد مجاہد حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے تو سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ تلوار حضرت دجانہ کو مرحمت فرمائی اور فرمایا دجانہ اس تلوار کا حق ادا کرنا اس سے دشمنوں پر خوب وار کرنا۔ دشمن اسلام کا صفایا کرنا کفار و مشرکین کو تہہ تیغ کرنا ابو دجانہ نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلوار مبارک پا کر بہت خوش ہوئے ایک سرخ رنگ کا رومال سر پر باندھا اور ہاتھ میں تلوار لے کر اکڑتے ہوئے دشمنوں کے سامنے میدان جنگ میں حاضر ہو گئے نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی یہ چال دیکھی تو ارشاد فرمایا کہ یہ چال اللہ کو بڑی ناپسند ہے مگر اے ابو دجانہ تم اس وقت کافروں کے مقابلے میں جا رہے ہو، تم اس وقت مشرکوں کے مقابلے میں

جارہے ہو،تم اس وقت دشمن اسلام کو مات دینے جارہے ہو،تم اس وقت اسلام کی شان بلند کرنے جارہے ہو،اس لئے اے ابودجانہ تمہاری یہ چال اللہ کو بہت پسند ہے۔ چنانچہ حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تلوار سے کافروں کو مولی اور گاجر کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔ بے شمار کافروں کی گردنیں اڑادیں کتنے مشرکوں کو جہنم پہنچا دیا کتنے دشمنان رسول کو خاک وخون میں ملادیا۔

صحابہ کا جواب

آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو پتہ چلے گا کہ قریش مکہ نے مسلمانوں کو تنگ کرنے کے لئے جنگ بدر کی بنیاد ڈالی مسلمانوں کو پریشان کرنے کے لئے جنگ بدر کی منصوبہ بندی کی گئی مسلمانوں کو مشقت میں ڈالنے کے لئے جنگ بدر کا آغاز کیا گیا جب جنگ بدر کی بات چلی تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا اپنے جاں نثاروں سے پوچھا اپنے چاہنے والوں سے کہا کہ دشمن لڑنے پر آمادہ ہے بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟ بتاؤ تم کیا چاہتے ہو،تم لوگوں کا مشورہ کیا ہے؟ صحابہ کرام میں سے جو مہاجرین تھے انھوں نے جواب دیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم آپ وہی کریں جس بات کا حکم آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ہم آپ کے ساتھ ہیں خدا کی قسم! ہم ایسا نہیں کہیں گے جیسا کہ بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا ’’**اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ**‘‘ یعنی جاؤ تم اور تمہارا رب دونوں لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ یارسول اللہ ہم تو آپ کے نام پر قربان ہوجائیں گے ہم اپنی جان آپ کے قدموں میں نچھاور کردیں گے ہم اپنی اولاد آپ پر قربان کردیں گے صحابہ کرام میں سے جو انصار تھے انھوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم ہم آپ پر ایمان لائے ہیں ہم آپ کے دامن سے وابستہ ہوگئے ہیں آپ کے قدموں سے لپٹ گئے ہیں آپ کے دامن میں آگئے ہیں اس خدا کی قسم جس

نے آپ کو مبعوث فرمایا اگر آپ ہمیں دریا میں کود جانے کا حکم دیں گے تو ہم دریا میں کود جائیں گے اگر آپ ہماری جان چاہیں تو ہم اپنی جان آپ کے قدموں میں رکھ دیں گے، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم آپ ہم سے مشورہ کیوں طلب فرماتے ہیں ہم بے وفائی کرنے والے نہیں ہیں۔

برادران اسلام! میں نے آپ کا کافی وقت لے لیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سبھوں کو جام شہادت نصیب فرمائے۔

نہ مسجد میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں
نماز عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

☆☆☆

ماہ محرم کے فضائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ جَمِیْعًاوَ اَقَامَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لِلْمُذْنِبِیْنَ الْمُتَلَوِّثِیْنَ الْخَطَآئِیْنَ الْهَالِکِیْنَ شَفِیْعًا اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اِنَّ عِدَّ ةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَاللّٰهِ اِثْنَا عَشَرَشَهْرًا فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ط صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ۔

شمع رسالت کے پروانو! غوث اعظم کے دیوانو! خواجہ غریب نواز کے چاہنے والو! مخدوم سمناں کے جاں نثارو! حیدر کرار کے شیدائیو! مرکز اہل سنت فاضل بریلی کے متوالو! چمنستان رضوی کے مہکتے ہوئے پھولو! آئیے سب سے پہلے سید ابرار واخیار، شہنشاہ ذی وقار، کائنات کے اولیں فصل بہار، رہبر اعظم، قائد اعظم، نیر اعظم، سیاح لامکاں، مالک انس و جاں، ہم سبھوں کے غمگسار، عرب کے ناقہ سوار، حجت حق الیقیں، تفسیر قرآن مبیں، تصحیح علوم متقدمین، سندالانبیاء والمرسلین، کاشف سر مکنون، خازن علم مخزون، شمع شبستان ماہ منور، قندیل فلک مہر انور، معدن نہار سخاوت، منطقہ بروج سعادت، نور نگاہ شہود، مقبول رب ودود، جان عالم وایمان، آمنہ کا لعل، بھوکے رہ کر دوسروں کو کھلانے والا، اپنے امتی کے لئے رات رات

بھر رونے والا، دے کر احسان نہ جتانے والا، دشمنوں کو بھی دعا دینے والا، یتیموں کو گلے لگانے والا، رونے والوں کے آنسو پوچھنے والا، بے سہاروں کو سہارا دینے والا، انبیا و مرسلین کی امامت کرنے والا۔ براق کی سواری کرنے والا، لامکاں کا سفر کرنے والا، جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں عقیدت اور محبت کے ساتھ درود شریف کا نذرانہ پیش کریں اور باآواز بلند پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بَارِكْ وَسَلِّمْ صَلَاةً وَّ سَلَامًا عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔
صَلَاةً وَّ سَلَامًا عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ۔

جگا جگا کے تھک چکے ہیں تمہیں ہنگامے
نشاطِ لذتِ خواب گراں بدل ڈالو

غلط روی سے منازل کا بُعد بڑھتا ہے
مسافروں روش کا رواں بدل ڈالو

کشتی کنارے سے اب بھی لگ تو سکتی ہے
ہوا کے رخ پہ چلو بادباں بدل ڈالو

محترم سامعین! خطبہ مسنونہ کے بعد ہر مقرر ہر واعظ، ہر خطیب ہر ادیب، کسی نہ کسی آیت کریمہ یا حدیث پاک کو اپنا عنوان سخن بنایا کرتا ہے اسی قانون اور ضابطے کے تحت میں نے بھی قرآن مقدس کی ایک آیت کریمہ کو اپنا عنوان سخن بنایا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مقدس کے دسویں پارے میں ارشاد فرماتا ہے۔ بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان اور زمین بنائے ان میں چار حرمت والے ہیں۔

برادرانِ ملت اسلامیہ! اس آیت کریمہ میں یہ بتایا جارہا ہے کہ مہینوں کی گنتی بارہ ہے اللہ تعالیٰ نے بارہ مہینے پیدا کیئے ہر مہینہ اللہ کا ہے ہر رات اللہ کی ہے۔ ہر دن اللہ کا ہے، ہر ساعت اللہ کی ہے۔ ہر لمحہ اللہ کا ہے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک کچھ مہینے پیارے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک کچھ ایام محبوب ہوتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک کچھ راتیں متبرک ہوتی ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک کچھ ساعتیں مبارک ہوتی ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک کچھ لمحے پیارے ہوتے ہیں۔ رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہوتا ہے۔ جمعہ کا دن مبارک دن ہوتا ہے اسے سید الایام بھی کہا جاتا ہے۔ پیر کا دن حضور کے یوم ولادت کی وجہ سے مبارک دن ہے۔ شب قدر مبارک رات ہوتی ہے۔

برادران ملت اسلامیہ! اسی طرح کچھ مہینے حرمت والے ہوتے ہیں کچھ مہینے فضیلت والے ہوتے ہیں۔ قرآن مقدس نے چار مہینے کو حرمت والا مہینہ قرار دیا ہے اس میں سے ایک مہینہ محرم الحرام کا مہینہ ہے محرم الحرام کی دسویں تاریخ کو یوم عاشورہ بھی ہے جس میں عبادت کرنے والوں کو اجر عظیم عطا کیا جاتا ہے۔ اس رات عبادت کرنے والوں کو بڑا ثواب دیا جاتا ہے اس رات عبادت کرنے والوں کے گناہ معاف کئے جاتے ہیں اس رات عبادت کرنے والوں کی توبہ قبول کی جاتی ہے اس رات عبادت کرنے والوں کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی ہیں اس رات عبادت کرنے والوں کے نامہ اعمال سے گناہ مٹائے جاتے ہیں اس رات عبادت کرنے والوں کی دعا قبول ہوتی ہے۔

برادرانِ اسلام! خوش نصیب ہے وہ بندہ مومن جو عاشورہ کے دن روزہ رکھے، خوش نصیب ہے وہ انسان جو اس دن روزہ رکھے، خوش نصیب ہے وہ انسان جو عاشورہ کی رات عبادت کرے، خوش نصیب ہے وہ انسان جو عاشورہ کی رات اللہ کی بارگاہ میں توبہ استغفار کرے، خوش نصیب ہے وہ انسان جو عاشورہ کی رات عبادت ونوافل میں گزارے، خوش

نصیب ہے وہ انسان جو عاشورہ کی رات تلاوت قرآن میں گزارے، خوش نصیب ہے وہ انسان جو عاشورہ کی رات اپنے پیارے نبی پر خوب خوب درود وسلام پیش کرے، خوش نصیب ہے وہ انسان جو عاشورہ کی رات اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی پیشانی کو جھکائے، خوش نصیب ہے وہ انسان جو عاشورہ کی رات تسبیح وتہلیل میں مصروف رہے، خوش نصیب ہے وہ انسان جو عاشورہ کی رات یادِ الٰہی میں مشغول رہے۔

شہیدوں کا ثواب

محترم سامعین کرام! ''غنیۃ الطالبین'' میں غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آقائے دو جہاں سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے محرم کی دس تاریخ یعنی عاشورہ کے دن روزہ رکھا اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو دس ہزار شہیدوں اور دس ہزار حج وعمرہ کرنے والوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔ جس نے عاشورہ کے دن کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس یتیم کے سر کے ہر بال کے بدلے جنت میں اس کے درجات کو بلند فرمائے گا۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے عاشورہ کے دن کسی مومن کو روزہ افطار کروایا گویا اس نے اپنی طرف سے پوری امت محمدیہ کو روزہ افطار کرایا اور ساری امت کا پیٹ بھرا، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم کیا اللہ تعالیٰ نے عاشورہ کے دن کو تمام دنوں پر فضیلت دی ہے تو اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں! اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو عاشورہ کے دن پیدا فرمایا، اللہ تعالیٰ نے زمینوں کو عاشورہ کے دن پیدا فرمایا، اللہ تعالیٰ نے لوح وقلم کو عاشورہ کے دن پیدا فرمایا، اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو عاشورہ کے دن پیدا فرمایا، اللہ تعالیٰ نے سمندروں کو عاشورہ کے دن پیدا فرمایا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم

علیہ السلام کو عاشورہ کے دن پیدا فرمایا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو عاشورہ
کے دن جنت میں داخل فرمایا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ عاشورہ
کے دن قبول فرمائی، اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عاشورہ کے دن پیدا
فرمایا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کی قربانی عاشورہ کے دن
کیا، فرعون عاشورہ کے دن دریا میں غرق ہوا، حضرت ایوب علیہ السلام کی تکلیف عاشورہ کے
دن دور ہوئی، حضرت داؤد علیہ السلام کی لغزش عاشورہ کے دن معاف ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ
السلام عاشورہ کے دن پیدا ہوئے اور قیامت عاشورہ کے دن ہی قائم ہوگی۔

گناہ معاف

محترم سامعین کرام! اس حدیث کو سماعت فرمائیں ماہ محرم الحرام کے روزے کی
اہمیت کا اندازہ لگائیے مسلم شریف کی حدیث ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
بیان کرتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر میں آئندہ سال بقید
حیات رہا، اگر آئندہ سال میری زندگی باقی رہی تو نویں محرم الحرام کا بھی روزہ رکھوں گا۔ سیدنا
حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
عاشورہ کے روزے کی فضیلت پوچھی گئی، اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عاشورہ کے
روزے کے ثواب کے بارے میں پوچھا گیا، رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
عاشورہ کے روزوں کی عظمت پوچھی گئی تو سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ عاشورہ کا روزہ گزشتہ سال کے گناہوں کو مٹادیتا ہے۔

عاشورہ کے روزے کا ثواب

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید المرسلین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو ساٹھ برس

کی عبادت کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا اللہ تبارک وتعالیٰ اسے ہزار شہیدوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔
اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا اس کو
فرشتوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ محترم سامعین کرام! پیران پیر دستگیر غوث اعظم شیخ عبدالقادر
جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ''غنیۃ الطالبین'' میں بیان فرماتے ہیں کہ جس نے
عاشورہ کے دن چار رکعت نماز اس طرح سے ادا کی جس نے چار رکعت نماز اس طرح پڑھی
کہ ہر رکعت میں ایک بار سورۂ فاتحہ کی تلاوت کی اور پچاس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھا یعنی سورہ
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے پچاس برس کے گزشتہ گناہ معاف فرما
دے گا اور نور کے ہزار محل تعمیر کرائے گا۔

آسمان سے رحمت

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیک وسلم اللہ تعالیٰ نے عاشورہ کے روزے کے ساتھ ہم کو بڑی فضیلت عطا فرمائی
ہے، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ نے عاشورہ کے روزے کے
ساتھ ہم کو بڑی عظمت عطا فرمائی ہے، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ
نے عاشورہ کے روزے کے ساتھ ہم کو بڑی برکت عطا فرمائی ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! ایسا ہی ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے عرش وکرسی کو اسی دن
پیدا فرمایا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جن وانس پر اسی دن حکومت
عطا فرمائی، اللہ تبارک و تعالیٰ نے عاشورہ ہی کے دن آسمان سے پہلی بارش نازل
فرمائی، اللہ تبارک وتعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو طوفان سے اسی دن نجات عطا فرمائی، جس
نے عاشورہ کے دن غسل کیا وہ مرض الموت کے سوا کسی بیماری میں مبتلا نہ ہوگا۔ جس نے

عاشورہ کے دن پتھر کا سرمہ لگایا تمام سال اس کو آشوب چشم نہیں ہوگا حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے عاشورہ کے دن کسی مریض کی عیادت کی گویا اس نے تمام اولاد آدم کی عیادت کی جس نے عاشورہ کے دن کسی پیاسے کو ایک گھونٹ پانی پلایا اس نے گویا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی۔

موت کا احساس نہ ہوگا

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں سید الانبیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل پر ہر سال ایک دن یعنی عاشورہ کا روزہ فرض تھا بنی اسرائیل پر عاشورہ کا روزہ فرض کیا گیا تھا، بنی اسرائیل پر عاشورہ کا روزہ رکھنا لازم تھا بنی اسرائیل پر عاشورہ کا روزہ رکھنا ضروری تھا تو تم بھی اس دن روزہ رکھو تم بھی اس دن روزے کا اہتمام کرو اور اپنے گھر والوں پر زیادہ خرچ کرو جس نے اس دن اپنے گھر والوں پر زیادہ خرچ کیا اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو پورے سال آسودگی عطا فرماتا ہے جس نے عاشورہ کے دن اپنے گھر والوں پر زیادہ خرچ کیا اللہ تبارک وتعالیٰ پورے سال اس کو فراخ دستی عطا فرماتا ہے۔ جس نے عاشورہ کے دن روزہ رکھا جس نے عاشورہ کے دن روزے کا اہتمام کیا تو عاشورہ کا روزہ اس کے چالیس سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ جو شخص عاشورہ کی رات عبادت میں مشغول رہے۔ جو شخص عاشورہ کی رات عبادت وریاضت میں گزارے جو شخص عاشورہ کی رات یاد الٰہی میں گزارے جو شخص عاشورہ کی رات درود شریف کی کثرت کرے جو شخص عاشورہ کی رات تلاوت قرآن میں گزارے جو شخص عاشورہ کی رات توبہ و استغفار میں گزارے جو شخص عاشورہ کی رات سجدے میں گزارے اور صبح کو روزہ رکھے تو اس شخص کو موت اس طرح آئے گی کہ اس کو مرنے کا احساس بھی نہ ہوگا۔

عاشورہ کا روزہ جانور بھی رکھتے ہیں

حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگلی جانور بھی عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں۔ سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ماہ رمضان کے فرض روزہ کے بعد سب سے افضل روزہ ماہ محرم الحرام کا روزہ ہے۔ فرض روزوں کے بعد سب سے اعلیٰ روزہ محرم کا روزہ ہے۔ فرض روزہ کے بعد سب سے فضیلت والا روزہ ماہ محرم کا روزہ ہے فرض روزہ کے بعد نفل روزوں میں سب سے عظمت والا روزہ محرم کا روزہ ہے اور فرض نماز کے بعد سب سے فضیلت والی نماز تہجد کی نماز ہے، فرض نماز کے بعد سب سے اہم نماز تہجد کی نماز ہے فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز تہجد کی نماز ہے اور تہجد کی نماز کے بعد سب سے افضل نماز یوم عاشورہ کی نماز ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ماہ محرم میں اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کی توبہ قبول فرمالی اور کچھ لوگوں کی توبہ قبول فرمائے گا۔ ایک اور جگہ فاتح خیبر شیر خدا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے عاشورہ کی رات عبادت کی اللہ تبارک وتعالیٰ جب تک چاہے گا اس کو زندہ رکھے گا۔

محترم حضرات! ایک بزرگ حضرت سلیمان عیینہ فرماتے ہیں کہ مجھے اطلاع ملی کہ جو شخص عاشورہ کے دن اپنے بال بچوں پر زیادہ خرچ کرتا ہے جو بندۂ خدا عاشورہ کے دن اپنے گھر والوں پر زیادہ خرچ کرتا ہے جو شخص عاشورہ کے دن اپنے بال بچوں پر خرچ میں کشادگی کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو پورا سال روزی میں وسعت فرماتا ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کا پچاس سال تک تجربہ کیا اور ہمیشہ روزی میں فراخی میسر ہوئی۔

تمام سال روزہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے ذی الحجہ کے آخری دن اور محرم الحرام کے پہلے دن روزہ رکھا گویا اس نے سال گزشتہ روزوں میں ختم کیا اور آئندہ سال روزوں سے شروع کیا اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے روزوں کو پچاس سال کے گناہوں کا کفارہ بنا دے گا۔

ام المومنین ہم تمام مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں قریش عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے اور مکہ شریف میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم بھی اس دن روزہ رکھتے تھے جب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو رمضان کے روزے فرض کئے گئے پھر جس نے چاہا عاشورہ کا روزہ رکھا اور جس نے چاہا اسے چھوڑ دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے پایا جب اس کی وجہ دریافت کی گئی تو یہودیوں نے جواب دیا آج کے دن موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون پر غلبہ حاصل ہوا تھا اس کی وجہ سے ہم اس دن کو عظیم سمجھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری بہ نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہمارا تعلق زیادہ ہے اس کے بعد تاجدار عرب وعجم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عاشورہ کے روزے رکھنے کا حکم دیا۔

محترم حاضرین! ابن ماجہ شریف میں ہے کہ محمد بن صیفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم سے عاشورہ کے دن فرمایا تم میں سے آج کسی نے کچھ کھایا ہے ہم نے جواب دیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم بعض نے کھایا ہے اور

بعض نے نہیں کھایا ہے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بقیہ دن پورا کرو جو کھایا ہو وہ بھی بقیہ دن نہ کھائے اور جو نہ کھایا ہو وہ بھی بقیہ دن نہ کھائے اور گاؤں والوں کی طرف آدمی بھیجو کہ وہ بھی بقیہ دن کچھ نہ کھائیں۔

محترم سامعین! ہمیں عاشورہ کے روزوں کا اہتمام کرنا چاہئے عاشورہ کی رات عبادت وریاضت میں گزاریں اس رات خود عبادت الٰہی میں گزاریں اور اپنے گھر والوں کو بھی تاکید کریں کہ عاشورہ کے دن نماز، روزہ پابندی کے ساتھ ادا کریں اور اللہ کی نعمتیں اور برکتیں حاصل کریں۔ دُعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اور آپ کو عاشورہ کی عبادتوں سے فیض اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلغ

☆☆☆

عظمت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ جَمِیْعًاوَّ اَقَامَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لِلْمُذْنَبِیْنَ الْمُتَلَوِّثِیْنَ الْخَطَّاۤئِیْنَ الْهَالِکِیْنَ شَفِیْعًا اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰۤئِکَتُهٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ط وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْماً۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ۔

محترم حضرات! میں مناسب ہی نہیں بلکہ ضروری سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے آپ اور ہم مل کر سید ابرار واخیار، شہنشاہ ذی وقار، کائنات کے اوّلیں فصل بہار، رہبر اعظم، قائد اعظم، نیر اعظم، سیاح لامکاں، مالک انس وجاں، ہم سبھوں کے غمگسار عرب کے ناقہ سوار بے سہاروں کا سہارا، غریبوں کا ماویٰ یتیموں کا ملجا، عرب کے تاجدار عجم کے سردار احمد مختار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عقیدت ومحبت کے ساتھ درود شریف کا نذرانہ پیش کریں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بَارِکْ وَسَلِّمْ صَلَاةً وَّ سَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔
صَلَاةً وَّ سَلَامًا عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ۔

پروانے کو چراغ تو بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

اصدق الصادقین سید المتقین
چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام

پہنچے ہیں جو منزل پر نہیں ہے انھیں ناز سفر
چلنے کا جنھیں ڈھنگ نہیں وہ رفتار کی باتیں کرتے ہیں

محترم حاضرین! آج میں نے اپنا عنوان عظمت صدیق اکبر کو بنایا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفعت، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام بہت بلند وبالا ہے قرآن مقدس کی بہت سی آیتیں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں ہیں بہت ساری احادیث مبارکہ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت اور شان بیان کی گئی ہے۔ میں نے جو قرآن مقدس کی آیت مقدسہ کی تلاوت کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے ”وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف نکالے“ اس آیت کریمہ کا شان نزول ملاحظہ فرمالیجئے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام معلوم جائے گا آیت کریمہ کے شان نزول میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب آیت درود اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰۤئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ کا نزول ہوا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو کوئی فضل عطا فرماتا ہے جب اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو کوئی شرف عطا فرماتا ہے جب اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو بلند مقام عطا فرماتا ہے جب اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو رتبہ عطا فرماتا ہے تو آپ کے طفیل ہم نیاز مندوں کو بھی نوازتا ہے۔ آپ کے صدقے ہم غلاموں کو بھی عطا فرماتا ہے آپ کے وسیلے سے ہم خادموں پر بھی عنایت ہوتی ہے تو اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

محترم حاضرین! مسلمانوں کا اس میں اتفاق ہے۔مومنوں کا اس میں اتفاق ہے عاشقانِ رسول کا اس میں اتفاق ہے۔علماء اہل سنت کا اس میں اتفاق ہے، محدثین کا اس میں اتفاق ہے مفسرین کا اس میں اتفاق ہے، مجتہدین کا اس میں اتفاق ہے، ائمہ کا اس میں اتفاق ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں میں انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل صدیق اکبر ہیں۔سب سے اعلیٰ صدیق اکبر ہیں۔سب سے ارفع صدیق اکبر ہیں سب سے اونچے مقام والے صدیق اکبر ہیں۔سب سے اونچی قدر منزلت والے صدیق اکبر ہیں۔سب سے عظمت والے صدیق اکبر ہیں۔سب سے بلند مقام والے صدیق اکبر ہیں۔سب سے جاہ وحشم والے صدیق اکبر ہیں۔حضور سدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں **اَبُوْ بَکْرِنِ الصدیق خیرُالناسِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَبِیاً،** حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں میں سب سے بہتر ہیں علاوہ اس کے کہ وہ نبی نہیں ہیں مطلب یہ ہے کہ انبیاء کرام کے علاوہ کوئی بھی صدیق اکبر سے افضل نہیں ہوسکتا۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں خیر الناس یعنی لوگوں میں سب سے افضل صدیق اکبر ہیں ناس میں عرب والے بھی آ گئے ناس میں عجم والے بھی آ گئے ناس میں مکے والے بھی آ گئے ناس میں مدینے والے بھی آ گئے ناس میں روئے زمین کے سارے انسان آ گئے۔ایک دوسری جگہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کے علاوہ کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس پر سورج طلوع اور غروب ہوا اور وہ صدیق اکبر سے افضل ہو۔ مطلب یہ ہوا کہ نبی کے بعد ایسا کوئی شخص پیدا ہی نہیں ہوا جو صدیق اکبر سے افضل ہو۔

پیارے آقا کے پیارے پیارے دیوانو! صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت کے بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ سنئے حضرت عمر نے صدیق اکبر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا غور سے سنئے۔ایک مرتبہ حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر رونق افروز ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے افضل صدیق اکبر ہیں لوگوں میں سب سے اعلیٰ صدیق اکبر ہیں اگر کوئی شخص اس کے خلاف کہا تو وہ جھوٹا ہے اگر کوئی اس بات کا انکار کرے تو وہ کذاب ہے اگر کوئی شخص اس کو تسلیم نہ کرے تو وہ افترا پرداز ہے اور اس کو سزا دی جائے گی جو شریعت نے افترا پرداز کے لئے مقرر کی ہے۔

محترم سامعین کرام! اب حضرت علی سے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام لوگوں میں افضل ہونے کی حدیث بھی سن لیجیے۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اس امت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

محترم حاضرین! اب ایک حدیث بخاری شریف کی بھی سن لیجیے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں ہم لوگ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے جب حضور ہمارے درمیان تشریف فرما تھے ہم لوگ کسی کو بھی صدیق اکبر کے برابر نہیں جانتے تھے وہی سب سے افضل اور بہتر قرار دیئے جاتے تھے۔

یارِ غار

محترم سامعین! اب میں آپ کے سامنے قرآن مقدس کی ایک آیت پیش کرتا ہوں تاکہ عظمت صدیق اکبر اجاگر ہوجائے وقار صدیق اکبر نمایاں ہوجائے مقام صدیق اکبر آپ جان جائیں دسواں پارہ گیارہواں رکوع سورۂ توبہ کی چالیسویں آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب

کافروں کی شرارت سے انھیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر سکینہ اتارا اور ان فوجوں سے ان کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں اور کافروں کی بات نیچے ڈالی اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔''

حاضران محفل! قرآن مقدس نے اس آیت کریمہ میں ہجرت کے واقعہ کی منظر کشی کی ہے حضور کا تذکرہ ہے صدیق اکبر کا ذکر ہے۔محترم حضرات! میں آپ کو بتادوں کہ اس آیت کریمہ میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سب سے بڑی شان یہ بیان کی گئی ہے صدیق اکبر کو حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یار غار بتایا گیا ہے قرآن کہتا ہے ''جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے کہ غم نہ کھا۔ یہ آیت کریمہ بتاتی ہے کہ صدیق اکبر پر اللہ کا بڑا فضل رہا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان پر سکینہ اترا یعنی سکون واطمینان نازل ہوا۔

یہ آیت کریمہ شاہد ہے یہ آیت کریمہ گواہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اپنے دوست سے فرمایا اپنے یار سے فرمایا ''لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا'' اے میرے دوست آپ گھبرایئے نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اے میرے یار آپ نہ گھبرائیں اللہ ہمارے ساتھ ہے اے میرے جاں نثار آپ فکر نہ کریں پروردگار عالم ہمارے ساتھ ہے اے میرے وفادار آپ غمگین نہ ہوں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اے میرے عاشق آپ غم نہ کھائیں اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے اے میرے یار غار آپ فکر نہ کریں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔اے میرے ہمسفر آپ فکر نہ کریں اللہ ہمارے ساتھ ہے اے میرے ہجرت کے ساتھی آپ فکر نہ کریں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

محترم حضرات! صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عشق رسول ملاحظہ فرمایئے۔صدیق

اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی الفت کا اندازہ لگایئے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کو دیکھئے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے اپنی فکر نہیں ہے یا رسول اللہ مجھے اپنا غم نہیں ہے۔ یا حبیب اللہ مجھے تو آپ کی فکر ہے یا رسول اللہ مجھے تو آپ کا غم ہے میرا عشق یہ گوارہ نہیں کرسکتا کہ آپ کو تکلیف پہنچے، میری محبت یہ برداشت نہیں کرسکتی کہ کوئی کافر آپ کو تکلیف پہنچائے، میری وفاداری یہ گوارہ نہیں کرسکتی کہ آپ کو کوئی گزند پہنچے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **اِنْ اُقْتَلْ فَاَنَا رَجُلٌ وَاحِدٌ وَاِنْ قُتِلْتَ هَلَكَتِ الْاُمَّةُ.** اے میرے آقا اگر میں قتل کردیا گیا تو میں صرف تنہا قتل ہوجاؤں گا یا رسول اللہ اگر میں قتل ہوگیا تو میں تنہا ہلاک ہوجاؤں گا لیکن اے اللہ کے حبیب اگر آپ قتل کردیئے گئے تو پوری امت ہلاک ہوجائے گی اگر آپ قتل کردیئے گئے تو پوری انسانیت ہلاک ہوجائے گی اگر آپ قتل کردیئے گئے تو صداقت کا چراغ بجھ جائے گا اگر آپ قتل کردیئے گئے تو ہدایت کا آفتاب ڈوب جائے گا اگر آپ قتل کردیئے گئے تو نور ایمان کی شمع بجھ جائے گی۔

دوسری آیت میں شان صدیق

محترم سامعین کرام! صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں ایک اور آیت کریمہ آپ کے سامنے پیش کروں۔ تیسواں پارہ ستر ہواں رکوع سورہ واللیل کی آیت نمبر ۱۷، آیت نمبر ۱۸، آیت نمبر ۱۹، آیت نمبر ۲۰ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار، جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے۔محترم سامعین! اب اس کا شان نزول بھی ملاحظہ فرمایئے جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت زیادہ قیمت دے کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خریدا اور آزاد کیا تو

اس بات سے کفار قریش کو بہت زیادہ حیرت ہوئی بہت زیادہ تعجب کرنے لگے کہ اتنی زیادہ قیمت دے کرخریدنے کا مطلب کیا ہے۔ اتنا زیادہ مال دے کراس غلام کوخریدنے کا مطلب کیا ہوسکتا ہے آخر صدیق اکبر نے اتنا زیادہ مال دے کراس غلام کو کیوں خریدا؟ کفار آپس میں گفتگو کرنے لگے اور کہنے لگے کہ شاید بلال کا صدیق اکبر پر کوئی احسان ہوگا جس کا بدلہ چکانے کے لئے انھوں نے اتنی قیمت دے کرخریدا۔ شاید صدیق اکبر کے اوپر بلال کا کوئی احسان رہا ہوگا جس کوادا کرنے کے لئے صدیق اکبراتنی زیادہ قیمت دے کراس کوخریدا۔ کفار کی ان باتوں کی تردید کے لئے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، کفار کی باتوں کورد کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ کا نزول فرمایا اور یہ واضح کردیا کہ اس پر کسی کا کچھ احسان نہیں ہے جس کا بدلہ ادا کیا جائے اس پر کسی نے کوئی احسان نہیں کیا ہے جس کا بدلہ چکایا جائے ان کا یہ فعل صرف اپنے رب کی رضا کے لئے ہے ان کا یہ کام انھوں نے اپنے رب کوراضی کرنے کے لئے کیا ہے ان کا یہ کام رضائے الٰہی کے لئے ہے انھوں نے یہ غلام صرف اس لئے خریدا کہ ان کا رب ان سے راضی ہوجائے۔

عظمت صدیق احادیث میں

محترم حاضرین! ابھی ابھی آپ نے صدیق اکبر کی فضیلت قرآن کے حوالے سے ملاحظہ فرمایا صدیق اکبر کا مقام قرآن مقدس کے حوالے سے سماعت فرمایا اب میں آپ کے سامنے احادیث مبارکہ کی روشنی میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت بیان کرنا چاہتا ہوں اب میں احادیث مبارکہ کے حوالے سے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام بیان کرنا چاہتا ہوں اب میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ حدیث پاک میں صدیق اکبر کا مقام کیا ہے؟ حدیث پاک میں صدیق اکبر کی کیا عظمت بیان ہوئی ہے۔ بے شمار احادیث کریمہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت کی گواہی دیتی ہے۔ مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث میں آپ

کے سامنے پیش کرتا ہوں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا '**مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ** ط یعنی کسی شخص کے مال نے مجھے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا، کسی شخص کے مال نے مجھے اتنا نفع نہیں پہنچایا یا کسی شخص کے مال سے مجھے اتنا فائدہ نہیں ملا جتنا فائدہ ابوبکر کے مال نے مجھے پہنچایا۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اے صدیق اکبر اے میرے دوست اے میرے ہجرت کے ہمسفر '**اَنْتَ صَاحِبِیْ فِی الْغَارِ وَصَاحِبِیْ عَلَی الْحُوْضِ**' غار ثور میں تم میرے ساتھ رہے اور حوض کوثر پر بھی تم میرے ساتھ رہو گے یعنی دنیا میں بھی تم میرے ساتھ ہو آخرت میں بھی تم میرے ساتھ رہو گے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حدیث پاک میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوجگہ اپنا ساتھی قرار دیا دوجگہ اپنا ساتھی بنایا دوجگہ اپنا ہمدم قرار دیا ایک غار ثور ہے اور ایک حوض کوثر ہے ایک کا تعلق دنیا سے ہے اور دوسرے کا تعلق آخرت سے ہے یعنی اللہ کے رسول دنیا والوں کو بتانا چاہتے ہیں کہ صدیق اکبر صرف دنیا میں میرے ساتھی نہیں ہیں بلکہ دنیا میں بھی میرے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی میرے ساتھی ہیں۔

ترمذی شریف کی حدیث ہے ام المؤمنین ہم تمام مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میرے والد گرامی، میرے ابا حضور، میرے پدر بزرگوار، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابوبکر '**اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰہِ مِنَ النَّارِ**' تجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے جہنم کی آگ سے آزاد کیا جہنم کی آگ سے چھٹکارا دیا جہنم کی آگ سے رستگاری دی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اس دن سے میرے والد گرامی کا نام ''عتیق'' پڑ گیا۔

محترم حاضرین مجلس! ایک حدیث ابوداؤد شریف کی سن لیجیے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا 'اَمَا اِنَّكَ يَـا اَبَـا بَكْرٍ اَوَّلُ مَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِي ' اے میرے دوست سن لو! اے میرے یار غار سن لو! اے میرے عاشق سن لو! اے میرے چاہنے والے سن لو! اے مجھ پر اپنا مال وجان نچھاور کرنے والے سن لو! میری امت میں سب سے پہلے تم جنت میں جاؤ گے۔ میری امت میں سب سے پہلے تمھارا قدم جنت میں داخل ہوگا۔ میری امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والوں میں تم ہو گے۔

تاریخ الخلفا میں ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صدیق اکبر سے الفت کرنا، صدیق اکبر سے محبت کرنا اوران کا شکریہ ادا کرنا میری پوری امت پر واجب ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر تھا کہ اتنے میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور حضور کی بارگاہ میں سلام پیش کرنے کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میرے اور عمر کے درمیان کچھ باتیں ہوگئی ہیں میرے اور عمر کے درمیان کچھ کہا سنی ہوگئی ہے ہم دونوں کے درمیان کچھ ناراضگی ہوگئی ہے پھر میں نے نادم ہو کر ان سے معافی مانگی میں نے شرمندہ ہو کر ان سے معذرت چاہی میں ان سے معافی کا طلبگار رہا لیکن انھوں نے معذرت قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے یہ سن کر سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمایا اے ابوبکر اللہ تعالیٰ تم کو معاف فرمائے۔

اسی درمیان حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بارگاہ نبوی میں تشریف لائے ان کو دیکھتے ہی حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کا رنگ بدل گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رنجیدہ دیکھ کر حضرت عمر دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیک وسلم ان سے زیادہ میں قصور وار ہوں۔ تاجدار عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری جانب مبعوث فرمایا تو تم لوگوں نے مجھے جھٹلایا میری نبوت کا انکار کیا میری رسالت کو تسلیم نہیں کیا میرے رسول ہونے کو نہیں مانا میرے نبی ہونے سے انکار کئے مگر ابوبکر نے میری تصدیق کی۔ ابوبکر نے مجھے نبی تسلیم کیا ابوبکر نے مجھے رسول مانا۔ ابوبکر مجھ پر ایمان لائے، اپنی جان و مال سے میری مدد کی، اپنی جان و مال مجھ پر نچھاور کیا، اپنی دھن دولت مجھ پر قربان کیا۔ کیا آج تم لوگ میرے ایسے دوست کو چھوڑ دو گے؟ کیا آج تم لوگ میرے ایسے چاہنے والے کو چھوڑ دو گے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جملہ کو دوبارہ ارشاد فرمایا۔

تمہاری حیثیت کیا ہے

حضور پرُنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر کو کتنا چاہتے تھے حضور صدیق اکبر سے کتنی محبت فرماتے تھے اس واقعہ سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا۔ ''تاریخ الخلفا'' میں ہے کہ حضرت مقدام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابوطالب کے بیٹے حضرت عقیل نے کچھ سخت کلامی سے پیش آیا لیکن صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عقیل کو اس لئے کچھ نہ کہا کہ آپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رشتہ دار ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قرابت دار ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور پورا واقعہ حضور کے سامنے پیش کر دیا۔ پورا واقعہ سننے کے بعد تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلس میں کھڑے ہوئے اور تمام حاضرین مجلس سے مخاطب ہو کر فرمایا اے لوگو سن لو! میرے دوست کو میرے لئے چھوڑ دو۔ میرے صدیق کو میرے لئے چھوڑ دو تمہاری حیثیت کیا ہے؟ اوران کی حیثیت کیا ہے؟ تمہارا وقار کیا ہے؟ اوران کا وقار کیا ہے؟ تمہارا مقام کیا

ہے؟ اوران کا مقام کیا ہے؟ تمہیں کچھ پتہ ہے تمہیں کچھ اندازہ ہے؟ تمہیں کچھ معلوم ہے؟ خدا کی قسم تم لوگوں کے دروازے پر اندھیرا ہے اورصدیق کے دروازے پر نور کی بارش ہو رہی ہے خدائے وحدہٗ لاشریک کی قسم! رب ذوالجلال کی قسم! تم لوگوں نے مجھے جھٹلایا تم لوگوں نے میری نبوت کو جھٹلایا تم لوگوں نے میری رسالت کا انکار کیا لیکن ابوبکر نے میری تصدیق کی ابوبکر نے مجھ پر ایمان لایا ابوبکر نے مجھے رسول مانا۔ ابوبکر نے میری رسالت کا اقرار کیا ابوبکر نے میری نبوت کا اقرار کیا۔ تم لوگوں نے اپنا مال خرچ کرنے میں بخل سے کام لیا۔ تم لوگوں نے اپنا مال خرچ کرنے میں کنجوسی کی۔ تم لوگوں نے اپنا مال خرچ کرنے میں کوتاہی کی۔ میرے صدیق نے مجھ پر اپنا مال خرچ کیا میرے صدیق نے مجھ پر اپنا مال خرچ کرنے میں کنجوسی نہیں کی میرے صدیق نے مجھ پر اپنا مال خرچ کرنے میں بخل سے کام نہیں لیا میرے صدیق نے مجھ پر بے تحاشہ مال خرچ کیا اورتم لوگوں نے میری مدد نہیں کی مگر ابوبکر نے میری غمخواری کی میری اتباع کی اورمیری مدد کی۔

پوری زندگی کا عمل

معزز حاضرین مجلس! مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ ایک دن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ کیا گیا تو آپ رونے لگے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے آپ نے روتے ہوئے فرمایا تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک دن کا عمل اور ایک رات کا عمل کاش میری پوری زندگی کا عمل اس کے برابر ہوجاتا میری پوری زندگی کا عمل ان ایک دن اور ایک رات کے عمل کے برابر نہیں ہوسکتا لوگوں نے عرض کیا امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ کونسا عمل ہے؟ جس کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ میری پوری زندگی کا عمل اس کے برابر نہیں ہوسکتا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روتے

ہوئے جواب دیا سنو! صدیق اکبر کی ایک رات کا عمل تو یہ ہے کہ جب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے لئے نکلے اوررات کی تاریکی میں اپنے حبیب کے ہمراہ غار ثور پر پہنچے تو عشق رسول میں ڈوب کر آپ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم ’’**وَاللّٰہِ لَا تَدْخُلُہٗ حَتّٰی اَدْخُلَ قَبْلَکَ**‘‘ صدیق اکبر نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی قسم آپ کو غار میں داخل نہیں ہونے دوں گا یا حبیب اللہ غار میں آپ پہلے داخل نہیں ہوں گے، یا نبی اللہ غار میں آپ پہلے تشریف نہیں لے جائیں گے، سب سے پہلے غار میں میں داخل ہوں گا، سب سے پہلے غار میں میں جاؤں گا تا کہ اگر غار میں کوئی موذی جانور ہوتو مجھے تکلیف پہنچے اورآپ محفوظ رہیں اگر غار میں کوئی زہریلا جانور ہوتو مجھے گزند پہنچے اورآپ سلامت رہیں اگر غار میں کوئی سانپ ہوتو مجھے ڈنک مارے آپ کو تکلیف نہ ہو اگر غار میں کوئی بچھو ہوتو مجھے کاٹے اورآپ سلامت رہیں پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے داخل ہونے سے پہلے صدیق اکبر اس غار میں داخل ہوئے غار کو خوب صاف ستھرا کیا کہ میرے محبوب یہاں آرام فرمانے والے ہیں غار کی خوب صفائی کی کہ عرش میں تشریف لے جانے والے یہاں آرام فرمائیں گے غار کو خوب سے خوب صاف کیا کہ محبوب خدا یہاں آرام فرمانے والے ہیں اوراس غار کے اندر جتنے سوراخ تھے ہر سوراخ کو اپنی لنگی پھاڑ کر بند کردیا تا کہ اس سوراخ سے کوئی زہریلا جانور سانپ وغیرہ مختار دوعالم کو تکلیف نہ پہنچائے جب کپڑا ختم ہوگیا اور ایک سوراخ باقی رہ گیا تو دل میں عشق رسول مچلنے لگا اور آپ نے اپنی ایڑی کو اس سوراخ پر رکھ دیا اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اندر تشریف لائیں حضور اس غار میں تشریف لائے اورصدیق اکبر کی گود میں سر رکھ کر سو گئے ابھی حضور آرام ہی فرما رہے تھے اس حالت میں صدیق اکبر کے پاؤں میں سانپ نے کاٹ لیا آپ نے حرکت نہیں کی تا کہ رسول کے آرام میں خلل نہ پڑے اورآپ کی آنکھ نہ کھل جائے لیکن سانپ کے زہر کی تکلیف کی جہ سے صدیق اکبر کی آنکھوں میں آنسو

آ گئے اور وہ نایاب آنسو کے قطرے حضور کے چہرہ اقدس پر گرے اور حضور کی آنکھ کھل گئی حضور نے دریافت فرمایا اے میرے دوست کیا ہوا؟ حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ **لُدِغْتُ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّي** ، اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان، مجھ کو سانپ نے کاٹ لیا سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگا دیا فوراً تکلیف دور ہوگئی۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دوسرا عمل یہ ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عرب کے کچھ لوگ مرتد ہوگئے اور انھوں نے کہا ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے ہم زکوٰۃ ادا نہیں کریں گے اور زکوٰۃ کی فرضیت کے منکر ہوگئے تو حضرت صدیق اکبر نے ارشاد فرمایا کہ اگر مجھ کو اونٹ کی رسی جو لوگوں پر واجب ہوگی اور دینے سے انکار کریں گے میں اس سے بھی جہاد کروں گا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے امیر المومنین لوگوں کے ساتھ الفت اور نرمی سے کام لیجیے تو صدیق اکبر نے ارشاد فرمایا تم ایام جاہلیت میں بڑے سخت اور غضبناک تھے کیا اسلام میں داخل ہو کر پست ہمت ہوگئے۔ میں اسلام کو اپنی زندگی میں ہرگز کمزور نہیں ہونے دوں گا اور جو لوگ زکوٰۃ سے انکار کر رہے ہیں میں ان سے ضرور جہاد کروں گا۔

عشق اور عقل

برادران اسلامیہ! آپ نے ابھی ملاحظہ فرمایا کہ غار ثور میں صدیق اکبر کی گود سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سرہانہ بن گئی صدیق اکبر کی گود تاجدار عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تکیہ بن گیا کتنی مقدس ذات ہے صدیق اکبر کی اور کتنی مقدس ہے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود مبارک۔ جن کے قدم مبارک کو حضرت جبرئیل امین بوسہ لیں ان کا سر اقدس صدیق اکبر کی گود میں، جن کی سواری براق ہے ان کا سر اقدس صدیق اکبر کی گود میں۔

جو سیاح لامکاں ہوا ان کے سر اقدس کے لئے صدیق اکبر کی گود تکیہ بنے۔ جو انبیاء و مرسلین کی امامت فرمائیں ان کا سر مبارک صدیق اکبر کی گود میں۔ جن کے نعلین پاک عرش اعظم پر جائے ان کا سر مبارک صدیق اکبر کی گود میں ہو وہ کتنا حسین لمحہ ہے دو کے علاوہ تیسرا نہیں آقا سو رہے ہیں آقا آرام فرما رہے ہیں آقا استراحت فرما رہے ہیں غلام اپنی گود کو تکیہ بنا دیا ہے۔

محترم سامعین کرام! ایک نکتہ آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں عشق اور عقل دونوں الگ الگ چیزیں ہیں دنوں کی منزلیں الگ الگ ہیں دونوں کے راستے الگ الگ ہیں دونوں کے خیالات الگ الگ ہیں دونوں کے مقام الگ الگ ہیں جہاں عقل کا مقام ختم ہوتا ہے وہاں عشق کا مقام شروع ہوتا ہے غار ثور کا واقعہ ملاحظہ فرمایئے وہاں پر یہی ہوا عشق اور عقل کی جنگ ہوگئی عشق اور عقل کی لڑائی شروع ہوگئی عشق اور عقل کی بحث شروع ہوگئی عقل نے صدیق اکبر سے کہا اپنا پاؤں سوراخ پر مت رکھو کوئی زہریلا جانور آپ کو کاٹ لے گا عقل نے کہا اپنا پاؤں سوراخ پر مت رکھو کوئی سانپ آپ کو ڈس لے گا عقل نے کہا یہ کہاں کی سمجھداری ہے کہ جان بوجھ کر سانپ کے منہ میں ہاتھ ڈالا جائے عقل نے کہا یہ کہاں کی عقل مندی ہے کہ جان بوجھ کر اپنی جان کو تکلیف میں ڈالا جائے عشق نے کہا اپنا پاؤں سوراخ پر رکھ دو، عشق نے کہا اپنی جان کی پرواہ نہ کرو، عشق نے کہا اپنی تکلیف کو نہ دیکھو، عشق نے کہا زہر کی پرواہ نہ کرو، عشق نے کہا اپنے محبوب کو دیکھو، اپنی جان جائے تو چلی جائے لیکن محبوب کے جسم میں آنچ نہ آنے پائے، عشق نے کہا اگر تجھے محبت کا دعویٰ ہے اپنے جسم پر تکلیف گوارہ کرلو لیکن محبوب کو تکلیف نہ پہنچنے دو یہ عشق اور عقل کی لڑائی میں صدیق اکبر نے عشق کا ساتھ دیا اور عقل کو ٹھکرا دیا اور اپنے پاؤں مبارک کو سوراخ پر رکھ دیا اور دنیا والوں کو بتا دیا کہ دیکھو میں عشق رسول میں سانپ کے ڈنک کو برداشت کرسکتا ہوں لیکن میں اپنے محبوب کو تکلیف پہنچنے نہیں دے سکتا۔

اتباع ابراہیمی

محترم سامعین کرام! اگر آپ تاریخ کا مطالعہ کریں اگر آپ تاریخ کے اوراق کو نظر تغائر سے دیکھیں تو آپ کو بخوبی اندازہ ہوگا کہ ایام جاہلیت میں بھی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی بت پرستی نہیں کی، ایام جاہلیت میں بھی اپنی پیشانی کو غیروں کے سامنے نہیں جھکایا ایام جاہلیت میں بھی معبودان باطل کی پرستش نہیں کی۔ ایام جاہلیت میں بھی بتوں کے سامنے اپنا سر نہیں جھکایا۔ ایام جاہلیت میں بھی آپ نے کبھی بت پرستی نہیں کی حقیقت تو یہ ہے کہ آپ نے بت شکنی کی ہے ایام جاہلیت میں بھی آپ ہمیشہ بت پرستی کے خلاف رہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ نے بت شکنی کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کرتے ہوئے آپ نے بتوں کو توڑا قرآن اس بات کا گواہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بت خانے جا کر بتوں کو توڑا اسی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بت خانہ جا کر بتوں کو توڑا ہے امام اہل سنت فاضل بریلوی اپنے ایک رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھوٹے تھے جب آپ بچے تھے آپ کے والد ایام جاہلیت میں آپ کو بت خانہ لے گئے اور بتوں کی جانب اشارہ کر کے کہا یہ تمھارے خدا ہیں انھیں سجدہ کرو وہ یہ کہہ کر باہر چلے گئے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بت کے سامنے تشریف لے گئے اور بت کے بہت قریب پہنچ گئے اور بت کی مجبوری کو ظاہر کرنے کے لئے فرمایا بت کی بے بسی کو عیاں کرنے کے لئے فرمایا میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے میں ننگا ہوں مجھے کپڑا پہنا وہ بے جان بت چپ رہا آپ نے ہاتھ میں پتھر لیا اور کہا میں تجھ پر پتھر مارتا ہوں اگر تو خدا ہے اپنے آپ کو بچا اس کے بعد آپ نے قوت صدیقی سے بت پر پتھر مارا وہ بے جان بت منہ کے بل گر پڑا اسی وقت آپ کے والد واپس آئے یہ ماجرا دیکھ کر فرمایا اے میرے بیٹے تم نے یہ کیا کیا؟ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے خوف جواب دیتے ہیں

ابا جان میں نے وہی کیا جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ کے والد انہیں ان کی امی جان کے پاس لے کر آئے اور پورا قصہ سنایا پورا واقعہ سننے کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ ام الخیر کہتی ہیں کہ میرے اس بچے کو کچھ نہ کہو۔ میرے بیٹے کو کچھ نہ کہو، میرے لخت جگر کو کچھ نہ کہو کیونکہ جس رات یہ پیدا ہوئے تھے میرے پاس کوئی نہ تھا میں نے سنا کہ غیب سے یہ آواز آرہی تھی۔ اے اللہ کی سچی بندی تجھے خوشخبری ہو اس آزاد بچے کا نام آسمانوں میں صدیق ہے جو محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دوست ہے جو محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جانثار ہے جو محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رفیق ہے۔

گونا گوں خصوصیات کے مالک

محترم حاضرین! اگر آپ نے تاریخ کا مطالعہ کیا ہوگا اگر آپ نے صدیق اکبر کی حالات زندگی پڑھی ہوگی تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ گونا گوں خصوصیات کے مالک تھے زمانہ جاہلیت میں بھی آپ صاحب ثروت تھے زمانہ جاہلیت میں بھی آپ مالدار تھے مہمانوں کی مہمان نوازی آپ کا شیوہ تھا حسن اخلاق کے آپ مجسمہ تھے آپ زمانہ جاہلیت میں مقدمات کے فیصلے فرمایا کرتے تھے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں بھی کبھی شراب نوشی نہ کی ایک مرتبہ صحابہ کرام کی موجودگی میں صدیق اکبر سے پوچھا گیا کہ آپ نے ایام جاہلیت میں کبھی شراب پی ہے یا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا خدا کی پناہ میں نے کبھی شراب نہیں پی لوگوں نے کہا کیوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا اپنی عزت آبرو بچاتا تھا اور اپنی مروت کی حفاظت کرتا تھا کیونکہ شراب پینے والے کی عزت و آبرو محفوظ نہیں رہتی جب اس بات کی خبر سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہوئی تو آپ نے دوبار فرمایا ابوبکر نے سچ کہا۔

صدیق اکبر اور عشق رسول

محترم سامعین! اس واقعہ سے آپ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عشق رسول کا پتہ

لگائیے غزوۂ بدر میں آپ کے صاحبزادے حضرت عبد الرحمٰن کفار مکہ کے ساتھ تھے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کائنات کی طرف سے میدان جہاد میں تھے اور آپ کے بیٹے ابوجہل کی طرف میدان کارزار میں تھے تاریخ کا یہ سنہرہ باب دیکھئے کہ عشق رسول میں صدیق اکبر اپنے بیٹے سے لڑائی پر امادہ ہیں۔ محبت رسول میں اپنی اولاد سے تلوار زنی کر رہے ہیں محبت رسول میں اپنے لڑکے سے جہاد کر رہے ہیں۔ جنگ ختم ہونے کے کچھ دنوں کے بعد صدیق اکبر کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن اسلام لے کر آئے ایک دن دوران گفتگو اپنے والد سے کہتے ہیں کہ ابا حضور! جنگ بدر میں لڑائی کے دن میری تلوار آپ کی گردن تک پہنچ چکی تھی لیکن میں نے آپ کو باپ سمجھ کر چھوڑ دیا تھا میری تلوار کی زد میں آپ آچکے تھے لیکن محبت پدری میں میں نے آپ کو چھوڑ دیا تھا اتنا سننے کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "لَوْ اَهْدَفْتَ لِيْ لَمْ اَنْصَرِفْ عَنْكَ" ، اے عبدالرحمٰن کان کھول کر سن! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میری تلوار تمہاری گردن تک پہنچ جاتی، اگر تم میری تلوار کی زد میں آجاتے تو میں رسول کی محبت میں تم کو بیٹا سمجھ کر چھوڑ نہیں دیتا بلکہ دشمن رسول سمجھ کر تمہاری گردن اُڑا دیتا۔

برادران ملت! دیکھا آپ نے صدیق اکبر کی محبت رسول۔ دیکھا آپ نے صدیق اکبر کا عشق رسول، محبتِ رسول محبتِ اولاد پر غالب آگئی۔ واقعی جو مومن کامل ہوتا ہے وہ جان و مال عزت وآبرو دنیا وآخرت کی ہر چیز سے زیادہ رسول سے محبت کرتا ہے۔

صدیق کی صداقت

آپ حضرات معراج کا واقعہ بارہا سنے ہوں گے تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب معراج سے تشریف لائے معراج کا واقعہ آپ نے لوگوں سے بیان کیا تو کافروں نے انکار کیا، مشرکوں نے انکار کیا اور کفار ومشرکین صدیق اکبر کے پاس آئے اور کہا تم کو کچھ خبر

ہے؟ تم کو کچھ معلوم ہے؟ تم کو کچھ پتہ ہے؟ آپ کے دوست محمد کہہ رہے ہیں کہ وہ رات بیت المقدس گئے آسمان کا سیر کیا، براق کی سواری کی، جنت و دوزخ کو ملاحظہ فرمایا، رب کا دیدار کیا، عرش اعظم پر گئے، فرشتوں کو دیکھا انبیاء کرام سے ملاقات ہوئی، بیت المقدس میں انبیاء کرام کی امامت فرمائی اتنا سننے کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "اِنِّیْ لَاُصَدِّقُهٗ بِاَبْعَدَ مِنْ ذَالِكَ" یعنی اگر اس سے بھی زیادہ حیرت والی بات ہو تو میں تصدیق کروں گا، اگر اس سے بھی زیادہ تعجب والی بات ہو تو میں تصدیق کروں گا اگر اس سے بھی زیادہ عقل سے بعید بات ہو تو میں اس کی تصدیق کروں گا کیونکہ میں قول کو نہیں قائل کو دیکھ رہا ہوں اسی دن سے ابوبکر کا لقب صدیق پڑ گیا۔

شجاعت صدیق

سیدنا صدیق اکبر بہت بڑے بہادر تھے سیدنا صدیق اکبر بہت بڑے شجاع تھے سیدنا صدیق اکبر بے باک اور بے خوف تھے سیدنا صدیق اکبر نہایت ہی نڈر تھے صدیق اکبر کی بہادری کا کوئی جواب نہیں صدیق اکبر کی شجاعت کا کوئی جواب نہیں۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ بتایئے سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ سب سے زیادہ شجاع کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ سب سے زیادہ بہادر آپ ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تو ہمیشہ اپنے جوڑ سے لڑتا ہوں پھر میں کیسے سب سے زیادہ بہادر ہوا تم لوگ یہ بتاؤ کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین آپ ہی بتائیں کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا لوگو سنو! سب سے زیادہ بہادر صدیق اکبر ہیں سب سے زیادہ شجاع صدیق اکبر ہیں۔ سب سے زیادہ نڈر صدیق اکبر ہیں۔ سنو! جنگ بدر میں ہم لوگوں نے مل کر سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ایک جھونپڑا بنایا تا کہ گرد وغبار سے آپ محفوظ رہیں۔ سورج کی تپش سے آپ کی حفاظت ہو سکے جب جھونپڑا

تیار ہوگیا تو یہ کہا گیا کہ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کون رہے گا آپ کی حفاظت کے لئے کون مامور ہوگا؟ آپ کے تحفظ کے لئے کون مقرر ہوگا؟ ایسا نہ ہو کہ کوئی دشمن آپ پر حملہ کردے حضرت علی فرماتے ہیں '**فَوَاللّٰهِ مَا دَنَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا اَبُوْبَکرٍ**' خدا کی قسم اس کام کے لئے صدیق اکبر کے علاوہ کوئی آگے نہ بڑھا رسول کی حفاظت کے لئے صدیق اکبر کے علاہ کوئی آگے نہ بڑھا رسول کی پہرا داری کے لئے صدیق اکبر کے علاوہ کوئی آگے نہ بڑھا خدا کی قسم صدیق اکبر ننگی تلوار لے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہوگئے پھر کسی دشمن کو ہمت نہ ہوئی کہ آگے آئے کسی کافر کو ہمت نہ ہوئی کہ رسول اللہ کے پاس آئے کسی مشرک کو جرأت نہ ہوسکی کہ رسول اللہ کے قریب آئے اس کے لئے صدیق اکبر ہی سب سے زیادہ بہادر ہیں۔

راہ خدا میں خرچ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راہ خدا میں خرچ کرنے میں سب سے آگے تھے سخاوت میں سب سے آگے تھے اپنا مال راہ خدا میں خرچ کرنے میں سب پر فوقیت رکھتے تھے آیئے آپ کے سامنے مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث پیش کروں امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک روز ہم لوگوں کو اپنا مال راہ خدا میں خرچ کرنے کا حکم دیا ایک روز ہم لوگوں کو اللہ کی راہ میں صدقہ وخیرات کرنے کا حکم دیا اس وقت میرے پاس کافی مال تھا اس وقت میرے پاس کافی دولت تھی اس وقت میرے پاس کافی روپے پیسے تھے میں نے اپنے دل میں کہا میں نے دل میں خیال کیا میں نے اس دن سوچا میں نے تصور کیا کہ راہ خدا میں مال خرچ کرنے میں میں صدیق اکبر سے آج آگے بڑھ جاؤں گا راہ خدا میں صدقہ وخیرات کرنے میں آج صدیق اکبر پر فوقیت حاصل کروں گا۔ میں آج صدقہ وخیرات کرنے میں صدیق اکبر سے آگے رہوں گا۔ حضرت

عمر فرماتے ہیں کہ میں اپنا آدھا مال لے کر حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوگیا اپنا آدھا مال حضور کی بارگاہ میں پیش کردیا سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا **مَاۤ اَبْقَیْتَ لِاَهْلِكَ**' اپنے گھر والوں کے لئے تم نے کیا چھوڑا؟ اپنی اولاد کے لئے تم نے کیا چھوڑا؟ اپنے بال بچوں کے لئے تم نے کیا چھوڑا؟ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اپنے بال بچوں کے لئے میں نے آدھا مال چھوڑ دیا ہے۔ اپنے گھر والوں کے لئے میں نے آدھا مال چھوڑ دیا ہے اپنے اہل وعیال کے لئے میں نے آدھا مال چھوڑ دیا ہے اتنے میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا مال لے کر حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے اور سارا مال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کردیا اللہ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا اے ابوبکر اپنے اہل وعیال کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ اپنے بال بچوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ صدیق اکبر نے جواب دیا '**اَبْقَیْتُ لَهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلَهٗ**' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنے اہل وعیال کے لئے اپنے بال بچوں کے لئے اپنے گھر والوں کے لئے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں

پروانے کو چراغ تو بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دل میں کہا میں کسی بھی چیز میں ابوبکر پر سبقت نہیں لے جاسکوں گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس دن میرے والد گرامی، جس دن میرے ابا حضور مسلمان ہوئے اس روز آپ کے پاس چالیس ہزار دینار تھے آپ نے یہ سارا مال اللہ کی راہ میں خرچ کردیا آپ نے یہ سارا مال محبت رسول میں خرچ کردیا۔

ترمذی شریف کی حدیث ہے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھ پر احسان کیا میں نے اس کا احسان اتار دیا۔ جس کسی نے مجھ پر احسان کیا میں نے اس کا احسان چکا دیا سوائے صدیق اکبر کے انھوں نے میرے ساتھ ایسا احسان کیا جس کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ ہی عطا فرمائے گا۔ آگے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’**وَمَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ**‘‘ یعنی ہرگز کسی کے مال نے مجھے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جتنا فائدہ مجھے ابوبکر کے مال نے پہنچایا۔

بے مثال محبت

محترم سامعین کرام! صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت کرتے تھے حضور سے صدیق اکبر کو ایسی محبت تھی جس کی کوئی مثال نہیں دنیا ایسی محبت کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبلیغ شروع کی اور کچھ لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے تو اس ابتدائی دور میں مسلمان اپنے اسلام کو چھپاتے تھے اور حضور نے بھی تاکید کر دی تھی ابھی تم لوگ اپنے اسلام کو چھپاؤ ورنہ یہ کافر تمہیں تکلیف دیں گے یہ مشرک تمہیں اذیت دیں گے جب بحمدہٖ تعالیٰ مسلمانوں کی تعداد چالیس ہوگئی تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اب اسلام کی تبلیغ کھلم کھلا کرنا چاہئے اب اسلام کا چرچا علی الاعلان کرنا چاہئے اب دین کی دعوت برملا کرنا چاہئے اب اسلام کا اعلان بانگ دہل کرنا چاہئے پہلے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکار کیا جب عاشق رسول صدیق اکبر نے بہت زیادہ اصرار کیا تو آپ نے قبول فرما لیا اور سب لوگوں کو لے کر مسجد حرام میں تشریف لے گئے تاریخ کے صفحات گواہ ہیں تاریخ کے اوراق شاہد ہیں آج بھی تاریخ کے سینے میں یہ واقعہ سنہرے حروف سے لکھا ہے کہ اسلام کا سب سے پہلا خطبہ دینے کا شرف صدیق اکبر کو حاصل ہے انھوں نے خطبہ دینا

شروع کیا حضور کے چچا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس روز اسلام لائے۔ خطبہ ہی کے درمیان کفار و مشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے صدیق اکبر کو کافروں نے اس قدر مارا اس قدر ضرب پہنچائی کہ آپ کا پورا چہرہ لہولہان ہو گیا یہاں تک کہ آپ بے ہوش ہو گئے۔ جب آپ کے قبیلے بنو ہاشم کو خبر ہوئی تو آپ کو وہاں سے اُٹھا کر لے گئے آپ کا زخم دیکھنے کے بعد کسی کو امید نہ تھی کہ آپ بچ سکیں گے آپ کے قبیلے کے لوگ مسجد حرام میں آئے اور اعلان کیا اگر ابوبکر اس حادثہ میں انتقال کر گئے تو ہم اس کا بدلہ لیں گے ہم ان کا قصاص لیں گے ہم قتل کے بدلے قتل کریں گے۔ شام تک صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ہوش رہے جب آپ کو ہوش آیا، جب آپ کی زبان کھلی، جب آپ کے لبوں میں جنبش ہوئی تو سب سے پہلے اپنے محبوب کا ذکر تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے ملامت کی لوگوں نے برا بھلا کہا کہ انھیں کی وجہ سے یہ حالت ہوئی انھیں کی وجہ سے یہ مصیبت پیش آئی اور ہوش آتے ہی ان کا نام لے رہے ہو صدیق اکبر نے جواب دیا ان کا نام کیوں نہ لوں؟ میرے خون کے ایک ایک قطرے میں عشق رسول موجزن ہے۔

صدیق اکبر کی والدہ محترمہ حضرت ام الخیر کچھ کھانا بنا کر لے آئیں اور کہا کہ بیٹے یہ کھانا کھالے مگر عاشق رسول کی ایک ہی صدا تھی عاشق رسول کی ایک ہی رٹ تھی کہ حضور کا کیا حال ہے؟ جسم زخموں سے چور ہے اس کی پرواہ نہیں۔ کھانے کی پرواہ نہیں، پینے کی پرواہ نہیں، ماں کی پریشانی کی پرواہ نہیں، اگر فکر ہے تو اس کی کہ ان کی خیریت معلوم ہو جائے ان کا حال معلوم ہو جائے ان کی خیریت کی جانکاری مل جائے۔ آپ کی والدہ محترمہ نے فرمایا بیٹے مجھے ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا امی جان آپ جا کر حضرت عمر کی بہن ام جمیل سے حال دریافت کیجیے کہ حضور کا کیا حال ہے آپ کی والدہ محترمہ بیٹے کی محبت میں بیٹے کی درخواست پر دوڑی دوڑی ام جمیل کے پاس گئیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کا حال دریافت کیا۔ ام جمیل بھی اس وقت تک اپنا اسلام لانا چھپائے ہوئی تھیں انھوں نے ٹال دیا کوئی واضح جواب نہیں دیا اور کہا کہ چلو میں چل کر تمھارے بیٹے ابوبکر کو دیکھ لوں ان کا کیا حال ہے حضرت ام جمیل چل کر صدیق اکبر کے پاس تشریف لائیں اور صدیق اکبر کی حالت دیکھ کر بے تحاشہ رونے لگیں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام جمیل سے پوچھا کہ سب سے پہلے مجھے حضور کا حال بتاؤ کہ وہ کیسے ہیں؟ ام جمیل نے آپ کی والدہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا وہ سن رہی ہیں آپ نے ارشاد فرمایا میری امی جان سے نہ ڈرو تم کہو کہ حضور کیسے ہیں؟ ام جمیل نے کہا حضور خیریت سے ہیں اور حضرت ارقم کے گھر تشریف فرما ہیں۔ قربان جایئے صدیق اکبر کی محبت رسول پر آپ نے فرمایا خدائے ذوالجلال کی قسم میں اس وقت تک کچھ نہیں کھاؤں گا جب تک کہ حضور کی زیارت نہیں کرلوں گا۔ آپ کی امی جان بے قرار تھیں کہ بیٹا زخمی ہے اور بھوکا ہے۔ آپ کی امی بے چین تھیں کہ میرا بیٹا بھوکا اور پیاسا ہے مگر آپ نے قسم کھالی ہے کہ جب تک حضور کی زیارت نہ کرلوں گا کچھ کھاؤں گا نہیں آپ کی والدہ محترمہ لوگوں کی آمد و رفت کے بند ہوجانے کا انتظار کرنے لگیں تاکہ آپ کو دیکھ کر پھر کوئی اذیت نہ دے جب آمد و رفت بند ہوگئی تو صدیق اکبر کو لے کر ان کی والدہ حضرت ارقم کے گھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں صدیق اکبر حضور سے لپٹ گئے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی لپٹ کر بہت روئے صدیق اکبر کی حالت دیکھ کر سب رونے لگے۔ محترم سامعین! یہ ہے عشق رسول صبح قیامت تک اس کی مثال کوئی پیش نہیں کرسکتا۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

چاند وسورج گود میں

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بڑے تاجر تھے بہت بڑے بزنس مین تھے ایک مرتبہ تجارت کے سلسلے میں ملک شام تشریف لے گئے آپ نے وہاں ایک خواب دیکھا کہ چاند اور سورج دونوں آسمان سے اتر کر آپ کی گود میں داخل ہوگئے ہیں آپ نے دونوں کو پکڑ کر سینے سے لگایا اور اپنی چادر مبارک میں ڈال دی جب صبح آپ بیدار ہوئے تو اس عجیب وغریب خواب کی تعبیر کے لئے بے چین ہوگئے اور ایک راہب کے پاس پہنچے اس راہب نے خواب کا سارا واقعہ سنا اور کہا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ آپ نے جواب دیا میرا نام ابوبکر ہے میں مکہ کا رہنے والا ہوں اور قبیلہ بنی ہاشم سے ہوں۔ راہب نے سوال کیا تم کیا کام کرتے ہو؟ آپ نے جواب دیا میں تجارت کرتا ہوں راہب نے کہا تم کو مبارک ہو مکہ کی سرزمین پر قبیلہ بنی ہاشم سے آخری نبی کا ظہور ہونے والا ہے اسی آخری نبی کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آسمان وزمین کو پیدا کیا اسی نبی کی وجہ سے یہ دنیا بنائی گئی اسی نبی کے صدقے طفیل کائنات کا وجود ہوا اگر وہ اس دنیا میں تشریف نہ لاتے تو کوئی نبی اور رسول پیدا نہ ہوتا وہ نبیوں اور رسول کے سردار ہوں گے ان کا نام محمد ہوگا لوگ انہیں امین وصادق کے نام سے یاد کریں گے اے ابوبکر سنو! اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تم اس نبی رحمت کے دین میں داخل ہوگے ان کے سب سے پہلے وزیر تم ہوگے سب سے پہلی خلافت تم کو ملے گی اے ابوبکر! اس نبی کی تعریف میں نے توریت میں پڑھی ہے اے ابوبکر! اس رسول کی توصیف میں نے زبور میں دیکھی ہے اے ابوبکر! ان کی عظمت کا ذکر میں نے انجیل میں پڑھی ہے۔ میں ان پر ایمان لاچکا ہوں میں اس دین کو قبول کرچکا ہوں میں اس نبی کی تصدیق کرچکا ہوں صرف عیسائیوں کے خوف سے اپنا ایمان چھپا رکھا ہوں آج میں نے ساری حقیقت تم سے بیان کردی۔ خواب کی تعبیر سننے کے بعد

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں رقت طاری ہوگئی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات کا شوق بڑھ گیا اور فوراً مکہ واپس ہوئے بارگاہ نبوت میں حاضری دی اور زیارت رسول سے دل باغ باغ ہوگیا فرط مسرت سے دل کھل اُٹھا سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ابوبکر کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا اے ابوبکر! جلدی سے کلمہ پڑھ کر میرے دین میں داخل ہوجاؤ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم کیا میں کوئی معجزہ دیکھ سکتا ہوں؟ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا اے ابوبکر ملک شام میں جو تم نے خواب دیکھا چاند سورج تیری گود میں آئے راہب نے تعبیر بتائی اور تم بے قرار ہو کر مکہ واپس آئے کیا یہ معجزہ نہیں ہے؟ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً کلمہ طیبہ بڑھ کر دائرۂ اسلام میں داخل ہوگئے۔

آسمان کے تارے

تاجدار عرب وعجم سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک رات ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس تشریف فرما تھے رات کا وقت تھا آسمان صاف تھا آسمان پر ستارے چمک رہے تھے۔ حضرت عائشہ نے آسمان کے ستاروں کی طرف دیکھتے ہوئے بولیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آسمان میں جتنے ستارے ہیں کیا اتنی نیکیاں کسی شخص کی ہوسکتی ہیں؟ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اتنی نیکیاں کس کی ہیں؟ اللہ کے نبی نے ارشاد فرمایا اے عائشہ اتنی نیکیاں عمر کی ہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خیال تھا کہ حضور میرے والد گرامی حضرت صدیق اکبر کا نام لیں گے مگر حضرت عمر کا نام سن کر حضرت عائشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اور میرے والد کی نیکیاں؟ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عائشہ سنو! عمر کی یہ سب نیکیاں تمہارے والد ابوبکر کی ایک نیکی کے برابر ہے۔

محترم سامعین کرام! اس حدیث پاک سے میں آپ کا ذہن ایک نکتہ کی طرف لے جانا چاہتا ہوں ذرا آپ کی توجہ چاہتا ہوں آپ کا ذہن وفکر اس حدیث کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں اس حدیث پاک سے جہاں صدیق اکبر کا مقام ظاہر ہو رہا ہے وہیں رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا بھی پتہ چل رہا ہے یعنی حضور کو یہ بھی پتہ ہے کہ آسمان میں تارے کتنے ہیں تاروں کی گنتی حضور کو معلوم ہے اور ساتھ ہی ساتھ اپنی امتوں کے نامہ اعمال کی نیکیاں بھی معلوم ہیں تبھی تو کہہ رہے ہیں کہ حضرت عمر کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہیں۔

قرآن کی تصدیق

معزز سامعین کرام! روح البیان تفسیر کی مشہور کتاب ہے اس میں یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے ایک دن صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہودی کے ایک مدرسے میں تشریف لے گئے اس مدرسے میں اس دن یہودیوں کا بہت بڑا عالم آیا ہوا تھا جس کا نام فخاص تھا اس وجہ سے کافی تعداد میں وہاں یہودی اکٹھا ہوئے تھے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں پہنچ کر بے خوف خطر فخاص سے کہا اے فخاص! اللہ سے ڈرو مسلمان ہوجاؤ خدا کی قسم محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سچے رسول ہیں خدا کے سچے نبی ہیں تم لوگ رسول عربی کی تعریف وتوصیف توریت میں پڑھ چکے ہو انجیل میں پڑھ چکے ہو لہٰذا تم مسلمان ہوجاؤ، سچے رسول کی تصدیق کرو ان پر ایمان لاؤ، نمازیں پڑھو، زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کو قرض حسنہ دو تاکہ تم کو جنت ملے تاکہ تم جنت میں جاؤ۔ فخاص نے کہا اے ابوبکر کیا ہمارا خدا ہم سے قرض مانگتا ہے اس سے تو یہ ثابت ہوا کہ ہم غنی ہیں اور خدا فقیر ہے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں محبت الٰہی جوش میں آئی اور یہ سن کر ایک زوردار طمانچہ فخاص کے منہ پر مارا اور فرمایا خدا کی قسم اگر ہم میں اور تم میں معاہدہ نہ ہوتا تو اسی وقت تیری گردن تیرے جسم سے الگ کر دیتا۔ فخاص تھپڑ کھا کر حضور

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور صدیق اکبر کی شکایت کی حضور نے صدیق اکبر سے معاملہ پوچھا صدیق اکبر نے سچ سچ بتا دیا کہ حضور اس نے یوں کہا تھا کہ ہم غنی ہیں اور خدا فقیر اس بات پر مجھے غصہ آیا اور میں نے طمانچہ مارا۔ یہودی جھوٹ بولا جو اس کی فطرت میں داخل ہے فنحاص یہودی نے انکار کیا اور کہا کہ میں نے ایسا نہیں کہا تھا اسی وقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مقدس میں یہ آیت نازل فرمائی اور قرآن نے صدیق اکبر کی تصدیق اور فنحاص یہودی کی تکذیب فرمائی۔ **لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ** اللہ نے ان لوگوں کا یہ قول سنا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں آیت کریمہ نازل ہونے کے بعد دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوگیا صدیق اکبر کا سچ اور فنحاص یہودی کا جھوٹ ظاہر ہوگیا۔

حضور کی انگوٹھی

برادران اسلام! یہ واقعہ میں آپ کو تفسیر کبیر کے حوالے سے بیان کرتا ہوں میں ذرا آپ کی توجہ چاہتا ہوں ذرا دھیان سے سنئے اور اندازہ لگایئے کہ صدیق اکبر کو حضور سے کتنی محبت تھی صدیق اکبر کو حضور سے کتنا عشق تھا ایک مرتبہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کو اپنی انگوٹھی مبارک دی اور ارشاد فرمایا کہ اس پر **لاالہ الا اللہ** لکھوالاؤ۔ صدیق اکبر گئے اور اس پر **لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ** لکھوالائے جب انگوٹھی بارگاہ رسالت میں پیش کی تو حضور نے دیکھا کہ اس پر **لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کے ساتھ ساتھ صدیق اکبر کا نام بھی لکھا ہوا ہے حضور نے دریافت فرمایا اے ابوبکر میں نے تو صرف **لاالہ الا اللہ** لکھوانے کے لئے کہا تھا لیکن تم نے میرا نام لکھوالیا اور اپنا نام بھی اس میں لکھوایا ہے۔ صدیق اکبر نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا دل نہیں مانا کہ اللہ کا نام رہے اور آپ کا نام نہ رہے اللہ کے نام کے ساتھ آپ کا نام میں نے لکھوایا ہے حضور نے دریافت

فرمایا پھر تمہارا نام کیسے تحریر ہوگیا؟ تمہارا نام کیسے لکھ گیا؟ صدیق اکبر نے عرض کیا حضور اپنا نام میں نے ہرگز نہیں لکھوایا آتے آتے میرا نام انگوٹھی پر لکھ گیا۔ اتنے میں سدرہ کے مکیں حضرت جبرئیل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ فرماتا ہے کہ صدیق اکبر اس بات پر راضی نہ ہوئے کہ آپ کا نام ہمارے نام سے جدا رہے تو ہم اس بات پر راضی نہیں کہ صدیق اکبر کا نام آپ کے نام سے جدا رہے صدیق نے رسول کا نام اللہ کے ساتھ لکھوادیا تو اللہ نے صدیق کا نام رسول کے نام کے ساتھ لکھوادیا۔

کرامت صدیق

محترم سامعین! اب میں آپ کو صدیق اکبر کی کرامت سناتا ہوں۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد صدیق اکبر مجھے مرض الموت میں وصیت کرتے ہوئے فرمایا اے میری پیاری بیٹی میرا جو کچھ مال ہے قرآن کے مطابق میری اولاد میں تمہارے دو بھائی عبدالرحمٰن اور محمد ہیں اور تمہاری دو بہنیں ہیں آپس میں اپنا اپنا حصہ لے لینا حضرت عائشہ نے عرض کیا ابا جان میری تو ایک ہی بہن اسما ہے اور آپ فرماتی ہیں تمہاری دو بہنیں ہیں؟ صدیق اکبر نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری سوتیلی ماں حبیبہ بنت خارجہ جو حاملہ ہے اس کے پیٹ میں ایک لڑکی ہے وہی تمہاری دوسری بہن ہے چنانچہ آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرمان کے مطابق حبیبہ بنت خارجہ کے پیٹ سے لڑکی ہی پیدا ہوئی اس حدیث سے پتہ چلا کہ صدیق اکبر نے اللہ کے دیئے ہوئے علم غیب سے جان لیا کہ میری بیوی کے پیٹ میں لڑکی ہے اور صدیق اکبر یہ بھی جان لئے کہ بچی کی پیدائش تک میں اس دنیا میں نہیں رہوں گا یہ ہے یار غار کی شان یہ ہے عظمت صدیق اکبر۔

وفات صدیق

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے والد گرامی حضرت

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیماری کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ آپ نے ۷ر جمادی الآخر پیر کے روز غسل فرمایا اس روز ٹھنڈک بہت زیادہ تھی آپ کے جسم میں ٹھنڈک کا اثر آ گیا پھر آپ بخار میں مبتلا ہو گئے اور آپ پندرہ روز تک بیمار رہے اسی حالت میں ۶۳ر سال کی عمر میں ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ کو آپ وفات پائے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات سے پہلے یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرے تابوت کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کے پاس رکھ دینا اور **السلام علیك یا رسول اللہ** کہہ کر عرض کرنا کہ آقا ابوبکر آپ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہے اگر اجازت ہوئی تو روضہ کا دروازہ کھل جائے گا اور مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کر دینا ورنہ جنت البقیع میں دفن کر دینا راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر کی وصیت پر عمل کیا گیا ابھی وہ کلمات ختم بھی نہ ہوئے تھے کہ روضے کا دروازہ کھل گیا اور آواز آئی حبیب کو حبیب کی طرف لے آؤ۔

محترم حضرات! یہ ہے مقام صدیق اکبر، یہ ہے عظمت صدیق اکبر، اللہ تعالیٰ ہم سبھوں کو صدیق اکبر کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغ

☆☆☆

عظمت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ جَمِیْعًاوَّاَقَامَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لِلْمُذْنِبِیْنَ الْمُتَلَوِّثِیْنَ الْخَطّٰئِیْنَ الْھَالِکِیْنَ شَفِیْعًا اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ط صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ۔

محترم سامعین! خطبۂ مسنونہ کے بعد جو آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا اس کا مطلب و مفہوم بیان کرنے سے قبل آیئے سب سے پہلے سید ابرار و اخیار شہنشاہ ذی وقار کائنات اولیں فصل بہار رہبر اعظم، قائد اعظم، نیر اعظم، رسول اعظم، سیاح لامکاں مالک انس و جاں ہم سبھوں کے غمگسار، عرب کے ناقہ سوار احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں عقیدت و محبت کے ساتھ درود شریف کا نذرانہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بَارِكْ وَسَلِّمْ صَلَاۃً وَّ سَلَامًا عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔
صَلَاۃً وَّ سَلَامًا عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

ایک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا
خاک کے ذروں کو ہم دوش ثریا کر دیا

خود نہ تھے جو راہ پہ اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

برادران ملت اسلامیہ! ابھی ابھی جو آیت کریمہ کی میں نے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے کے بارے میں نازل ہوئی یہ عظمت فاروق ہی تو ہے کہ ان کے ایمان لانے کا ذکر قرآن بیان فرما رہا ہے۔ مفسران کرام نے ارشاد فرمایا کہ دیگر آیتیں بھی فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرح دعا فرمائی 'اَللّٰھُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابَ خَاصَّةً'۔ یا اللہ خاص طور سے عمر بن خطاب کو دولت ایمان سے نواز کر اسلام کو عزت وقوت عطا فرما تو سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دُعا قبول ہوگئی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حلقہ اسلام میں داخل ہوگئے۔

عظمت فاروق احادیث میں

محترم حاضرین مجلس! یہ دبدبہ فاروقی ہے کہ آپ کے ڈر سے انسانوں میں جو شیاطین ہوتے ہیں اور جنات میں جو شیاطین ہوتے ہیں دونوں ہی فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خوف اور ڈر سے بھاگتے ہیں۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں چشم بصیرت سے دیکھ رہا ہوں۔ میں نگاہ نبوت سے دیکھ رہا ہوں۔ میں نگاہ رسالت سے ملاحظہ کر رہا ہوں کہ جن کے شیاطین بھی اور انسان کے شیاطین بھی یہ دونوں میرے عمر کے خوف سے

بھاگتے ہیں۔ ایک جگہ میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں عمر مجھ سے ہے اور میں عمر سے ہوں اور عمر جس جگہ بھی ہوتے ہیں حق ان کے ساتھ ہوتا ہے۔

میرے بعد

ترمذی شریف کی یہ حدیث ملاحظہ فرمائیں اور عظمت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھیں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **لَوْکَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابُ**' یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے۔ برادران اسلام! اس حدیث پاک میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کا عظیم الشان بیان موجود ہے اگر مختار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبین نہ ہوتے اگر میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی نہ ہوتے اگر تاجدار عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی نہ ہوتے تو آپ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ہوتے۔

حضور کا خواب

محترم حضرات! حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا اس خواب سے عظمت فاروق اعظم ظاہر ہو رہی ہے ان کی دینداری بیان ہو رہی ہے ان کے مقام کا پتہ چل رہا ہے۔ بخاری شریف میں ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز شفیع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں سو رہا تھا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے سامنے لوگ پیش کئے جا رہے ہیں میرے سامنے میری امت پیش کی جا رہی ہے اور مجھے دِکھائے جا رہے ہیں وہ سب کرتے پہنے ہوئے تھے جن میں سے کچھ لوگوں کے کرتے سینے تک تھے اور کچھ لوگوں کے کرتے اس سے نیچے تھے پھر حضرت عمر کو میرے سامنے پیش کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ ان کا کرتا اتنا لمبا ہے اتنا لمبا ہے کہ زمین سے لگا ہوا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم اس خواب کا کیا مطلب ہے؟

اس خواب کا کیا مفہوم ہے؟ اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کا مطلب دین ہے۔ اس خواب سے پتہ چلا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دینداری میں بہت آگے تھے۔ پرہیزگاری میں بہت آگے تھے تقویٰ شعاری میں بہت آگے تھے۔

ترمذی شریف کی حدیث ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' **اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِہٖ**' یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق جاری کر دیا۔ اب آپ اندازہ لگائیے کہ جن کی زبان کی صداقت سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما رہے ہیں ان کا مقام اور رتبہ کتنا بلند ہوگا۔

مجھ سے محبت

محترم حاضرین! حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی فضیلت ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام بہت بلند ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان بہت بڑی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت بہت بلند و بالا ہے۔ تاریخ الخلفاء کے حوالے سے حدیث پاک آپ کی سماعت کے حوالہ کرنا چاہتا ہوں اس حدیث پاک کے راوی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں آپ کا بیان ہے کہ ایک دن نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' **مَنْ اَبْغَضَ عُمَرَ فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَمَنْ اَحَبَّ عُمَرَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ**' یعنی جس نے عمر سے عداوت رکھی اس نے مجھ سے عداوت رکھی جس نے عمر سے نفرت کی اس نے مجھ سے نفرت کی، جس نے عمر سے بغاوت کی اس نے مجھ سے بغاوت کی جس نے عمر سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس نے عمر سے الفت کی اس نے مجھ سے الفت کی جس نے عمر سے پیار کیا اس نے مجھ سے پیار کیا جس نے عمر کو چاہا اس نے مجھے چاہا جس نے عمر

سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی آگے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے عرفہ والوں پر عموماً اور عمر پر خصوصاً فخر و مباہات کیا ہے۔ پھر فخر موجودات سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جتنے انبیاء کرام اس دار گیتی میں مبعوث ہوئے جتنے انبیاء کرام اس دھرتی پر آئے ہیں جتنے انبیاء کرام اس زمین پر بھیجے گئے ہیں ہر نبی کی امت میں ایک محدث ضرور ہوا ہے اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم آپ ہمیں یہ بتائیے کہ محدث کون ہوتا ہے؟ یا رسول اللہ آپ ہمیں یہ بتائیں کہ محدث کسے کہا جاتا ہے؟ یا رسول اللہ آپ ہمیں یہ بتائیں کہ محدث کیسا ہوتا ہے؟ تو سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا سنو! جس کی زبان سے ملائکہ بات کریں وہ محدث ہوتا ہے۔ ایک اور حدیث بخاری شریف سے ملاحظہ فرمالیں اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں آپ کا بیان ہے کہ حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے پہلے امتوں میں محدث ہوئے ہیں اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہیں۔

فقیرانہ زندگی

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے پیارے دیوانو! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے دنیا آئی لیکن آپ نے ٹھکرا دیا آپ کے پاس دولت آئی آپ نے ٹھکرا دیا آپ کے پاس مال بہت آیا آپ نے ٹھکرا دیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر کے پاس دنیا نہیں آئی اور نہ کبھی آپ نے اس کی تمنا کی۔ صدیق اکبر کے پاس دنیا نہیں آئی نہ کبھی آپ نے اس کی خواہش کی مگر حضرت عمر کے پاس دنیا بہت آئی مگر انھوں نے اس کو ٹھکرا دیا۔ آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کافی مال آنے کے باوجود فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے۔آپ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ بے شمار ملک فتح ہوئے دولت ہاتھ آئی لیکن آپ نے فقیرانہ زندگی کو پسند فرمایا آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ کو علم ہوگا کہ آپ کے زمانہ خلافت میں بہت ممالک فتح ہوئے آپ کے زمانہ خلافت میں بے شمار شہر فتح ہوئے۔آپ کے زمانہ خلافت میں بے انتہا مال غنیمت حاصل ہوا۔آپ کے زمانہ خلافت میں بے انتہا دھن دولت ہاتھ آئی آپ امیر المومنین تھے آپ مسلمانوں کے بادشاہ تھے آپ مسلمانوں کے حکمراں تھے آپ مسلمانوں کے امیر تھے آپ مسلمانوں کے قائداعظم تھے اس کے باوجود آپ فقیرانہ زندگی گزارتے تھے۔اس کے باوجود آپ درویشانہ زندگی گزارتے تھے۔آپ ہی کے زمانہ خلافت میں آپ ہی کے دور حکومت میں شہر مدائن فتح ہوا وہاں سے بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا بے شمار دولت حاصل ہوئی شہر مدائن کے مال غنیمت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس شہر کے فتح کرنے والے لشکروں کی تعداد ساٹھ ہزار تھی اتنا مال ہاتھ آیا کہ بیت المال کا پانچواں حصہ نکالنے کے بعد ہر سپاہی کو ہر فوجی کو ہر مجاہد کو ہر غازی کو بارہ ہزار درہم نقد ملا تھا تو تمام لشکروں کو جو دراہم ملے اس کی تعداد بہتر کروڑ دراہم ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ لوگوں کو ان کی تنخواہوں کے ساتھ ساتھ عطیات کے طور پر بھی مال تقسیم کرو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو جواب لکھا کہ اے امیر المومنین میں نے ایسا ہی کیا ہے لوگوں کو تنخواہیں بھی دی ہیں اور عطیات کے طور پر بھی مال تقسیم کیا گیا ہے اس کے باوجود ابھی مال بہت زیادہ ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حذیفہ کو لکھا کہ تمام مال مال غنیمت ہے۔اس میں مسلمانوں کا حق ہے سب مال

انھیں تقسیم کردو وہ مال عمر یا اس کی اولاد کا نہیں ہے۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مال کو ٹھکرادیا، دنیا کو ٹھکرادیا شاہانہ زندگی کو ٹھکرادیا انھوں نے رسول اعظم کی پیروی کرتے ہوئے فقیرانہ زندگی کو اپنایا اور فقیرانہ زندگی بسر کی۔

شیطان ڈرتا ہے

محترم حضرات! مشکوٰۃ شریف کے حوالے سے یہ گفتگو آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں ایک مرتبہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنگ سے واپس تشریف لائے تو ایک لڑکی نے آکر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میں نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر آپ بخیریت واپس تشریف لائے تو آپ کے سامنے دف بجاؤں گی یارسول اللہ میں نے یہ منت مانی تھی کہ اگر آپ خیریت کے ساتھ واپس آئے تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اگر تم نے یہ منت مانی تھی تو اپنی منت پوری کرلو اگر تم نے یہ نذر مانی تھی تو اپنی نذر پوری کرلو وہ لڑکی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے دف بجانے لگی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مجلس میں تشریف لائے اور بیٹھ گئے اور وہ لڑکی دف بجاتی رہی پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں تشریف لائے اور وہ لڑکی دف بجاتی رہی اس کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں تشریف لائے تو وہ لڑکی فوراً دف بجانا بند کردی اور اپنے رانوں کے نیچے دف کو چھپالی اور اس دف کے اوپر بیٹھ گئی تاجدار عرب وعجم نے یہ دیکھ کر ارشاد فرمایا اے عمر! شیطان تجھ سے بہت ڈرتا ہے شیطان تمہارے کے نام سے کانپ اٹھتا ہے۔اس واقعہ سے یہ بھی اندازہ ہوگیا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختار دوجہاں ہیں جس کو چاہیں جس بات کی اجازت دے دیں جو کام کرنے کی اجازت دے دیں ان کو اختیار کل حاصل ہے۔

دریانے راستہ دیا

یہ واقعہ جو میں آپ کو سنانے جا رہا ہوں یہ واقعہ نزہتہ المجالس میں ہے آپ ذرا توجہ کے ساتھ اس واقعہ کو سنیں اور عظمت فاروق کا پتہ لگائیں ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدائن کسریٰ میں اپنا لشکر بھیجا مدائن کسریٰ میں اپنا لشکر روانہ کیا جب لشکر دریائے دجلہ کے کنارے پہنچا تو وہاں کوئی جہاز نہ تھا دریا پار کرنے کے لئے کوئی کشتی نہ تھی دریا پار کرنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا کوئی سبیل نظر نہیں آ رہی تھی کہ دریا پار کیا جائے اس لشکر کے سردار حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور آپ کے ساتھ خالد بن ولید بھی تھے۔ یہ دونوں حضرات لشکر سے آگے بڑھے اور دریا سے مخاطب ہو کر فرمایا اے دریا! اگر تو حکم الٰہی سے بہتا ہے، اگر تو اللہ کے حکم سے رواں ہے اگر تو اللہ کی مرضی سے بہتا ہے تو ہم تجھے نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حرمت اور عدل فاروق کا واسطہ دیتے ہیں تو ہمیں راستہ دیدے تاکہ ہم آسانی کے ساتھ پار ہو جائیں اتنا کہہ کر وہ دونوں جانباز سپاہی وہ دونوں بہادر اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے جب وفادار لشکروں نے دیکھا کہ ہمارے سردار دریا میں گھوڑے ڈال دیئے ہیں تو سب جاں نثار سپاہی اپنے گھوڑوں کے ساتھ دریا میں کود پڑے دریا نے ان جانباز سپاہی کو دریا نے ان وفادار لشکروں کو راستہ دے دیا اور تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ گھوڑوں کے کھر تک پانی میں نہ بھیگے اور سب صحیح وسلامت دریا پار کر لئے۔

دشت تو دشت ہے دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

نور ایمان

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں فاروق اعظم کے زمانے میں ایک خواب دیکھا میں خواب

میں دیکھتا ہوں کہ مسجد نبوی میں تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجر کی نماز پڑھا رہے ہیں اور میں بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کر رہا ہوں نماز سے فارغ ہونے کے بعد سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد کی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اتنے میں ایک عورت کچھ کھجوریں لے کر حاضر ہوئی اور حضور کو پیش کر دی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس میں سے ایک کھجور اُٹھائی اور مجھے دے دی اور باقی کھجوریں نمازیوں میں تقسیم کر دی۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی میں نے دیکھا کہ زبان پر کھجور کا ذائقہ اور اس کی شیرینی اور مٹھاس موجود ہے جب میری آنکھ کھلی تو اس وقت نماز فجر کا وقت ہو چکا تھا میں فوراً مسجد نبوی پہنچا تو دیکھا کہ فاروق اعظم نماز پڑھا رہے ہیں نمازیوں کی امامت کر رہے ہیں میں بھی جماعت میں شامل ہو گیا جماعت سے فارغ ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد کی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے جس طرح میں نے خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تھا اسی درمیان ایک عورت کھجور لے کر حضرت عمر کی بارگاہ میں حاضر ہو گئی اس میں سے ایک کھجور حضرت عمر نے مجھے دی اور باقی کھجوریں نمازیوں کے درمیان تقسیم فرما دیں۔ میں نے حضرت عمر سے کہا اے امیر المومنین! ایک کھجور مجھے اور دے دیتے تو کیا بات تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے علی! سنو اگر رات کو سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کو دوسری کھجور عنایت فرماتے تو میں بھی آپ کو دوسری کھجور دے دیتا۔ جب سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ دی تو میں کیسے دے سکتا ہوں؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا اے عمر! خواب کا واقعہ آپ کو کیسے معلوم ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے علی! بندہ مومن اپنی فراست ایمانی سے سب کچھ دیکھ لیتا ہے، نور ایمان سے سب کچھ معلوم کر لیتا ہے، معرفت الٰہی سے سب کچھ معلوم کر لیتا ہے۔

حضرت عمر کی رائے

محترم سامعین کرام آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو اندازہ ہوگا آپ حدیث شریف کو پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے سب سے اہم ہوا کرتی تھی۔ایک بات اورآپ کے سامنے بتا دینا چاہتا ہوں ایک بات اورآپ کے سامنے پیش کر دینا چاہتا ہوں آج کے اس دور میں لوگ دوسروں سے مشورہ لینا عیب سمجھتے ہیں۔دوسروں سے مشورہ لینا اپنے لئے ہتک کی بات تصور کرتے ہیں دوسروں سے رائے مشورہ کرنا اپنے لئے بےعزتی کی بات تصور کرتے ہیں۔محترم حضرات!ایسا ہرگز نہیں ہے آپ یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ صلاح ومشورہ کرنا سنت الٰہیہ ہے صلاح ومشورہ کرنا سنت مصطفویہ ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیا بنانے سے پہلے فرشتوں سے مشورہ کیا۔حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر معاملے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلاح ومشورہ لیا کرتے تھے آپ بھی جب کوئی کام کریں تو اپنے گھر والوں سے صلاح ومشورہ لیا کریں اپنے بال بچوں سے صلاح ومشورہ لیا کریں۔اپنے دوست واحباب سے صلاح ومشورہ لیا کریں۔ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک بہت بڑی فضیلت یہ ہے کہ قرآن مجید کی مختلف آیتیں آپ کی رائے کی تصدیق کے لئے نازل ہوئی ہیں۔حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اگر کسی معاملے میں لوگوں کی رائے الگ ہوتی اور حضرت عمر کی رائے الگ ہوتی تو قرآن مقدس کی آیت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کے موافق نازل ہوتی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سرور دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم آپ کی خدمت میں ہر طرح کے لوگ آتے ہیں،آپ کی بارگاہ میں ہر طرح کے لوگ حاضر ہوتے ہیں،آپ کی بارگاہ میں

ہر طرح کے لوگ شرفیاب ہونے کے لئے آتے ہیں اورآپ کی خدمت میں ازواج مطہرات بھی حاضر ہوتی ہیں بہتر یہ ہے کہ آپ ان کو پردہ کرنے کا حکم فرمائیں۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری اس گزارش کے بعد ازواج مطہرات کے پردہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی جب تم امہات المومنین سے استعمال کرنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔

آپ کتاب کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا آپ تاریخ پر نظر ڈالیں تو اندازہ ہوگا کہ پہلی شریعتوں میں روزہ افطار کرنے کے بعد کھانا پینا اور ہمبستری کرنا صرف عشا کی نماز تک جائز تھا اور عشا کی نماز کے بعد یہ چیزیں ناجائز ہوجاتی تھیں عشا کی نماز کے بعد یہ چیزیں حرام ہو جاتی تھیں یہ حکم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ تک باقی رہا۔ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ رمضان شریف کی رات میں عشا کی نماز کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہمبستری ہوگئی جس پر وہ بہت نادم ہوئے جس پر وہ بہت شرمندہ ہوئے اور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر پورا واقعہ بیان کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھ سے ایسی غلطی سرزد ہوگئی ہے تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔'**اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَائِکُمْ**' ط اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ رمضان شریف میں روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں سے ہمبستری کرنا تمھارے لئے حلال ہوگیا۔آپ اندازہ لگائیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک غلطی کی وجہ سے قیامت تک مسلمانوں کے لئے کتنی بڑی رخصت مل گئی۔

منافق کا انجام

محترم سامعین!بشر نامی ایک منافق تھا وہ دل سے اللہ ورسول کو نہیں مانتا تھا ایک مرتبہ ایک یہودی سے اس کا جھگڑا ہوگیا۔یہودی نے کہا چلو فیصلہ کے لئے سرکار دو عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس چلتے ہیں وہ جو فیصلہ سنا دیں ہم تسلیم کرلیں گے لیکن اس منافق نے دل میں یہ خیال کیا کہ حضور تو کسی کی طرفداری نہیں کریں گے وہ حق فیصلہ سنا دیں گے اور میرا مقصد حل نہیں ہوگا وہ منافق ایمان کا دعویٰ کرنے کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کے باوجود کہا کہ ہم کعب ابن اشرف یہودی کے پاس چلتے ہیں انھیں کو اپنا حکم بنائیں گے وہ یہودی جانتا تھا کہ کعب یہودی ضرور ہے لیکن ہے رشوت خور اور جو رشوت کھاتا ہے وہ حق فیصلہ کیا کرسکتا ہے؟ وہ یہودی ضد کرنے لگا کہ میں تو فیصلہ کے لئے آخری نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ہی جاؤں گا مجبوراً اس منافق کو سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں فیصلہ کے لئے آنا پڑا۔ نبی دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں کا بیان سننے کے بعد حق فیصلہ کرتے ہوئے یہودی کے حق میں فیصلہ سنا دیا۔ فیصلہ سننے کے بعد وہ منافق پھر ضد کرنے لگا کہ حضرت عمر کے پاس چلو اس منافق کو یہ گمان تھا کہ حضرت عمر مومنوں کے ساتھ نرمی برتتے ہیں اور یہودیوں کے ساتھ سختی برتتے ہیں لہٰذا میرے حق میں فیصلہ دیں گے یہودی نے کہا جب تمہارے نبی نے فیصلہ سنا دیا تو اب دوسروں کے پاس جانے کی ضرورت کیا ہے لیکن وہ منافق ضد کر کے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے آیا یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ آپ کے نبی ہم دونوں کا فیصلہ کر چکے ہیں اور یہ ماننے کو تیار نہیں ہے اب آپ کے پاس لائے ہیں اتنا سننا تھا کہ فاروق اعظم جلال میں آگئے اور کہا کہ میں ابھی فیصلہ کئے دیتا ہوں گھر سے تلوار لاکر اس منافق کی گردن اڑا دیئے اور ارشاد فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کو نہ مانے اس کے لئے میرا یہی فیصلہ ہے پھر سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر لگی کہ حضرت عمر نے اس مسلمان کو قتل کر دیا ہے جو حضور کی بارگاہ میں فیصلہ کرانے کے لئے آیا تھا نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے عمر سے ایسی امید نہیں ہے کہ کسی مومن کو قتل کرنے کے لئے ہاتھ اٹھائے پھر

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید کے لئے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ''اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ لوگ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ تسلیم کرلیں پھر جو کچھ تم فرما دو اپنے دلوں میں اسے رُکاوٹ نہ پائیں اور دل سے مان لیں'' اس سے پتہ چلا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس کو قتل کیا وہ مسلمان ہی نہیں تھا اس بات کی تصدیق قرآن نے کردی۔

اللہ کا دشمن

تاریخ الخلفا میں یہ بیان موجود ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابویعلی بیان فرماتے ہیں کہ ایک یہودی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور کہنے لگا کہ جبرئیل فرشتہ جس کا تذکرہ تمھارے نبی کرتے ہیں جس کا ذکر تمہارے رسول کرتے ہیں وہ ہمارا سخت دشمن ہے اس کے جواب میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو کوئی دشمن ہو اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اس کے رسولوں کا اور جبرئیل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔ جس الفاظ کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہودی کو جواب دیا بالکل وہی الفاظ کے ساتھ قرآن مجید کی آیت کریمہ نازل ہوئی آپ قرآن کھول کر دیکھئے پہلا پارہ ۱۲/واں رکوع سورۂ بقرہ میں فرمان الٰہی ہے 'مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ۔ آیت کے الفاظ وہی ہیں جن الفاظ میں فاروق اعظم نے یہودی کو جواب دیا تھا یہ ہے عظمت فاروق اعظم۔

قبول اسلام کا واقعہ

معزز سامعین کرام! تاریخ الخلفا اور دیگر تاریخ کی کتابوں میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے واقعہ کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے میں مختصر انداز میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تبلیغ کی وجہ

سے دن بدن مسلمانوں کی تعدد بڑھ رہی تھی اسلام کا دائرہ وسیع ہورہا تھا ایمان کی روشنی پھیل
رہی تھی کفار مکہ پریشان تھے روز روز میٹنگیں ہورہی تھیں آپس میں صلاح ومشورہ کیا جارہا تھا
کہ آخر اس کا کیا حل نکلے کہ لوگ دائرہ اسلام میں داخل نہ ہوں اپنے باپ دادا کے دین کو نہ
چھوڑیں روز کفار قریش کی میٹنگ ہوتی اور اس میں یہ طے پاتا کہ معاذ اللہ صد بار معاذ اللہ محمد
کو قتل کر دیا جائے مگر سوال پیدا یہ ہوتا کہ ان کو قتل کون کرے۔ مجمع میں اعلان ہوا کہ ہے کوئی
بہادر، جوان کو قتل کردے، ہے کوئی جانباز، جو محمد کو قتل کردے۔ پورا مجمع خاموش رہا مگر حضرت
عمر نے کہا کہ میں ان کو قتل کرسکتا ہوں لوگوں نے کہا بے شک تم بہادر ہو یہ کام تم ہی کرسکتے ہو
پھر حضرت عمر اُٹھے اور تلوار لے کر چل دیئے۔ راستے میں ایک شخص ملا انھوں نے پوچھا اے
عمر! کہاں جارہے ہو؟ کہا میں محمد عربی کو قتل کرنے جارہا ہوں اس شخص نے کہا کہ ان کو قتل
کرنے کے بعد تم بنی ہاشم سے کس طرح بچ پاؤ گے؟ وہ تمھیں ان کے بدلے میں قتل کردیں
گے یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بگڑ گئے اور کہنے لگے معلوم ہوتا ہے تم نے اپنے
باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہے لاؤ میں پہلے تم کو ہی قتل کردیتا ہوں اور حضرت عمر نے تلوار کھینچ لی
اس شخص نے جواب دیا ہاں میں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور انھوں نے بھی اپنی تلوار میان
سے باہر کرلی اس شخص نے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لو تمہاری بہن فاطمہ بنت خطاب اور
تمہارے بہنوئی سعید بن زید دونوں اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر مسلمان ہوگئے ہیں۔ یہ سن
کر حضرت عمر کو اور زیادہ غصہ پیدا ہوگیا اور سیدھا اپنی بہن کے گھر پہنچے وہاں حضرت خباب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازہ بند کئے ہوئے دونوں کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے حضرت عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے دروازہ کھولنے کو کہا ان کی آواز سن کر حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر کے
ایک کونے میں چھپ گئے بہن نے دروازہ کھولا آپ گھر میں داخل ہوئے اور پوچھا تم لوگ کیا
کررہے تھے؟ یہ آواز کس کی تھی؟ آپ کے بہنوئی بات کو ٹال دیئے اور کوئی واضح جواب نہ

دیئے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگوں نے اپنے باپ
دادا کا دین چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرلیا ہے۔ بہنوئی نے جواب دیا باپ دادا کا دین باطل ہے
دوسرا دین حق ہے۔ یہ سننا تھا کہ حضرت عمر بہنوئی پر بے تحاشہ ٹوٹ پڑے اور زمین پر پٹخ کر
خوب مارا ان کی بہن چھڑانے کے لئے دوڑیں تو ان کے منہ پر ایسا گھونسہ مارا کہ خون سے تر
بتر ہوگئیں آخر وہ بھی حضرت عمر کی بہن تھیں وہ بھی نڈر اور بہادر تھیں کہنے لگیں اے عمر! سن لو! تم
ہم کو اس وجہ سے مار رہے ہو کہ ہم مسلمان ہوگئے ہیں کان کھول کر سن لو تم مار مار کر ہمارے جسم
سے خون کا ایک ایک قطرہ نکال لو لیکن ہمارے دل سے ایمان ہرگز نہیں نکال سکتے ہو۔ میں
گواہی دیتی ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے
رسول ہیں بے شک ہم مسلمان ہوگئے ہیں تم سے جو ہوسکے کرلو۔ بہن کا سخت جواب سن کر،
بہن کا کرارا جواب سن کر، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غصہ ٹھنڈا ہوا آپ نے نرمی سے کہا اچھا
مجھے وہ کتاب دو جو تم پڑھ رہے تھے تا کہ میں بھی اس کو پڑھوں آپ کی بہن نے سخت انداز میں
کہا تم ناپاک ہو اس مقدس کتاب کو صرف پاک لوگ ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے غسل کیا پھر کتاب پڑھی جب اس آیت پر پہنچے ’’بے شک میں ہی اللہ ہوں
میرے علاوہ کوئی معبود نہیں تو میری عبادت کرو اور میری یاد کے لئے نماز قائم کرو‘‘ اس آیت
نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل سے تاریکی دور کردی اور نور ایمان کی روشنی
جلادی۔ حضرت عمر نے کہا مجھے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلو جس وقت
حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات سنی تو آپ باہر نکل آئے اور کہا اے عمر! میں تم کو
خوشخبری دیتا ہوں کہ جمعرات کی شب میں سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دُعا مانگی تھی کہ
یا الہ العالمین عمر اور ابوجہل میں سے جو تجھے محبوب اور پیارا ہو اس سے اسلام کو قوت عطا فرما
معلوم ہوا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا تمہارے حق میں قبول ہوگئی ہے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت حضرت ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں تشریف فرما تھے حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے ارادے سے چلے اس وقت حضرت ارقم کے دروازے پر حضرت حمزہ، حضرت طلحہ اور دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کی حفاظت اور نگرانی کے لئے بیٹھے ہوئے تھے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر کو دیکھ کر فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کو ان کی بھلائی منظور ہے تب تو میرے ہاتھ سے بچ جائیں گے اور اگر ان کی نیت کچھ اور ہے تو اس کو قتل کرنا بہت آسان ہے اسی وقت سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ان کے حالات کے تعلق سے وحی نازل ہو چکی تھی سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکان سے باہر تشریف لائے حضرت عمر کا دامن اور تلوار پکڑ لی اور فرمایا اے عمر! کیا یہ فساد تم اس وقت تک برپا کرتے رہو گے جب تک تم پر ذلت اور رسوائی مسلط نہ ہو جائے یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ عَبْدُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ" میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا
خاک کے ذروں کو ہم دوش ثریا کر دیا

خود نہ تھے جو راہ پہ اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

فاروق کا لقب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں دائرۂ اسلام میں داخل ہو گیا جب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہو گیا جب میں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا جب میں خدا پر ایمان لے آیا جب میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رسول تسلیم کر لیا تو میرے اسلام لانے کی خوشی میں میرے مسلمان ہونے کی خوشی میں مسلمانوں نے اتنا جوشیلا نعرہ لگایا کہ اس کی آواز مکہ کے سب لوگوں نے سنا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ کیا ہمارا دین حق نہیں ہے؟ کیا ہمارا مذہب حق نہیں ہے؟ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک ہم حق پر ہیں تو میں نے عرض کیا پھر یہ پوشیدگی اور پردہ کیوں؟ اس کے بعد ہم سبھی مسلمان دو صف بنا کر نکلے ایک صف میں حضرت حمزہ تھے اور ایک صف میں، میں تھا اور ہم لوگ حضرت ارقم کے گھر سے نکل کر مسجد حرام میں داخل ہوئے جب کفار قریش مجھے اور حضرت حمزہ کو مسلمانوں کے ساتھ دیکھا تو انھیں بہت رنج و غم ہوا اس دن سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے فاروق کا لقب عطا فرمایا کیونکہ اسلام ظاہر ہو گیا حق اور باطل کے درمیان فرق واضح ہو گیا۔

فاروق اعظم کی بہادری

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلمان ہونا اسلام کی فتح تھی ان کا ہجرت کرنا نصرت خداوندی تھی ان کی خلافت رحمت خداوندی تھی ہم میں سے کسی کو یہ ہمت نہیں تھی، ہم میں سے کسی کو یہ طاقت نہیں تھی کہ ہم بیت اللہ شریف میں جا کر نماز پڑھ سکیں مگر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو انھوں نے مشرکوں سے اس قدر جنگ و جدال کیا اس قدر بہادری دکھائی کہ مشرکین نے عاجز آ کر مسلمانوں کا پیچھا چھوڑ دیا اور ہم بیت اللہ شریف کے پاس اطمینان کے ساتھ اعلانیہ نماز

پڑھنے لگے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس نے سب سے پہلے اپنا اسلام علی الاعلان ظاہر کیا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تب اسلام ظاہر ہوا اس سے پہلے لوگ اپنا اسلام قبول کرنا ظاہر نہیں کرتے تھے۔حضرت عمر کے ایمان لانے کے بعد لوگوں کو اسلام کی طرف کھلم کھلا بلایا جانے لگا ہم بیت اللہ شریف کے پاس مجلس قائم کرنے لگے بیت اللہ کا اعلانیہ طواف کرنے لگے کافروں سے بدلہ لینے لگے اور کافروں اور مشرکوں کو جواب دینے کے قابل ہوگئے۔

جذبۂ فاروقی

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں مسلمان ہوگیا تو اس کے بعد اپنے ماموں ابوجہل کے پاس پہنچا دروازے پر میں نے دستک دی اندر سے آواز آئی کون؟ میں نے کہا میں عمر ہوں اور تمھارا دین چھوڑ کر مسلمان ہوگیا ہوں اس نے کہا عمر! ایسا مت کرنا مگر ڈر کے سبب باہر نہیں نکلا اور دروازہ اندر سے بند کرلیا پھر ایک دوسرے سردار کے دروازے پر پہنچا ان کو بھی ایسا ہی کہا انھوں نے بھی جواب دیا کہ ایسا مت کرنا وہ بھی گھر سے باہر نہیں آیا میں نے کہا یہ کیا معاملہ ہے؟ مسلمان مارے جاتے ہیں اور میں نہیں مارا جاتا، مجھ سے کوئی تعارض نہیں کیا جارہا ہے، مجھ سے کوئی باز پرس نہیں کی جارہی ہے میری باتیں سن کر ایک شخص نے کہا تم اسلام ظاہر کرنا چاہتے ہو، تم اپنا دین ظاہر کرنا چاہتے ہو میں نے کہا ہاں میں ظاہر کرنا چاہتا ہوں اس شخص نے کہا دیکھو اس پتھر کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ان میں سے ایک شخص ایسا ہے کہ راز کی بات کو فوراً پھیلا دیتا ہے، خفیہ بات کا خوب چرچا کرتا ہے اپنے اسلام لانے کی بات اس سے کہہ دو وہ سب جگہ یہ بات پھیلا دے گا۔میں نے اس شخص کے پاس جاکر کہا کہ میں اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ چکا ہوں میں مسلمان ہو چکا ہوں

اس نے کہا کیا تم واقعی مسلمان ہو چکے ہو؟ میں نے کہا بے شک میں مسلمان ہو چکا ہوں یہ سنتے ہی اس نے بلند آواز سے یہ اعلان کرنا شروع کردیا اے لوگو! عمر بن خطاب ہمارے دین سے نکل گیا ہے یہ سنتے ہی اِدھر اُدھر جو مشرکین بیٹھے تھے مجھ پر ٹوٹ پڑے پھر دیر تک مار پیٹ ہوتی رہی شور و غل کی آواز میرے ماموں ابوجہل نے سنی ایک پتھر پر چڑھ کر لوگوں سے کہا کہ میں نے اپنے بھانجے کو پناہ دی یہ سنتے ہی لوگ مجھ سے دور ہوگئے مگر یہ بات میرے جذبہ کے خلاف تھی یہ بات مجھے ناگوار گزری کہ دوسرے مسلمانوں سے مار پیٹ ہو اور مجھے پناہ دی جائے میں ابوجہل کے پاس پہنچا اور کہا ’جَوَارُكَ رُدَّ عَلَيْكَ‘ میں تیری پناہ تجھے واپس کرتا ہوں مجھے تیری پناہ کی ضرورت نہیں ہے مجھے تیری پناہ نہیں چاہئے میں تو اللہ اور اس کے رسول کی پناہ میں آگیا ہوں کچھ دنوں تک یہ مار پیٹ کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ عطا فرمایا۔

اعلانیہ ہجرت

محترم سامعین کرام! جس طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اسلام لانے کو ظاہر فرمایا اسی طرح آپ نے اپنی ہجرت کو بھی ظاہر فرمایا آپ نے اعلانیہ ہجرت فرمائی آپ نے چھپ کر ہجرت نہیں کی اس لئے آپ کی ہجرت بھی بے مثال ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس نے اعلانیہ ہجرت کی ہو جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کی نیت سے گھر سے نکلے تو آپ نے اپنی تلوار گلے میں لٹکائی اور کمان کندھے پر رکھا اور تیر کش سے تیر نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔پھر بیت اللہ شریف کے پاس حاضر ہوئے وہاں بہت سے قریش کے سردار بیٹھے ہوئے تھے آپ نے اطمینان کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف فرمایا پھر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی پھر اشراف قریش کی جماعت کے پاس آکر ہر ایک سے الگ الگ فرمایا

'شَاهَتِ الْوُجُوْهُ' تم لوگوں کے چہرے بدشکل ہوجائیں تمہارے چہرے بگڑ جائیں اورتم برباد ہوجاؤ اس کے بعد آپ نے فرمایا جو شخص اپنی ماں کو بے اولاد دیکھنا چاہے، جو اپنے بچوں کو یتیم کرنا چاہے، جو اپنی بیوی کو بیوہ بنانا چاہے وہ اس وادی کی طرف آکر میرا مقابلہ کرے آپ بار بار للکارتے رہے اس کے باوجود کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ آپ کا پیچھا کرتا۔

خلافت فاروقی

معزز سامعین کرام! علماء کرام خلافت فاروقی کے بارے میں یوں فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہوگئی تو آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ حضرت عمر کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ انھوں نے جواب دیا میرے خیال میں وہ آپ سے بھی بڑھ کر ہیں پھر صدیق اکبر نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور ان سے حضرت عمر فاروق کے بارے میں دریافت کیا انھوں نے بھی کہا کہ ان کے بارے میں آپ مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر نے کہا کہ ان کے بارے میں کچھ تو بتایئے حضرت عثمان غنی نے جواب دیا کہ ان کا باطن ان کے ظاہر سے اچھا ہے، ہم لوگوں میں ان کا کوئی مثال نہیں ہم لوگوں میں وہ سب سے بہتر ہیں اس کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے صلاح ومشورہ کیا تو سبھوں نے کہا کہ آپ کے بعد حضرت عمر سب سے بہتر ہیں وہ اللہ کی رضا پر راضی رہتے ہیں، وہ ہر حال میں اللہ کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اللہ جس سے ناخوش ہوتا ہے وہ بھی اس سے ناخوش رہتے ہیں اے امیر المومنین خلافت کے لئے حضرت عمر بہت مناسب ہیں ان سے بہتر اور مستعد کوئی شخص نظر نہیں آتا ہے۔

اس کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا یہ وصیت نامہ لکھئے وصیت نامہ یوں تحریر کیا گیا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ وصیت نامہ ہے جو

ابوبکر بن قحافہ نے اپنے آخری وقت میں دنیا سے رخصت ہوتے وقت عالم بالا میں داخل ہوتے وقت لکھوایا ہے۔ یہ وہ وقت ہے جبکہ ایک کافر بھی ایمان لے آتا ہے ایک فاسق وفاجر بھی یقین کی روشنی حاصل کرلیتا ہے اور ایک جھوٹا بھی سچ بولتا ہے۔ مسلمانو! میں نے اپنے بعد تمھارے درمیان عمر بن خطاب کو خلیفہ منتخب کیا ہے۔ ان کے احکام کو سننا ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا۔ میں نے حتی الامکان خدا اور رسول، دین اور نفس کے بارے میں کوئی غلطی نہیں کی ہے اور جہاں تک ہوسکا بھلائی کی ہے مجھے یقین ہے کہ میرے بعد حضرت عمر عدل و انصاف سے کام لیں گے اگر انھوں نے ایسا کیا تو میرے خیال کے مطابق ہوگا اگر انھوں نے عدل وانصاف کو چھوڑ دیا اور وہ بدل گئے تو ہر شخص اپنے اعمال کا جوابدہ ہوگا اور اے مسلمانو! میں نے تمھارے لئے نیکی اور بھلائی کا ارادہ کیا ہے۔ پھر آپ نے اس وصیت نامہ کو سربمہر کرنے کا حکم فرمایا اور اس وصیت نامہ کو آپ نے حضرت عثمان غنی کے حوالے کردیا اس کے بعد لوگوں نے راضی وخوشی حضرت عمر کے ہاتھ پر بیعت کرنا شروع کردیا اس کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر کچھ وصیتیں فرمائیں جب حضرت عمر چلے گئے تو صدیق اکبر نے بارگاہ الٰہی میں دعا کے لئے ہاتھ اُٹھایا اور عرض کیا اے پروردگار عالم! جو کچھ میں نے کیا ہے اس میں میری نیت مسلمانوں کی بھلائی ہے تو اس بات کو خوب جانتا ہے کہ میں نے فتنہ اور فساد کو روکنے کے لئے ایسا کام کیا ہے۔ مسلمانوں میں جو سب سے بہتر ہے میں اس کو ان کا والی بنایا ہے۔ اے الٰہ العالمین! میں تیرے حکم سے تیری بارگاہ میں حاضر ہو رہا ہوں۔ خداوندا! تو ہی اپنے بندوں کا مالک و مختار ہے اور ان کی باگ ڈور تیرے ہی دست قدرت میں ہے۔ اے پروردگار! ان لوگوں میں بھلائی کی صلاحیت بیدار فرما اور حضرت عمر کو خلفاء راشدین میں سے کرنا اور ان کے ساتھ ان کی رعیت کو اچھی زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرما۔

دریائے نیل کے نام خط

برادران اسلام! ایک بات آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ انسان خط لکھتا ہے آخر خط کس کو لکھا جاتا ہے اور خط کس کو لکھا جاسکتا ہے انسان دوسرے انسان کو خط لکھتا ہے خط اس کو لکھا جاتا ہے جو زبان کو سمجھتا ہو کوئی انسان کسی درخت کو خط نہیں لکھتا کیونکہ درخت بے جان ہے وہ خط کو سمجھ نہیں سکتا۔ کوئی انسان پتھر کو خط نہیں لکھتا، کوئی انسان پہاڑ کو خط نہیں لکھتا، کوئی انسان کسی جانور کو خط نہیں لکھتا ہے لیکن آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو پتہ چلے گا کہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریا کو خط لکھا ہے اور دریا نے اس پر عمل بھی کیا ہے تاریخ الخلفا کے حوالے سے یہ واقعہ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ مصر میں دریائے نیل ہر سال سوکھ جاتا تھا دریائے نیل کا پانی ہر سال ختم ہو جاتا تھا وہاں کے رسم و رواج کے مطابق اس وقت تک دریا جاری نہیں ہوتا تھا جب تک کہ کسی کنواری لڑکی کی قربانی نہ دے دی جائے جب تک کہ کسی کنواری لڑکی کو بھینٹ نہ چڑھایا جائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں مصر فتح ہوا اور وہاں کے گورنر عمرو بن عاص مقرر ہوئے کچھ دنوں کے بعد وہاں کے لوگوں نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنایا کہ دریائے نیل سوکھ گیا ہے جب تک ایک کنواری لڑکی کی قربانی نہ دی جائے گی دریا میں دوبارہ پانی جاری نہ ہوگا اتنا سننے کے بعد حضرت عمرو بن عاص نے کہا کہ اسلام میں یہ ناحق قتل ہے اسلام میں یہ رسم حرام ہے گناہ کبیرہ ہے اسلام اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ کسی بے گناہ لڑکی کی جان لی جائے آپ نے فرمایا تم لوگ انتظار کرو میں خلیفہ وقت امیر المومنین حضرت عمر فاروق کو خط لکھتا ہوں پورے واقعہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہوں دیکھئے خلیفہ وقت کیا حکم دیتے ہیں جب خط حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا آپ نے خط پڑھا حالات سے آگاہی ہوئی آپ نے دو خط لکھا ایک خط گورنر کے نام تھا اور دوسرا خط دریائے نیل کے نام تھا آپ نے گورنر کو لکھا کہ

دریائے نیل میں کسی لڑکی کی قربانی دینے کے بجائے جو خط دریائے نیل کے نام ہے خشک دریا میں ڈال دینا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو خط دریائے نیل کے نام لکھا تھا اس کا مضمون یہ تھا ''یہ خط اللہ کے بندے عمر بن خطاب کی طرف سے دریائے نیل کے نام ہے اے دریا! اگر تو خدا کے حکم سے بہتا تھا تو ہم بھی خدا ہی سے تیرا جاری ہونا مانگتے ہیں اور اگر تو خود اپنی مرضی سے بہتا ہے اور اپنی ہی مرضی سے رُک جاتا ہے تو ہمیں تیری کوئی پرواہ اور ضرورت نہیں۔'' محترم سامعین! جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ انوکھا حکم مصر کے لوگوں نے سنا تو سارے شہر میں دھوم مچ گئی لاکھوں لوگ یہ حیرت انگیز منظر دیکھنے کے لئے دریا کے پاس آگئے بہت بڑے مجمع کے ساتھ مصر کے گورنر حضرت عمر بن عاص، فاروق اعظم کا خط لے کر دریائے نیل کے کنارے گئے اور خط کو دریا میں ڈال دیا۔ چند لمحوں کے بعد دریا خود بخود جاری ہو گیا اور ہر سال سے اس سال چھ گز اونچا پانی آیا اس دن سے ایسا جاری ہوا کہ پھر آج تک دوبارہ دریائے نیل کبھی نہیں سوکھا۔ محترم حضرات! یہ ہے کرامت فاروق اعظم جو اللہ کا ہو جاتا ہے پوری دنیا اس کی ہو جاتی ہے اس کی حکومت پانی پر بھی چلتی ہے اور دریائے نیل بھی اس کا حکم مانتا ہے۔

فقیری میں بادشاہی

بزرجمہر بادشاہ نے ایک قاصد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا تاکہ وہ قاصد معلوم کر سکے کہ مسلمانوں کے اتنے بڑے جلیل القدر بادشاہ جس کی ہیبت سے بڑے بڑے بادشاہ کانپ جاتے ہیں ان کی صورت کیسی ہے ان کی سیرت کیسی ہے ان کا رہن سہن کیسا ہے؟ ان کی ٹھاٹ باٹ کیسی ہے؟ بادشاہ کا بھیجا ہوا قاصد جب مدینہ منورہ پہنچا تو قاصد نے لوگوں سے پوچھا کہ ’أَيْنَ الْمَلِكُ‘ تمہارا بادشاہ کہاں ہے؟ مسلمانوں نے جواب دیا ہمارا بادشاہ نہیں ہوتا ہمارا تو امیر ہوتا ہے ابھی ابھی اس جانب تشریف لے گئے ہیں وہ

قاصد بھی پیچھے پیچھے گیا کیا دیکھتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ دھوپ میں سورہے ہیں اور درّہ کو اپنے سر کے نیچے رکھا ہے اور پسینہ پیشانی سے بہہ کر زمین پر گر رہا ہے قاصد نے جب یہ حال دیکھا تو اس کے دل پر بڑا اثر ہوا اور سوچنے لگا کہ دنیا کے تمام بڑے بڑے بادشاہ جس کی ہیبت سے لرزہ براندام ہیں وہ اس انداز سے زمین پر سور رہے ہیں قاصد نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا اے امیر المومنین! آپ نے لوگوں کے ساتھ انصاف کیا ہے آپ نے لوگوں کے ساتھ عدل کیا ہے اس وجہ سے بے خوف ہوکر سورہے ہیں ہمارا بادشاہ ظلم کرتا ہے اس لئے ہر وقت ڈرتے رہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا دین سچا ہے اگر میں قاصد بن کر نہ آیا ہوتا تو ابھی مسلمان ہوجاتا دوبارہ حاضر ہوکر آپ کی بارگاہ میں مسلمان ہوجاؤں گا۔

دو شیر

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک عجم کا رہنے والا شخص مدینہ منورہ آیا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلاش کررہا تھا وہ حضرت عمر کو ڈھونڈ رہا تھا کسی شخص نے اس عجمی کو بتایا کہ وہ آبادی سے باہر سورہے ہوں گے وہ شخص آبادی سے باہر نکل کر آپ کو تلاش کرنے لگا یہاں تک کہ آپ کو پالیا دیکھا کہ آپ زمین پر سر کے نیچے زرہ رکھ کر سورہے ہیں اس آدمی نے دل میں سوچا ساری دنیا میں اسی کی وجہ سے فتنہ برپا ہے اور اسی کی وجہ سے اس وقت ایران اور دوسرے ملکوں میں اسلامی فوجوں نے اسلام کا پرچم بلند کیا ہوا تھا لہٰذا اس کو قتل کردینا چاہئے اس حالت میں اس کو قتل کردینا آسان بھی ہے آبادی سے باہر بھی ہے کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا یہ سوچ کر اس نے میان سے تلوار نکالی اور آپ کی ذات بابرکت پر حملہ کرنا چاہ رہا تھا کہ اچانک غیب سے دو شیر نمودار ہوئے اور اس عجمی شخص کی طرف بڑھے دونوں شیر کو دیکھ کر وہ شخص چلا اُٹھا اس کی آواز سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نیند سے بیدار ہوگئے آپ کی آنکھ کھل گئی تو اس عجمی شخص نے پورا واقعہ بیان کیا اور مسلمان ہوگیا۔

جہنم کا تالا

محترم حضرات! یہ واقعہ میں آپ کو نزہتہ المجالس کے حوالے سے سناتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت عبداللہ سے مخاطب ہوکر کہا اے قفل جہنم کے بیٹے! حضرت عبداللہ اپنے والد محترم حضرت عمر فاروق کے تعلق سے یہ جملہ سن کر بہت پریشان ہوئے اور گھر جاکر اپنے والد محترم سے عرض کیا ابا جان! عبداللہ بن سلام نے آپ قفل جہنم کہا ہے یہ سن کر حضرت عمر فاروق حضرت عبداللہ بن سلام کے پاس پہنچے اور دریافت فرمایا کہ آپ نے میرے حق میں یہ لفظ کیوں استعمال کیا ہے؟ حضرت عبداللہ بن سلام کہنے لگے اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے ابا کو ان کے آباواجداد نے خبر دی اور ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خبر دی تھی اور موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ مجھے حضرت جبرئیل نے خبر دی تھی کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام عمر بن خطاب ہوگا وہ مبارک شخص جب تک امت محمد یہ میں رہے گا گویا وہ جہنم کا قفل ہوگا لیکن جب اس کا انتقال ہوجائے گا تو جہنم کا دروازہ کھل جائے گا لوگ اپنی نفسانی خواہشوں میں مبتلا ہوکر جہنم میں جانے والا کام کریں گے۔ لوگ گناہوں میں ملوث ہوجائیں گے گویا حضرت عمر کی ذات لوگوں کے لئے جہنم کا تالا ہے۔

عدل فاروق

محترم حضرات! یہ واقعہ فتوح البلدان میں ذکر ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں آذربائیجان فتح ہوا مسلمان سپاہیوں کو الگ الگ چیزیں مال غنیمت کے طور پر ملیں، سپاہیوں میں سے عتبہ نامی ایک شخص کو ایک بہترین حلوہ دستیاب ہوا اس نے

حلوہ کو بطور تحفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دیا اس حلوہ کو دیکھ کر اور چکھ کر امیر المؤمنین خلیفہ وقت مسلمانوں کے بادشاہ حضرت عمر نے فرمایا یہ حلوہ صرف میرے لئے ہی ہے یا سبھوں نے کھایا ہے حلوہ لانے والے شخص نے کہا کہ حضور یہ حلوہ صرف آپ کے لئے ہی ہے آپ نے اسی وقت بھیجنے والے کے نام خط لکھا آپ حضرات خط کا مضمون ملاحظہ فرمائیں اور عدل فاروقی کا مشاہدہ کریں عدل فاروقی کو دیکھیں۔ خط کا مضمون یہ ہے ''اللہ کے بندے امیر المومنین عمر کی جانب سے عتبہ بن مرقد کے نام، اما بعد یاد رکھو کہ یہ حلوہ نہ تمہاری کوشش سے حاصل ہوا اور نہ ہی تمہارے ماں باپ کی کوشش سے حاصل ہوا ہے۔ ہم تو صرف وہی چیز کھائیں گے جسے تمام مسلمان اپنے گھروں میں پیٹ بھر کر کھائیں آپ اندازہ لگائیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رعایا کا کتنا خیال تھا مسلمانوں کا کس قدر خیال رکھا کرتے خلیفۂ وقت ہو کر بھی وہ چیز اپنے لئے پسند کرتے ہیں جو تمام مسلمانوں کو میسر ہو اس واقعہ سے دور حاضر کے حکمراں کو سبق حاصل کرنا چاہئے کہ اقتدار کی کرسی پر بیٹھتے ہی رعایا کو فراموش کر دیتے ہیں ان کی ضرورتوں کا کچھ خیال نہیں رکھتے اپنے عیش و آرام میں لاکھوں اور کڑوڑوں خرچ کرتے ہیں۔

سجدے میں گر پڑے

محترم حضرات! مغنی الواعظین میں یہ واقعہ بیان ہے کہ اسکندریہ کے فتح کرنے میں تاخیر ہوئی اسکندریہ فتح نہیں ہو رہا تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ تم شاید وہاں جا کر عیش و آرام میں مشغول ہو گئے ہو تمہیں چاہئے کہ شہر پر اچانک حملہ کر دو اور فتح کر کے ہی دم لو۔ خط پڑھنے کے بعد حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ہی کیا اور اسکندریہ فتح ہو گیا ایک قاصد فتح کی خبر لے کر مدینہ منورہ پہنچا دل میں خیال آیا کہ امیر المؤمنین اس وقت آرام کر رہے ہونگے قاصد نے

یہ خبر ایک عورت کو دیا اور عورت نے یہ مژدہ امیر المؤمنین کو سنایا حضرت عمر فوراً اس قاصد سے ملنے کے لئے باہر تشریف لائے اور قاصد سے دریافت فرمایا یہ خبر تم نے مجھ کو کیوں نہ دی قاصد نے عرض کیا میں نے سوچا شاید آپ آرام فرما رہے ہوں گے آپ نے فرمایا اگر میں دن میں آرام کروں گا تو خلافت کا کام کون انجام دے گا پھر آپ فتح کی خوشی میں اللہ کے حضور سجدے میں گر پڑے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں لوگوں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! آپ اس قدر محنت کیوں کرتے ہیں نہ دن کو چین ہے نہ رات کو آرام ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا اگر دن میں آرام کروں تو رعیت کو آرام نہیں ملے گا اگر رات کو چین سے سوؤں تو اللہ کا ذکر نہیں کر سکوں گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤں گا۔

کرامت فاروق اعظم

محترم سامعین! 'تاریخ الخلفا' میں بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے اچانک آپ نے درمیان خطبہ تین بار یہ کہا **یَا سَارِیَۃَ الْجَبَلُ ، یَا سَارِیَۃَ الْجَبَلُ یَا سَارِیَۃَ الْجَبَل** ، یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف جاؤ اے ساریہ پہاڑ کی طرف جاؤ اے ساریہ پہاڑ کی طرف جاؤ پھر آپ نے خطبہ شروع کر دیا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد نماز جمعہ آپ سے دریافت فرمایا آپ سے پوچھا کہ اے امیر المومنین! درمیان خطبہ آپ نے خلاف معمول یا ساریۃ الجبل کیوں کہا؟ معاملہ کیا ہے؟ بات کیا تھی؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قسم ہے رب ذوالجلال کی میں ایسا کہنے پر مجبور ہو گیا میں نے مسلمانوں کو دیکھا کہ وہ پہاڑ کے پاس کافروں سے جہاد کر رہے ہیں کافروں سے لڑائی میں مشغول ہیں اور کفار ان کو آگے اور پیچھے سے گھیرے ہیں یہ دیکھ کر مجھ کو ضبط نہ ہو سکا اور میں نے بے ساختہ کہہ دیا اے ساریہ پہاڑ کی

طرف جاؤ!اس واقعہ کے کچھ دنوں کے بعد حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاصد خط لے کر آیا جس میں لکھا تھا کہ ہم لوگ جمعہ کے دن کفار سے لڑ رہے تھے اور ہم لوگ شکست کے قریب پہنچ چکے تھے ٹھیک جمعہ کے وقت ہم نے کسی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا اے ساریہ پہاڑ کی طرف جاؤ ہم لوگ آواز سن کر اس پہاڑ کی جانب چلے گئے تو ہم نے کافروں کو شکست دی اور انھیں قتل کر ڈالا اللہ تعالیٰ نے ہمیں کامیابی اور فتح سے نوازا۔محترم سامعین! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ کے نیک بندوں کو اللہ کی طرف سے کتنی طاقت ملتی ہے حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام نہاوند میں لڑائی میں مصروف تھے جو ملک ایران میں واقع ہے مدینہ منورہ سے ایک ماہ کی مسافت ہے لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی کے منبر پر بیٹھے اس جنگ کو ملاحظہ فرما رہے ہیں اور جب ضرورت پڑی تو اپنی آواز کو وہاں تک پہنچا دیا نہ اس وقت سائنسی آلہ تھا نہ ٹیلی فون تھا نہ موبائل تھا ہاں ان کے پاس ایمانی اور روحانی طاقت تھی جو تمام طاقتوں پر حاوی ہے۔

فاروق اعظم کی شہادت

محترم حضرات! شہادت بہت بڑی دولت ہے۔شہادت اللہ کی رضا کا سبب ہے خوش نصیب ہے وہ بندۂ مومن جس کو شہادت نصیب ہوتی ہے ہر مومن کی تمنا ہوتی ہے ہر مومن کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کو شہادت کا درجہ مل جائے اسے شہادت کا مقام مل جائے اسے شہادت نصیب ہو جائے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دُعا اللہ کی بارگاہ میں مانگی **'اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ'** اے پروردگار عالم اے خلاق کائنات یا الہ العالمین! مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا فرما اور اپنے رسول کے شہر میں موت عطا فرما۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے تعلق سے علمائے کرام اور تاریخ

نویس بیان کرتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مجوسی غلام ابولولو تھا غلام نے آ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکایت کی کہ میرے آقا مغیرہ مجھ سے روزانہ چار درہم وصول کرتے ہیں آپ اس میں کمی کر دیجئے آپ نے فرمایا تم لوہار اور بڑھئی کا کام خوب جانتے ہو تمہارے لئے چار درہم زیادہ نہیں ہے وہ مجوسی غلام غصے میں چلا گیا غلام نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا ایک خنجر تیار کیا اس میں دھار لگائی اس خنجر کو زہر میں بجھایا اور اپنے پاس رکھ لیا حضرت عمر نماز فجر کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے آپ کا یہ طریقہ تھا کہ تکبیر تحریمہ سے پہلے فرمایا کرتے تھے صفیں سیدھی کر لو یہ سن کر وہ مجوسی غلام بالکل آپ کے قریب کھڑا ہو گیا پھر خنجر نکال کر حضرت عمر پر وار کیا جس سے آپ گر پڑے اس کے بعد دوسرے نمازیوں پر حملہ کر کے تیرہ افراد کو زخمی کر دیا ایک شخص نے دیکھا کہ یہ حملہ پر حملہ کئے جا رہا ہے نمازیوں کو زخمی کر رہا ہے تو انھوں نے اس پر کپڑا ڈال دیا اور وہ غلام اس میں اُلجھ گیا وہ سمجھ گیا کہ اب میری خیریت نہیں اس نے وہیں خودکشی کر لی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختصر میں نماز فجر پڑھائی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے مکان میں لایا گیا آپ کو دودھ پیش کیا گیا آپ نے دودھ پیا مگر وہ زخم کے راستے سے باہر آ گیا کسی شخص نے آپ سے کہا کہ آپ اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنا خلیفہ مقرر کر دیں آپ نے اس شخص کو جواب دیا اللہ تمھیں غارت کرے تم مجھے ایسا غلط مشورہ دے رہے ہو جسے اپنی بیوی کو صحیح طور سے طلاق دینے کا بھی سلیقہ نہ ہو کیا ایسے شخص کو خلیفہ مقرر کروں؟ پھر آپ نے حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد ان حضرات کے خلیفہ بنانے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی اور فرمایا ان ہی میں سے کسی کو خلیفہ مقرر کیا جائے اس کے بعد آپ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ سے فرمایا بیٹا بتاؤ ہم پر کتنا قرض ہے انھوں نے حساب کر کے بتایا ابا جان تقریباً چھیاسی ہزار قرض ہے آپ نے

فرمایا یہ رقم ہمارے مال سے ادا کر دینا اگر اس سے پورا نہ ہو تو بنو عدی سے مانگنا اگر ان سے بھی پورا نہ ہو تو قریش سے لینا۔ پھر آپ نے فرمایا بیٹا جاؤ حضرت عائشہ سے کہو کہ عمر اپنے دونوں دوستوں کے پاس دفن ہونے کی اجازت چاہتا ہے حضرت عبداللہ حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس گئے اور اپنے والد صاحب کی تمنا ظاہر کی انھوں نے فرمایا یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے محفوظ رکھی تھی مگر میں آج اپنی ذات پر حضرت عمر کو ترجیح دیتی ہوں جب آپ کو یہ خبر ملی کہ حضرت عائشہ نے اجازت دے دی ہے تو آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

پھر آپ نے اپنے بیٹے کو کچھ نصیحت فرمائی اے بیٹا؟ جب مرا انتقال ہو جائے تو میری آنکھیں بند کر دینا۔ درمیانہ کفن دینا فضول خرچی نہ کرنا اگر میں خدا کے نزدیک بہتر ہوں تو مجھے دنیا کے کفن سے بہتر کفن مل جائے گا اگر میں اللہ کے نزدیک برا ہوں تو یہ کفن کچھ کام نہ آئے گا اگر سارے جہان کی دولت اور سامان اس وقت میرے پاس ہوتا تو میں قیامت کے دن کی گھبراہٹ سے بچنے کے لئے خیرات کر دیتا یہ سن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں آپ کے بارے میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ قیامت کی ہولناکی سے محفوظ رہیں گے کیونکہ آپ امیر المومنین ہیں آپ نے جو فیصلہ کیا ہے کتاب اللہ سے کیا ہے۔ آپ نے عدل و انصاف سے کام لیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابن عباس کی یہ باتیں بہت پسند آئیں تکلیف کے باوجود آپ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا اے ابن عباس! کیا تم ان سب باتوں کی گواہی کل قیامت کے دن اللہ کے سامنے دو گے؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا ہاں دوں گا یہ سن کر آپ کو اطمینان ہوا۔

تقریباً دس سال تک آپ نے خلافت سنبھالی۔ ۲۳ھ میں ۶۳ رسال کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔ جس دن آپ کا وصال ہوا اس دن سورج کو گہن لگا مدینے میں اندھیرا چھا گیا ایک طرف لوگ رو رہے تھے دوسری طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا قیامت کا منظر نظر آ رہا

تھا بچے اپنی ماؤں سے پوچھتے تھے کہ امی جان کیا قیامت آ گئی ہے؟ مائیں کہتی تھیں نہیں بیٹے آج امیر المومنین کا انتقال ہو گیا ہے آپ کے وصال کے بعد حضرت ابن عباس نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ امیر المومنین کیا معاملہ ہوا؟ آپ نے فرمایا ’وَجَدْتُ رَبِّی رَحِیْمًا‘ میں نے اپنے رب کو بڑا رحم والا پایا۔

محترم حضرات! اب میں اپنی آخری گفتگو آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد جو واقعہ پیش آیا بخاری شریف کے حوالے سے آپ کی نذر کرتا ہوں سماعت فرمائیں۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے زمانے میں جب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی دیوار گر پڑی اور لوگوں نے اس کی تعمیر شروع کی تو اس کی بنیاد کھودتے وقت ایک قدم گھٹنے تک ظاہر ہو گیا سب لوگ گھبرا گئے لوگوں کو خیال ہوا کہ شاید حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قدم مبارک ہے اور وہاں کوئی جاننے والا نہیں ملا تو حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ’لَا وَاللّٰہِ مَا ھِیَ قَدَمُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا ھِیَ اِلَّا قَدَمُ عُمَرَ‘ خدا کی قسم یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قدم مبارک نہیں ہے بلکہ یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک ہے تقریباً ۶۴ رسال کے بعد یہ واقعہ پیش آیا اس کے باوجود حضرت عمر فاروق کا جسم مبارک بدستور سلامت رہا اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ قرآن فرماتا ہے جو اللہ کی راہ میں شہید کئے جائیں انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں ؎

تو زندہ واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

اور شاعر کہتا ہے ۔

زندہ ہوجاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

محترم حضرات میں اپنی گفتگو یہیں ختم کرتا ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو اور ہم کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور جو کچھ کہنے اور سننے میں غلطی اور لغزش ہوئی ہو اللہ معاف فرمائے۔ آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغ

☆☆☆

عظمت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ جَمِیْعًاوَّ اَقَامَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لِلْمُذْنِبِیْنَ الْمُتَلَوِّثِیْنَ الْخَطَّائِیْنَ الْھَالِکِیْنَ شَفِیْعًا اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ط صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ۔

محترم حضرات! خطبۂ مسنونہ کے بعد جو آیت کریمہ کی تلاوت کا میں نے شرف حاصل کیا ہے اس کا ترجمہ کرنے سے پہلے میں مناسب ہی نہیں بلکہ محبت رسول میں ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ اور ہم سرور کائنات فخر موجودات، سید ابرابر و اخیار، شہنشاہ ذی وقار، کائنات اولیں کے فصل بہار، رہبر اعظم، قائد اعظم، نیر اعظم، سیاح لامکاں، مالک انس و جاں، ہم سبھوں کے غمگسار، عرب کے ناقہ سوار، جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ رسالت میں عقیدت اور محبت کے ساتھ درود شریف کی ڈالی نچھاور کریں باآواز بلند پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بَارِكْ وَسَلِّمْ صَلَاۃً وَّ سَلَامًا عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔
صَلَاۃً وَّ سَلَامًا عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

محترم سامعین! ابھی ابھی جو میں نے خطبہ مسنونہ کے بعد آیت کریمہ کی تلاوت پیش کی ہے وہ آیت کریمہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعلق سے نازل ہوئی آج کا میرا

عنوان حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت۔؟ ہے۔آج کا میرا موضوع حضرت عثمان غنی کی عظمت ہے۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں امام عشق ومحبت امام احمد رضا فاضل بریلی ارشاد فرماتے ہیں۔

نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

قرآن مقدس کی یہ آیت کریمہ **'اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ '** حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر لشکر اسلام کے لئے مسلمان سپاہیوں کے لئے اللہ کی راہ میں لڑنے والوں کے لئے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے اللہ کی راہ میں اپنی جان قربان کرنے والوں کے لئے اللہ کی راہ میں اپنی گردن کٹانے والوں کے لئے راہ خدا میں شہید ہونے والوں کے لئے رسول اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جاں نثاروں کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار اونٹ سامان کے ساتھ پیش کئے ایک ہزار اونٹ سامان کے ساتھ راہ خدا میں دے دیئے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف چار ہزار درہم اس موقع پر صدقہ کئے اور بارگاہ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے اس میں سے میں چار ہزار درہم اپنے اہل وعیال کے لئے چھوڑ دیا اور چار ہزار درہم آپ کی بارگاہ میں پیش کردیا اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو تم نے رکھے اور جو تم نے دیئے اللہ تعالیٰ دونوں میں برکت عطا فرمائے۔اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے وہ جو اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور دینے کے بعد احسان نہیں کرتے اور نہ کسی کو تکلیف دیتے ہیں ان کا اجروثواب اللہ کے پاس ہے اور نہ انھیں کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم۔

اس آیت کریمہ میں عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال خرچ کرنے کا تذکرہ کیا گیا ہے یہ شان عثمان غنی ہے کہ ان کے صدقہ وخیرات کا تذکرہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا تذکرہ اللہ کی راہ میں مال قربان کرنے کا تذکرہ قرآن مقدس میں ہے۔

ذوالنورین کا لقب

محترم سامعین! آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو اندازہ ہوگا،آپ حدیث کی کتابوں کو دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا،آپ سیرت کی کتابوں کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام کافی بلند وبالا ہے مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ ایام جاہلیت میں بھی آپ کا نام عثمان تھا اور زمانہ اسلام میں بھی آپ کا نام عثمان تھا آپ کا سلسلۂ نسب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ عبدمناف میں مل جاتا ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مبارک لقب ''ذوالنورین'' ہے جس کا مطلب ہے دونور والے علمائے کرام نے ذوالنورین کی الگ الگ تشریح کی ہے علمائے کرام نے ذوالنورین کا مطلب الگ الگ بیان کیا ہے بعض علما کہتے ہیں جب آپ جنت میں داخل ہوں گے اس وقت دومرتبہ نورانی تجلیاں ظاہر ہوں گی اس لئے آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ آپ نماز وتر میں پورا قرآن ختم کردیا کرتے تھے ایک نور وتر ہے اور دوسرا نور قرآن مقدس ہے اس لئے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔بعض علماء بیان فرماتے ہیں کہ آپ اوّلین مسلمانوں میں سے ہیں آپ نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے اس لئے آپ ذوالنورین کہلاتے ہیں۔زیادہ علما اس بات پر متفق ہیں کہ ذوالنورین اس لئے کہا جاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دیا تھا۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے یہ باعث اعجاز اور فخر کی بات ہے آپ تاریخ کا مطالعہ کریں انبیائے کرام کی سیرت کو پڑھیں حضرت آدم علیہ السلام

سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کو دیکھیں اس دار گیتی پر کم وبیش ایک لاکھ چوبیس
ہزار انبیائے کرام اور رسولان عظام تشریف لائے ان میں سے صاحب اولاد بھی تھے کوئی
لڑکے والے تھے کوئی لڑکی والے بھی تھے کوئی نبی لڑکے کے والد تھے کوئی نبی لڑکی کے والد تھے
کوئی نبی لڑکے اور لڑکی کے والد تھے لیکن کسی بھی نبی نے کسی کو یکے بعد دگر دو لڑکیاں نکاح میں
نہیں دیا کسی بھی رسول نے فرد واحد سے اپنی دو بیٹی کا نکاح نہیں کیا تاریخ اس بات کی گواہ
ہے کہ روئے زمین پر کوئی بھی شخص نبی کی دو صاحبزادیوں کو اپنے نکاح میں نہیں لایا یہ شرف
صرف اور صرف حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے کہ نبی نہیں بلکہ نبیوں کے نبی
سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں آپ کی نکاح میں آئیں اسی لئے تو اعلیٰ حضرت
امام احمد رضا فاضل بریلی ارشاد فرماتے ہیں۔

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

محترم حضرات! بات یہیں ختم نہیں ہوجاتی ہے بات یہیں تک محدود نہیں ہے آیئے
اس کے آگے ایک روایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سماعت فرمایئے حضرت علی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان! اگر
میری چالیس لڑکیاں بھی ہوتیں تو یکے بعد دیگرے ان سب کا نکاح تم سے کر دیتا یہاں تک
کہ کوئی لڑکی باقی نہ رہتی۔ بیہقی نے اپنے سنن میں لکھا ہے کہ عبداللہ جعفی بیان کرتے ہیں کہ
مجھ سے میرے ماموں حسین جعفی نے دریافت کیا کہ تمھیں معلوم ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کو ذوالنورین کا لقب کیوں ملا؟ میں نے کہا نہیں تو انھوں نے جواب دیا کہ حضرت
آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی شخص
کے نکاح میں کسی نبی کی دو لڑکیاں نہیں آئیں گی اس لئے آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں۔

قبول اسلام

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابتدائے اسلام میں اسلام قبول کر لئے تھے
مؤرخین کا بیان ہے کہ صدیق اکبر، حضرت علی اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے
بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام قبول کر لئے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ جب اسلام لے آئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب دائرۂ اسلام میں داخل
ہوگئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اسلام قبول کر لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ جب اسلام کے دامن میں آ گئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حلقہ بگوش
اسلام ہوگئے تو آپ کا پورا خاندان بھڑک اُٹھا آپ کا پورا خاندان ناراض ہوگیا آپ کا پورا
خاندان آپ سے ناراضگی کا اظہار کرنے لگا آپ کا پورا خاندان برہم ہوگیا آپ کا پورا
خاندان سخت وسست کہنے لگا۔ آپ کے چچا حکم ابن ابی العاص اس قدر سخت ناراض ہوئے اس
قدر برہم ہوئے اتنا سخت غصہ ہوئے کہ آپ کو پکڑ کر رسی سے باندھ دیا اور سخت وارننگ دیتے
ہوئے کہا کہ تم نے اپنے باپ دادا کے مذہب کو چھوڑ کر ایک نیا دین اختیار کر لیا ہے تم نے
اپنے آباواجداد کے دین کو چھوڑ دوسرا دین اختیار کر لیا ہے تم اپنے باپ دادا کے مذہب کو ترک
کر کے ایک دوسرے دین میں داخل ہوگئے ہو جب تک تم اس نئے دین کو نہیں چھوڑو گے
جب تک تم اس نئے مذہب کو نہیں چھوڑو گے جب تک تم اس دین کو ترک نہیں کرو گے میں
تمہیں اس طرح باندھ کر رکھوں گا یہ سن کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پُر جوش
انداز میں فرمایا' **وَاللّٰہِ لَا اَدَعَہٗ اَبَدًا وَلَا اُفَارِقَہٗ** ' خدائے ذوالجلال کی قسم، رب دوجہاں
کی قسم میں مذہب اسلام کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا، میں دین اسلام کو کبھی ترک نہیں کروں گا میں
مذہب اسلام سے جدا نہیں ہوسکتا ہوں اور نہ میں اس نعمت سے دستبردار ہوسکتا ہوں تم میرے
جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو میرے اعضا کو الگ الگ کر دو میری گردن مار دو میری جان لے لو

یہ سب مجھے گوارہ ہے لیکن میرے دل سے اسلام کی محبت نکل جائے ، میں اسلام سے دور
ہوجاؤں، میں مذہب اسلام کو چھوڑ دوں، میں مذہب اسلام کوترک کر دوں ایسا ہرگز نہیں
ہوسکتا۔ جب آپ کے چچا نے آپ کا استقلال دیکھا جب آپ کے چچا نے آپ کا پختہ
ایمان دیکھا جب آپ کے چچا نے آپ کی ثابت قدمی دیکھی تو مجبور ہوکر رہا کر دیا۔

رقیہ اور کلثوم

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نبوت کے اعلان سے پہلے اپنی صاحبزادی
اپنی لخت جگر حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر
دیا تھا۔ جب غزوۂ بدر کا واقعہ پیش آیا جب مسلمان جنگ بدر میں شامل ہو رہے تھے اس موقع
پر حضرت رقیہ بیمار تھیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی تیمارداری کر رہے تھے حضور
سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی وجہ سے جنگ میں شریک نہیں ہوئے اور مدینہ
منورہ ہی میں رہ گئے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر عنایت ملاحظہ فرمائیے حضور کا
چشم کرم دیکھئے کہ آپ نے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدر کے مال غنیمت سے حصہ عطا فرمایا
تھا اس لئے آپ کا شمار بدریوں میں ہوتا ہے۔ جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا
فرمائی جنگ بدر میں اللہ نے مسلمانوں کو کامیابی عطا فرمائی جنگ بدر میں کافروں کو شکست
فاش ہوئی جنگ بدر میں اللہ کی نصرت مسلمانوں کے ساتھ شامل حال رہی حضرت زید بن
حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب فتح اور کامیابی کی خوشخبری لے کر مدینہ منورہ پہنچے اس وقت حضور
کی لخت جگر عثمان غنی کی شریک حیات رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دفن کیا جا رہا تھا ان کے انتقال
کے بعد تاجدار مدینہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی سے کر دیا اس لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ ذوالنورین ہو گئے۔

فرشتے حیا کرتے ہیں

محترم سامعین! بلاشبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کافی بلند و بالا ہے ان
کا مقام کافی اونچا ہے آیئے مشکوٰۃ شریف کے حوالے سے یہ واقعہ آپ کے سامنے پیش کروں
ایک مرتبہ دورد شریف کا ہدیہ پیش کریں پھر اپنی گفتگو آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍوَ بَارِكْ وَسَلِّمْ صَلَاةً وَّ سَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔
صَلَاةً وَّ سَلَامًا عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ تاجدار عرب و عجم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم لیٹے ہوئے اپنے دولت کدے پر آرام فرما تھے اور آپ کی پنڈلی سے کپڑا ہٹا ہوا تھا اسی
دوران سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت طلب فرمائی اور اندر آ کر بیٹھ گئے پھر
تھوڑی دیر کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور سرور کائنات صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت طلب کی سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نظر کرم
فرماتے ہوئے انھیں بھی اجازت دی وہ بھی اندر آ کر بیٹھ گئے اور گفتگو کرنے لگے پھر حضرت
عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی فوراً اللہ کے رسول
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنی پنڈلی مبارک کو ڈھانپ لیا پھر حضرت عثمان غنی کو
اندر آنے کی اجازت دی جب سبھی حضرات تشریف لے گئے تو ام المومنین حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم کیا
بات ہے کہ میرے والد صاحب آئے تو آپ بدستور لیٹے رہے اور اپنی پنڈلی کو بھی نہیں ڈھانپا
فاروق اعظم تشریف لائے تو بھی آپ اسی طرح لیٹے رہے اور پنڈلی کھلی رہی لیکن جب عثمان
غنی آئے تو آپ فوراً اُٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنی پنڈلی کو ڈھانپ لیا۔
اللہ کے حبیب تاجدار عرب و عجم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے

عائشہ! سنو اس شخص سے حیا کیوں نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

جنت کا چشمہ

محترم سامعین! اگر تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راہ خدا میں مال خرچ کرنے میں ذرا بھی دریغ نہیں کیا کرتے تھے دل کھول کر راہ خدا میں مال لٹاتے راہ خدا میں اپنا مال خرچ کرکے خوش ہوتے تھے۔ طبرانی میں یہ واقعہ ہے کہ جب کفار قریش اور کفار مکہ نے مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے لگے، عرصۂ حیات کو تنگ کر دیا ان ظالموں نے مسلمانوں کو خوب ستایا تو مکہ کے مسلمان ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے یہاں کا پانی کھارا ہونے کی وجہ سے مہاجرین کو راس نہ آیا مہاجرین کو پریشانی ہونے لگی۔ رومہ نام کا ایک چشمہ تھا جس کا پانی میٹھا تھا اس چشمے کا مالک اس چشمہ کو بیچنا چاہ رہا تھا وہ اس کی قیمت مانگ رہا تھا سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص سے کہا تم اپنا چشمہ میرے ہاتھ جنت کے چشمے کے بدلے بیچ دو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میری روزی روٹی اسی سے ہے یا رسول اللہ! میرے اہل و عیال کی کفالت اسی سے ہوتی ہے یا رسول اللہ میرے بال بچوں کی معاش اسی سے ہے جب یہ خبر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لگی تو آپ نے اس چشمہ کو ۳۵؍ ہزار نقد دے کر خرید لیا اور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم جس طرح سے آپ چشمہ کے مالک سے فرما رہے تھے کہ چشمہ کے بدلے جنت کا چشمہ آپ عنایت فرمائیں گے اگر میں خرید لوں تو کیا آپ جنت کا چشمہ مجھے عنایت کریں گے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں اے عثمان! اس کے بدلے میں تمہیں جنت کا چشمہ دوں گا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا حبیب اللہ! میں نے وہ چشمہ خرید لیا ہے اور میں مسلمانوں کے لئے وہ وقف کرتا ہوں۔

میرا اہاتھ عثمان کا ہاتھ

محترم حضرات! یہ مقام عثمان غنی ہے، یہ عظمت عثمان غنی ہے، یہ رفعت عثمان غنی ہے، یہ فضیلت عثمان غنی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ کو عثمان غنی کا ہاتھ قرار دیا ہے۔ تاریخ الخلفا میں یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے بیت اللہ شریف کی حاضری کے لئے خانۂ کعبہ کے دیدار کے لئے صحابہ کرام کے ساتھ مکہ معظّمہ روانہ ہوئے راستے میں مقام حدیبیہ میں آپ نے قیام فرمایا صحابہ کرام نے پڑاؤ ڈالا سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا قاصد بنا کر اپنا نقیب بنا کر اپنا پیامبر بنا کر کفار قریش کے پاس بھیجا، کفار مکہ کے پاس روانہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ جا کر ان سے کہنا کہ ہم لڑائی کے ارادے سے مکہ نہیں آرہے ہیں۔ ہم جنگ کے ارادے سے مکہ نہیں آرہے ہیں ہم جنگ وجدال کے لئے مکہ نہیں آرہے ہیں ہم جہاد کے لئے مکہ نہیں آرہے ہیں ہم تو صرف عمرہ کے لئے مکہ آرہے ہیں جب عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ پہنچ کر سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیغام قریش مکہ کو بتایا تو انھوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم محمد ابن عبداللہ کو اس سال مکہ نہیں آنے دیں گے۔ قریش مکہ نے حضرت عثمان غنی سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو خانہ کعبہ کا طواف کر سکتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا میں بغیر تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خانہ کعبہ کا طواف نہیں کروں گا پھر وہاں سے مکہ کے مسلمانوں کے پاس آئے اور کہا کہ نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ فتح ہونے کی بشارت دی ہے۔ صحابہ کرام حضرت عثمان غنی کے متعلق یہ فرمانے لگے کہ حضرت عثمان غنی بڑے خوش نصیب ہیں کہ مکہ پہنچ گئے ہیں خانۂ کعبہ کی زیارت کر رہے ہوں گے خانہ خدا کا طواف کر رہے ہوں گے یہ سن کر تاجدار عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بغیر عثمان خانہ کعبہ کا طوف نہیں

کریں گے۔ مکہ معظّمہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واپس آنے میں دیر ہوگئی تو صحابہ کرام میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ کفار قریش نے حضرت عثمان غنی کو شہید کر دیا ہے اس بات سے مسلمانوں میں جوش پیدا ہوگیا تاجدار عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے جہاد میں ثابت قدم رہنے کے لئے بیعت لی اس بیعت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہ تھے اس لئے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر ارشاد فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور میں عثمان سے بھی بیعت لیتا ہوں۔ محترم حضرات! آپ اندازہ لگائیں کہ حضرت عثمان غنی کس قدر خوش نصیب ہیں آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو عثمان غنی کا ہاتھ قرار دے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پاک کے مبارک ہاتھ کو قرآن مقدس میں اپنا ہاتھ قرار دیا ہے۔

ایک نکتہ

برادران اسلام! ایک نکتہ کی طرف آپ کا ذہن مبذول کرانا چاہتا ہوں ذرا آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ جب صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عثمان غنی کتنے خوش نصیب ہیں کہ مکہ پہنچ گئے ہیں خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہوں گے تو آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا میرا عثمان میرے بغیر خانہ کعبہ کا طواف نہیں کرے گا۔ نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عثمان غنی کے عشق سے واقف تھے اللہ کے رسول عثمان غنی کی محبت سے واقف تھے اللہ کے نبی حضرت عثمان غنی کی چاہت سے واقف تھے اور آپ جانتے تھے کہ میرا چاہنے والا میرے بغیر خانہ کعبہ کا طواف نہیں کرے گا مجھ سے محبت کرنے والا میرے بغیر خانہ کعبہ کا طواف نہیں کرے گا میرا عاشق میرے بغیر خانہ کعبہ کا طواف نہیں کرے گا میرا جاں نثار میرے بغیر خانہ کعبہ کا طواف نہیں کرے گا ادھر عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفار قریش نے پیش کش کی، کفار مکہ نے دعوت دی اگر تم چاہو تو خانہ کعبہ کا

طواف کر سکتے ہو عثمان غنی حدیث سے واقف تھے، عثمان غنی قرآن کو جانتے تھے، حدیث میں کہیں نہیں ہے کہ بغیر رسول کے آپ خانہ کعبہ کا طواف نہیں کر سکتے قرآن میں کہیں نہیں ہے کہ بغیر نبی کے آپ خانہ کعبہ کا طواف نہیں کر سکتے لیکن ایک عاشق رسول جانتا ہے کہ بغیر رسول کے میں خانہ کعبہ کا طواف کیسے کر سکتا ہوں ایک رسول کا چاہنے والا جانتا ہے کہ بغیر رسول کے وہ خانہ کعبہ کا طواف کیسے کر سکتا ہے۔ اس لئے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار قریش کی پیش کش کو ٹھکرا دیا اور خانہ کعبہ کے طواف کرنے سے انکار کر دیا حضرت عثمان کو یقین کامل تھا کہ یہ تو صرف کعبہ ہے کعبے کا کعبہ تو مدینہ منورہ میں ہے اس لئے امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت فاضل بریلی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

ہر قدم پر ایک غلام

میرے بزرگو اور دوستو! جامع المعجزات کے حوالے سے ایک واقعہ آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں ایک مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دعوت دی اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم آپ میرے غریب خانے میں تشریف لائیں یارسول اللہ! آپ اپنا قدم مبارک میرے گھر پر رکھیں تاکہ میں اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھوں تاکہ میرے مقدر کا ستارہ بلند ہوجائے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کی دعوت قبول فرمائی اور صحابہ کرام کے ساتھ عثمان غنی کے گھر کی طرف تشریف لے چلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساتھ ساتھ ایک خادم کی طرح چل رہے ہیں اور پیچھے پیچھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک ایک قدم مبارک کو گن رہے ہیں حضور کے قدم مبارک کو شمار کر رہے ہیں سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے دریافت فرمایا اے عثمان! یہ تم کیا کر رہے ہو؟ میرے ہر ہر قدم کو کیوں گن رہے ہو؟ آخر میرے قدم کو گننے کی کیا وجہ ہے؟ کس مقصد کے لئے میرے قدم کو شمار کر رہے ہو؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دست بستہ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ میرے غریب خانے میں تشریف لے جا رہے ہیں تو میں چاہتا ہوں آپ کے استقبال میں، آپ کی تعظیم وتوقیر میں، آپ کے ہر ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کروں اسی لئے میں آپ کے قدم مبارک کو گن رہا ہوں اور حضرت عثمان غنی نے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کر دیا۔

عثمان غنی کی سخاوت

حضرت عبدالرحمٰن ابن خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں تاجدار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھا آپ تنگدستوں کی مدد کے لئے لوگوں کو جوش دلا رہے تھے پریشان حال لوگوں کی مدد کے لئے صاحب استطاعت کو جوش دلا رہے تھے صاحب ثروت لوگوں کو ترغیب دے رہے تھے آپ کی باتیں سن کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میں سو اونٹ سامان کے ساتھ خدا کی راہ میں پیش کروں گا اس کے بعد سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدد کے لئے ترغیب دلائی پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میں دو سو اونٹ سامان کے ساتھ راہ خدا میں نذر کروں گا۔ اس کے بعد پھر سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سامان جنگ و اسباب کے لئے مسلمانوں کی توجہ دلائی پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میں تین سو اونٹ سامان کے ساتھ راہ خدا میں حاضر کروں گا۔ تاجدار عرب و عجم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر سے اترتے ہوئے یہ فرما رہے تھے

'**مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ**' اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عمل ایسا اعلیٰ ہے حضرت عثمان کا یہ عمل اللہ کے نزدیک اتنا پسندیدہ ہے حضرت عثمان کا یہ عمل اتنا محبوب ہے حضرت عثمان کا یہ عمل اللہ کے نزدیک اتنا مقبول ہے کہ ان کے درجات کی بلندی کے لئے کافی ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب مدینہ منورہ میں قحط پڑا لوگ تنگدستی اور بھوک مری میں مبتلا ہو گئے لوگ مالی بحران کا شکار ہو گئے لوگوں کے گھروں میں اناج ختم ہو گیا اس قحط سالی کے دور میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غریبوں کی مدد کے لئے ایک ہزار دینار لائے اور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گود میں ڈال دیئے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ فرماتے ہیں کہ میں دیکھ رہا تھا کہ محسن کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان دیناروں کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہے تھے اور زبان مبارک سے فرما رہے تھے۔ **مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ** 'حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جملہ کو دوبارہ ارشاد فرمایا اس جملہ کا مطلب یہ ہوتا ہے اس جملہ کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ اگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آج کے بعد کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو یہ ان کا عمل اس غلطی کا کفارہ بن جائے گا۔

اُحُد پہاڑ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احد پہاڑ پر تشریف فرما تھے آپ کے ساتھ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے اچانک احد پہاڑ ہلنے لگا تو سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان الفاظ کے ساتھ اُحد پہاڑ کو ٹھہرنے کا حکم دیا **اُثْبُتْ اُحُدُ مَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ اَوْ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدَانِ**' اے اُحد پہاڑ ٹھہر جا کیا تجھے معلوم نہیں

ایک نبی ہیں ایک صدیق ہیں اور دو شہید موجود ہیں پہاڑ اپنی جگہ ٹھہر گیا۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم پہاڑ پر بھی چلتا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے برسوں پہلے علم غیب سے بتا دیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہونے والے ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس بات کا پختہ یقین تھا کہ میں ایک روز ضرور راہ خدا میں شہید ہو جاؤں گا کیونکہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل سکتا ہے دریا کا رُخ بدل سکتا ہے لیکن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو فرمایا اس میں کوئی تبدیلی نہیں اس میں کوئی تغیر نہیں اللہ کے رسول نے جو فرما دیا وہ ہو کر رہنا ہے اس لئے آپ اپنی شہادت کا انتظار فرما رہے تھے اس لئے تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں ؎

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

ایک درخت کے بدلے ایک باغ

محترم سامعین! تفسیر روح البیان کے حوالے سے یہ واقعہ آپ کو سنا رہا ہوں صاحب تفسیر روح البیان حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک منافق رہتا تھا اپنے نفاق کو چھپا کر رکھا تھا اپنے نفاق کو پوشیدہ رکھا تھا بغض وعناد کو ظاہر نہیں کیا تھا اس منافق کا ایک درخت تھا جو ایک انصاری کے گھر پر جھکا ہوا تھا اس درخت کا پھل انصاری کے مکان میں گرتا تھا جس سے انصاری کو تکلیف ہوتی تھی انصاری نے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس درخت کا ذکر کیا اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس منافق کو بلا کر کہا کہ تم اپنا درخت انصاری کے ہاتھ بیچ دو اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں درخت عطا فرمائے گا مگر اس منافق نے درخت بیچنے سے انکار کر دیا اس

بدبخت نے درخت فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ گستاخ رسول نے انصاری کے ہاتھ درخت بیچنے سے انکار کر دیا جب ان باتوں کی خبر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملی کہ اس بدبخت منافق نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات کو نہیں مانا اس بدبخت نے حضور کے فرمان کو منظور نہیں کیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبت رسول میں، عشق رسول میں اس منافق سے اس بدبخت سے ایک درخت کو ایک باغ کے بدلے خرید لیا اور رضائے الٰہی و رضائے مصطفیٰ کے لئے انصاری کو دے دیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عثمان غنی کی تعریف اور اس بدبخت منافق کی مذمت میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ''سَیَذَّکَّرُ مَنۡ یَّخۡشٰی وَیَتَجَنَّبُهَا الۡاَشۡقَی الَّذِیۡ یَصۡلَی النَّارَ الۡکُبۡرٰی'' بہت جلد نصیحت مانے گا جو اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرتا ہے اور اس سے وہ بڑا بدبخت دور رہے گا جو سب سے بڑی آگ میں جائے گا اس آیت کریمہ میں مَنۡ یَّخۡشٰی سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اَشۡقٰی سے مراد اس درخت کا مالک بدبخت منافق ہے۔

راہ ہدایت

احادیث مبارکہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بے شمار فضائل موجود ہیں حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آئندہ زمانوں کے فتنوں کا تذکرہ کر رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آنے والے فتنوں کو بتا رہے تھے زمانہ آئندہ کے فتنوں کو بیان کر رہے تھے کہ اتنے میں اپنے سر پر کپڑا ڈالے ہوئے ادھر سے ایک شخص گزرے تو تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان فتنوں کے دور میں یہ شخص راہ ہدایت پر ہوگا ان فتنوں کے زمانے میں یہ شخص حق پر ہوگا۔ ان فتنوں میں یہ شخص راہ راست پر ہوگا حضرت مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گفتگو سن کر اس شخص کی طرف گیا تا کہ دیکھوں کہ کون شخص

ہے میں آدمی کی طرف گیا تا کہ دیکھ سکوں کہ وہ کون ہے؟ جب میں اس شخص کے قریب گیا تو
دیکھا کہ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں پھر میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے چہرۂ مبارک کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے پوچھا کیا یہ شخص ان فتنوں کے دور میں ہدایت پر ہوں گے؟ تو آقائے دوجہاں
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں یہ اس وقت ہدایت پر ہوں گے۔

جنت کی خوشخبری

محترم حضرات یہ حدیث پاک مسلم شریف میں بھی ہے اور بخاری شریف میں بھی
ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ کے ایک
باغ میں سرور کائنات صلی اللہ کے ساتھ موجود تھا ایک شخص آیا اور باغ کے دروازے پر دستک
دی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دروازہ کھولنے کا حکم صادر فرماتے ہوئے کہا
''**اِفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ**'' یعنی دروازہ کھول دو اور آنے والے شخص کو جنت کی بشارت
دو۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہ شخص سیدنا
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں میں نے ان کو جنت کی بشارت دے دی یہ سن کر صدیق
اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدا کا شکر ادا کیا اور اللہ کی حمد وثنا بیان کی اس کے بعد اور ایک شخص
آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھول دو اور ان کو
بھی جنت کی بشارت دو حضور کے حکم کے مطابق میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہ شخص
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں میں نے ان کو بھی جنت کی خوشخبری سنا دی انھوں نے
بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی توصیف وثنا بیان کی اور اللہ کا شکر ادا کیا اس کے بعد ایک تیسرا شخص
دروازہ کھٹکھٹایا تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ پر فرمایا **اِفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ
بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى مُصِيْبَةٍ**'' اے ابوموسیٰ اشعری آنے والے شخص کے لئے دروازہ

کھول دو جو مصیبتیں انہیں آئیں گی اس پر جنت کی خوشخبری دو۔ ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں
کہ میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں میں نے انھیں جنت
کی خوشخبری سنائی اور جو پیغام اللہ کے رسول نے دیا تھا وہ بھی بتایا تو انھوں نے بھی اللہ کی
توصیف وتعریف کی اور شکر ادا کیا اور فرمایا '**اَللّٰهُ الْمُسْتَعَان**' یعنی جب مصیبت آتی ہے تو
اللہ سے مدد طلب کی جاتی ہے اور وہی مددگار وہی بندوں کی تکلیفوں کو دور فرماتا ہے وہی
بندوں کو راحت پہنچاتا ہے۔

آنکھوں کا زنا

محترم حضرات! عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بہت ساری
خوبیوں سے نوازا تھا آپ میں نورانی بصیرت بھی بدرجہ اتم موجود تھی علامہ تاج الدین سبکی علیہ
الرحمۃ والرضوان ''طبقات'' میں بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے راستہ چلتے ہوئے ایک
اجنبی عورت کو گھور گھور کر دیکھا اس شخص نے نگاہ بد اس عورت پر ڈالی اس شخص نے بری نگاہ اس
عورت پر ڈالی اس کے بعد وہ شخص امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارگاہ
میں حاضر ہوئے اس شخص کو دیکھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سخت لب ولہجہ میں فرمایا
تم لوگ ایسی حالت میں میرے سامنے کیوں آتے ہو جبکہ تمہاری آنکھیں زنا کی ہوتی ہیں تم
لوگ اس حالت میں میرے پاس کیوں آتے ہو جبکہ تمہاری آنکھوں سے زنا کی جھلکیاں نظر
آتی ہیں تم لوگ اس حالت میں میرے پاس کیوں آتے ہو جبکہ تمہاری آنکھوں میں زنا کے
اثرات ہوتے ہیں اس شخص نے جل کر کہا کہ کیا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد آپ
پر وحی اترنے لگی ہے؟ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوگیا کہ میری آنکھوں میں زنا کے اثرت ہیں؟
حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا وحی تو نازل نہیں ہوتی ہے لیکن جو کچھ میں
نے کہا وہ بالکل سچ ہے جو کچھ میں نے کہا وہ بالکل درست ہے جو کچھ میں نے کہا وہ بالکل صحیح

ہے تم نے ایک اجنبی عورت پر نگاہ بد ڈالی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے ایسی فراست عطا فرمائی ہے جس سے میں لوگوں کے حالات وخیالات معلوم کر لیتا ہوں۔

خبیث النفس

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی میں منبر شریف پر خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک ایک بدنصیب شخص، ایک شقی القلب شخص، ایک سیاہ قلب شخص ایک خبیث النفس شخص کھڑا ہو گیا اور امیر المومنین کے ہاتھ سے عصا مبارک چھین لیا اور اسے توڑ ڈالا آپ نے اپنی بردباری اور حلم کی وجہ سے اس بدبخت شخص کو کچھ نہ کہا آپ نے اپنی نرم مزاجی کی وجہ سے اس شیطان صفت انسان کو کچھ نہ کہا آپ نے اس کی کوئی گرفت نہ فرمائی آپ نے کوئی مواخذہ نہیں کیا لیکن وہ بدنصیب اللہ کی پکڑ میں آ گیا وہ گستاخ اللہ کی قہاری وجباری کی گرفت میں آ گیا اس مردود کو اللہ کی طرف سے یہ سزا ملی کہ اس کے ہاتھ کو کینسر کا مرض ہو گیا اس کا ہاتھ سڑ کر گر پڑا اور ایک سال کے اندر ہی وہ گستاخ مر گیا۔

جہنمی ہونے کا اقرار

محترم سامعین! جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دشمن ہو اس کے لئے کتنی بھیانک سزا ہے اس کا انجام کتنا برا ہے آپ اس واقعہ سے اندازہ لگائیں یہ واقعہ کرامات صحابہ میں مذکور ہے حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں ملک شام میں تھا وہاں میں نے ایک شخص کو بار بار یہ آواز لگاتے سنا۔ بار بار یہ صدا لگاتے سنا، بار بار اپنی زبان سے یہی الفاظ نکال رہا تھا۔ ''ہائے افسوس میرے لئے جہنم ہے'' میں ان کے قریب گیا تو ان کو دیکھ کر دنگ رہ گیا مجھے اسے دیکھ کر بڑا تعجب ہوا کہ اس شخص کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹے ہوئے تھے اس کی دونوں آنکھوں کی روشنی ختم ہو گئی تھی وہ بالکل اندھا تھا زمین پر اوندھا پڑا ہوا

بار بار یہ آواز لگا رہا تھا ''ہائے افسوس میرے لئے جہنم ہے'' یہ نظارہ دیکھ کر مجھے برداشت نہ ہوا یہ منظر دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا میں نے اس سے پوچھا اے شخص! تیرا کیا حال ہے؟ تیرے ہاتھ اور پیر کیوں کٹ گئے؟ تیری آنکھیں کیوں اندھی ہو گئیں؟ اور تجھے جہنمی ہونے کا یقین کیوں ہے؟ تو اپنے آپ کو جہنمی کیوں کہہ رہا ہے؟ یہ سن کر اس نے جواب دیا اے شخص میرا حال نہ پوچھ! اے اجنبی مجھ بدنصیب کے بارے میں سوال نہ کر! اے مسافر سن! میں ان بدنصیب لوگوں میں سے ہوں جو امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کے لئے ان کے گھر میں گھس گئے تھے جب میں تلوار لے کر امیر المومنین کے قریب پہنچا تو ان کی بیوی نے مجھے ڈانٹ کر شور مچانا شروع کر دیا تو میں نے امیر المومنین کی بیوی کو ایک تھپڑ مار دیا یہ دیکھ کر امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے لئے یہ بد دعا کی ''اللہ تیرے دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں کو کاٹ ڈالے، اللہ تیری دونوں آنکھوں کو اندھی کر دے اور تجھے جہنم میں جھونک دے، امیر المومنین کی یہ دل دوز دعا سن کر میں کانپ اٹھا میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں فوراً وہاں سے بھاگ گیا اے اجنبی شخص دیکھ! عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چار دعاؤں میں سے تین دعاؤں کی زد میں آ چکا ہوں ان کی تین دعائیں پوری ہو چکی ہیں میرے ہاتھ کٹ گئے۔ میرے پیر کٹ گئے۔ میری آنکھیں اندھی ہو چکی ہیں۔ اب صرف چوتھی دُعا یعنی میرا جہنم میں جانا باقی ہے اور مجھے یقین ہو چلا ہے کہ وہ دعا بھی قبول ہو کر رہے گی اور میں جہنم میں داخل کر دیا جاؤں گا اس لئے میں بار بار یہ آواز لگا رہا ہوں ''ہائے افسوس میرے لئے جہنم ہے۔''

انداز تعظیم

محترم حضرات! تاریخ الخلفا میں بیان ہے کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے آپ کچھ بیان نہ کر سکے صرف اتنا فرمایا

اے لوگو! پہلی مرتبہ گھوڑے پر سواری کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے آج کے بعد ان شاء اللہ بہت سے مواقع آئیں گے اگر میں زندہ رہا تو ان شاء اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے سامنے ضرور خطبہ دوں گا ہمارے خاندان میں لوگ خطیب نہیں ہوئے ہیں مجھے خداوند قدوس سے امید قوی ہے کہ وہ عنقریب خطبہ دینے پر قدرت عطا فرمائے گا۔

سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس منبر پر خطبہ دیتے تھے اوپر کا تخت چھوڑ کر تین زینے تھے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تختہ بالا پر خطبہ دیا کرتے تھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو دوسرے زینے پر خطبہ دینے لگے صدیق اکبر کے بعد جب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے تو اس کے نیچے کے زینے پر خطبہ دینے لگے پھر اس کے بعد جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو سب سے نیچے کے زینے پر خطبہ دینے لگے لوگوں نے سبب پوچھا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اگر دوسرے زینے پر خطبہ دیتا تو لوگ مجھے صدیق اکبر کے برابر سمجھتے اگر تیسرے پر خطبہ دیتا تو لوگ مجھے فاروق اعظم کے برابر سمجھتے اس لئے میں نے اس کے نیچے کے زینے پر خطبہ دیا، نہ میں صدیق اکبر کے برابر ہوں نہ فاروق اعظم کا ہمسر ہوں۔ برادران ملت اسلامیہ! ذرا غور کیجئے عثمان غنی کی انکساری و عاجزی ملاحظہ فرمائیے اپنے آپ کو صدیق اکبر اور فاروق اعظم کے برابر نہیں سمجھتے وہ کتنے بدنصیب ہیں وہ کتنا بڑا گستاخ ہے وہ کتنا بڑا بدتمیز ہے جو امتی ہوکر اپنے آپ کو نبی کے برابر کہے۔ ایسے لوگوں کو عثمان غنی کے اس واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے آج سے توبہ کر لینا چاہئے کہ اپنے آپ کو نبی کی طرح نہیں سمجھیں گے۔

خلافت عثمانی

محترم حضرات! تاریخ الخلفا'' میں علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ والرضوان

بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب زخمی ہوگئے اور آپ کی طبیعت زیادہ بگڑ گئی تو لوگوں نے عرض کیا اے امیر المومنین! آپ کچھ وصیتیں فرمائیں اور خلافت کے لئے کسی کا انتخاب کر دیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا میں خلافت کے لئے حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت علی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن وقاص کو مناسب سمجھتا ہوں ان میں سے جس کو چاہیں خلیفہ کے لئے چن لیا جائے میرے بعد خلیفہ ہونے والوں کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور تمام انصار و مہاجرین اور تمام رعایا کے ساتھ حسن سلوک اور بھلائی کے ساتھ پیش آئیں جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوگیا اور ان کے تجہیز وتکفین سے فارغ ہوگئے تو تین روز بعد خلیفہ کے چناؤ کے لئے اکٹھا ہوئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا سب سے پہلے تین آدمی اپنا حق تین آدمی کو دے کر دست بردار ہوجائیں لوگوں نے اس بات کی تائید کی تو حضرت زبیر نے حضرت علی کو، حضرت سعد بن وقاص نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کو اور حضرت طلحہ نے حضرت عثمان کو اپنا حق دے کر دست بردار ہوگئے۔

یہ تینوں حضرات صلاح ومشورہ کرنے کے لئے ایک طرف چلے گئے وہاں حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے فرمایا میں اپنے لئے خلافت پسند نہیں کرتا اب آپ لوگوں میں سے جو خلافت کی ذمہ داری سے دست بردار ہونا چاہے وہ بتا دے جو شخص خلیفہ ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں سب سے افضل ہو اور اصلاح امت کی بہت خواہش رکھتا ہو۔ اس بات کے جواب میں حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں حضرات خاموش رہے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اچھا آپ لوگ انتخاب کا کام ہمارے سپرد کر دیں دونوں حضرات نے فرمایا ہم لوگوں کو منظور ہے ہم خلیفہ کے چناؤ کا کام آپ کے سپرد کرتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن

بن عوف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر ایک طرف گئے اور ان سے کہا کہ اے علی! آپ اسلام قبول کرنے میں اولین میں سے ہیں اور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار ہیں لہٰذا آپ کو اگر خلیفہ مقرر کردوں تو قبول کرلیں اگر کسی دوسرے کو خلیفہ مقرر کروں تو آپ اس کی اطاعت قبول فرمالیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے منظور ہے۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت عثمان غنی کو لے کر ایک طرف گئے اور ان سے اس قسم کی گفتگو فرمائی انھوں نے بھی کہا کہ مجھے منظور ہے۔ جب دونوں حضرات نے عبدالرحمٰن بن عوف کی بات تسلیم کرلی تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

فتوحات

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوتا رہا اسلام کا پرچم بلند ہوتا رہا اسلامی فوجوں کو کامیابی و کامرانی ملتی رہی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں آپ کے حکم سے ۲۷ھ میں جہاز کے ذریعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبرص پر حملہ کردیا اور اس کو فتح کرلیا اور جزیہ لینے کی شرط منظور کرلی۔ جو لشکر سمندری راستے سے جاکر قبرص پر حملہ کیا تھا اس لشکر میں مشہور و معروف صحابی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ تھے۔ آپ کی بیوی جانور سے گر کر انتقال کرگئیں تو ان کو وہیں قبرص میں دفن کردیا گیا اس لشکر سے متعلق سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے ہی پیشین گوئی فرمائی تھی کہ عبادہ بن صامت کی بیوی اس لشکر میں ہوگی اور قبرص میں ہی اس کی قبر بنے گی اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ایسا ہی ہوا۔ برادران اسلام! قربان جایئے علم غیب مصطفیٰ پر اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب کے علم

غیب کے بارے میں یوں بیان فرماتا ہے 'وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ' یعنی وہ علم غیب بتانے میں بخیلی نہیں کرتے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پر کروڑوں درود

شہادت عثمان غنی

ابن سبا یہودی اور مروان کی شرارت سے اہل مصر اور اہل کوفہ و بصرہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغاوت پر آمادہ ہوگئے اور ہزاروں کی تعداد میں مدینہ منورہ آگئے صحابہ کرام نے عرض کیا اے امیر المومنین! آپ ہم کو لڑائی کا حکم دیجئے تاکہ ہم ان کو یہاں سے مار بھگائیں آپ نے ارشاد فرمایا قسم ہے رب ذوالجلال کی میرے لئے تم لوگ کسی مسلمان کا ایک قطرہ خون نہ بہانا ورنہ میں قیامت میں خدا کو کیا جواب دوں گا؟ پھر صحابہ کرام نے عرض کیا کہ آپ مکہ معظّمہ چلے جائیں یا ملک شام چلے جائیں وہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان کا لشکر ہے آپ نے فرمایا دوستو! میں آخری وقت میں اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کو کیسے چھوڑ کر چلا جاؤں ہاں میں مسجد میں جاتا ہوں اور لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ تم لوگ مجھے بلا وجہ کیوں قتل کرنا چاہتے ہو؟ آپ تشریف لائے اور فرمایا اے مصری لوگو! تم لوگ مجھے قتل کیوں کرنا چاہتے ہو؟ میری عمر تھوڑی سی رہ گئی ہے میں خود بخود انتقال کرجاؤں گا۔ خدا کی قسم! جب کبھی لوگوں نے کسی نبی کو قتل کیا ہے تو ہزار ہا آدمی اس کے بدلے قتل ہوئے ہیں اور میں سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوں میرے بدلے میں اسی ہزار قتل ہوں گے۔ خدا کی قسم! تم تو اس وقت میری موت چاہتے ہو اور میرے قتل ہو جانے کے بعد یوں تمنا کروگے کہ کاش عثمان کی ایک ایک سانس ایک ایک برس کے برابر ہوتی۔ بلوائیوں نے سیکڑوں کی تعداد میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان گھیر

لیا اور کہا کہ ہم ان کو بغیر قتل کئے نہیں چھوڑیں گے سب کا آمد و رفت بند کر دیا۔ یہاں تک کہ حضرت عثمان غنی کو نماز کے لئے بھی گھر سے نکلنے نہ دیا۔ یہاں تک کہ پانی بھی بند کر دیا جب اسی حالت میں سات دن گزر گئے تو حضرت عثمان غنی نے اپنے گھر کی کھڑکی سے سر نکالا اور آواز دی کہ حضرت علی ہیں؟ کسی نے کوئی جواب نہ دیا پھر فرمایا سعد ہیں؟ کسی نے کوئی جواب نہ دیا آپ نے فرمایا اے امت محمدیہ! روس و فارس کے بادشاہ بھی اگر کسی کو قید کرتے ہیں تو قیدی کو ضرور دانہ پانی دیتے ہیں اے لوگو! کیا میں تمہارا ایسا گنہگار قیدی ہوں کہ مجھے پانی بھی نہیں دیتے۔ ہے کوئی اللہ کا بندہ جو عثمان کو ایک پیالہ پانی دے بروز محشر جو مجھے حوض کوثر سے پیالہ ملے گا میں اسے دوں گا لیکن ان شقی القلب کو حضرت عثمان غنی کی بات کا کوئی اثر نہ ہوا۔
جب یہ خبر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو آپ نے پانی بھرے تین مشکیزے بھجوائے مگر وہ پانی مشکل سے آپ تک پہنچا اس پانی پہنچانے کے سبب بنی ہاشم اور بنی امیہ کے کئی غلام زخمی ہو گئے اس واقعہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اندازہ ہوا کہ یہ فسادی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنا چاہتے ہیں آپ نے اپنے دونوں صاحبزادے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تم دونوں اپنی تلوار لے کر حضرت عثمان غنی کے دروازے پر پہرے داروں کی طرح ہوشیار ہو جاؤ اور کسی بھی فسادی اور بلوائی کو اندر ہرگز نہ جانے دو۔ اہل مدینہ کو بہت غصہ آیا اور اپنی تلواریں لے کر حضرت عثمان غنی کے پاس آئے اور کہنے لگے ان لوگوں کی زیادتی بہت بڑھ گئی ہے اب ہمیں لڑنے کا اجازت دیجئے۔ حضرت عثمان غنی نے فرمایا تم لوگ میرے لئے اپنی جانیں ضائع نہ کرو اگر مجھے لڑنا منظور ہوتا تو اب تک ہزارہا فوج شام اور عراق سے منگوا لیتا اور آن واحد میں ان کا کام تمام کر دیتا میں لڑنا نہیں چاہتا ہوں آپ نے اہل مدینہ کو واپس کر دیا۔ جب سختی اور زیادہ کر دی گئی حضرت عثمان نے اپنا سر کھڑکی سے باہر نکالا فرمایا تم جانتے ہو جب سرور

کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ آئے تھے یہاں پانی بہت انمول تھا میں ایک یہودی سے ۳۵؍ ہزار میں ایک کنواں خرید کر تم پر وقف کیا۔ میں وہی ہوں کہ آج چالیس دن سے دانہ اور پانی کو ترس رہا ہوں میرے بال بچے پانی کے لئے ترس رہے ہیں لوگو! تم کو معلوم ہے مسجد نبوی بہت تنگ تھی میں ۲۵؍ ہزار میں زمین خرید کر مسجد نبوی میں شامل کی آج مجھے اسی مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے سے روکتے ہو قیامت کے روز خدا کو کیا جواب دو گے؟ پچاس روز تک حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکان میں قید رہے اس عرصہ میں برابر روزہ رکھتے رہے ایک رات آپ نے خواب دیکھا کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے روضۂ اقدس سے باہر تشریف لائے آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق بھی تھے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عثمان کے پاس آئے اور فرمایا اے عثمان! کیا تمہیں پیاس بہت لگی ہے؟ تم نے چالیس دن تک روزہ رکھا۔ اے عثمان تم آ کر ہمارے پاس روزہ کھولو گے ہم حوض کوثر سے تمہارا روزہ کھلوائیں گے اے عثمان! کل تم شہید کئے جاؤ گے۔
محمد بن ابوبکر نے جب دیکھا کہ دروازہ پر سخت پہرہ ہے اندر جانا بہت مشکل ہے تو انھوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تیر چلانا شروع کر دیا جس میں سے ایک تیر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لگ گیا اور آپ زخمی ہو گئے ایک تیر مروان کو بھی لگا محمد بن طلحہ بھی زخمی ہو گئے اور ایک تیر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام قنبر کو بھی لگ گیا جب محمد بن ابوبکر نے ان لوگوں کو زخمی دیکھا تو ان کو ڈر لاحق ہوا کہ اگر بنی ہاشم حضرت امام حسن اور دیگر زخمیوں کو دیکھیں گے تو وہ بدلہ لینے پر آمادہ ہو جائیں گے اور نئی مصیبت پیدا ہو جائے گی محمد بن ابوبکر نے دو آدمی کا ہاتھ پکڑ کر کہا ہمارے ساتھ چلو پڑوس کے مکان میں پہنچ کر عثمان کے گھر میں کود پڑیں گے اور انھیں قتل کر دیں گے اس کے بعد محمد بن ابوبکر دو بلوائیوں کو لے کر حضرت عثمان غنی کے گھر کی چھت پر سے اندر داخل ہو گئے اس وقت امیر المومنین کے پاس

آپ کی اہلیہ نائلہ تھیں۔سب سے پہلے محمد بن ابوبکر نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی پکڑ لی تو آپ نے فرمایا اگر تمہارے باپ حضرت ابوبکر صدیق تجھے میرے پاس ایسی گستاخی کرتے ہوئے دیکھتے تو کیا کہتے؟ یہ سن کر محمد بن ابوبکر نے داڑھی چھوڑ دی لیکن اس کے دونوں ساتھی آگئے ان میں سے سودان بن حمران آیا اور کہنے لگا اے عثمان تو کس دین پر ہے؟ آپ نے جواب دیا میں دین محمدی پر ہوں اس نے زور سے آپ کا گلا گھونٹا پھر ایک ظالم آپ کے پاس آیا اور آپ کے چہرہ پر طمانچہ مارا اور تلوار آپ کی جانب اُٹھائی آپ نے ہاتھ سے تلوار روکا آپ کا ہاتھ کٹ گیا آپ نے فرمایا یہ ہاتھ ہے جو وحی لکھا کرتا تھا آج راہ خدا میں کٹا ہے یہ وہ ہاتھ ہے جس کو سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی جس دن سے یہ ہاتھ نبی کے ہاتھ سے ملا ہے کسی گندی چیز کو نہیں چھوا۔ وہ دونوں شقی القلب حضرت امیر المومنین پر جھپٹ پڑے اور بے دردی سے شہید کر دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام کو آپ کی شہادت کی خبر ملی سب کے ہوش اُڑ گئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس صورت حال سے اتنا غصہ آیا کہ اپنے بیٹے امام حسن کو ایک طمانچہ مارا اور امام حسین کے سینہ پر ایک گھونسا مارا اور کہا **کَیْفَ قُتِلَ اَمِیْرُ الْمُؤمِنِیْنَ وَاَنْتُمَا عَلَی الْبَابِ،** جب تم دونوں دروازے پر تھے تو امیر المومنین کیسے شہید کر دیئے گئے؟ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا کہ قاتل دروازے سے نہیں داخل ہوئے تھے بلکہ پڑوس کے مکان سے کود کر آئے تھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان غنی کی اہلیہ نائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت فرمایا کہ امیر المومنین کو کس نے شہید کیا؟ انھوں نے جواب دیا میں ان لوگوں کو نہیں جانتی جنھوں نے امیر المومنین کو شہید کیا ہے البتہ ان کے ساتھ محمد بن ابوبکر تھے جنھوں نے امیر المومنین کی داڑھی پکڑ لی تھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محمد بن ابوبکر کو بلا کر قتل کے بارے میں ان سے دریافت کیا تو انھوں نے

کہا نائلہ سچ کہتی ہیں بے شک میں گھر کے اندر ضرور داخل ہوا تھا لیکن جب انھوں نے میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ کیا تو میں ان کو چھوڑ کر ہٹ گیا میں اپنے اس فعل پر بہت نادم اور شرمندہ ہوں اللہ سے توبہ واستغفار کرتا ہوں خدا کی قسم میں نے امیر المومنین کو قتل نہیں کیا ہے۔مؤرخین بیان کرتے ہیں جو دو فسادیوں نے امیر المومنین کو قتل کیا تھا وہ مصر کے رہنے والے تھے ایک کا نام اسود اور دوسرے کا نام حمار تھا امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۸۲/سال کی عمر میں ۳۵ھ میں ماہ ذی الحجہ میں جام شہادت نوش فرمائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اور آپ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغ

☆☆☆

عظمت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حَمْدَ الشَّاكِرِيْنَ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَاَكْمَلُ السَّلَامِ عَلٰى سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّنَ اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا. وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ط اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَانُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَاشُكُوْرًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ.

شمع رسالت کے پروانو! حیدر کرار کے شیدائیو! غوث اعظم کے عقیدتمندو! گلشغریب نواز کے فدائیو! امام اعظم ابوحنیفہ کے چاہنے والو! مرکز اہل سنت فاضل بریلی کے متوالو! آیئے سب سے پہلے سبز گنبد میں آرام فرمانے والے آقا سید ابرار واخیار شہنشاہ ذی وقار، کائنات کے اولیں فصل بہار، رہبر اعظم، قائد اعظم، نیر اعظم، سیاح لامکاں، مالک انس وجاں ہم سبھوں کے غمگسار، عرب کے ناقہ سوار جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں نہایت ہی عقیدت ومحبت کے ساتھ اپنی غلامی کا ثبوت دیتے ہوئے درود شریف کا نذرانہ پیش فرمائیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍوَ بَارِكْ وَسَلِّمْ صَلَاةً وَّ سَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔
صَلَاةً وَّ سَلَامًا عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ۔

مرتضی شیر حق اشجع الاشجعین
ساقی شیر و شربت پہ لاکھوں سلام

شیر شمشیر زن شاہ خیبر شکن
پرتو دست قدرت پہ لاکھوں سلام

برادران اسلام! ہر مقرر ہر واعظ خطبۂ مسنونہ کے بعد کسی نہ کسی آیت کریمہ یا حدیث پاک کو اپنا عنوان سخن بناتا ہے میں نے اسی قانون اور ضابطے کے تحت قرآن مقدس کی ایک آیت پاک کو تلاوت کا شرف حاصل کیا۔ میرا آج کا عنوان ہے عظمت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آپ کے سامنے مختصر وقت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ان کا مقام، ان کی عظمت، ان کی رفعت، ان کا رتبہ، ان کی شان، بیان کروں گا آپ حضرات بغور سماعت فرمائیں۔

محترم سامعین! سورۂ دہر کی جو آیت میں نے تلاوت کی ہے وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ کی باندی فضہ کی حق میں نازل ہوئی ہے۔ آپ حضرات پہلے آیت کریمہ کا ترجمہ سماعت فرمائیں پھر میں آپ کو شان نزول بتاؤں گا ترجمہ یہ ہے اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ کے لئے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے'' یہ تھا اس آیت کریمہ کا ترجمہ جو آپ نے ابھی سنا اب میں شان نزول بیان کرتا ہوں شان نزول یہ ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہوگئے تو آپ کے والدین کریمین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان

کی صحت یابی کے لئے تین روزوں کی منت مانی کہ اے پروردگار اگر ہمارے بچے اچھے ہوگئے تو ہم تین روزے رکھیں گے یا الہ العالمین! اگر ہمارے حسن اور حسین صحت یاب ہوگئے تو تیری رضا کے لئے تین روزے رکھیں گے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے دونوں بھائیوں کو شفا عطا فرمائی اور دونوں بھائی اچھے ہوگئے تو اب منت پوری کرنے کا وقت آیا گھر میں افطار کا کوئی بندوبست نہیں تھا افطار کے لئے گھر میں کوئی چیز نہ تھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک یہودی سے کچھ جو ادھار کر کے لائے تاکہ افطار کا بندوبست ہو سکے ادھار لائے ہوئے جو میں سے ایک حصہ کی روٹی پہلے دن بنائی گئی جب افطار کا وقت آیا اور یہ حضرات افطار کے لئے بیٹھے تو ایک مسکین آیا اور کھانے کا سوال کیا اس روٹی کے علاوہ اور کوئی دوسری چیز کھانے کیلئے نہ تھی آپ نے مسکین کو واپس کرنا مناسب نہ سمجھا روٹی مسکین کو دیدیئے اور پانی سے افطار کر کے دوسرے دن کا روزہ رکھ لئے دوسرے دن اس جو میں سے دوسرے حصے کی روٹی بنائی گئی جب افطار کا وقت آیا تو ایک یتیم نے کھانے کا سوال کیا اس روٹی کے علاوہ گھر میں کچھ نہ تھا آپ نے اس یتیم کو خالی ہاتھ لوٹانا مناسب نہ سمجھا روٹی یتیم کو دیدی اور خود پانی سے روزہ افطار فرمالیا اور تیسرے دن کے لئے روزہ رکھ لیا تیسرے دن اس میں سے افطار کے لئے روٹی بنائی گئی جب افطار کا وقت آیا تو ایک قیدی نے کھانے کا سوال کیا گھر میں اس روٹی کے علاوہ کچھ نہ تھا آپ نے قیدی کو اپنے دروازے سے مایوس لوٹانا مناسب نہیں سمجھا آپ نے قیدی کو روٹی دے دی اور خود پانی سے افطار کر لئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں حضرت علی کی عظمت بیان کی گئی ہے آیت کریمہ میں یہ ذکر ہے کہ صرف اللہ کی محبت کے لئے کھانا کھلاتے ہیں نام ونمود کے لئے نہیں لوگوں کو دکھاوا کے لئے نہیں صرف اللہ کی رضا کے لئے کھلاتے ہیں۔ اللہ کی خوشنودی کے لئے کھلاتے ہیں۔ آیت کریمہ میں خداوند قدوس نے یہ فرمایا۔ خداوند قدوس نے یہ بھی واضح کر دیا یہ میرے محبوب

بندے کھانا کھلا کر اس کا بدلہ طلب نہیں کرتے ہیں یہ میرے محبوب بندے کھانا کھلا کر بدلہ نہیں مانگتے ہیں میرے یہ محبوب بندے کھانا کھلانے کے عوض شکر گزاری کے خواہشمند نہیں ہیں۔

برادران اسلام! قربان جایئے حضرت علی کی سخاوت پر، قربان جایئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داد ودہش پر تین دن تک خود بھوکے رہے، تین دن تک پانی سے افطار کرتے رہے لیکن اپنے دروازے سے سائل کو واپس نہیں کیا۔ خود پانی سے افطار کرتے رہے سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹائے، خود پانی سے افطار کرتے رہے سائل کو اپنے دروازے سے مایوس نہ کیا۔ خود پانی سے افطار کرتے رہے سائل کا دامن مراد بھر دیا۔ خود تین دن تک بھوکے رہے لیکن سائل کو بھوکے نہ رہنے دیا۔ خود تین دن سے پانی سے افطار کرتے رہے لیکن بھکاری کو بھوکے نہ رکھا یہ ہے حضرت علی کی شان، یہ ہے حضرت علی کی عظمت، یہ ہے حضرت علی کا مقام، یہ ہے کہ حضرت علی کا تقویٰ، یہ ہے حضرت علی کی سخاوت۔

جامع کمالات

محترم سامعین! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے شمار خوبیاں اللہ نے عطا کی تھیں آپ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے داماد ہیں۔ آپ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر نامدار ہیں، آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا کے بیٹے ہیں۔ آپ شیر خدا ہیں۔ آپ فاتح خیبر ہیں۔ آپ خلیفہ رسول ہیں، آپ امام حسن اور امام حسین کے والد گرامی ہیں۔ آپ صاحب ذوالفقار ہیں۔ آپ صاحب شجاعت ہیں، آپ صاحب سخاوت ہیں، آپ صاحب کرامت ہیں، آپ صاحب فصاحت ہیں، آپ صاحب بلاغت ہیں، آپ صاحب ریاضت ہیں آپ صاحب خطابت بھی ہیں۔ آپ صاحب علم بھی ہیں۔ آپ صاحب حلم بھی ہیں اور آپ کی سب سے بڑی شان یہ ہے کہ آپ کی پیدائش ہوئی تو خانہ کعبہ میں اور شہادت ہوئی تو مسجد میں۔

پیدائش کی بشارت

محترم حضرات ! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش سے قبل آپ کے والد گرامی کو آپ کی ولادت کی خوشخبری مل چکی تھی حضرت مشرم یمن کے زاہدوں میں سے تھے آپ کی عمر ایک سونوے سال تھی آپ مستجاب الدعوات تھے آپ کی ہر دُعا قبول ہوتی تھی ایک دن آپ نے رب کی بارگاہ میں دعاء کی اے رب العالمین ! اے پروردگار عالم، اپنے حبیب آخری نبی کے کسی قریبی رشتہ دار سے میری ملاقات کرادے آپ کی یہ دُعا قبول ہوگئی۔
حضرت ابو طالب یمنکے سفر پر آئے تو حضرت مشرم سے ملاقات ہوگئی دوران گفتگو حضرت مشرم نے کہا کہ آپ کا نام کیا ہے آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ آپ کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں ابوطالب نے جواب دیا میرا نام ابوطالب ہے مکہ مکرمہ کا رہنے والا ہوں قبیلہ بنی ہاشم سے تعلق رکھتا ہوں میرے والد کا نام عبدالمطلب ہے اتنا سننا تھا کہ حضرت مشرم بہت خوش ہوگئے اور فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری دُعا قبول فرمائی اور آپ کی زیارت کرادی۔
میری بات آپ توجہ سے سنیں میں نے پہلے کی کتابوں میں پڑھا ہے حضرت عبدالمطلب کے دو پوتے ہوں گے ان میں سے ایک نبی برحق ہوگا اس کے باپ کا نام عبداللہ ہوگا اور دوسرا ولی کامل ہوگا اس کے باپ کا نام ابوطالب ہوگا جب وہ نبی تیس سال کے ہوں گے اس وقت وہ ولی کامل پیدا ہوگا ابوطالب نے کہا کہ وہ نبی برحق پیدا ہو چکے ہیں اور ان کی عمر ۲۹ رسال ہے حضرت مشرم نے کہا ابوطالب تمھیں مبارک ہو اس سال تمھیں بیٹا پیدا ہوگا جو مومنوں کے پیشوا ہوں گے، متقیوں کے امام ہوں گے اے ابوطالب ! جب تم مکہ مکرمہ پہنچو تو اپنے بھتیجے نبی برحق محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میرا اسلام کہنا اور یہ بھی عرض کرنا کہ مشرم آپ کے غائبانہ آپ کے عقیدتمندوں میں سے ہے اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور آپ اللہ کے سچے رسول ہیں ۔ یہ باتیں سن کر ابوطالب نے حضرت مشرم سے کہا کہ آپ مجھے کوئی

کرامت دکھائیں تو آپ کی باتوں کو تسلیم کروں حضرت مشرم نے کہا آپ کیا چاہتے ہیں بتائیں میں جو دعا کروں گا مجھے امید ہے کہ میرا رب ضرور قبول کرے گا۔ ابوطالب نے ایک سوکھے انار کے درخت کی طرف دیکھا اور کہا کہ آپ دُعا کریں کہ یہ درخت تر وتازہ ہوکر ابھی پھل دے حضرت مشرم نے دعا کی تو وہ سوکھا درخت تر وتازہ ہوکر پھل دے دیا حضرت مشرم کی پیشین گوئی کے مطابق اسی سال حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔

پیدائش کعبہ میں

محترم حضرات ! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رب نے یہ مقام عطا فرمایا کہ آپ کی پیدائش خانہ کعبہ کے اندر ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم مبارک میں جلوہ فرما تھے طواف کے دوران آپ کی والدہ محترمہ فاطمہ بنت اسد کو درد زہ محسوس ہوا اور طواف کے چوتھے چکر میں آپ کو تکلیف کا احساس زیادہ ہونے لگا تو آپ نے یہ دعا کی ! پروردگار عالم بچے کی ولادت میرے لئے آسان فرمادے اچانک خانہ کعبہ کی دیوار شق ہوگئی اور آپ اس میں تشریف لے گئیں خاندان کے لوگوں نے آپ کو بہت تلاش کیا مگر آپ نہ ملیں لوگ حیران تھے کہ کہاں چلی گئیں سب لوگوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ آپ کی چچی صاحبہ کا کچھ پتہ نہیں چل رہا ہے مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا آپ لوگ اطمینان رکھیں وہ جہاں بھی ہیں خیریت سے ہیں اور انشاء اللہ وقت آنے پر خیریت سے واپس آجائیں گی حکم الٰہی نہیں ہے کہ راز کو ظاہر کیا جائے۔
چوتھے دن حضرت فاطمہ بنت اسد اپنے لخت جگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر خانہ کعبہ سے باہر آئیں آپ کے پدر بزرگوار ابوطالب آگے بڑھے بچے کو گود میں لیا سینے سے لگایا پیار کیا پیشانی کو بوسہ دیئے لیکن بچے کے چہرے پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ آنکھیں بند کیے ہوئے ہیں دل ڈوب گیا حیران ہوگئے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا میرا

بچہ ہر طرح خیریت سے ہے بالکل ٹھیک ہے آنکھیں بند کئے ہوئے ہے جس سے مجھے پریشانی ہورہی ہے میرے خدشات بڑھ رہے ہیں ایسا تو نہیں کہ بچہ آنکھ سے محروم ہے تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فوراً بچہ کو اپنی گود میں لیا پیار کیا اور اپنے چچا ابوطالب سے فرمایا چچا جان دیکھئے بچے نے دونوں آنکھیں کھول رکھی ہیں ابوطالب نے دیکھا تو واقعی بچے نے دونوں آنکھیں کھول رکھی تھیں اور ٹکٹکی باندھ کر سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کی زیارت کررہے تھے۔ پھر سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے بچے کو غسل دیا پھر کپڑا پہنایا اپنی گود میں لے کر اپنی زبان مبارک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ میں رکھ دی اور حضرت علی شیر خدا فاتح خیبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک کو دیر تک چوستے رہے اور چہرۂ مبارک کی زیارت فرماتے رہے۔

ایک مرتبہ تاجدار عرب وعجم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے علی! جب تم پیدا ہوئے تو تم نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی تھیں جب میں نے گود میں لیا تو تم نے فوراً آنکھیں کھول دیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان! میری تمنا یہ تھی، یا رسول اللہ میری خواہش یہ تھی، یا رسول اللہ میرا ارمان یہ تھا، یا حبیب اللہ میری آرزو یہ تھی کہ جب میں دنیا میں آنکھیں کھولوں تو میری نگاہ کسی کلی اور گلشن پر نہ پڑے، جب میں دنیا میں آنکھیں کھولوں تو میری نگاہ دنیا کی خوبصورتی پر نہ پڑے، جب میں دنیا میں اپنی آنکھیں کھولوں تو میری نگاہ دنیا کی بہاروں پر نہ پڑے، جب میں دنیا میں آنکھیں کھولوں تو میری نگاہ کسی پھول کی رنگت پر نہ پڑے، جب میں دنیا میں آنکھیں کھولوں تو میری نگاہ کسی انسان کے چہرے پر نہ پڑے جب میں دنیا میں آنکھیں کھولوں تو میری نگاہ میرے ماں باپ کے چہرے پر نہ پڑے یا رسول اللہ

میری دلی خواہش یہ تھی کہ جب دنیا میں آنکھیں کھولوں تو سب سے پہلے حبیب خدا کے چہرے کی زیارت کروں یا رسول اللہ میری تمنا یہ تھی جب میں دنیا میں آنکھیں کھولوں تو سب سے پہلے آخری نبی کے رُخ زیبا کی زیارت کروں یا حبیب اللہ میری آرزو یہ تھی کہ جب دنیا میں آنکھیں کھولوں تو سب سے پہلے آپ کے مبارک چہرے کو دیکھوں اس لئے جب میں ماں کی گود میں تھا آنکھیں بند رکھا جب میں اپنے والد کی گود میں تھا آنکھیں بند رکھا جب آپ کی گود مبارک میں آیا تو اپنی آنکھیں کھول دیں۔

علی نام رکھتا ہوں

محترم سامعین کرام! یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کتنی خوش نصیبی کی بات ہے کہ آپ کی پرورش سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کی آپ کا نام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رکھا آپ کی تعلیم وتربیت اللہ کے رسول نے فرمائی آپ کی پرورش حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیر سایہ ہونے لگی آنکھ کھلتے ہی مصطفیٰ جان رحمت کا چہرہ دیکھا۔ آقائے دو جہاں کی باتیں سنیں، محبوب خدا کی عادتیں سیکھیں، اس لئے آپ نے کبھی بت پرستی نہ کی آپ کا دامن بت پرستی سے پاک رہا اسی وجہ سے کرم اللہ وجہہ آپ کو لقب ملا۔ نبی دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی چچی اور چچا سے دریافت فرمایا کہ آپ لوگ اس کا کیا نام رکھنا چاہتے ہیں ان دونوں نے کہا جو نام آپ رکھ دیں وہی نام ہمیں منظور ہے جو نام آپ رکھ دیں وہی نام ہمیں پسند ہے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں اس بچہ کا نام علی رکھتا ہوں آپ کی چچی فاطمہ بنت اسد نے فرمایا خدا کی قسم خانہ کعبہ میں ایک غیبی آواز آئی تھی کہ اس بچہ کا نام علی رکھنا میں نے اس کا اظہار نہیں کیا تھا۔ الحمد للہ آپ نے وہی نام تجویز فرمایا۔ محترم حضرات! کتنا خوش نصیب ہے یہ بچہ آنکھیں کھولیں تو نبی کی آغوش میں، پہلا غسل دیا تو نبی پاک نے، نام رکھا تو حبیب خدا نے، پرورش کی تو حبیب خدا نے۔

آغوشِ نبوت میں

محترم سامعین کرام! تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر پانچ سال کی ہوئی تو مکہ میں زبردست قحط پڑا قریش قحط کے شکار ہوگئے لوگ پریشان ہوگئے قحط سالی نے اپنا دامن پھیلا دیا۔حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے چچا جان ابو طالب کثیر العیال ہیں، زیادہ بال بچے والے ہیں کفالت کا بوجھ ان پر زیادہ ہے قحط سالی نے اور پریشان کر دیا ہے آیئے ان کے بچوں کی کفالت کریں ان کے بال بچوں کا بوجھ اپنے کاندھے پر لے لیں ان کا کچھ بوجھ ہلکا کریں اس کے بعد سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو طالب کے پاس آئے اور اپنا ارادہ ظاہر فرمایا اور کہا کہ ہم آپ کے بچوں کی کفالت کرنا چاہتے ہیں ہم آپ کے بچوں کی پرورش کرنا چاہتے ہیں اتنا سننے کے بعد ابو طالب نے کہا کہ عقیل کو میرے پاس رہنے دو باقی جسے چاہو لے لو تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی پرورش میں لے لیا اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت جعفر کو اپنی تربیت میں لے لیا اس طرح سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ نبوت کے پروردہ ہوگئے۔

قبول اسلام

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کم عمری میں ہی اسلام قبول کر لئے تھے جب آپ کی عمر صرف آٹھ سال تھی آپ دائرۂ اسلام میں داخل ہوگئے جب آپ بچے تھے اس وقت آپ نے اسلام قبول کر لیا تھا صرف آٹھ سال کی عمر میں آپ مسلمان ہو چکے تھے آپ کے اسلام لانے کا واقعہ یوں ہے کہ آپ نے ایک دن سید الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رات میں نماز پڑھتے دیکھا جب نماز سے فارغ ہو چکے

جب آپ نے نماز ادا کر لی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے دریافت فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم آپ لوگ کیا کر رہے تھے؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ کا ایسا دین ہے جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے لئے منتخب کیا ہے اس کی تبلیغ کے لئے رسول کو بھیجا ہے اس کی اشاعت کے لئے اپنے رسول کو مبعوث فرمایا ہے۔اسی دین کو پھیلانے کے لئے اللہ نے اپنے رسول کو دنیا میں بھیجا ہے۔اے علی! میں تم کو بھی اپنے معبود کی طرف بلاتا ہوں۔اے علی! میں تم کو اپنے معبود کے دین کی دعوت دیتا ہوں، اے علی! تم اس دین کو قبول کر لو۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں اپنے والد ابو طالب سے دریافت کر لیتا ہوں۔سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی سے کہا اے علی! اگر تم اسلام نہیں لاتے ہو تو ابھی اس معاملہ کو پوشیدہ رکھو، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح ہوتے ہی آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا اور آپ دائرۂ اسلام میں داخل ہوگئے۔

ایک دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ابو طالب نے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا تو آپ نے پوچھا کہ یہ تم کیا کرتے ہو، تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ طریقہ اللہ کے دین کا ہے یہ طریقہ تمام فرشتوں کا ہے یہ طریقہ تمام انبیاء کرام کا ہے یہ طریقہ رسولان عظام کا ہے اور یہ طریقہ ہمارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے خداوند قدوس نے مجھ کو اس لئے پیدا فرمایا ہے کہ میں بندوں کو ہدایت دوں، بندوں کی رہنمائی کروں۔بندوں کو سیدھے راستے پر چلاؤں، بندوں کو خدا کی طرف بلاؤں اے چچا جان! یہ دین سب سے پہلے آپ کو قبول کرنا چاہئے ابو طالب نے کہا میں ابھی اس کے لئے تیار نہیں ہوں مگر تم اپنا کام کرتے رہو اپنا مشن آگے بڑھاتے رہو اپنا مقصد لے کر آگے بڑھو میں زندگی میں ہر طرح سے تمہارا ساتھ دوں گا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے بیٹے! تم اپنے چچیرے بھائی محمد ابن عبد اللہ کی پیروی کرتے رہو

یہ تمہیں برائی کی طرف نہیں لے جائیں گے یہ تمہیں برائی سے بچائیں گے یہ تمہیں نیکی کی راہ بتائیں گے اور نیک راستے پر لے جائیں گے۔

عظمت علی احادیث کی روشنی میں

محترم حضرات! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں بے شمار احادیث موجود ہیں۔علماء بیان کرتے ہیں کہ جتنی حدیثیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں ہیں کسی اور صحابی کی فضیلت میں اتنی حدیثیں نہیں ہیں۔ بخاری شریف کی حدیث ہے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ طیبہ میں رہنے کا حکم فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دست بستہ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ مجھے اپنے ساتھ نہیں لے جارہے ہیں اور مجھے یہاں عورتوں اور بچوں پر چھوڑے جارہے ہیں تو سرکار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّی بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی** اے علی! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو؟ کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو؟ کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کو چھوڑ گئے تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر جاتے وقت چالیس دن کے لئے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو چھوڑ گئے تھے اور اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو بنی اسرائیل پر اپنا خلیفہ بنایا تھا اس طرح جنگ تبوک میں روانہ ہوتے وقت میں تم کو اپنا خلیفہ اور نائب بنا کر جا رہا ہوں جو مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک حضرت ہارون علیہ السلام کا تھا وہی مرتبہ میرے نزدیک تمہارے لئے ہے اے علی! تم کو خوش ہو جانا چاہئے یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی ہو گئی اور آپ خوش ہو گئے۔

آیئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں ایک حدیث اور پیش کرتا ہوں۔ ترمذی شریف کی حدیث ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو منافق ہوگا وہ علی سے محبت نہیں کرے گا اور جو مومن ہوگا وہ علی سے بغض وعداوت نہیں رکھے گا۔

محترم حضرات! اس حدیث پاک سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت علی سے محبت کرنا مومن ہونے کی علامت ہے حضرت علی سے محبت کرنا ایمان والا ہونے کی دلیل ہے حضرت علی سے محبت کرنا مومن ہونے کی نشانی ہے حضرت علی سے محبت کرنا مومن ہونے کا ثبوت ہے اور حضرت علی سے بغاوت کرنا منافق ہونے کی دلیل ہے حضرت علی سے کینہ رکھنا منافق ہونے کی علامت ہے۔

محترم سامعین! محبت حضرت علی میں ایک حدیث اور سماعت فرمائیں مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِی**، جس نے حضرت علی کو برا بھلا کہا یقیناً اس نے مجھے برا بھلا کہا۔اس حدیث پاک سے اندازہ لگائیں کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت علی سے کتنی الفت اور محبت فرماتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور سے اتنا قرب حاصل ہے، کتنی نزدیکی حاصل ہے کہ جس نے حضرت علی کی توہین کی گویا اس نے رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کی جس نے حضرت علی کے ساتھ گستاخی کی گویا اس نے رسول خدا کی شان میں گستاخی کی جس نے حضرت علی کو برا بھلا کہا گویا رسول خدا کو برا بھلا کہا۔

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ

برادرانِ اسلامیہ! آپ تاریخ الخلفاء کا مطالعہ کریں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

عظمت کا اندازہ ہو جائے گا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام کا پتہ چل جائے گا حضرت ابو طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھلے میدان میں بہت سے لوگوں کو اکٹھا کیا ایک دن حضرت علی نے بہت سے افراد کو جمع کیا اور فرمایا اے لوگو! میں تم لوگوں کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے متعلق یوم غدیر خم میں کیا ارشاد فرمایا تھا اے لوگو! بتاؤ میرے بارے میں سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا کہا تھا۔ اے لوگو! بتاؤ میرے بارے میں فرمان نبی کیا تھا اس مجمع میں سے تیس لوگ کھڑے ہوئے اور ان لوگوں نے گواہی دی کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس روز آپ کے متعلق فرمایا تھا 'مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ' میں جس کا مولیٰ ہوں علی بھی اس کا مولیٰ ہے میں جس کا آقا ہوں علی بھی اس کا آقا ہے میں جس کا سردار ہوں علی بھی اس کا سردار ہے اے پروردگار عالم! جو شخص علی سے محبت رکھے اے رب العالمین! جو شخص علی سے الفت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ۔ اے خداوند قدوس! جو علی سے دشمنی رکھے، اے سارے جہان کے پالن ہار جو علی سے بغاوت رکھے، اے خالق کائنات جو علی سے کینہ رکھے، اے سارے جہان کے معبود جو علی سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ۔

علم کا دروازہ

محترم سامعین! آپ حضرات حضرت علی کے شیدائی ہیں۔ آپ حضرات حضرت علی کے دیوانے ہیں آپ حضرات حضرت علی کے چاہنے والے ہیں آپ حضرات حضرت علی سے محبت کرنے والے ہیں آیئے چند احادیث اور آپ کے سامنے پیش کروں۔ طبرانی کی روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ دونوں جہاں کے مالک و مختار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا 'اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا' میں علم کا شہر ہوں

اور حضرت علی اس کے دروازہ ہیں۔

محترم حضرات! اس حدیث پاک سے آپ اندازہ لگائیں کہ شیر خدا فاتح خیبر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کتنی محبت فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو علم کا شہر کہہ رہے ہیں اور حضرت علی کو اس شہر کا دروازہ فرما رہے ہیں حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس جانب اشارہ فرماتے ہیں کہ اگر مجھ تک آنا ہے تو حضرت علی کے ذریعے آؤ اگر مجھ تک پہنچنا ہے تو حضرت علی کے وسیلے سے آؤ اگر مجھ تک رسائی حاصل کرنی ہے تو حضرت علی کے دامن کو تھام لو کیونکہ میں شہر ہوں شہر میں آنے سے پہلے دروازے سے سابقہ پڑے گا شہر میں آنے سے پہلے دروازے سے واسطہ پڑے گا شہر میں داخل ہونے سے پہلے دروازے کے سامنے سر جھکانا ہوگا اگر تم چاہتے ہو کہ مجھ تک پہنچو تو حضرت علی کے دامن سے لپٹ جاؤ مجھ تک پہنچ جاؤ گے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتے ہیں کہ سرور دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا 'مَنْ اَحَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ اَحَبَّنِىْ وَمَنْ اَحَبَّنِىْ فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰهَ' جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہیں خاموش نہیں ہو جاتے ہیں اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی پر خاموشی اختیار نہیں فرما لیتے ہیں بلکہ آگے ارشاد فرماتے ہیں 'وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِيًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِىْ وَمَنْ اَبْغَضَنِىْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰهَ' یعنی جس نے علی سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے اللہ تعالیٰ سے دشمنی کی۔ محترم حضرات! ذرا غور کریں اس حدیث پاک پر توجہ دیں تو بات واضح ہو جاتی ہے کہ جس نے علی سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی اور جس نے علی سے دوستی کی اس نے اللہ تعالیٰ سے دوستی کی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور فرمایا اے علی! تمہاری حالت عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہے کہ یہودیوں نے ان سے ایسی دشمنی کی کہ ان کی والدہ حضرت مریم پر تہمت لگائی اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے حد سے زیادہ محبت کی کہ ان کو خدا کا بیٹا کہہ دیئے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے لوگو سنو! میرے بارے میں دو گروہ ہوں گے ایک گروہ تو وہ ہوگا جو میری محبت میں حد سے تجاوز کر جائے گا میری محبت میں حد سے بڑھ جائے گا اور وہ باتیں میری طرف منسوب کرے گا جو مجھ میں نہیں ہیں اور دوسرا گروہ مجھ سے اس قدر عداوت اور دشمنی رکھے گا کہ مجھ پر بہتان لگائے گا۔

معزز حضرات! اس حدیث کی روشنی میں میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم غیب تھا جو پیشین گوئی آپ نے کی حرف بحرف درست ہوئی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کے مطابق دو فرقے ہو کر ہلاک و برباد ہوگئے ان دونوں نے اپنی دنیا و آخرت خراب کر لی اس میں سے ایک فرقہ رافضی ہے اور دوسرا فرقہ خارجی ہے۔ رافضی اس لئے ہلاک ہوئے کہ حضرت علی کی محبت میں ان سب باتوں کو حضرت علی کی طرف منسوب کر دیا جو باتیں آپ میں نہ تھیں۔ اور خارجی اس لئے ہلاک و برباد ہوگئے کہ آپ سے اس قدر بغض اور عداوت رکھا کہ معاذ اللہ سو بار معاذ اللہ آپ کو کافر کہہ دیا۔

حضرت علی کی محبت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے اور ان کا ذکر کرنا بھی عبادت ہے۔

برادران اسلام! ذرا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام کا اندازہ لگائیں ان کی عظمت کو دیکھیں ان کی شان کو ملاحظہ فرمائیں اگر ان کا چہرہ دیکھا جائے تو عبادت ان کا ذکر کیا جائے تو عبادت ان کا نام لیا جائے تو عبادت ان کی گفتگو کی جائے تو عبادت ان کے چہرے کی زیارت کی جائے تو عبادت ان کی تعریف کریں تو عبادت ان کی توصیف کریں تو عبادت یہ ہے شان علی، یہ ہے عظمت علی۔

قاضی بن گئے

فاتح خیبر شیر خدا سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجنا چاہا تو میں نے دست بستہ عرض کیا **فِدَاكَ اَبِیْ وَ اُمِّی** یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ میں کم عمر ہوں میری عمر بہت کم ہے میں قضا نہیں جانتا ہوں۔ قضا کے رموز و اسرار سے ناواقف ہوں فیصلہ کرنے کی صلاحیت مجھ میں نہیں ہے۔ یا رسول اللہ میں منصب قضا کو کس طرح سنبھالوں گا؟ یا حبیب اللہ میں قضا کے کام کاج کو کس طرح انجام دوں گا؟ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! میرے قریب آؤ میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب گیا اللہ کے پیارے نبی نے اپنا مبارک ہاتھ میرے سینے پر مار کر یہ دُعا فرمائی۔ اے اللہ ان کے دل کو روشن کر دے ان کی زبان کو استقلال عطا فرما۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں خدا کی قسم اس دن کے بعد کوئی فیصلہ کرنے میں مجھے کوئی دشواری پیش نہ آئی خدا کی قسم اس دن کے بعد کوئی معاملہ حل کرنے میں کوئی دقت پیش نہ ہوئی، خدا کی قسم اس دن کے بعد کوئی انصاف کرنے میں مجھے کوئی دشواری نظر نہیں آئی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہترین منصف

جانتے تھے،حضرت علی کو بہترین انصاف کرنے والا جانتے تھے۔

برادران اسلام! ذرا غور کرنے کا مقام ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے پر رکھ دیا تو حضرت علی آن واحد میں قاضی کامل بن گئے آپ کا سینہ علوم کے خزانوں سے بھر گیا تو پھر ہاتھ لگانے والوں کے علم کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔علم کا خزانہ عطا کرنے والا کون ہے؟ حضرت علی کے سینے کو علم سے معمور کرنے والا کون ہے؟ حضرت علی کو قاضی کامل بنانے والا کون ہے؟ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمتہ الرضوان فرماتے ہیں۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

حضرت علی کی بہادری

محترم حضرات! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادری کی کوئی مثال نہیں آپ کی شجاعت کی کوئی مثال نہیں آپ کی جرأتمندی کی کوئی مثال نہیں بے شمار واقعات آپ کی بہادری پر مشتمل ہیں آپ صاحب ذوالفقار ہیں بڑے بڑے بہادر آپ کے نام سے کانپتے تھے۔آپ کو اسداللہ یعنی اللہ کا شیر کہا جاتا ہے۔جب تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے مدنہ منورہ کی ہجرت کا ارادہ فرمایا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لیا اور اپنے بستر پر حضرت علی کو لیٹنے کا حکم دیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار کا حکم پا کر بے نیاز اور بے خوف ہو کر چین کی نیند سو گئے حضرت امام فخر الدین رازی بیان فرماتے ہیں کہ جب سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے مبارک بستر پر لٹا کر تشریف لے گئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام سے فرمایا علی مرتضٰی کی حفاظت کرو وہ میرے محبوب پر جان فدا کرنے کے لئے تیار ہیں حضرت

جبرئیل علیہ السلام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرہانے کھڑے ہوگئے اور حضرت میکائیل علیہ السلام پاؤں کی جانب کھڑے ہوگئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام پکار اُٹھے اے علی ابن ابی طالب آج تمہارے جیسا خوش نصیب کون ہوسکتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ملائکہ کے سامنے تمہاری اس جانثاری پر فخر فرمارہا ہے۔

علمِ حضرت علی

محترم سامعین! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم کے اعتبار سے بھی صحابہ کرام میں کافی اونچا مقام رکھتے ہیں تاجدار عرب وعجم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بہت سی حدیثیں آپ کو یاد تھیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے جب بھی کوئی مسئلہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا ہم نے جب بھی کوئی مسئلہ حضرت علی سے پوچھا بالکل درست پایا۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے جب بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہوتا تو آپ فرماتیں کہ حضرت علی سے زیادہ مسائل شرعیہ کا جاننے والا کوئی دوسرا نہیں ہے۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں علم فرائض اور مقدمات کے درست فیصلہ کرنے میں حضرت علی سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے۔حضرت سعد بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں حضرت علی کے علاوہ کوئی دوسرا یہ کہنے والا نہیں تھا کہ جو کچھ پوچھنا ہو مجھ سے پوچھو اور سعد بن مسیّب بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کوئی مشکل مقدمہ پیش ہوتا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہیں ہوتے تو اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے کہ کہیں مقدمہ کا فیصلہ غلط نہ ہوجائے۔

محترم حضرات! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ واقعہ بہت مشہور ہے آپ بھی سماعت فرمائیں۔ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک ایسی

عورت حاضر کی گئی جسے زنا کا حمل تھا شرعی ثبوت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس
عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا اسی جگہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے آپ نے
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یاد دلایا کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ
حاملہ عورت کو بچہ پیدا ہونے کے بعد سنگسار کیا جائے زنا کرنے والی عورت اگر چہ گنہگار ہوتی
ہے مگر پیٹ کا بچہ بے قصور ہوتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد دہانی کے بعد حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا فیصلہ بدل دیا اور فرمایا **لَوْ لَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَر**، اگر علی نہ ہوتے
تو عمر ہلاک ہو جاتا حضرت علی کی موجودگی نے حضرت عمر کو ہلاکت سے بچایا آپ اندازہ
لگائیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی مقدمے کے فیصلے کے وقت کتنی باتوں کو دھیان میں
رکھا کرتے تھے کہ کسی طرح کی ناانصافی نہ ہونے پائے۔

دل لے لیا

محترم حضرات! اب میں آپ کے سامنے ''مغنی الواعظین'' کے حوالے سے حضرت
علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ سناتا ہوں اگر آپ آج کے دور کا جائزہ لیں تو اندازہ ہوگا
اگر آپ صاحب اقتدار کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا، اگر آپ صاحب منصب کا جائزہ لیں تو
اندازہ ہوگا ہر کوئی اپنی بات منوانے پر مصر ہے ہر کوئی اپنی بات منوانے پر بضد ہے ہر فیصلہ
اپنے حق میں ہونا چاہئے چاہے وہ صحیح ہو یا غلط۔ اپنے حق میں مقدمہ کا فیصلہ ہونے کے لئے
اپنی طاقت کا استعمال کرتے ہیں اپنے حق میں فیصلہ کے لئے پاور کا استعمال کرتے ہیں، اپنے
حق میں فیصلہ ہونے کے لئے اپنے منصب کا استعمال کرتے ہیں اپنے حق میں فیصلہ ہونے
کے لئے اپنی کرسی کا استعمال کرتے ہیں اپنے حق میں فیصلہ ہونے کے لئے اپنے ماتحتوں پر
دباؤ ڈالتے ہیں اپنے حق میں فیصلہ ہونے کے لئے منصفوں پر دباؤ ڈالتے ہیں اپنے حق میں
فیصلہ ہونے کے لئے ججوں پر دباؤ ڈالتے ہیں اپنے حق میں فیصلہ ہونے کے لئے ہائی کورٹ

اور سپریم کورٹ پر دباؤ ڈالتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو حضرت علی کے اس واقعہ سے سبق حاصل
کرنا چاہئے ایسے افراد کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس واقعہ سے درس عبرت حاصل
کرنا چاہیے۔ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زرہ چوری ہوگئی اور وہ زرہ ایک
یہودی سے برآمد ہوئی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس یہودی سے فرمایا یہ زرہ تو میری
ہے۔ یہودی نے کہا کہ اگر آپ کی ہے تو عدالت میں مقدمہ دائر کیجیے اور گواہ پیش کیجیے
عدالت جو فیصلہ سنائے گی ہمیں منظور ہے۔ محترم حضرات! آپ ذرا غور کریں یہ گفتگو کس کے
درمیان ہو رہی ہے یہ بات چیت کس کے درمیان ہو رہی ہے ایک طرف ایک عام رعایا ہے
دوسری طرف امیر المؤمنین ہیں، ایک طرف ایک عام یہودی ہے اور دوسری طرف خلیفۂ
وقت ہیں۔ ایک طرف ایک عام آدمی ہے اور دوسری طرف بادشاہ اسلام ہیں۔ حضرت علی بلا
چوں و چرا کورٹ میں مقدرہ دائر کر دیتے ہیں۔ عدالت میں مقدمہ دائر کر دیتے ہیں جج کے
سامنے مقدمہ پیش ہوا، قاضی کے سامنے مقدمہ پیش ہوا منصف کے سامنے مقدمہ پیش ہوا جج
نے بغیر کسی رعایت کے دونوں کا بیان لیا دونوں سے دونوں کی باتیں سنیں، جج محترم نے
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گواہ طلب کیا کہ آپ اپنا گواہ پیش کیجیے حضرت علی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے ایک گواہ اپنے بیٹے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش کیا دوسرا گواہ اپنے
غلام قنبر کو پیش کیا امیر المومنین کے نزدیک جائز تھی یہ مسئلہ امیر المومنین اور قاضی کے نزدیک
مختلف فیہ تھا قاضی کے نزدیک جج کے نزدیک اپنے بیٹے اور غلام کی گواہی معتبر نہیں تھی قاضی
نے اپنے اجتہاد کی بنیاد پر گواہی کو رد کر دیا اور مقدمہ کو خارج کر دیا جس میں یہودی کی جیت
ہوئی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہار ہوئی آپ ذرا غور کریں، ذرا دھیان دیں میں آپ
کی توجہ چاہتا ہوں کہ مقدمہ خارج ہونے کے بعد کمرۂ عدالت سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ اور وہ یہودی دونوں باہر نکلے تو یہودی نے بغور حضرت علی کا چہرہ دیکھا تو بڑا تعجب ہوا کہ

ان کے چہرے پر ذرا بھی غم کا اثر نہیں ہے چہرے پر ذرا بھی ملال نہیں ہے چہرہ ویسا ہی ہشاش بشاش ہے یہودی دل میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ حضرت علی خلیفہ وقت ہیں بادشاہ اسلام ہیں اس کے باوجود مقدمہ خارج ہونے پر آپ کو غصہ نہیں آیا آپ ذرا بھی برہمی کا اظہار نہیں کیئے آخر کس چیز نے انھیں غصہ سے روکا؟ کس چیز نے انھیں برہم ہونے سے روکا؟ یہودی کے دل نے جواب دیا، یہودی کے حاشیہ خیال میں یہ بات ابھر آئی، یہودی کے ضمیر نے یہودی کو جواب دیا اسلام نے، وہ یہودی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں میں گر گیا اور عرض کیا اے شیر خدا! میں نے تو آپ کی زرہ لی اور آپ نے تو میرا دل ہی لے لیا اور زبان سے پکار اُٹھا **لا الہ الا اللّٰہ مُحمد رسُولُ اللّٰہِ** اور وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

محترم حضرات! اس واقعہ میں قاضی کو بھی دیکھئے اور امیر المؤمنین کو دیکھئے قاضی نے انصاف کی خاطر اسلام کے قوانین کی خاطر ایک عام رعایا اور بادشاہ اسلام کے درمیان کوئی رعایت نہیں کی اور امیر المؤمنین نے بھی اسلام کی خاطر اسلامی قوانین کی خاطر ذرّہ برابر بھی غصے کا اظہار نہیں فرمایا۔

فاتح خیبر

برادران اسلام! خیبر کا قلعہ فتح کرنے کا سہرا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر ہے اس لئے آپ کو فاتح خیبر کہا جاتا ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودی کی سرکوبی کے لئے صحابہ کرام کے ساتھ جہاد کے لئے نکلے چھوٹے چھوٹے قلعے فتح ہو گئے لیکن خیبر کا قلعہ فتح نہیں ہو رہا تھا اس کو فتح کرنے میں دشواریاں آرہی تھیں دشمنان اسلام قلعہ کے اندر سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ کرتے تھے پھر قلعہ کے اندر واپس چلے جاتے تھے۔ قلعہ کی مضبوط دیواریں ان کی حفاظت کا ذریعہ بن گئی تھیں۔ لشکر اسلام بڑی جدوجہد اور

کوشش کے باوجود قلعہ خیبر فتح نہیں کر پا رہے تھے۔ ایک روز تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے ہاتھ سے خیبر کو فتح فرما دے گا۔ تمام رات ہر صحابی یہ تمنا کرتے رہے کہ کاش فتح کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہو ہر لشکر یہ دعا کرتے رہے کہ کاش فتح کا جھنڈا مجھے نصیب ہو ہر فوجی یہ آرزو کر رہا تھا کہ کاش فتح کا جھنڈا مجھے مل جائے۔ جب صبح ہوئی تو نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا علی کہاں ہیں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ حضرت علی کی آنکھوں میں تکلیف ہے آقا نے فرمایا انھیں میرے پاس لاؤ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ طبیب روحانی وجسمانی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں لگایا فوراً شفا مل گئی اور فتح کا جھنڈا آپ کے ہاتھوں میں عطا فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکروں کے ساتھ ہاتھ میں جھنڈا لے کر قلعہ خیبر کی طرف بڑھے قلعہ خیبر کے مالک کا نام مرحب تھا سب سے پہلے وہی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے میں آیا اور فخر یہ انداز میں یہ شعر پڑھنے لگا۔

قَدْ عَلِمَتْ خَیْبَرُ اَنِّیْ مَرْحَبٌ
شَاکِی السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبٌ

اے میرے مقابلے میں آنے والے سن! تمام خیبر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں کون مرحب؟ وہ مرحب جو مسلح اور تجربہ کار بہادر ہے۔ شیر خدا فاتح خیبر صاحب ذوالفقار حضرت علی کب خاموش رہنے والے تھے انھوں نے کہا اے شیخی بگھارنے والے میرا شعر سن۔

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہْ
کَلَیْثِ غَابَاتٍ کَرِیْہِ الْمَنْظَرَہْ

اے مرحب سن! میں وہ ہوں جس کا نام میری ماں نے شیر رکھا ہے جو جنگل کے شیر کی

طرح مہیب اور خطرناک ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مرحب میں مقابلہ شروع ہوگیا شیر خدا کے سامنے مرحب کیا ٹھہر پاتا لڑائی ایسی لگ رہی تھی کہ لومڑی اور شیر کی لڑائی ہورہی ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار نے مرحب کے دو ٹکڑے کر دیئے اور وہ واصل جہنم ہوا۔ مسلمانوں نے یہودی لشکروں پر دھاوا بول دیا یہودی ڈر کے مارے بھاگ گئے تاریخ میں آیا ہے خیبر کا قلعہ بہت مضبوط تھا قلعے کے دروازہ کو چالیس آدمی ہلا نہیں سکتے تھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہاتھ سے اکھاڑ کر ڈھال بنالیا اسلامی لشکر فاتحانہ شان سے قلعہ خیبر میں داخل ہوگئے۔ حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ چالیس آدمی مل کر قلعہ کے اس دروازے کو ہلانا چاہا تو ہم نہ ہلا سکے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے اتنا وزنی دروازہ اتنی آسانی سے کیسے اکھاڑ لیا تو آپ نے ارشاد فرمایا ’**وَاللّٰہِ مَا فَتَحْتُ بَابَ خَیْبَرَ بِقُوَّۃِ الْجَسَدِ انِیَه وَلٰکِنْ بِقُوَّۃِ الرَّبَّانِیَّۃِ**‘ خدا کی قسم میں نے باب خیبر کو جسمانی قوت سے فتح نہیں کیا ہے بلکہ اس دروازہ کو ربانی قوت سے اُکھاڑا ہے۔

شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار
لَافَتٰی اِلَّا عَلٰی لَاسَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار

نور کا تخت

برادران اسلام! حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں معراج کی رات ایک فرشتہ کے پاس سے گزرا اس فرشتے کا ایک پاؤں مشرق میں تھا اور دوسرا پاؤں مغرب تک پھیلا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ وہ فرشتہ نور کے تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور کل کائنات اس کے سامنے ہے پوری دنیا اس کے سامنے موجود ہے میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ یہ کون ہے؟ حضرت جبرئیل

نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ حضرت عزرائیل ہیں تاجدار عرب وعجم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا انھوں نے جواباً کہا **وعلیك السلام یا احمد:** روح الامین حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت عزرائیل سے پوچھا تم انھیں جانتے ہو؟ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے جواب دیا میں خوب اچھی طرح جانتا ہوں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم ہر جاندار کی روح قبض کرسکتے ہو لیکن تمھیں میرے محبوب سید المرسلین خاتم النبین اور علی مرتضیٰ کی روح پر تمہیں کوئی اختیار نہ ہوگا۔

عرب کے سردار

ایک مرتبہ مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا اے علی! جو تمہارے بعد تمہاری محبت میں مرے گا اللہ تعالیٰ اس کا خاتمہ بالخیر فرمائے گا اور امن وامان کے ساتھ وہ اس دنیا سے رخصت ہوگا۔

تمام مسلمانوں کی ماں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھی میں سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ عرب کے سردار ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان عرب کے سردار تو آپ ہیں؟ مخبر صادق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ’**اَنَا سَیِّدُ الْعَالَمِیْنَ وَھُوَ سَیِّدُ الْعَرَبِ**‘، میں تمام جہاں کا سردار ہوں اور علی عرب کے سردار ہیں۔

صاحب کنز العمال بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے علی مرتضیٰ کے تین القاب وحی فرمائی کہ علی مسلمانوں کے سردار ہیں۔ متقیوں کے امام ہیں اور نورانی ہاتھ منہ والوں کے پیشوا ہیں۔ ایک بار آقائے نامدار مدینہ کے

تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جھرمٹ میں جلوہ بار تھے صحابہ کرام آپ کے رُخ زیبا کی زیارت فرما رہے تھے اتنے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جگہ سے ہٹ گئے اور کہا ابوالحسن یہاں تشریف رکھئے حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ منظر دیکھ مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا اہل فضیلت ہی فضل کے زیادہ مستحق ہیں فضیلت والے ہی فضیلت کو جانتے ہیں پھر سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے علی! میرے بعد سب سے پہلے تم جنت میں داخل ہوگے اور تمہارا حساب وکتاب نہ ہوگا۔

نگاہ علی

محترم سامعین! نزہۃ المجالس کے حوالے سے یہ واقعہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں ذرا توجہ سے سماعت فرمائیں ایک مرتبہ روح الامین سدرہ کے مکیں حضرت جبرئیل علیہ السلام انسانی شکل میں، بشری شکل میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں تشریف لائے اور کہنے لگے اے علی! آپ تو باب مدینہ ہیں۔ آپ تو شہرِ علم کے کے دروازے ہیں آپ کا سینہ تو علم سے معمور ہے آپ کا قلب تو علم سے منور ہے ذرا آپ آسمان کی طرف دیکھیں اور بتائیں کہ اس وقت جبرئیل کہاں ہیں! تحت الثریٰ کی طرف دیکھیں اور بتائیں کہ اس وقت جبرئیل کہاں ہیں؟ اتنا سننے کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی نگاہ ولایت سے آسمان کی طرف دیکھا، پھر زمین کی طرف دیکھا، پھر نگاہ ولایت سے دائیں جانب دیکھا، پھر نگاہ ولایت سے بائیں جانب دیکھا، تو ارشاد فرمایا اے سوال پوچھنے والے سن! اے سائل سن! میں نے آسمان کی طرف دیکھا وہاں بھی جبرئیل نہیں ہیں میں نے زمین کی طرف دیکھا وہاں بھی مجھے جبرئیل نظر نہیں آرہے ہیں میں نے دائیں دیکھا وہاں بھی مجھے جبرئیل نظر نہیں آرہے ہیں میں نے بائیں دیکھا وہاں بھی مجھے جبرئیل نظر نہیں آئے میرے خیال میں جبرئیل تم ہی ہو۔

محترم حاضرین میں ذرا توجہ چاہوں گا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نگاہ ولایت ڈالی تو پورے آسمان کو دیکھ لیا زمین پر نگاہ ڈالی تو پوری زمین کا جائزہ لے لیا یہ تو نگاہ ولایت تھی تو نگاہ نبوت کی طاقت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے نگاہ نبوت کے پاور کا اندازہ کون لگا سکتا ہے وہ نادان بدبخت انسان ہے جو یہ کہے کہ مصطفیٰ جان رحمت کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں وہ گستاخ رسول ہیں جو یہ کہے کہ نبی کو پیٹھ پیچھے کا علم نہیں۔ امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت فاضل بریلی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

محبت علی

محترم حضرات! اگر آپ حدیث کا مطالعہ کریں تاریخ پر نظر ڈالیں تو بخوبی اندازہ ہوگا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی سے پتھر اور درخت بھی محبت کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شجر وحجر بھی محبت کرتے ہیں۔ ایک حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ میرا بازار جانے کا اتفاق ہوا ہم تینوں ساتھ ساتھ تھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خربوزہ کی دُکان سے خربوزہ خریدے جب ہم لوگ بازار سے واپس آئے تو ایک خربوزہ کاٹا گیا تو وہ خربوزہ تلخ اور کڑوا نکلا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا آپ خربوزہ کی دُکان میں واپس جایئے اور اس کڑوا خربوزہ کو واپس کر دیجئے پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم دونوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا میں وہ بات تم کو نہ بتاؤں؟ کیا میں تم کو اس بات سے آگاہ نہ کروں کیا میں تمہیں اس بات کی خبر نہ دوں جو آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمائی ہے۔ہم دونوں نے عرض کیا اے امیر المومنین ! آپ ہمیں اس بات سے ضرور آگاہ کریں جو سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو بتائی ہے حضرت علی نے کہا کہ آپ نے فرمایا اے ابوالحسن ! اللہ تبارک وتعالیٰ نے درخت اور پتھر پر تمہاری محبت پیش کی۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے شجر وحجر پر تمہاری محبت پیش کی جس نے پسند کرلیا وہ میٹھا اور طیب ہے اور جس نے تمہاری محبت سے گریز کیا جس نے تمہاری محبت سے روگردانی کی وہ تلخ اور ناپسندیدہ ہوگیا پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا تم دونوں سنو! میرا گمان ہے کہ یہ خربوزہ میرے چاہنے والوں میں سے نہیں ہے۔محترم سامعین ! میں ذرا آپ کی توجہ چاہوں گا اگر درخت محبت علی سے گریز کرے، اگر پھل محبت علی سے گریز کرے اگر شجر محبت علی سے گریز کرے، اگر حجر محبت علی سے گریز کرے تو وہ درخت ناپسندیدہ ہوجائے۔وہ پھل ناپسندیدہ ہو جائے وہ حجر ناپسندیدہ ہوجائے اب آپ خود فیصلہ کریں جو انسان حضرت علی کی محبت سے روگردانی کرے، جو حضرت علی کی الفت سے منہ پھیرے۔جو حضرت علی کی محبت سے دامن بچائے اس کا انجام کیا ہوگا وہ بلاشبہ تمام مخلوق میں ناپسندیدہ ہوجائے گا۔

حضرت علی کا ایمان

آپ حضرات کے سامنے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت علی کا ایمان کتنا بلند و بالا ہے حضرت علی کا ایمان کتنا مضبوط ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کی کیا شان ہے۔یہ حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا میں اس پر گواہی دیتا ہوں آپ نے ارشاد فرمایا اگر ساتوں آسمان ساتوں زمین ایک ترازو میں رکھے جائیں اور دوسرے ترازو میں حضرت علی کا ایمان رکھ دیا جائے تو آپ کا ایمان زیادہ وزنی ہوگا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت ایک ایسی نیکی ہے جس کے ساتھ کوئی گناہ نقصان نہیں پہنچا سکتا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دشمنی ایسا گناہ ہے جس کے ساتھ کسی قسم کی نیکی کوئی فائدہ نہ دے گی۔

تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا تھا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور علی مرتضیٰ ان کے چچازاد بھائی ہیں۔اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے موقع پر ارشاد فرمایا اے میرے صحابہ! اپنی اولاد کا امتحان علی کی محبت سے لو کیونکہ وہ کسی کو گمراہی کی طرف نہیں بلاتے اور نہ ہی وہ ہدایت سے دور ہیں جو ان سے محبت کرے وہی تمھارا ہے اور ان سے دشمنی کرے وہ تم میں سے نہیں۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس مبارک فرمان کے بعد اپنے بچوں سے سوال کرتے کیا تمھیں علی سے محبت ہے؟ اگر ہاں کہتا تو قبول کر لیتے اور اگر انکار کرتا تو باپ اس کی ماں کو طلاق دے دیتے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک صحابی جن کا نام رضوان تھا غزوہ بدر کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادری دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت دیکھ کر برجستہ پکار اُٹھے **لافَتیٰ اِلَّا عَلِیٌ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُو الْفِقَار**،

اس دن سے یہ مصرع مشہور ہوگیا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک تلوار کا نام ذوالفقار تھا سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ تلوار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائی تھی۔

سچا اور جھوٹا

محترم حضرات! اس واقعہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذہانت کا پتہ لگائیں،

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سوجھ بوجھ کا اندازہ لگائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیسی ذہانت عطا فرمائی تھی۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یمن کے ایک شخص نے اپنے غلام کو اپنے لڑکے کے ساتھ کوفہ روانہ کیا اتفاق سے راستے میں دونوں کے درمیان جھگڑا ہوگیا اسی جھگڑے میں لڑکے نے غلام کو مارا اور غلام نے اسے گالیاں دیں جب دونوں کوفہ پہنچے تو غلام نے دعویٰ کر دیا یہ لڑکا میرا غلام ہے اور اس لڑکے کو فروخت کرنے کی کوشش کی۔ لڑکے نے کہا یہ جھوٹ بول رہا ہے یہ میرے والد کا غلام ہے لہٰذا یہ مقدمہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت میں پہنچا امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کی باتیں سننے کے بعد آپ نے اپنے خادم قنبر سے کہا کہ اس کمرہ کی دیواریں دو بڑے بڑے سوراخ بناؤ اور ان سے کہو کہ اپنا اپنا سر سوراخ سے باہر نکالیں جب ان لوگوں نے ایسا کرلیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے قنبر رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلوار لاؤ جب حضرت قنبر تلوار لے کر آئے تو آپ نے فوراً اور اچانک فرمایا غلام کا سر کاٹ ڈالو جو غلام تھا اتنا سنتے ہی فوراً اپنا سر کھینچ لیا اور دوسرا نوجوان اسی حالت میں رہا آپ نے فوراً فیصلہ دیا کہ جو سر کھینچ لیا وہی غلام ہے کیونکہ غلام لفظ سنتے ہی فطری طور پر وہ اپنا سر کھینچ لیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذہانت پر بغیر گواہ اور ثبوت کے فیصلہ ہوگیا کہ آقا کون ہے اور غلام کون ہے آپ نے غلام کو سزا دی اور اسے یمن بھیج دیا۔

وزنی دودھ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں دو عورتوں نے اندھیری رات میں دو بچے جنے ایک عورت کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اور ایک عورت کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی دونوں بچے آپس میں مل گئے دونوں عورتیں جھگڑا کرنے لگیں کہ لڑکا میرا ہے آخر کار دونوں کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں لایا گیا یہاں بھی دونوں نے یہی کہا کہ میں لڑکے کی ماں

ہوں سب باتیں سننے کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم دونوں تھوڑا تھوڑا دودھ اپنے اپنے پستان سے نکال کر دو برتنوں میں رکھو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں دودھ کو تولا، تو ان دونوں دودھ میں سے ایک دودھ زیادہ وزنی نکلا اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس کا دودھ زیادہ وزنی ہے لڑکا اس کا ہے یہ فیصلہ سن کر لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ نے یہ مسئلہ کہاں سے نکالا آپ نے جواب دیا یہ آیت **لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ** ، سے۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر چیز پر مرد کو فضیلت دی ہے یہاں تک کہ غذا میں بھی اس حقیقت کے پیش نظر میں نے سمجھ لیا کہ لڑکے کی ماں کا دودھ ضرور وزنی ہوتا ہے اس لئے میں نے دودھ تول کر فیصلہ کر دیا۔

عجیب وغریب حساب

اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں میں علم کا شہر ہوں اور حضرت علی اس کے دروازے ہیں بلا شبہ آپ شہرِ علم کے دروازے ہیں آپ کے وسعت علم کا اندازہ اس واقعہ سے لگا سکتے ہیں دو آدمی سفر کر رہے تھے دونوں ایک ساتھ کھانے کے لئے بیٹھے ان میں سے ایک شخص کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اور دوسرے شخص کے پاس تین روٹیاں تھیں ایک اور مسافر اسی درمیان آگیا ان دونوں نے اس کو بھی شامل کرلیا تینوں مل کر کھانا کھائے وہ شخص جاتے وقت ان دونوں کو آٹھ روپے دے کر گیا جن کی پانچ روٹیاں تھیں انھوں نے کہا میری پانچ روٹیاں تھیں میں پانچ روپے لیتا ہوں اور تمہاری تین روٹیاں تھیں تم تین روپے لے لو اس شخص نے کہا نہیں تقسیم برابر ہونا چاہئے چار روپے تم لو اور چار روپے میں لیتا ہوں اسی بات پر دونوں میں جھگڑا ہوگیا وہ دونوں شخص امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت میں پہنچے اور پوری روداد سنائی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پورا واقعہ سننے کے

بعد تین روٹی والے سے کہا جو تم کو مل رہا ہے اسے لے لو اسی میں تمہارا فائدہ ہے اس شخص نے کہا یہ تو ناانصافی ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ ناانصافی نہیں ہے اگر انصاف کیا جائے تو تمہارا حصہ ایک روپیہ ہوتا ہے اس شخص کو بڑا تعجب ہوا کہ وہ کس طرح ؟ اس شخص نے کہا کہ آپ ہمیں حساب بتایئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر میں حساب کر دوں تو تم ایک روپیہ قبول کر لو گے؟ اس شخص نے کہا کہ ہاں میں ایک روپیہ قبول کر لوں گا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کل کتنی روٹیاں تھیں؟ انھوں نے کہا آٹھ، کھاتے وقت روٹیوں کے کتنے ٹکڑے کئے؟ انھوں نے جواب دیا ہر روٹی کے تین ٹکڑے، حضرت علی نے فرمایا ہر آدمی کتنے ٹکڑے کھائے انھوں نے جواب دیا آٹھ ٹکڑے کھائے، حضرت علی نے پوچھا اس مسافر نے کتنے ٹکڑے کھائے؟ انھوں نے جواب دیا آٹھ، حضرت علی نے پوچھا وہ کتنے روپے دیا انھوں نے جواب دیا آٹھ، حضرت علی نے پوچھا ہر ٹکڑا کتنے روپے کا ہوا انھوں نے جواب دیا ایک، حضرت علی نے پوچھا تمھاری کتنی روٹیاں تھیں انھوں نے جواب دیا تین، حضرت علی نے پوچھا روٹیوں کے کتنے ٹکڑے ہوئے انھوں نے جواب دیا نو (۹) حضرت علی نے پوچھا تم خود کتنے ٹکڑے کھائے انھوں نے جواب دیا آٹھ، پھر حضرت علی نے پوچھا تمہارا کتنا ٹکڑا بچا انھوں نے جواب دیا ایک تو حضرت علی نے فرمایا تمھارے ایک ٹکڑے کا ایک روپیہ ہوتا ہے۔ تیرے ساتھی کی پانچ روٹیوں کے پندرہ ٹکڑے ہوتے ہیں اس میں سے اس نے آٹھ ٹکڑے کھائے اور سات ٹکڑے مسافر نے کھایا لہٰذا ان کے سات ٹکڑے کا سات روپیہ ہوتا ہے یہ حساب سن کر وہ شخص دنگ رہ گیا اور دل میں کہا کاش میں تین روپیہ لے لیتا تو بہتر تھا۔

محبوب ترین انسان

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا آپ نے بسم اللہ پڑھ کر ایک لقمہ اُٹھایا اور اس طرح

دعا فرمانے لگے۔ اے پروردگار عالم! جو تجھے اور مجھے بہت زیادہ محبوب ہے اسے میرے پاس بھیج دے۔ اسی وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دروازے پر دستک دی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا دروازے پر کون ہے؟ باہر سے آواز آئی میں علی ہوں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مصروف ہیں پھر تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک لقمہ لیا اور دعا فرمائی اے رب العالمین! تیرے بندوں میں جو تجھے اور مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے اسے میرے پاس بھیج دے پھر دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آئی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کون ہے؟ باہر سے جواب ملا میں علی ہوں۔ حضرت انس نے جواب دیا سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت مصروف ہیں پھر تیسری دفعہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے ایک لقمہ لیا اور دعا فرمائی اے رب ذوالجلال! میرے پاس ایسے شخص کو بھیج دے جو تجھے اور مجھے بہت پیارا ہے۔ پھر دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آئی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا دروازے پر کون ہے؟ آواز آئی میں علی ہوں۔ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس! دروازہ کھول دو۔ جب حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دروازہ کھولا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے انھیں دیکھ کر آقائے دو جہاں نے ایک لقمہ اُٹھایا اور یہ دُعا فرمائی کہ اے رب العالمین! میرے پاس ایسے شخص کو بھیج دے جو مجھے اور تجھے محبوب ہے اور مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت علی کے حقوق مسلمانوں پر ایسے ہیں جیسے والد کا حق اولاد پر۔
حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے علی کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور

جس نے علی کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

مشکل سوالوں کا جواب

محترم حضرات! آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا مطالعہ کریں آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کو پڑھیں تو یہ بات آپ پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ بلاشبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہر علم کے دروازے ہیں تاریخ میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا ہے کہ حضرت علی سے کوئی علمی سوال کیا گیا ہو، کوئی تاریخی سوال کیا گیا ہو اور آپ نے جواب نہ دیا ہو اس لئے تو صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ حضرت علی کے علاوہ ہم میں کوئی ایسا شخص نہیں تھا جو یہ کہتا کہ جو چاہو پوچھو یہ صرف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان تھی آپ برجستہ فرماتے جو چاہو سوال کرو جواب دوں گا جو چاہو پوچھو جواب دوں گا۔ تاریخ اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ حضرت علی سے جس نے بھی سوال کیا چاہے وہ سوال کتنا ہی مشکل کیوں نہ ہو آپ تسلی بخش جواب مرحمت فرمائے ہیں۔ ایک واقعہ سنئے یہ واقعہ ''جامع المعجزات'' میں ہے تورات کا ایک عالم تھا جس کا نام مضر تھا اس کو اپنے علم پر بڑا زعم تھا اسے اپنے علم پر بڑا گھمنڈ تھا اسے اپنے علم پر بڑا ناز تھا وہ گمان کرتا تھا کہ میرے سوالوں کا کوئی مکمل جواب نہیں دے سکتا ہے وہ دعویٰ کرتا تھا کہ میرے سوالوں کا کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ اسی زعم اور گھمنڈ میں ایک مرتبہ اس تورات کے عالم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میں آپ سے چند سوال کرنا چاہتا ہوں کیا آپ میرے سوالوں کا تسلی بخش جواب دیں گے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے میرے نبی نے شہر علم کا دروازہ بنایا ہے تیرے ہر سوال کا جواب دوں گا اور تسلی بخش جواب دوں گا اور صحیح جواب دوں گا۔ اس توریت کے عالم نے پوچھا اے علی! یہ بتائیے کہ وہ کون سا مرد ہے جس کا ماں باپ کوئی نہیں؟ اے علی یہ بتائیے وہ کون سی عورت ہے جس کی ماں ہے نہ باپ؟ اے علی یہ بتائیے کون سا مرد ہے جس کی ماں تو

ہے لیکن باپ نہیں؟ اے علی! یہ بتائیے وہ کونسا پتھر ہے جس نے جانور جنا؟ اے علی! یہ بتائیے وہ کون سی عورت ہے جس نے تین گھڑیوں میں بچہ جنا؟ اے علی یہ بتائیے وہ کون سے دو دوست ہیں جو کبھی دشمن نہیں بنیں گے؟ اے علی یہ بتائیے وہ کون سے دو دشمن ہیں جو آپس میں کبھی دوست نہیں بنیں گے؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال سن کر فرمایا اے توریت کے عالم مضر! تیرے سوالات تو بہت آسان ہیں اس کا جواب سنو! وہ مرد جس کا ماں باپ نہیں وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں، وہ عورت جس کی ماں ہے نہ باپ وہ حضرت حوا علیہا السلام ہیں۔ وہ مرد جس کی ماں ہے لیکن باپ نہیں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ وہ پتھر جس نے جانور جنا یہ وہ پتھر ہے جس سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پیدا ہوئی۔ وہ عورت جس نے تین گھڑیوں میں بچہ جنا وہ حضرت مریم علیہا السلام ہیں جن کو ایک گھڑی میں حمل ٹھہر گیا دوسری گھڑی میں دردزہ ہوئی اور تیسری گھڑی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہو گئے۔ وہ دو دوست جو آپس میں کبھی دشمن نہیں بنیں گے وہ جسم اور روح ہے اور وہ دو دشمن جو آپس میں کبھی دوست نہیں بنیں گے وہ موت اور حیات ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب سن کر وہ توریت کا عالم دنگ رہ گیا اور بے ساختہ اس کی زبان سے نکلا کہ اے علی! واقعی تم نے صحیح جواب دیا ہے بے شک تم علم کے شہر کا دروازہ ہو۔

ڈوبا ہوا سورج

محترم سامعین! ایک مشہور واقعہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں آپ ذرا توجہ فرما کر سماعت کریں حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ خیبر فتح ہونے کے بعد واپسی کے موقع پر مقام صہبا میں سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیام فرمایا ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی کام کے لئے کہیں بھیج دیا جب عصر کا وقت ہوا تو نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز

عصر ادا فرمائی اتنے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے۔ ابھی آپ نے عصر کی نماز ادا نہیں کی تھی کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانوئے مبارک پر اپنا سر اقدس رکھ کر آرام فرمانے لگے اور آپ کی آنکھ لگ گئی یہاں تک کہ عصر کا وقت ختم ہو گیا، سورج ڈوب گیا مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں آنسو ہیں مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رونے کی وجہ پوچھی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان میری عصر کی نماز قضا ہو گئی یا رسول اللہ میری عصر کی نماز چھوٹ گئی، یا رسول اللہ میں عصر کی نماز ادا نہیں کر سکا، یا رسول اللہ عصر کا وقت ختم ہو چکا ہے، یا رسول اللہ سورج ڈوب چکا ہے یا رسول اللہ میں اس لئے رو رہا ہوں کہ میری نماز قضا ہو گئی یہ سن کر سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دی اے علی! تیری نماز قضا نہیں ادا ہو گی۔ اسی وقت مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اُٹھایا اور دُعا فرمائی ’**اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ کَانَ فِیْ طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُوْلِكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ**‘ اے اللہ! یا الٰہ العالمین! یہ علی تیری اطاعت میں تھے یہ علی تیری فرمانبرداری میں تھے اے پروردگار عالم! یہ علی تیرے حبیب کی اطاعت میں تھے اے رب ذوالجلال! یہ علی تیرے رسول کی فرمانبرداری میں تھے اے اللہ! تو ان کے لئے سورج کو لوٹا دے حضرت اسما رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا سورج غروب ہو چکا تھا سورج ڈوب چکا تھا دن کا اختتام ہو چکا تھا رات کی ابتدا ہو چکی تھی اس کے بعد پھر سورج طلوع ہو گیا سورج پچھّم سے نکل آیا سورج واپس ہو چکا یہاں تک کہ سورج کی روشنی سے پہاڑ چمکنے لگے سورج کی روشنی زمین پر پڑنے لگی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اطمینان سے وضو کیا اور خشوع وخضوع کے ساتھ نماز عصر ادا کی۔ جب حضرت علی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نماز عصر سے فارغ ہو چکے تو پھر سورج غروب ہو گیا۔

محترم حضرات! میں ذرا آپ کا ذہن اس واقعہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں میں آپ کی خصوصی توجہ چاہتا ہوں اس واقعہ میں کئی چیزیں ہمیں نظر آتی ہیں اس واقعہ میں عشق رسول موجود ہے۔ اس واقعہ میں نماز کی محبت موجود ہے اس واقعہ میں معجزہ رسول موجود ہے اس واقعہ میں اختیار مصطفیٰ موجود ہے۔ اس واقعہ میں اطاعت علی موجود ہے۔ محترم حضرات! اس واقعہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عشق رسول ملاحظہ فرمایئے جب سورج ڈوب رہا تھا۔ جب عصر کی نماز قضا ہو رہی تھی، جب دن ختم ہو رہا تھا، جب رات کی ابتدا ہو رہی تھی اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاگ رہے تھے ان کے زانوئے مبارک پر سرکار دو عالم آرام فرما رہے تھے آخر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جگائے کیوں نہیں؟ یا رسول اللہ آپ نیند سے بیدار ہو جائیں مجھے عصر کی نماز ادا کرنی ہے۔ یا رسول اللہ آپ اپنا سر میرے زانو سے اُٹھائیں مجھے نماز عصر پڑھنی ہے یا رسول اللہ آپ اپنا سر اٹھائیں میری نماز کا وقت جا رہا ہے حضرت علی کا عشق رسول دیکھئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانتے ہیں کہ جو قضا ہو رہی ہے وہ نماز ہے جو میرے زانو پر سو رہے ہیں وہ روح نماز ہیں، جو چھوٹ رہی ہے وہ نماز ہے اور جو میرے زانو پر آرام فرما ہیں وہ جان نماز ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانتے تھے کہ ایمان ملا ہے تو انھیں کے صدقے، قرآن ملا ہے تو انھیں کے صدقے، رب ملا ہے تو انھیں کے صدقے اور نماز ملی ہے تو انھیں کے صدقے عشق رسول نے پکار کر کہا اے علی! محبوب خدا کو نہ جگاؤ! محبوب خدا آرام فرما ہیں انھیں تکلیف نہیں ہونی چاہئے۔ اے علی! انھیں جبرئیل بھی جگانے سے ڈرتے ہیں۔ اے علی! محبوب خدا کو نہ جگاؤ انھیں آرام کرنے دو اگر نماز قضا ہو گئی تو ادا ہو جائے گی لیکن محبت کی قضا میں ادا نہیں ہے۔

محترم حضرات! آپ ذرا توجہ فرمائیں جہاں حضرت علی کو سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم سے عشق تھا وہیں نماز سے محبت تھی اور کیوں نہ ہو کہ نماز تو محبوب خدا کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے آج کے معاشرے کا جائزہ لیں تو تعجب ہوگا لوگ نماز سے کتنی دور ہیں افسوس تو اس بات کی ہے کہ نماز کے چھوڑنے پر انھیں افسوس بھی نہیں ہے۔نماز کے چھوٹ جانے پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے یہ حضرت علی کی نماز سے محبت تھی۔یہ حضرت علی کی نماز سے انسیت تھی جب آقائے دو جہاں بیدار ہوئے تو فرمایا اے علی! رونے کی کوئی بات نہیں تمھاری نماز قضا نہیں ہوگی بلکہ ادا ہوگی۔اے علی تمہارے نبی کو اللہ نے با اختیار بنایا ہے۔ اے علی! تمہارے نبی کو اللہ نے مالک بنایا ہے اے علی! تمہارے نبی کی دُعا کو اللہ رد نہیں کرے گا اے علی! میں ابھی دُعا کرتا ہوں ڈوبا سورج واپس آجائے گا اور اللہ کے نبی نے ڈوبا سورج واپس کردیا۔محترم سامعین! یہ آسی بانگ دہل یہ اعلان کرتا ہے یہ خصوصیت صرف علی کے لئے ہے یہ مقام صرف علی کا ہے یہ عظمت صرف حضرت علی کی ہے۔ جب سے سورج طلوع ہو رہا ہے اس وقت سے لے کر قیامت تک سورج طلوع ہوتا رہے گا لیکن فرد واحد کے لئے طلوع نہ ہوگا جب بھی سورج طلوع ہوگا ساری کائنات کے لئے ہوگا جب بھی سورج طلوع ہوگا ہر انسان کے لئے ہوگا لیکن مقام صہبا میں جو سورج طلوع ہوا ہے تو وہ صرف اور صرف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہوا ہے یہ مقام صرف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔اسی لئے تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں ؂

مولی علی نے واری تیری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

حضرت علی اور قرآن

برادران اسلام! آیئے احادیث کے ذریعے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام سمجھیں حدیث شریف میں ہے خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے

سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علم کے ہزار دروازے عطا فرمائے ہیں اور ہر دروازے کے سامنے علم کے ہزار ہا دروازے کھلتے ہیں۔حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرا علی میرے علم کا خزانہ ہے میرا علی میرے بھید کا خزانہ ہے، میرا علی میرے راز کا خزانہ ہے۔ حضرت ابو طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا میں نے اپنے کانوں سنا اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے فرمایا ”**سَلُوْنِیْ فَوَاللّٰہِ لَا تَسْئَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ یَکُوْنُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اِلَّا حَدَّثْتُکُمْ بِہٖ** “لوگو! تم مجھ سے سوال کرو خدا کی قسم، رب ذوالجلال کی قسم، وحدہ لاشریک کی قسم! قیامت تک ہونے والی جس چیز کے بارے میں تم پوچھو گے، جس چیز کے بارے میں سوال کرو گے میں تمہیں اس کی خبر دوں گا۔حضرت مسلم بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ شیر خدا، فاتح خیبر، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے لوگو! تم مجھ سے پوچھو اس سے پہلے کہ تم لوگ مجھے کھو دو۔اے لوگو! سنو عرش اعظم کے علاوہ جس چیز کے بارے میں تم مجھ سے پوچھو گے میں تمہیں اس کی خبر دوں گا۔

برادران اسلام! تاریخ الخلفاء میں ہے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حضرت علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن حضرت علی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں مجھ سے جدا ہونے کے بعد حوض کوثر پر آئیں گے۔

حضرت ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ مجھے ہر ایک آیت کا شان نزول معلوم ہے مجھے ہر آیت کے بارے میں یہ معلوم ہے کہ کہاں نازل ہوئی اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ کس کے حق میں

نازل ہوئی کیونکہ میرے رب نے مجھے قلب منور، عقل سلیم اور زبان ناطق عطا فرمائی ہے۔
آپ حضرات ایک حدیث پاک حضرت ابن سعد سے اور سماعت فرمالیں آپ کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! جس کسی کو قرآن مجید کے متعلق پوچھنا ہو مجھ سے پوچھو کیونکہ کوئی آیت ایسی نہیں ہے جس کے بارے مجھے معلوم نہ ہو کہ یہ دن میں نازل ہوئی کہ رات میں، میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ پر۔

ظاہری معنی باطنی معنی

محترم سامعین! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وسعت علمی کا اندازہ لگائیں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر قرآن کے علم کا اندازہ لگائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے وقت بسم اللہ شریف کے حرف با کی تفسیر بیان کرنا شروع کیا اس کے رموز ونکات بتانے لگے اس کی باریکی کو عیاں کرنے لگے اسی گفتگو میں پوری رات گزر گئی یہاں تک کہ صبح ہوگئی تو آپ نے ارشاد فرمایا اگر رات کا حصہ اور باقی رہتا اور تفسیر بیان کرتا۔ خدا کی قسم! رب ذوالجلال کی قسم! وحدہ لاشریک کی قسم! ابھی تو میں سمندر سے قطرہ بھی بیان نہیں کیا ہوں۔ دوسری جگہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اگر میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر لکھوں تو ستر اونٹ کتابوں سے لاد دیئے جائیں پھر بھی سورۂ فاتحہ کی تفسیر ختم نہ ہو۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قرآن سات قرأتوں میں نازل ہوا اور قرآن میں جتنے حروف ہیں ہر حرف کا ایک ظاہری معنی ہوتا ہے ایک باطنی معنی ہوتا ہے اور ہر حرف کے ظاہری اور باطنی معنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہے۔

درندے کی قسم

برادرانِ اسلام! جو شخص اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے پوری کائنات اس کی ہو جاتی ہے، پوری

دنیا اس کی ہو جاتی ہے ہر چیز فرمانبردار بن جاتی ہے۔ جو رسول کا غلام ہو جاتا ہے دونوں جہاں اس کا ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں۔

کی محمد سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

نزہۃ المجالس کے حوالے سے یہ واقعہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا اے امیر المومنین میرا ارادہ سفر کرنے کا ہے مگر میں جنگلی جانور سے ڈرتا ہوں مجھے جنگلی جانور سے ڈر لگتا ہے میں جنگلی جانوروں سے خوف کھاتا ہوں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ایک انگوٹھی دی اور فرمایا جب کوئی خوفناک درندہ تیرے قریب آئے تو فوراً کہہ دینا دیکھ میرے ہاتھ میں علی بن طالب کی انگوٹھی ہے جب وہ شخص سفر شروع کیا تو جنگل میں ایک خوفناک درندہ سامنے آیا وہ شخص پکار کر کہا اے درندہ دیکھ میرے ہاتھ میں علی بن طالب کی انگوٹھی ہے اتنا سننے کے بعد وہ درندہ آسمان کی طرف دیکھا اور دوڑتا ہوا بھاگ گیا۔ اس شخص نے سفر سے واپس آکر پورا قصہ سنایا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آسمان کی طرف منہ کرکے درندہ نے قسم کھائی کہ رب ذوالجلال کی قسم میں اس علاقے میں ہرگز نہیں رہوں گا جس علاقے میں لوگ میری شکایت علی بن طالب سے کریں۔

راہب نے ایمان لایا

محترم سامعین! یہ حضرت علی کی شان ہے، یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت ہے کہ زمانہ سابقہ کی کتابوں میں بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہے ان کتابوں میں بھی آپ کی عظمت بیان کی گئی ہے۔ آیئے آپ کے سامنے شواہد النبوۃ کے حوالے سے یہ واقعہ بیان کرتا ہوں جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ صفین میں مشغول تھے اور آپ کے لشکروں کو پانی کی دقت ہوئی، آپ کی فوج پیاسی ہوئی قرب وجوار میں بہت تلاش کیا گیا

لیکن کہیں پانی میسر نہ ہوا کہیں پانی کا پتہ نہ چلا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آگے چلو جب آگے بڑھے تو ایک گرجا گھر نظر آیا وہاں کے رہنے والوں سے آپ نے پانی کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ یہاں سے چھ میل کے فاصلے پر پانی مل سکتا ہے۔ آپ کے ساتھیوں نے کہا اے امیر المومنین! آپ ہمیں اجازت دیجئے تا کہ ہم وہاں تک پہنچیں آپ نے فرمایا اس کی ضرورت نہیں ہے اپنی سواری کو پچھم کی طرف لے چلو پھر تھوڑی دور جا کر آپ نے فرمایا یہاں زمین کھودوا بھی تھوڑی زمین کھودی گئی تھی کہ نیچے سے ایک بڑا پتھر ظاہر ہو گیا لوگوں نے بڑی کوشش کی لیکن وہ پتھر نہ ہٹا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس پتھر کے نیچے میٹھا اور ٹھنڈا پانی ہے کسی طرح سے اس پتھر کو ہٹاؤ سب لوگوں نے مل کر بہت کوشش کی لیکن پتھر کا ہٹنا تو دور کی بات پتھر ہلا بھی نہیں۔ یہ دیکھ کر شیر خدا، حیدر کرار، فاتح خیبر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم لوگ ہٹو آپ نے طاقت حیدری سے پتھر کو ہٹا دیا اس کے نیچے سے صاف میٹھا اور ٹھنڈا پانی ظاہر ہوا اتنا بہتر پانی کہ پورے سفر میں انھیں ایسا پانی کہیں نہیں ملا تھا سب نے جی بھر کر پیا جتنا چاہا بھر لیا پھر آپ نے پتھر کو اٹھا کر پانی کے اوپر رکھ دیا اور فرمایا اس پر مٹی ڈال دو جب گرجا گھر کا راہب یہ دیکھا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بہت ہی ادب کے ساتھ پوچھا کہ کیا آپ پیغمبر ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر راہب نے پوچھا کیا آپ کوئی مقرب فرشتہ ہیں؟ آپ نے جواب دیا نہیں پھر راہب نے پوچھا کہ آخر آپ کون ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا میں اللہ کے رسول محمد ابن عبد اللہ کا داماد ہوں اور ان کا خلیفہ ہوں راہب نے کہا کہ آپ اپنا ہاتھ بڑھایئے تا کہ میں آپ کے مبارک ہاتھ پر اسلام قبول کروں آپ نے ہاتھ بڑھایا اور راہب نے کہا **اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ**۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایک طویل مدت تک تم اپنے دین پر قائم رہے آج

اسلام لانے کی وجہ کیا ہے؟ تیرے اسلام لانے کا سبب کیا ہے؟ دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کی وجہ کیا ہے؟ اسلام کے دامن سے وابستہ ہونے کی وجہ کیا ہے؟ تو راہب نے عرض کیا حضور! یہ گرجا گھر اس کے لئے فتح ہونا تھا جو اس پتھر کو ہٹا کر اس چشمہ سے پانی نکالے اور ہماری کتابوں میں لکھا ہوا ہے اس چٹان کا ہٹانے والا یا تو پیغمبر ہو گا یا پیغمبر کا داماد۔ جب میں نے دیکھا کہ آپ نے اس پتھر کو ہٹایا تو میری مراد پوری ہو گئی اور مجھے جس چیز کا انتظار تھا وہ مل گئی جس روشنی کی ضرورت تھی وہ روشنی مجھے مل گئی، مجھے جس منزل کی تلاش تھی وہ منزل مل گئی جس راستے کی تلاش تھی وہ راستہ مجھے مل گیا، جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے راہب سے یہ بات سنی تو آپ اتنا روئے کہ داڑھی مبارک بھیگ گئی اور فرمایا تمام تعریف خداوند قدوس کے لئے ہے تمام تعریف رب ذوالجلال کے لئے تمام تعریف وحدہ لاشریک کے لئے میں تو ایک ادنی انسان ہوں اللہ کا شکر ہے کہ میرا ذکر ان کی کتابوں میں موجود ہے۔

شہادت علی

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت خارجیوں کی منظّم سازش سے ہوئی۔ تین خارجی، عبد الرحمٰن بن ملجم، برک بن عبد اللہ اور عمرو بن بکیر مکہ معظّمہ میں جمع ہوئے اور آپس میں یہ فیصلہ کیا کہ ہم تینوں تین افراد کو قتل کریں ایک علی بن طالب کو دوسرا معاویہ بن ابوسفیان کو اور تیسرا عمرو بن عاص کو اپنے مقصد کے مطابق تینوں اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح سویرے بڑے لڑکے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے میرے بیٹے! آج رات خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ، آپ کی امت نے میرے ساتھ کجروی اختیار کی ہے اور سخت نزاع برپا کر دیا ہے یہ سن کر آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تم ظالموں کے لئے دعا کرو تو میں نے اس طرح دُعا کی اے رب العالمین! تو مجھے ان لوگوں

سے بہتر لوگوں میں پہنچادے اور میری جگہ ان لوگوں پر ایسا شخص مسلط کردے جو برُا ہو، ابھی آپ یہ بیان ہی فرمارہے تھے کہ موذن نے فجر کی اذان دی اور آپ نماز پڑھانے کے لئے گھر سے چلے اور راستے میں لوگوں کو نماز کے لئے جگاتے ہوئے جارہے تھے اتنے میں ابن ملجم آپ کے سامنے آگیا اس نے اچانک تلوار سے بھر پور وار کیا وار اتنا سخت تھا کہ آپ کی کنپٹی پیشانی کے ساتھ کٹ گئی تلوار لگتے ہی آپ نے زبان سے فرمایا 'فزت برب الکعبه' رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہوگیا۔ آپ کے زخمی ہوتے ہی لوگ چاروں طرف سے دوڑے اور ابن ملجم کو پکڑ لیا زخمی حالت میں آپ کئی دن بقید حیات رہے۔ ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

محترم حضرات! میں اپنی گفتگو اب ختم کرتا ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو اور ہم کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغ

☆☆☆

شان فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ جَمِیْعًا اَقَامَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لِلْمُذْنِبِیْنَ الْمُتَلَوِّثِیْنَ الْخَطَّآئِیْنَ الْهَالِکِیْنَ شَفِیْعًا فَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ط۔

محترم حضرات! آیئے سب سے پہلے دونوں جہاں کے سردار، مالک ومختار، عرب کا ناقہ سوار، روح ایمان، کائنات کی جان، آقائے کون ومکان، جان فصاحت وبلاغت، منبع علم وحکمت، امام المرسلین، طٰہٰ ویٰسین، بیکسوں کے کس، بے بسوں کے بس، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنی عقیدت ومحبت کا ثبوت دیتے ہوئے درود وسلام کا نذرانہ پیش کریں اور پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ صلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بَارِكْ وَسَلِّمْ صَلَاةً وَّ سَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔
صَلَاةً وَّ سَلَامًا عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ۔

امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

اس بتول جگر پارۂ مصطفےٰ
حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

سیدہ زاہدہ طیبہ طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرہ ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

محترم حضرات! میرا آج کا موضوع ہے شان فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے آج حضرت فاطمہ کی عظمت بیان کروں۔ میں آپ کے سامنے جگر گوشۂ رسول کی فضیلت بیان کرنا چاہتا ہوں۔ میری تقریر کا عنوان ہے ''شان فاطمہ'' جو جنتی عورتوں کی سردار ہیں، جو شہید اعظم امام حسین کی ماں ہیں، جو حضرت علی کی زوجہ ہیں، جو ہمارے نبی کی لخت جگر ہیں، جو صبر وتحمل کی مجسمہ ہیں۔ وہ فاطمہ جن پر ہمارے آقا کو ناز تھا، وہ فاطمہ جن کی تکلیف سے ہمارے نبی بے چین ہوجایا کرتے تھے، وہ فاطمہ جو شرم وحیا کی پیکر تھیں، وہ فاطمہ جن کو غیر محرم نے کبھی دیکھا نہیں جس کے بارے میں امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

محترم سامعین! اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے: اے نبی کے گھر والو اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرماوے اور تمہیں پاک کر کے ستھرا

کر دے۔ محترم سامعین! آپ غور کریں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کے گھر والوں کو ہر طرح کی ناپاکی سے دور فرمادیا ہر طرح کی نجاست سے دور فرمادیا چاہے وہ ناپاکی ظاہری ہو چاہے وہ ناپاکی باطنی ہو چاہے وہ ناپاکی روحانی ہو ہر طرح کی ناپاکی سے محفوظ فرمادیا ہے۔ حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی کا مطالعہ کریں، ان کی سیرت کو پڑھیں حدیث کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کی پیاری بیٹی کو ہر طرح کی ناپاکی سے دور فرمایا۔ اللہ نے اتنا فضل وکرم فرمایا کہ حضرت فاطمہ کو اس ناپاک بیماری سے بھی نجات عطا فرمائی جو اس سرزمین پر ہر عورت کو لاحق ہوتی ہے یہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان ہے یہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عظمت ہے جو کسی دوسری عورت کو حاصل نہیں۔ اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں:

اس بتول جگر پارۂ مصطفےٰ
حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام

ولادت

حضرات! فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیدائش اعلان نبوت سے ایک سال پہلے ہوئی اس وقت آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر شریف اکتالیس سال تھی بعض روایت میں آیا ہے کہ اعلانِ نبوت کے بعد جب خانۂ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی تو آپ کی ولادت ہوئی آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کا نام فاطمہ رکھا آپ کی کنیت ام محمد تھی آپ کی امی جان کا نام حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔ آپ کے کئی القابات ہیں آپ کو زہرا بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کو طاہرہ بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کو مطہرہ بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کو بتول بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کو بتاؤں کہ حضرت فاطمہ کو زہرا کیوں کہا جاتا ہے آپ کو زہرا اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ حیض سے پاک تھیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو

اس بیماری سے محفوظ رکھا تھا۔ آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ اس روئے زمین پر جتنی بھی عورتیں ہیں کسی کا لقب بتول نہیں کسی کو بتول نہیں کہا جاتا ہے کسی کو بتول لکھا نہیں جاتا ہے اس روئے زمین پر صرف دو خاتون ایسی ہیں جنہیں بتول کہا جاتا ہے ایک خاتون جنت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اور دوسری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام ہیں۔ منتہی الادب میں بیان ہے کہ بتول اس خاتون کو کہا جاتا ہے جو دنیا اور مافیہا سے بے خبر ہو کر اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہے، آپ حضرت فاطمہ کی زندگی کا مطالعہ کیجیے تو اندازہ ہوگا کہ آپ کی صبح گزرتی ہے تو یاد الٰہی، میں آپ کی شام گزرتی ہے تو یاد الٰہی میں، آپ کا دن گزرا ہے تو عبادت الٰہی میں، آپ کی رات گزرتی ہے تو تلاوت قرآن میں، رات کی عبادت میں آپ کا سجدہ اتنا لمبا ہوتا تھا کہ رات تو ختم ہو جاتی لیکن آپ کا سجدہ ختم نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے تو آپ کو بتول کہا جاتا ہے۔

فضائل فاطمہ

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بے شمار فضائل ہیں۔ آسی جیسے کمتر انسان سے آپ کی شان کیا بیان ہوسکتی ہے۔ جن کے فضائل قرآن مقدس میں ہیں، جن کے فضائل حدیث میں ہیں۔ جن کی فضیلت آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمائی۔ جن کی فضیلت صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیان کی۔ محترم حضرات! خطبۂ مسنونہ کے بعد جو آیت کریمہ کی میں نے تلاوت کا شرف حاصل کیا ہے اس آیت کریمہ کا نزول بھی شان فاطمہ پر دلالت ہے۔

فضائل فاطمہ حدیث میں

اب آیئے چند احادیث میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جس سے فضائل اور مناقب روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا۔ بخاری شریف کی حدیث ہے آقائے دو جہاں

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فاطمہ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے جس نے فاطمہ کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا، جس نے فاطمہ کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی۔ اللہ کے آخری نبی تمام نبیوں کے اور رسولوں کے امام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو اپنے جسم کا ایک ٹکڑا کہا حضرت فاطمہ کی تکلیف کو اپنی تکلیف بتائی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم کا ٹکڑا حضرت فاطمہ ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے نور ہیں تو حضرت فاطمہ بھی نور ہیں۔ اسی لئے تو اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

جنتی عورتوں کی سردار

آقائے دو جہاں سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، بخاری شریف کی حدیث ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں دو جہاں کے مالک و مختار احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میری بیٹی، میری لخت جگر فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں یہ حدیث پاک بھی آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ایک مرتبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی سے پوچھا کہ اے میری بیٹی! کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو؟ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو؟ کیا تمہیں اس بات پر شادمانی اور مسرت نہیں ہے کہ تم دنیا کی تمام عورتوں کی سردار ہو؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا ابا حضور! آپ مجھے یہ بتائیں کہ اگر میں سارے جہاں کی عورتوں کی سردار ہوں تو پھر حضرت مریم کا کیا مقام ہے؟ آقائے نعمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو جواب عنایت فرمایا کہ اے بیٹی **تِلْكَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ عَالَمِهَا** یعنی حضرت مریم اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں اور تم سارے جہان کی عورتوں کی سردار ہو۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ یہ ہے مقام فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

آگے اور ملاحظہ فرمائیے علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے بہت سارے محققین نے تشریح کی ہے بالخصوص حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دنیا کی تمام عورتوں سے افضل اور اعلیٰ ہیں یہاں تک کہ حضرت مریم سے بھی افضل ہیں محققین نے اس کی تشریح یوں فرمائی ہے اس کی وضاحت اس طرح بیان کرتے ہیں اس کی دلیل یوں دیتے ہیں کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو اپنے جسم کا ٹکڑا فرمایا ہے تو کوئی حضور کے جسم کے ٹکڑا کے برابر کیسے ہوسکتا ہے؟ اس لئے حضرت فاطمہ دنیا کی ساری عورتوں سے افضل ہیں۔ حضرت فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔

انوکھا سوال

آیئے کچھ حدیث آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ عظمت فاطمہ اور عیاں ہوجائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایک انوکھا سوال کیا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: **اَیُّنَا اَحَبُّ اِلَیْکَ اَنَا اَمْ فَاطِمَۃ** ؟ یعنی اے اللہ کے نبی! میرے والدین آپ پر قربان آپ بتائیں کہ میں آپ کو زیادہ محبوب ہوں یا فاطمہ؟ تو آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس انوکھے سوال کا کیا انوکھا جواب عنایت فرمایا آپ نے ارشاد فرمایا **اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْکَ وَاَنْتَ اَعَزّ عَلَیَّ مِنْھَا** . آپ نے فرمایا اے علی! سنو فاطمہ مجھے تم سے زیادہ محبوب ہے اور تم میرے نزدیک اس سے زیادہ عزت والے ہو۔

انسانی حور

ایک حدیث پاک اور ملاحظہ فرمائیں حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بروز محشر قیامت کے دن یوم آخرت میں ایک آواز دینے والا آواز دے گا ایک ندا

کرنے والا ندا بلند کرے گا کہ اے محشر والو! اپنے سروں کو جھکالو، اپنی گردنوں کو جھکالو، اپنی آنکھیں بند کرلو تاکہ پیکر شرم وحیا، خاتون جنت، جنتی عورتوں کی سردار، شہید اعظم امام حسین کی ماں، شیر خدا کی زوجہ، بنت محمد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پل صراط سے گزر جائیں۔ جب لوگ اپنی گردنیں جھکالیں گے، اپنی نگاہیں نیچی کرلیں گے، اپنی آنکھیں بند کرلیں گے تو شایان شان سے اپنے وقار وعظمت کے ساتھ خاتون جنت فاطمہ زہرا ستر ہزار حوروں کی جھرمٹ میں بجلی کی رفتار کی طرح پل صراط سے گزر جائیں گی۔

حضرت امام نسائی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری بیٹی فاطمہ انسانی حور ہے جسے کبھی حیض نہیں آیا۔

محترم حضرات! حور نورانی مخلوق ہے جو ہر طرح کی ناپاکی اور نجاست سے مبرا اور منزہ ہے میرے آقا نے اپنی پیاری بیٹی کو بھی انسانی حور قرار دے کر دنیا والوں کو بتادیا کہ میری بیٹی بھی حور کی طرح پاک وصاف ہے۔

حضرت فاطمہ کا رونا اور ہنسنا

برادرانِ اسلام! شواہدۃ النبوۃ میں حضرت علامہ عبد الرحمٰن جاری علیہ الرحمۃ والرضوان بیان کرتے ہیں کہ جب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طبیعت شریف ناساز تھی جب آپ بیمار تھے جب آپ ظاہری حیات کے آخری دور میں تھے اس بیماری کی حالت میں سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر اپنی چہیتی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کان میں سرگوشی کی اور کچھ باتیں کیں باتیں سننے کے بعد حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا زار وقطار رونے لگیں۔ آپ کی چشم مبارک سے آنسو بہنے لگے، آپ گریہ کرنے لگیں جب آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی لاڈلی بیٹی کو روتے ہوئے دیکھا، آنسو بہاتے ہوئے دیکھا تو آپ نے پھر کچھ باتیں اپنی بیٹی کے کان میں کیں جسے

سنتے ہی خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رونے کے بجائے ہنسنے لگیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے کسی نے خاتون جنت سے معاملہ دریافت کیا، واقعہ کی حقیقت کو جاننا چاہا رونے اور ہنسنے کا سبب معلوم کرنے کی کوشش کی تو حضرت خاتون جنت نے ارشاد فرمایا خدا کی قسم میرے اور میرے ابو جان کے درمیان ایک راز ہے جسے میں ظاہر کرنا نہیں چاہتی۔ جب آقائے نعمت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس ظاہری دنیا سے پردہ کر گئے تو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خاتون جنت سے وہ راز جاننا چاہا اس راز سے پردہ اُٹھانا چاہا اور دریافت کیا کہ رونے اور ہنسنے کی وجہ کیا تھی؟ خاتون جنت جگر گوشۂ رسول حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ ابو جان نے میرے کان میں کہا کہ اس سے پہلے حضرت جبرئیل علیہ السلام سال میں ایک بار قرآن لایا کرتا تھا مگر اس سال دو بار لے کر آیا ہے اس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ میری وفات قریب ہے۔اس لئے میں رونے لگی تھی۔ مجھے روتے ہوئے دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہا کہ اے میری بیٹی! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو اور سب سے پہلے جو عورت جنت میں داخل ہوگی وہ تم ہو اس کو سننے کے بعد میں ہنسنے لگی۔محترم حضرات آپ اس سے اندازہ لگائیے کہ خاتون جنت حضرت فاطمہ کا مقام کتنا بلند و بالا ہے۔

ملک الموت کو اجازت

محترم سامعین! ایک واقعہ آپ کے گوش گزار کروں یہ واقعہ آپ سماعت فرمائیں اس واقعہ کو حضرت علامہ عبد الرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ والرضوان نے بیان کیا ہے کہ خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طبیعت خراب تھی جب آپ علیل تھے جب آپ کی طبیعت ناساز تھی میں آپ کے سرہانے بیٹھی تھیمیں آپ کے پاس موجود تھی ایک آواز میرے کان میں آئی ایک ندا میں نے سنی کہ کسی

شخص نے السلام علیکم یا اہل بیت کہہ کر اندر آنے کی اجازت چاہی۔السلام علیکم یا اہل بیت کہہ کر اجازت طلب کی السلام علیکم یا اہل بیت کہہ کر اندر آنے کی التماس کی، السلام علیکم اہل بیت کہہ کر اندر آنے کی گزارش کی تو میں نے کہا کہ اے اللہ کے بندے! اللہ تعالیٰ تمہیں مزاج پرسی کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ اے اللہ کے بندے اللہ تعالیٰ تمہیں بیمار پرسی کا بدلہ عطا فرمائے۔حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آرام کرنے دیں۔ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عبادت الٰہی میں مشغول ہیں آپ اس میں خلل نہ ڈالیں آنے والے شخص نے بلند آواز سے کہا، آنے والے شخص نے التماس کی، آنے والے شخص نے گزارش کی کہ مجھے اندر آنے کی اجازت دیں کیونکہ اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ میرا اندر آنا بہت ضروری ہے اس گفتگو کے درمیان آقائے نعمت تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غشی کم ہو گئی اسی دورانِ گفتگو آپ کی غشی میں کمی آگئی تو آپ نے اپنا چشم مبارک کو کھول دیا آپ نے آنکھیں کھول دیں اور اپنی پیاری بیٹی خاتونِ جنت راحت جان رسول حضرت بتول فاطمۃ الزہرا سے ارشاد فرمایا کیا تم جانتی ہو کہ کس سے گفتگو کر رہی ہو؟ اے میری بیٹی کیا تمھیں معلوم ہے کہ تمھاری گفتگو کس سے ہو رہی ہے؟ کیا تمھارے علم میں ہے کہ یہ کون ہیں؟ حضرت فاطمہ نے فرمایا ابّا حضور مجھے معلوم نہیں کہ یہ کون شخص ہیں آپ ہی بتائیں کہ یہ کون ہیں؟ آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے میری بیٹی! یہ ملک الموت ہیں انھیں اندر آنے کی اجازت دیدو، حضرت فاطمہ نے اجازت دیدی۔حضرت عزرائیل علیہ السلام اندر تشریف لائے، حضرت عزرائیل علیہ السلام اندر داخل ہوئے اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ! حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب میں کہا وعلیک السلام یا امین اللہ! اس کے بعد پھر ملک الموت نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے پروردگار عالم کی قسم، مجھے رب ذوالجلال کی قسم، جس نے آپ کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے جس نے آپ کو تمام رسولوں کا سردار

بنایا ہے جس نے آپ کو تمام نبیوں کا امام بنایا ہے اس سے پہلے میں نے کسی سے اجازت طلب نہیں کی اور آئندہ بھی کسی سے اجازت طلب نہیں کروں گا۔ سبحان اللہ کیا شان ہے خاتون جنت فاطمہ کی جنھوں نے ایک اولوالعزم فرشتہ سے گفتگو کی جنھوں نے ملک الموت سے گفتگو کی جنھیں ملک الموت سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل ہے۔

تعظیم فاطمہ

محترم سامعین ! حضرت فاطمہ کی تعظیم وتکریم ہر مسلمان کرتا ہے۔ حضرت فاطمہ کی تعظیم وتکریم ہر ایمان والا کرتا ہے حضرت فاطمہ کی تعظیم وتکریم ہر عاشق رسول کرتا ہے۔ حضرت فاطمہ کی تعظیم وتکریم اہل بیت کا ہر چاہنے والا کرتا ہے۔ حضرت فاطمہ کی تعظیم وتکریم ہر مومن کرتا ہے۔ یہاں تک کہ حضرت فاطمہ کی تعظیم وتکریم رسولوں کے سردار نبیوں کے امام محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کی ہے۔ یہ حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کی کتنی تعظیم وتکریم کرتے تھے۔ ترمذی شریف کی حدیث ہے آپ حدیث کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں **اِذَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ اِلَيْهَا فَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِه**۔ یعنی جب بھی خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ رسالت میں حاضری دیتی تھیں اپنے ابا جان کی بارگاہ میں آتی تھیں تو سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو جایا کرتے تھے فرط محبت سے آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا کرتے تھے اور اپنی مبارک مجلس میں بٹھایا کرتے تھے وہ امام الانبیا جن کی تعظیم وتکریم کے لئے انبیائے کرام کھڑے ہو جائیں وہ امام الانبیا جن کی تعظیم وتکریم کے لئے رسولان عظام کھڑے ہو جائیں وہ امام الانبیا جن کی تعظیم وتکریم کے لئے جبرئیل علیہ السلام کھڑے ہو جائیں، وہ امام الانبیا جن کی تعظیم وتکریم کے لئے ملائکہ کھڑے ہو جائیں وہ امام الانبیا

حضرت فاطمہ کے لئے کھڑے ہو رہے ہیں یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے بلکہ حضرت فاطمہ کی عظمت ووقار کا بین ثبوت ہے۔

خواتین میں افضل

اس دار گیتی پر بے شمار خواتین آئیں کسی خاتون کو نبی کی بیوی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ کسی کو رسول کی بیوی ہونے کا شرف حاصل ہوا، کسی کو رسول کی بہن ہونے کا شرف حاصل ہوا، کسی کو نبی کی بہن ہونے کا شرف حاصل ہوا، کسی کو رسول کی بیٹی ہونے کا شرف حاصل ہوا، کسی کو نبی کی بیٹی ہونے کا شرف حاصل ہوا، کسی کو نبی کی ماں ہونے کا شرف حاصل ہوا، کسی کو ولی کی ماں ہونے کا شرف حاصل ہوا، کسی کو شہید کی ماں ہونے کا شرف حاصل ہوا، کسی کو شہید کی بیوی ہونے کا شرف حاصل ہوا لیکن قربان جائیے مقام فاطمہ پر، قربان جائیے فضیلت فاطمہ پر، قربان جائیے عظمت فاطمہ پر، قربان جائیے خواتین میں افضل ہونے پر۔ حضرت فاطمہ کی شان یہ ہے کہ آپ صرف رسول کی بیٹی نہیں بلکہ رسولوں کے امام کی بیٹی ہیں، آپ صرف نبی کی بیٹی نہیں بلکہ نبیوں کے سردار کی بیٹی ہیں، آپ صرف شہید کی ماں نہیں بلکہ شہید اعظم کی ماں ہیں، آپ صرف ولی کی بیوی نہیں بلکہ ولیوں کے سردار حضرت علی کی بیوی ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا فاطمہ تمام مسلمان عورتوں کی سردار ہیں۔ اس حدیث کی شرح میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اشعت اللمعات میں فرماتے ہیں کہ تمام مسلمان عورتوں پر حضرت فاطمہ کو فضیلت حاصل ہے یہاں تک کہ حضرت مریم پر بھی آپ کو فضیلت حاصل ہے، حضرت آسیہ پر بھی آپ کو فضیلت حاصل ہے، حضرت خدیجہ پر بھی آپ کو فضیلت حاصل ہے آپ کو حضرت عائشہ پر بھی فضیلت حاصل ہے۔

آپ غور کریں حضرت مریم علیہا السلام صرف اس لئے ممتاز ہیں کہ آپ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہیں لیکن حضرت فاطمہ تین وجوہ سے خواتین میں ممتاز ہیں آپ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیٹی ہیں ، آپ سید الاولیا شیر خدا، فاتح خیبر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ ہیں، آپ شہید اعظم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ ہیں۔

راضی نہ ہوئیں

محترم حضرات! آیئے آپ کو بتا تا چلوں کہ حضرت فاطمہ کا مقام کیا ہے؟ حضرت فاطمہ کی شان کیا ہے؟ حضرت فاطمہ کے قدموں پر تقدس وطہارت قربان، حضرت فاطمہ کے قدموں پر عفت وعظمت قربان، حضرت فاطمہ کے قدموں پر شرم وحیا قربان۔ حضرت فاطمہ کی شان یہ ہے کہ کسی غیر محرم نے کبھی آپ کو دیکھا نہیں، کبھی کسی غیر محرم کی نگاہ آپ پر پڑی نہیں۔ آپ کا آنچل شمس وقمر نے دیکھا نہیں اس کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی یوں فرماتے ہیں:

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں:

اِنَّ فَاطِمَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا لَمَّا نَزَلَ عَلَيْهَا مَلَكُ الْمَوْتِ لَمْ تَرْضِ بِقَبْضِهَا فَقَبَضَ اللّٰهُ رُوْحَهَا۔

یعنی جب اللہ تبارک وتعالیٰ ملک الموت کو خاتون جنت حضرت فاطمہ کی روح قبض کرنے کے لئے بھیجا جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عزرائیل کو حضرت فاطمہ کی روح قبض کرنے کا حکم دیا تو حضرت فاطمہ اس پر راضی نہ ہوئیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود حضرت فاطمہ کی روح پاک قبض کی۔ حضرت فاطمہ نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں

درخواست کی، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی تیرے محبوب کی بیٹی نے جب سے ہوش سنبھالا ہے کسی غیر کی نگاہ اس پر نہیں پڑی ہے اے پروردگار کسی غیر محرم نے میرے آنچل کو نہیں دیکھا ہے، عزرائیل اگر چہ فرشتہ ہے لیکن میرے لئے وہ بھی غیر ہے پروردگار موت کے وقت میری روح خود ہی قبض کر لینا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب کی پیاری بیٹی کی دعا قبول فرمائی اور روحِ پاک کو خود قبض فرمایا۔ یہ ہے حضرت فاطمہ کی شان، یہ ہے عظمت فاطمہ، سبحان اللہ۔

ایک انار دو بیمار

محترم سامعین! ایک مرتبہ خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار ہوگئیں، شیر خدا فاتح خیبر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی شریک حیات حضرت فاطمہ سے کہا اے فاطمہ! تم بیمار ہو کسی چیز کی کھانے کی خواہش ہو تو بتاؤ بازار سے لے آؤں، حضرت فاطمہ اپنے شوہر کی تنگدستی سے واقف تھیں حضرت فاطمہ جانتی تھیں کہ میرے شوہر کے پاس زر زیور نہیں ہے میرے شوہر کے پاس دینار و درہم نہیں ہے اگر میں نے فرمائش کردی تو میرے شوہر کو فرمائش پوری کرنے میں دقت ہوگی اپنے شوہر کو پریشانی سے بچانے کے لئے بیمار بیوی نے کہا کہ مجھے کچھ کھانے کی خواہش نہیں پھر بھی حضرت علی اصرار کرنے لگے تو خاتون جنت نے کہا کہ میرے لئے بازار سے انار لے لیجیے حضرت علی قرض لے کر بازار گئے ایک انار خریدا اور خوش وخرم ہو کر گھر کی طرف چلے کہ میں آج بیمار بیوی کی خدمت میں انار پیش کروں گا۔ راستے کے کنارے ایک فقیر آواز لگا رہا تھا، ایک مسافر آواز لگا رہا تھا ایک غریب الوطن آواز لگا رہا تھا ایک پردیسی بیمار آواز لگا رہا تھا کہ ہے کوئی اللہ کا بندہ! جو مجھے ایک انار کھلائے، ہے کوئی اللہ کا بندہ جو مجھے انار کھلا کر اللہ کی خوشنودی حاصل کرے۔ ہے کوئی اللہ کا بندہ جو مجھے انار کھلا کر نیکی حاصل کرے۔ اتنا سننے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قدم

مبارک رُک گئے کہ اب کیا کریں؟ ایک انار دو بیمار اگر اس پردیسی بیمار کو کھلائیں تو بیوی سے
وعدہ کر کے آئے ہیں۔ اگر انار کو بیوی کے لئے لے جاتے ہیں تو یہ شان سخاوت کے خلاف
ہے کہ جس گھرانے کے لوگ بھوکے رہ کر دوسروں کا پیٹ بھریں وہ کیسے گوارہ کر سکتے ہیں کہ
کسی غریب بیمار کو مایوس کریں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ انار اس غریب بیمار کو کھلا دیا اور
گھر کی طرف چلے دل میں خیال آیا کہ بیوی کو کیا جواب دیں گے۔ گھر پہنچ کر آپ نے
دروازے پر دستک دی حضرت فاطمہ نے دروازہ کھولا حضرت فاطمہ دیکھتی ہیں کہ میرے شوہر
مغموم ہیں میرے شوہر افسردہ ہیں آپ فرماتی ہیں اے میرے سرتاج اے میرے شوہر آپ کو
افسردہ ہونے کی ضرورت نہیں میں بیماری سے شفا پا چکی ہوں میں بیماری سے نجات پا چکی
ہوں جس رب کی رضا کے لئے آپ نے اس غریب الوطن بیمار کو انار کھلایا اسی رب نے مجھے
شفا عطا کی اسی رب نے مجھے صحت عطا فرمائی۔

محترم حضرات! ایک نکتہ کی طرف آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ فضل الٰہی سے حضور
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو علم غیب ہے ہی اللہ تعالیٰ کی عطا سے حضرت فاطمہ کو بھی غیب
کا علم تھا۔ حضرت علی بازار میں ایک مسافر کو انار کھلا رہے ہیں اور خاتون جنت اپنے گھر سے
اس واقعہ کو معلوم کر لیتی ہیں۔ امام عشق و محبت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ حضور
کے علم غیب کے بارے میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

جنتی لباس

محترم حضرات! یہ ایمان افروز واقعہ سماعت فرمائیں اس واقعہ کو نزہت المجالس جلد
دوم میں بڑی وضاحت کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے۔ قریش مکہ کی کچھ عورتیں قیمتی اور زرق برق

لباس پہن کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئیں اور کہا کہ آپ اپنی بیٹی
فاطمہ کو ہمارے گھر میں ایک شادی کی تقریب میں بھیجیں، قریش مکہ کی عورتیں حضرت فاطمہ
کے لباس کا مذاق اڑانا چاہتی تھیں دولت مند عورتوں کے سامنے حضرت فاطمہ کو نیچا دکھانا
چاہتی تھیں ان کا مقصد یہ تھا کہ فاطمہ پھٹے پرانے لباس پہن کر آئیں گی تو ان کو شرمندگی اُٹھانا
پڑے گا ان کا مقصد سارے جہان کے آقا مولا کی بیٹی کی توہین کرنا تھا۔ مالک عرب وعجم
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ دیر خاموش رہے پھر ارشاد فرمایا یہ دعوت قبول ہے میری
بیٹی فاطمہ تمہاری شادی میں شرکت کے لئے ضرور آئے گی۔ شادی میں ضرور شرکت کرے
گی۔ قریش مکہ کی عورتوں کے چلے جانے کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی
لخت جگر سے فرمایا اے بیٹی فاطمہ میں نے تمھاری شرکت کے لئے وعدہ کر لیا ہے بیٹی تمہارا کیا
ارادہ ہے؟ خاتون جنت تمام مسلمان عورتوں کی سردار زوجہ شیر خدا حضرت فاطمہ نے عرض کیا
ابا جان میری جان آپ پر قربان آپ کا حکم سر آنکھوں پر، مگر میں حیران و پریشان ہوں کہ
قریش مکہ کی امیر عورتیں ریشمی لباس پہنے ہوں گی، قیمتی لباس زیب تن کئے ہوں گی، بڑی آن
بان کے ساتھ اس شادی میں شرکت کریں گے جب وہ مجھے پھٹے پرانے لباس میں دیکھیں گی
تو میرا مذاق اُڑائیں گی۔ ابا حضور صرف میرا مذاق اُڑائیں تو مجھے برداشت ہے لیکن میرے
ساتھ ساتھ اسلام کا مذاق اُڑائیں گی آپ کا مذاق اُڑائیں گی جو مجھے برداشت نہیں۔ حضور
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے میری جان، اے میری لخت جگر، ائے میری
پیاری بیٹی سنو! وہ سب قریش کے سرداروں کی عورتیں ہیں تم تو جنت کی عورتوں کی سردار ہو، وہ
مالداروں کی عورتیں ہیں تم تو شہنشاہ دو عالم کی بیٹی ہو، ان کے پاس دنیا کی دولت ہے تمہارے
پاس آخرت کی دولت ہے، ان کے پاس دنیا کے لباس ہیں کل بروز محشر تمہاری مبارک چادر
گنہگاروں کے سروں پر سایہ بن کر چھا جائے گی۔ اسی دورانِ گفتگو طائر سدرہ حضرت جبرئیل

علیہ السلام تشریف لائے اللہ کا سلام بارگاہ نبوی میں پیش کیا اور کہا کہ اللہ کا فرمان ہے کہ آپ فاطمہ سے کہہ دیں قریش سرداروں کی خواتین کی تقریب میں شرکت کریں، اپنے بوسیدہ لباس کی فکر نہ کریں، اپنے پھٹے پرانے کپڑے کو نہ دیکھیں ہماری شانِ قدرت کو دیکھیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بارگاہ الٰہی کا فرمان اپنی بیٹی کو سنایا۔ حضرت فاطمہ اپنے ابا سے اجازت لے کر شاہانہ شان وشوکت کے ساتھ روانہ ہوگئیں۔ جب آپ کی تشریف آوری ہوئی تو قریش کی تمام عورتیں باادب کھڑی ہوگئیں آپ کا حسن اور باطنی جمال خانہ شادی کے در و دیوار کو روشن کر رہا تھا سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی کی شان وشوکت کو دیکھ کر قریش کی عورتوں کی نگاہیں شرم سے جھک گئیں۔ باادب پوچھنے لگیں اے فاطمہ! **مِنْ اَیْنَ لَکِ** ایسا خوبصورت لباس، ایسا ریشمی لباس، ایسا زرق برق لباس، ایسا قیمتی لباس آپ کو کہاں سے ملا، آپ کو کس نے دیا؟ حضرت فاطمہ نے جواب دیا **فَقَالَتْ مِنْ اَبِیْ** اے قریش کی عورتو سنو! یہ لباس مجھے میرے والد نے عطا کیا۔ یہ لباس فاخرہ میرے ابا جان نے مجھے دیا ہے۔ پھر قریش کی خواتین نے پوچھا آپ کے والد کو کہاں سے ملا **فَقُلْنَ مِنْ اَیْنَ اَبِیْكِ**. خاتون جنت نے جواب دیا **قَالَتْ مِنْ جِبْرِیْل** . یعنی میرے والد گرامی کو حضرت جبرئیل نے یہ لباس دیا پھر خواتین نے پوچھا **قُلْنَ مِنْ اَیْنَ جِبْرِیْل** ، یعنی جبرئیل کو یہ لباس کہاں سے ملا؟ جبرئیل یہ لباس کہاں سے لے کر آئے؟ تو حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا نے جواب دیا **قَالَتْ مِنَ الْجَنَّةِ**، یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ لباس حکم الٰہی سے جنت سے لے کر آئے ہیں اتنا سننے کے بعد قریش کی عورتیں کلمہ طیبہ پڑھ کر داخل اسلام ہوگئیں جن کے دلوں میں اسلام کی عداوت تھی ان کے دلوں میں اسلام اور آلِ رسول سے محبت پیدا ہوگئی اور اسلام کا بول بالا ہوگیا۔

جنّتی کھانا

محترم سامعین! یہ واقعہ جامع المعجزات میں ہے کہ ایک دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور! آج میرے گھر چلیں اور دعوت قبول فرمائیں۔ آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعوت قبول کرتے ہوئے صحابۂ کرام کے ساتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف چلے۔ حضرت عثمان آپ کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے آپ کے قدم مبارک کو گننے لگے آپ کے قدم کو شمار کرنے لگے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اے عثمان! تم میرے قدموں کو کیوں گن رہے ہو؟ کیوں شمار کر رہے ہو؟ حضرت عثمان نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میری جان و مال آپ پر قربان میں چاہتا ہوں کہ آپ کی تعظیم توقیر کے لئے آپ کے ایک ایک قدم کے بدلے ایک ایک غلام آزاد کروں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم آپ جتنے قدم چلیں گے میں اتنا ہی غلام آپ کے نام پر آزاد کروں گا۔ اس دعوت میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے۔ جب دعوت ہوچکی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر تشریف لائے تو بہت افسردہ تھے، بہت مغموم تھے۔ خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شریک حیات سے دریافت کیا کہ آپ پریشان کیوں ہیں؟ حضرت علی نے جواب دیا اے فاطمہ! آج عثمان غنی کے گھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شاندار دعوت تھی، حضرت عثمان نے حضور کے ایک ایک قدم پر غلام آزاد کیا۔ کاش اس طرح کی دعوت ہم بھی حضور کو دے پاتے۔ حضرت فاطمہ نے کہا اے علی! آپ جائیے بارگاہ رسالت میں دعوت دے دیجیے۔ حضرت علی نے فرمایا اے فاطمہ! اس طرح کا انتظام کیسے ہو پائے گا؟ ایک ایک قدم کے بدلے غلام آزاد کیسے کیا جائے گا؟ حضرت فاطمہ نے

فرمایا! ان شاء اللہ رب کے فضل وکرم سے سب انتظام ہو جائے گا، اللہ تبارک وتعالیٰ سب بندوبست فرما دے گا۔ یہ سن کر حضرت علی بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور دعوت پیش کر دی۔ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کی دعوت قبول کرتے ہوئے صحابۂ کرام کے ساتھ حضرت علی کے گھر کی طرف چلے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام صحابۂ کرام کو بٹھایا اور گھر کے ایک گوشہ میں جا کر سجدہ میں گر گئیں اور عرض کی اے پروردگار! تیری بندی فاطمہ نے تیرے محبوب کو دعوت دی ہے اے پروردگار تجھے معلوم ہے اس بندی کے پاس کچھ نہیں ہے، اے پروردگار صرف تیرا ہی بھروسہ ہے یا رب قدیر آج تو اس بندی کی لاج رکھ لے پروردگار اپنے فضل وکرم سے دعوت کے کھانے کا انتظام فرما۔ اس کے بعد حضرت فاطمہ نے ہانڈی چولھے پر رکھا، دریائے رحمت میں جوش آیا رب قدیر نے اس ہانڈی کو جنت کے کھانے سے بھر دیا اس کھانے کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین تناول فرمانے لگے کھانے کے دوران حضور نے صحابۂ کرام سے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نہیں جانتے، شہنشاہ کونین مالک دو جہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ کھانا اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے جنت سے بھیجا ہے۔ یہ سن کر صحابہ کرام بہت خوش ہوئے۔ پھر حضرت فاطمہ نے سجدہ میں جا کر دُعا کی اے پروردگار تو نے جنت کا کھانا بھیج کر میری لاج رکھ لی۔ اے اللہ! عثمان نے تیرے محبوب کی تعظیم وتکریم میں ہر قدم پر غلام آزاد کیا اے بار الٰہ ہماری اتنی استطاعت نہیں۔ اے پروردگار ہمارے پاس غلام وباندی نہیں، اے پروردگار ہمارے پاس دینار ودرہم نہیں، اے مالک ومولا میری خاطر تیرے محبوب کے ہر قدم کے بدلے تیرے محبوب کی گنہگار امت کو جہنم سے آزاد کر دے۔ پروردگار عالم عثمان نے غلام آزاد کیا ہے تو میری خاطر گنہگار امت کو جہنم سے آزاد کر دے۔

حضرت جبرئیل نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی بیٹی فاطمہ کی دُعا قبول فرمالی اور مجھے یہ بشارت دے کر بھیجا ہے کہ جاؤ میرے محبوب کو یہ خوشخبری سنا دو کہ ہم نے ہر قدم کے بدلے ایک ہزار گنہگاروں کو جہنم سے آزاد کر دیا۔ یہ بشارت سن کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بہت خوش ہوئے اور خاتون جنت حضرت فاطمہ نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ بارگاہ خداوندی میں حضرت فاطمہ کا کیا مقام ہے؟ آپ کی دُعا سے جنتی کھانا بھی میسر ہوا اور گنہگاروں کی بخشش بھی ہو گئی۔ سبحان اللہ۔

نکاح فاطمہ

محترم حضرات! حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت فاطمہ سے بے پناہ محبت فرمایا کرتے تھے، حضرت فاطمہ سے کافی انسیت تھی۔ نزہۃ المجالس جلد دوم میں ہے کہ ایک دن سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسکراتے ہوئے تشریف لائے آپ بہت خوش نظر آ رہے تھے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ! آپ بہت خوش نظر آ رہے ہیں کیا وجہ ہے؟ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے پروردگار کی طرف سے ایک خوشخبری آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فاطمہ کو علی کے نکاح میں دے دیا۔ اسد الغابہ میں حضرت فاطمہ کے نکاح کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فاطمہ کے نکاح کا پیغام دینے کے لئے میں بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا لیکن آپ کا رعب اور جلالت دیکھ کر مجھے کچھ کہنے کی جرأت نہیں ہوئی اور میں خاموشی کے ساتھ بیٹھا رہا مجھ میں بالکل طاقت نہ تھی کہ میں کچھ گفتگو کرتا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود ہی توجہ فرماتے ہوئے دریافت کیا کہ کیا تم فاطمہ کے پیغام کے لئے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! آپ نے پوچھا تمہارے پاس مہر ادا کرنے کے لئے

کچھ ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا وہ حطمی زرہ کہاں ہے؟ جس کو میں نے دیا تھا
اسی کو بیچ کر مہر ادا کر دو سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی پیاری بیٹی کا نکاح نہایت ہی
سادگی کے ساتھ حضرت علی کے ساتھ کر دیا۔ شہنشاہ دو عالم کی بیٹی کا نکاح اور اتنی سادگی
تاریخ ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

سامان جہیز

محترم حضرات! آج اس پُرفتن دور کا جائزہ لیجئے تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ لوگ کتنے
حریص اور لالچی ہو چکے ہیں۔ جہیز کے لین دین کی رسم اتنی عام ہو چکی ہے کہ ایک غریب کی بیٹی
کے لئے شادی کرنا کتنا دشوار ہو گیا ہے۔ سختی کے ساتھ جہیز کا مطالبہ کیا جا رہا ہے، منہ کھول کر مانگا
جا رہا ہے، شرم وحیا کو بالائے طاق رکھ کر جہیز مانگا جا رہا ہے۔ نہ جانے کتنے گھروں میں غریب
بچیوں کی شادی جہیز کی وجہ سے نہیں ہو پا رہی ہے۔ دور حاضر میں دیکھا گیا ہے کہ جہیز کی شکل میں
بھیک مانگتے ہوئے نظر آ رہے ہیں دولت کی ہوس نے بھکاری بنا دیا ہے۔ اگر کوئی ڈاکٹر ہے تو
شادی سے قبل ہونے والے سسر سے جہیز کی شکل میں بھیک رہا ہے اگر کوئی وکیل ہے تو جہیز کی
شکل میں بھیک مانگتے ہوئے نظر آ رہا ہے۔ اگر کوئی انجینئر ہے تو وہ بھی شادی سے قبل جہیز کے
لئے اپنا دامن پھیلائے ہوئے نظر آ رہا ہے۔ جہیز مانگنے والے جتنے ہیں سب بھکاری ہیں ایسے
نوجوانوں کو شرم آنی چاہئے آج ہماری بہنیں اور بیٹیاں جہیز کی وجہ سے گھر میں بیٹھی ہوئی ہیں کیا یہ
ہمارے لئے شرم کی بات نہیں ہے؟ کیا یہ ہمارے لئے غیرت کی بات نہیں؟ اسی لئے تو شاعر نے
کہا ہے۔

جہیز کے فتنے دب جائیں گے ایک دن
یا رب کسی غریب کی بیٹی جواں نہ ہو

محترم حضرات! آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ہمارے آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ کو جہیز میں کیا دیا۔ دونوں جہاں کے سردار نے اپنی بیٹی کو ایک
چادر دی جس میں ۱۷ پیوند لگا ہوا تھا، ایک توشک دیا جس کا غلاف چمڑے کا تھا، ایک تکیہ دیا
ایک لحاف دیا جس میں روئی اور ریشم کی جگہ کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ آٹا پیسنے کے لئے
ایک چکی دیا، پانی بھرنے کے لئے ایک مشکیزہ دیا، پانی پینے کے لئے ایک لکڑی کا پیالہ دیا، یہ
سب جہیز کا سامان ہے جس کو آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کو دیا آج ہم
غلامان مصطفےٰ کو چاہئے کہ اس پر عمل کریں تا کہ ہمارے سماج اور معاشرہ سے جہیز کی رسم ختم ہو
جائے۔ ہماری سوسائٹی سے جہیز کی لعنت کا خاتمہ ہو جائے اور غریب بچیوں کی شادی کرانا
آسان ہو جائے۔

حوض کوثر کا پیالہ

حضرات! یہ واقعہ بھی آپ سماعت فرمائیں اس واقعہ کو علامہ معین الدین کاشفی رحمتہ
اللہ علیہ معارج النبوت میں بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو
دیر سے گھر آئے حضرت فاطمہ نے دریافت کیا اے میرے سرتاج آج اتنی دیر کیوں ہو گئی تو
شیر خدا، فاتح خیبر نے جواب دیا میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
تھا اور آپ کی پیاری پیاری باتیں سن رہا تھا حضرت فاطمہ نے عرض کیا ابا جان کیا فرما رہے
تھے؟ شیر خدا نے جواب دیا امام المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت سلیمان
علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی کو ایک جوتی جہیز میں دی جس میں ہیرے جواہرات جڑے
ہوئے تھے۔ اپنے داماد کو ایک تاج دیا جس میں ہیرے اور موتی لگے ہوئے تھے۔ یہ سن کر
حضرت فاطمہ نے دل میں خیال کیا کہ حضرت علی یہ نہ سوچیں ان کو قیمتی چیزیں نہ دی گئیں بلکہ
کھجور کی چٹائی، لکڑی کا پیالہ اور مشکیزہ دیا گیا اسی خیال میں کئی راتیں گزر گئیں ایک رات
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں ایک اعلیٰ مقام پر ہیرے اور موتی

سے جڑے ہوئے لباس پہن کر ایک شاندار سنہری تخت پر جلوہ افروز ہیں ہزاروں حورانِ
بہشت خدمت کے لئے حاضر ہیں۔حضرت علی نے فرمایا اے فاطمہ! مجھے پیاس لگی ہے پانی
پلاؤ۔خاتون جنت دونوں جہاں کے سردار کی بیٹی حضرت فاطمہ نے ایک حسین وجمیل کنیز جو
قیمتی لباس پہنے ہوئے تھیں اور قیمتی زیورات سے آراستہ تھیں ان کو حکم دیا کہ جاؤ اور حوض کوثر
سے میرے شریک حیات علی کے لئے پانی کا پیالہ لاؤ۔فاتح خیبر شیر خدا حضرت علی نے فاطمہ
سے پوچھا اے فاطمہ! یہ کنیز کون ہے؟ تو خاتون جنت نے جواب دیا یہ کنیز حضرت سلیمان
علیہ السلام کی وہی بیٹی ہے جس کا ذکر میرے ابا جان نے آپ سے کیا تھا۔سبحان اللہ! سبحان
اللہ یہ ہے حضرت فاطمہ کی شان اور عظمت۔

کاغذ کا ٹکڑا

محترم حضرات! جامع المعجزات کے حوالے سے یہ واقعہ سماعت فرمائیں خاتون
جنت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جب آخری وقت آیا جب مالک حقیقی سے ملنے کا وقت قریب آگیا
تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے فاطمہ میری ایک وصیت ہے کہ جب سرور کائنات صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پہنچو تو میرا سلام عرض کر دینا اور کہنا کہ اے اللہ کے رسول علی آپ
سے ملنے کا بڑا مشتاق ہے اور آپ سے ملنے کے لئے بے چین ہے علی آپ سے ملنے کے لئے
تڑپ رہا ہے۔حضرت فاطمہ نے کہا کہ اے علی میری بھی ایک وصیت ہے اس پر تم عمل کرنا
اس کو تم پورا کرنا وہ یہ ہے کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو میرے بیٹے حسن اور حسین کو مارنا نہیں
ان دونوں کو خوب پیار کرنا اور ایک کاغذ کا ٹکڑا فلاں جگہ رکھا ہوا ہے اس کو میرے کفن میں رکھ
دینا جس کو میں نے بڑی حفاظت سے رکھا ہوا ہے اور اس کو پڑھنا نہیں۔حضرت علی نے فرمایا
اے فاطمہ! تجھے رسول خدا کا واسطہ! مجھے بتاؤ کہ اس کاغذ میں کیا لکھا ہے حضرت فاطمہ نے
جواب دیا میرا نکاح جب آپ سے ہونے لگا تو ابا جان نے کہا کہ بیٹی تمہارا مہر چار سو مثقال

چاندی مقرر کرتا ہوں میں نے عرض کیا ابا جان علی مجھے منظور ہے لیکن یہ مہر مجھے منظور نہیں۔
اتنے میں سدرہ کے مکیں حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! خدا فرماتا ہے
کہ میں جنت اور اس کی نعمتیں فاطمہ کا مہر مقرر کرتا ہوں ابا جان نے مجھے اس کی خبر دی پھر بھی
میں راضی نہ ہوئی تو ابا جان نے کہا کہ اے میری پیاری بیٹی تم ہی بتاؤ اپنا مہر کیا چاہتی ہو، تمہیں
مہر میں کیا چاہئے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہر وقت اپنی امت کے غم میں رہتے
ہیں میں چاہتی ہوں کہ آپ کے گنہگار امت کی مغفرت اور بخشش میرا مہر مقرر ہو۔جبرئیل
واپس گئے اور یہ کاغذ کا ٹکڑا لے کر آئے جس میں لکھا ہے 'جَعَلْتُ شَفَاعَةَ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ
صِدَاقَ فَاطِمَةَ' یعنی میں نے اپنے محبوب کی امت کی بخشش کو فاطمہ کا مہر مقرر کیا۔محترم
حضرات! جس طرح سے ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی امت کی بخشش کی فکر ہے
اسی طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی یہ فکر ہے کہ میرے والد کے امت کی بخشش
ہو جائے اسی لئے انھوں نے اپنے مہر میں جنت اور جنت کے نعمتوں کو قبول نہ فرمایا بلکہ اپنے
والد کی امت کی بخشش کو قبول فرمایا۔سبحان اللہ!

وصال فاطمہ

محترم حضرات! موت برحق ہے، ہر ایک کو یہ دنیا چھوڑ کر جانا ہے۔موت مومن کے
لئے نعمت ہے، موت رب سے ملنے کا ایک ذریعہ ہے۔حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
وفات ظاہری کے بعد آپ کی پیاری بیٹی آپ کی لخت جگر خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرہ
رضی اللہ عنہا کو ایسا صدمہ ہوا کبھی آپ نے مسکرایا نہیں کسی نے آپ کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔
اسی صدمے اور غم میں چھ ماہ کا عرصہ بیت گیا۔
چھ ماہ گزرنے کے بعد ۳/رمضان المبارک ۱۱ھ منگل کی رات آپ نے وفات پائی اور
اپنے پیارے والد سے جاملیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔حضرت فاطمہ شرم وحیا کی

پیکر تھیں، آپ کی تجہیز و تکفین میں پردہ کے حوالے سے ایک نیا رواج قائم ہوا جو اس سے پہلے نہیں تھا۔ پہلے رواج یہ تھا کہ جس طرح مرُدوں کا جنازہ بغیر پردہ کے لے جایا جاتا تھا اسی طرح عورتوں کا بھی جنازہ اُٹھایا جاتا تھا۔ حضرت فاطمہ نے وفات سے پہلے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کھلے ہوئے جنازہ میں عورتوں کی بے پردگی ہوتی ہے جسے میں ناپسند کرتی ہوں آپ کی فرمائش پر حضرت اسماء بنت عمیس نے لکڑی کا ایک گہوارہ بنایا جسے دیکھ کر خاتون جنت بہت خوش ہوئیں وہی گہوارہ آپ کے جنازہ میں استعمال کیا گیا آج تک یہ رواج برقرار ہے یہ پردہ کا اہتمام حضرت خاتون جنت کی مرہون منت ہے۔

آپ نے ہماری ماں اور بہنوں کو درس دیدیا کہ دیکھو میں رسول کی بیٹی ہوں جب تک باحیات رہی شرم وحیا کی مجسمہ بن کر رہی غیر محرم کی نظروں سے دور رہی جب اس دنیا سے جارہی ہوں تب بھی شرم وحیا کا دامن چھوڑا نہیں بلکہ مکمل پردہ پوشی کے ساتھ جارہی ہوں۔ آپ کا جنازہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پڑھایا اور آپ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری ماں اور بہنوں کو حضرت خاتون جنت کی کنیز بن کر جینے کی توفیق عطا فرمائے اور شرم و حیا کے ساتھ زندگی گزارنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

☆☆☆

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَلْـحَـمْـدُ لِـلّٰهِ الَّذِیْ تَـخْـشَعُ مِنْ خَشْیَتِهٖ قُلُوْبُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَ تَقْشَعَرُّ مِـنْ رَهْبَتِـهٖ جُلُوْدُ الْاَصْفِیَاءِ وَالْمُخْلِصِیْنَ قُصِرَتِ الْاَفْهَامُ مِنْ وَصْفِ كَمَالِهٖ وَارْتَـعَدَّتِ الْعُقُوْلُ بِمُلَاحَظَةِ جَلَالِهٖ اَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَ اَعْلَى التَّسْلِیْمَاتِ عَلٰی مَنْ اُذِّنَ بِاِسْمِهٖ الْكَرِیْمِ فِیْ اَطْبَاقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِیْنَ۔ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْـمَـعِیْـنَ، اَمَّـا بَـعْـدُ: فَـقَـالَ الـنَّبِـیُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ صَدَقَ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ۔

محترم حضرات! ہر مقرر ہر واعظ، ہر مبلغ، ہر خطیب خطبۂ مسنونہ کے بعد کسی نہ کسی آیت کریمہ یا حدیث پاک کو اپنا عنوان سخن بنایا کرتا ہے اس ضابطہ اور قانون کے تحت میں نے بھی مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث آپ کے سامنے پیش کی ہے۔ آیئے اس حدیث پاک کا ترجمہ کرنے سے پہلے اس حدیث پاک کی وضاحت کرنے سے قبل سید ابرار واخیار، شہنشاہ ذی وقار، کائنات کے اوّلین فصل بہار، دونوں عالم کے مالک ومختار، عرب وعجم کے تاجدار، رحمت للعالمین، شفیع المذنبین، طٰہٰ ویٰسین، سیاح لامکاں، مالک انس وجاں، آمنہ کا لخت جگر، عبداللہ کا نور نظر، دانائے غیوب، رب کا محبوب جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ ناز میں نہایت ہی ادب واحترام کے ساتھ درود وسلام کا نذرانہ پیش کریں اور پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بَارِكْ وَسَلِّمْ صَلَاةً وَّ سَلَامًا عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

اَللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یارسول اللہ!

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

معدوم نہ تھا سایہ شاہ ثقلین
اس نور کی جلوہ گاہ تھی ذات حسنین

تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کئے
آدھے سے حسن بنے آدھے سے حسین

محترم حضرات! جو حدیث پاک میں نے آپ کے سامنے پیش کی اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حسن اور حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ قربان جایئے عظمت حسنین کریمین پر کہ جن کے نانا جان رسولوں کے سردار ہیں، جن کی امی جان مسلمان عورتوں کی سردار ہیں اور خود جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' **اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ هُمَا رَيْحَانِيْ مِنَ الدُّنْيَا** ' بے شک حسن اور حسین دنیا میں میرے لئے پھول ہیں اس حدیث پاک پر آپ غور کریں تو اندازہ ہوجائے گا کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کتنی محبت فرماتے ہیں۔ ہر انسان خوشبو کو پسند کرتا ہے ہر انسان کسی نہ کسی پھول کو پسند کرتا ہے کوئی گلاب کو پسند کرتا ہے کوئی چنبیلی کو پسند کرتا ہے کوئی رات رانی کو پسند کرتا ہے کوئی موگرا کو پسند کرتا ہے۔ کوئی جوہی کو پسند کرتا ہے۔ پھولوں میں خوشبو ہوتی ہے، پھولوں میں خوشبو کا تصور کیا جاتا

ہے، پھولوں سے گھروں کو سجایا جاتا ہے، پھولوں سے گلدستہ بنایا جاتا ہے پھولوں کو گلے کا ہار بنایا جاتا ہے، پھولوں سے خوشبو حاصل کیا جاتا ہے جبکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم معطر ہے۔ حضور کا پسینہ مبارک معطر ہے حضور کا وجود خوشبو سے معطر ہے آپ جدھر سے گزر جاتے وہ گلی مہک جاتی آپ جدھر سے گزر جاتے وہ کوچہ مہک جاتا ہے۔ عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فرماتے ہیں:

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

میرے آقا کو خوشبو استعمال کرنے کی ضرورت نہیں تھی آپ نے خوشبو اس لئے استعمال فرمایا تا کہ امت کے لئے خوشبو استعمال کرنا سنت ہو جائے کسی کا پسندیدہ پھول گلاب ہے، کسی کا پسندیدہ پھول چنبیلی ہے، کسی کا پسندیدہ پھول رات رانی ہے لیکن میرے آقا کا پسندیدہ پھول حضرت امام حسن اور امام حسین ہیں۔ سبحان اللہ!

عظمت امام حسن

محترم حضرات! آج میری گفتگو کا عنوان ہے نواسہ رسول حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت۔ آج میری گفتگو کا موضوع ہے جگر گوشۂ بتول کی رفعت۔ میں آج آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام کیا ہے؟ میں آج بیان کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت امام حسن کس مقام پر فائز ہیں۔ امام حسن سے محبت حضرت علی کو تھی۔ امام حسن سے محبت فاطمہ کو تھی۔ امام حسن سے محبت صدیق اکبر کو تھی۔ امام حسن سے محبت فاروق اعظم کو تھی۔ امام حسن سے محبت عثمان غنی کو تھی۔ امام حسن سے محبت صحابہ کرام کو تھی۔ امام حسن سے محبت حضرت جبرائیل کو تھی۔ امام حسن سے محبت دونوں جہاں کے آقا سید المرسلین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تھی۔

ولادت پر رب کی مبارکبادی

نزہۃ المجالس اور دیگر تواریخ کی کتابوں میں آیا ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۵؍رمضان المبارک ۳ھ میں پیدا ہوئے جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو شیر خدا مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور یہ خوشخبری سنائی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے، فرط مسرت سے مسکرانے لگے نواسہ کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرنے لگے اور آپ نے فرمایا اے علی! اس بچہ کا نام رکھو حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان اس بچہ کا نام آپ رکھیں۔ یہ سن کر آپ نے ارشاد فرمایا میں اس بچہ کا نام وہ رکھوں گا جو اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا۔ اسی درمیان سدرہ کے مکین جبرئیل امین بارگاہ نبوت میں نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم رب ذوالجلال اس بچہ کی پیدائش پر مبارکباد پیش کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے نواسہ کی پیدائش پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اس کا نام حضرت ہارون علیہ السلام کے صاحبزادہ شبر کا نام رکھو جس کا معنی ہوتا ہے حسن یعنی خوبصورت حضور نے آپ کا نام حسن رکھا اور کنیت ابومحمد رکھا پیدائش کے ساتویں دن آپ کا عقیقہ کیا آپ کے بال منڈوائے اور حضور نے حکم دیا کہ بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی جائے۔

محترم حضرات! تھوڑی دیر کے لئے آپ اپنی توجہ اس جانب کریں اور غور کریں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا کیا مقام ہے؟ آج کسی امیر گھر میں کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی پیدائش پر امراء اور روٴسا مبارکباد پیش کرتے ہیں کوئی نیتا مبارکباد پیش کرتا ہے، کوئی منتری مبارکباد پیش کرتا ہے، کوئی وزیر اعلیٰ مبارکباد پیش کرتا ہے، کوئی وزیر مبارکباد پیش کرتا ہے۔ آپ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش کا مطالعہ کریں، ولادت حسن کو دیکھیں تو آپ کو

اندازہ ہوگا کہ آپ کی پیدائش پر کوئی رئیس نہیں، کوئی امیر نہیں، کوئی وزیر نہیں، کوئی بادشاہ نہیں، بلکہ خالق کائنات نے مبارکباد پیش کی۔ رب قدیر نے مبارکباد پیش کی۔ مالک حقیقی نے مبارکباد پیش کی۔ بادشاہوں کے بادشاہ نے مبارکباد پیش کی، شہنشاہوں کے شہنشاہ نے مبارکباد پیش کی۔ یہ مقام میرے نبی کے صدقے نواسہ نبی کو حاصل ہے۔ سبحان اللہ۔

حسن نانا کے کندھے پر

مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے کندھے پر حضرت علی کے نور نظر فاطمہ کے لخت جگر حضرت حسن کو اپنے کندھے پر بٹھائے ہوئے تھے کسی صحابی نے عرض کیا ’’نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلَامُ‘‘ یعنی اے نواسہ رسول، جگر گوشۂ بتول، بارگاہ نبوی کے مہکتے پھول، حضرت علی کے دل کے قرار، چمنستان فاطمہ کے نوبہار، اے صاحبزادے تمہاری سواری بہت اچھی ہے، تمہاری سواری بہت عمدہ ہے، تمھاری سواری بے مثال ہے، تمہاری سواری لاجواب ہے۔ یہ سننے کے بعد سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’وَنِعْمَ الرَّاكِبُ هُوَ‘‘ یعنی اے میرے صحابی سوار بھی کتنا عمدہ ہے، سوار بھی کتنا پیارا ہے۔ سوار تو جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں، سوار تو میرے لئے پھول ہیں، سوار تو میرے دل کا سرور ہیں۔

میرا بیٹا سردار ہے

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے فضائل بے شمار ہیں۔ بخاری شریف کی حدیث ہے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ منبر پر تشریف فرما ہیں اور آپ کے پہلو میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں۔ آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی نظر عنایت صحابہ کرام کی طرف فرماتے ہیں اور کبھی نگاہ لطف حضرت امام حسن پر ڈالتے ہیں ایک مرتبہ نظر رحمت حضرت امام حسن پر ڈالتے ہوئے

فرمایا کہ 'اِبْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰہُ اَنْ یُّصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ' یعنی میرا یہ بیٹا سردار ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان مصالحت فرمائے گا۔ بلاشبہ دانائے غیوب اللہ کے محبوب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ بات اس وقت سچ ثابت ہوگئی جب حضرت امام حسن نے حضرت امیر معاویہ سے مصالحت کرلی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدے کی حالت میں ہوتے آپ کی پیشانی اپنے رب صمد کی بارگاہ میں جھکی ہوتی آپ اپنے معبود حقیقی کو سجدہ کررہے ہوتے امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لاتے اور اپنے نانا جان کی پیٹھ مبارک پر سوار ہوجاتے آقائے دوجہاں اپنے نواسے کو پیٹھ پر سے اتارتے نہیں تھے بلکہ حضرت امام حسن خود ہی اتر جاتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض وقت میں نے دیکھا کہ حضور حالت رکوع میں اپنے پیروں کے درمیان اتنا فاصلہ کردیتے تھے کہ حضرت امام حسن دونوں پیروں کے درمیان سے گزر جاتے تھے۔

سب سے افضل

محترم حضرات! بخاری شریف کی یہ حدیث ملاحظہ فرمائیں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے مبارک کاندھے پر بٹھائے ہوئے ہیں اور دُعا فرمارہے ہیں **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ** 'اے پروردگار! اے بارالٰہ! اے رب قدیر! میں اس سے محبت رکھتا ہوں اور تو بھی اس سے محبت رکھ۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ امام حسن کا مقام کتنا بلند ہے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محبت تو کرتے ہی ہیں اور رب سے بھی محبت

کرنے کی دُعا کرتے ہیں۔

ایک دن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس قریش اور قبیلہ کے بڑے بڑے سردار قوم کے رؤسا، قوم کے امراء حاضر تھے حضرت امیر معاویہ نے ان سے فرمایا مجھے بتاؤ ماں، باپ، چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں، نانا اور نانی کے اعتبار سے سب سے زیادہ معزز کون ہے؟ سب سے زیادہ افضل کون ہے؟ سب سے زیادہ مکرم کون ہے؟ سب سے زیادہ اعلیٰ کون ہے؟ سب سے زیادہ فضیلت والا کون ہے؟ اس مجلس میں نواسہ رسول جگر گوشہ بتول حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ حضرت مالک بن عجلان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے حضرت امیر معاویہ کو جواب دیتے ہوئے حضرت امام حسن کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ سب سے زیادہ افضل ہیں۔ ان کے والد شیر خدا فاتح خیبر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کی والدہ بنت رسول اور جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ ان کی نانی ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں ان کے چچا حضرت جعفر طیار ہیں جو جنت میں پرواز کرتے ہیں۔ ان کی پھوپھی معزز خاتون ام ہانی ہیں ان کے ماموں اور خالائیں وہ ہیں جنہیں اولاد رسول ہونے کا شرف حاصل ہے اور ان کے نانا سید المرسلین محبوب رب العالمین ہیں۔ پھر حضرت مالک بن عجلان رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ سے دریافت کیا کہ کیا میں نے سچ کہا؟ تو امیر معاویہ نے جواب دیا اللہ کی قسم یہ سچ ہے۔

آپ کی سخاوت

محترم حضرات! حضرت امام حسن سخی ابن سخی ہیں آپ کا تو وہ گھرانہ ہے کہ خود بھوکے رہ جاتے ہیں اور دوسروں کو کھلاتے ہیں آپ کا در تو وہ در ہے جہاں مانگنے والوں کو محروم نہیں کیا جاتا۔ جہاں سے سوالی کو لوٹایا نہیں جاتا، جہاں سے مانگنے والوں سے پوچھا نہیں جاتا، آپ تو اس سخی کے نواسے ہیں جو قاسم نعمت ہیں۔ جو مالک جنت ہیں۔ آپ کے نانا جان ک رحمت

کے وہ دریا ہیں جہاں سائل کا دامن بھر دیا جاتا ہے آپ تو اس دربار کے پروردہ ہیں جس کے بارے میں امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ ''لا'' ہے نہ حاجت ''اگر'' کی ہے

لب وا ہیں آنکھیں بند پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک تیرے پاک در کی ہے

تاریخ الخلفاء میں آپ کی سخاوت کا ذکر آپ کی داد ودہش کا ذکر آپ کے جود وعطا کا ذکر اس طرح آیا ہے کہ آپ کی سخاوت بے مثال تھی بسا اوقات ایک ایک شخص کو ایک ایک لاکھ درہم تک عنایت فرما دیا کرتے تھے اور کسی کو معلوم بھی نہیں ہوتا تھا ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تین بار آدھا آدھا مال راہ خدا میں خرچ کر دیا اور دو مرتبہ اپنا پورا مال اللہ کے لئے لٹا دیا۔

آپ میں عاجزی اور انکساری بھی بدرجہ اتم موجود تھی آپ نے اپنی زندگی میں ۲۵ر حج ادا فرمائے آپ کے پاس اعلیٰ قسم کا اونٹ بھی تھا لیکن عاجزی وانکساری اختیار کرتے ہوئے اللہ کی رضا کے لئے پیدل راستہ طے فرماتے تھے تاکہ اس مقدس بارگاہ میں حاضری سواری پر نہیں بلکہ پیدل ہو۔

صبر وتحمل

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ صبر وتحمل کے مالک تھے آپ انتہائی بردبار اور حلیم الطبع تھے۔آپ میں برداشت کرنے کا مادہ تھا ذاتی ظلم کو برداشت کر لیتے لیکن حق بات کہنے میں کبھی خاموشی اختیار نہیں کرتے، حق بات کہنے میں تامل نہیں کرتے۔حق گوئی اور بے باکی آپ کا وطیرہ تھا حق کہنا آپ کا شیوہ تھا۔تاریخ الخلفا میں ہے کہ جب مروان مدینہ منورہ میں

حاکم تھا تو وہ منبر پر علی الاعلان حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتا تھا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اس کی گستاخی کو برداشت کر لیتے تھے ایک مرتبہ گستاخ مروان اور امام حسن رضی اللہ عنہ کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی اس گستاخ نے آپ کے سامنے ہی آپ کی گستاخی کرنے لگا مگر آپ نے خاموشی اختیار کی اور اپنی گستاخی برداشت کیا۔جب آپ کے سامنے مروان نے داہنے ہاتھ سے ناک صاف کی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے برداشت نہیں کی اور حق بات کہہ دی اور مروان سے فرمایا افسوس تجھے اتنا بھی نہیں معلوم کہ داہنے ہاتھ سے ناک صاف نہیں کیا جاتا ہے بلکہ بائیں ہاتھ سے ناک صاف کیا جاتا ہے۔مروان یہ سن کر خاموش رہا اور کوئی جواب نہ دیا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ جہاں صبر وتحمل کے پیکر تھے وہیں حق گوئی اور سچ بات کہنے پر نڈر اور بے باک تھے۔

ذہانت

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہی ذہین تھے ایک مرتبہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے گھر مہمان آیا آپ نے مہمان کی خوب خاطر تواضع کی مہمان کھانے سے فارغ ہونے کے بعد شربت طلب کیا امام حسن رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا آپ کونسا شربت پینا پسند کریں گے؟ مہمان نے کہا مجھے وہ شربت منگوا دیجئے جو نہ ملنے پر جان سے زیادہ قیمتی ہے اور مل جائے تو بہت کم قیمت ہے امام حسن رضی اللہ عنہ نے خادموں سے کہا مہمان کے لئے پانی لے کے آؤ مہمان پانی پینا چاہتا ہے سب حاضرین کو آپ کی ذہانت پر کافی حیرانی ہوئی۔بلاشبہ پانی کی قدر وقیمت بہت زیادہ ہے وقت پر نہ ملے تو جان جانے کا خطرہ ہے۔

فرشتوں کی نگرانی

یہ واقعہ نزہتہ المجالس میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما ایام طفولیت میں گھر سے کہیں باہر تشریف لے گئے اور کافی دیر تک واپس نہیں

ہوئے۔ حسنین کریمین کی والدہ محترمہ خاتون جنت جگر گوشہ رسول فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا
پریشان ہوگئیں کہ دونوں شہزادے کہاں چلے گئے ہیں اتنے میں دونوں جہاں کے سردار مالک
ومختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو خاتون جنت نے عرض کیا اباجان آپ کے دونوں
شہزادے کہیں چلے گئے ہیں اور معلوم نہیں کہ کہاں چلے گئے ہیں اتنے میں سدرہ کے مکیں
جبرئیل امین نازل فرش ہوئے اور بارگاہ رسالت میں حاضری دے کر عرض کیا یارسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیک وسلم آپ کے دونوں شہزادے فاطمہ کے لخت جگر فلاں جگہ ہیں آپ پریشان نہ
ہوں۔ آپ فکر نہ کریں اللہ تبارک وتعالیٰ نے دونوں شہزادوں کی حفاظت کے لئے فرشتوں کو
نگراں مقرر کردیا ہے۔ فرشتے ان کی حفاظت پر مامور ہیں۔ فرشتے ان کی نگہبانی کررہے
ہیں۔ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس جگہ تشریف لے گئے جہاں دونوں شہزادے تھے
حضور مشاہدہ فرمارہے کہ ایک فرشتہ اپنا ایک بازو دونوں شہزادے کے لئے زمین پر بچھا دیا ہے
اور ایک بازو سے ان پر سایہ کئے ہوئے ہے حضور اقدس نے دونوں نواسوں کو گود میں اُٹھایا
چہرہ کو بوسہ دیا اور گھر لے آئے گویا کہ دونوں کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے نورانی بستر اور
نورانی شامیانہ کا بندوبست فرمادیا تھا۔ سبحان اللہ۔

پیاس بجھ گئی

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسنین کریمین سے بے پناہ محبت کرتے تھے اگر
حسنین کریمین کو تکلیف ہوتی تو حضور بے چین ہوجایا کرتے تھے حجۃ اللہ علی العلمین میں ذکر
ہے کہ ایک دن حسنین کریمین کے رونے کی آواز آئی رونے کی آواز سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم تڑپ اُٹھے اور جلدی گھر تشریف لے گئے خاتون جنت حضرت فاطمہ سے دریافت
فرمایا اے میری بیٹی میرے دونوں شہزادے کیوں رورہے ہیں؟ حضرت فاطمہ نے عرض کیا
ابا جان! دونوں شہزادے کو پیاس لگی ہے اور اس وقت یہاں پانی موجود نہیں ہے کہ میں

انھیں پلاؤں حضور نے فرمایا انھیں میرے پاس لاؤ حضور سرورکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے حضرت امام حسن کو گود میں لیا اور اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دے دی اور امام حسن
نے زبان کو چوسنا شروع کیا جس سے ان کی پیاس جاتی رہی اور چپ ہوگئے۔ پھر آپ نے
حضرت امام حسین کو گود میں لیا ان کے منہ میں بھی زبان مبارک ڈالی اور امام حسین نے چوسنا
شروع کردیا آپ کی بھی پیاس جاتی رہی اور دونوں شہزادوں کی پیاس بجھ گئی۔

محترم حضرات! حسنین کریمین کا رتبہ اور مقام ملاحظہ فرمائیں دونوں شہزادے اس
زبان مبارک کو چوس رہے ہیں جو معرفت الٰہی کا سرچشمہ ہے، اس زبان کو چوس رہے ہیں جو
منبع علم وحکمت ہے، اس زبان مبارک کو چوس رہے ہیں جو مخزن اسرار الٰہی ہے، اس لعاب
دہن کو چوس رہے ہیں جو کھانے میں پڑ جائے تو برکت ہوجائے، اس لعاب دہن کو چوس
رہے ہیں جس لعاب کی وجہ سے آشوب چشم کو شفا ملتی ہے، اس لعاب دہن کو چوس رہے ہیں
جو سوکھا کنواں میں ڈالیں تو پانی سے بھر جائے، اس لعاب دہن کو چوس رہے ہیں جو مریضوں
کے لئے شفا ہے، اس لعاب دہن کو چوس رہے ہیں جو بیماروں کے لئے شفا ہے اس زبان
مبارک کو چوس رہے ہیں جس کے بارے میں امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

دعا کا اثر

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے آپ کی دعا رب کی بارگاہ میں
قبول ہوتی تھی آپ کی دُعا رب کائنات کی بارگاہ میں رد نہیں ہوتی تھی۔ حضرت علامہ عبد
الرحمٰن جامی اپنی مشہور تصنیف شواہد النبوۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسن

رضی اللہ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے کے ساتھ سفر میں تھے دوران سفر کھجور کے ایک باغ میں آپ نے قیام فرمایا کھجور کے درخت سوکھ چکے تھے درختوں میں کھجوریں نہیں تھیں حضرت ابن زبیر نے کہا کہ اے امام کاش ان درختوں میں کھجوریں ہوتیں تو ہم کھاتے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابن زبیر! کیا تم تازہ کھجوریں کھانا چاہتے ہو؟ حضرت ابن زبیر نے عرض کیا ہاں! حضرت امام حسن نے دعا کے لئے ہاتھ بلند کیا اور زیر لب کچھ کہا جو کسی کو معلوم نہ ہوسکا آپ نے اس زبان مبارک سے دُعا مانگی جس زبان کو رسول اعظم نے چوسا تھا، آپ نے اس زبان مبارک سے دُعا مانگی جس زبان مبارک میں حضور نے اپنا لعاب دہن ڈالا تھا پھر دُعا کیسے قبول نہ ہوتی، آپ کی دُعا رب کائنات کی بارگاہ میں قبول ہوگئی فوراً کھجور کا درخت ہرا بھرا ہوگیا آپ کی دُعا کی برکت سے کھجور کا درخت ترو تازہ ہوگیا اور اس میں کھجوریں لگ گئیں سب نے سیر ہوکر کھجوریں کھائیں ان کا ایک ساتھی شتربان بولا اللہ کی قسم یہ تو جادو ہے حضرت امام حسن نے فرمایا یہ جادو نہیں ہے بلکہ اولاد رسول کی دُعائے مستجاب کا اثر ہے۔

خواب کی حقیقت

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں رقمطراز ہیں کہ ایک رات شہزادہ فاطمہ نواسۂ رسول حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان ”**قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ**“ لکھا ہوا ہے۔ آپ نیند سے بیدار ہوئے تو یہ خواب کا واقعہ گھر والوں کو سنایا اہل بیت اس سے بہت خوش ہوئے جب یہ خواب حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا اگر آپ کا خواب سچا ہے تو اس خواب کی حقیقت یہ ہے کہ آپ کی زندگی کے چندروز باقی رہ گئے ہیں خواب کی تعبیر صحیح واقع ہوئی خواب دیکھنے کے بعد آپ چند دن اس دار فانی میں بقید حیات رہے۔

ایک وضاحت

محترم حضرات! اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نواسۂ رسول جگر گوشۂ بتول حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت زہر کے اثر سے ہوا جیسا کہ علامہ عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ والرضوان شواہد النبوۃ میں لکھتے ہیں۔ سلف سے خلف تک سبھی کا اتفاق ہے آپ کی شہادت زہر خورانی سے ہوئی لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں کہ آپ کو زہر کس نے دیا ہمارے اسلاف کرام بزرگان دین سبھی اس معاملے میں خاموش ہیں بعض مورخین نے بلا تحقیق اور بلا ثبوت کے زہر دینے کا الزام حضرت امام حسن کی زوجہ جعدہ بنت اشعث پر لگاتے ہیں جو سراسر غلط ہے اس واقعہ پر تفصیلی گفتگو حضرت صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمائی آپ بیان کرتے ہیں کہ زہر خورانی کی نسبت جعدہ بنت اشعث کی طرف ہے اور اس کو امام حسن کی زوجہ بتاتے ہیں لیکن اس روایت کی کوئی صحیح سند نہیں ہے اور بغیر کسی صحیح سند کے کسی مسلمان پر قتل کا الزام کس طرح درست ہوسکتا ہے۔ جس دور میں یہ واقعہ پیش آیا اس وقت یہ ثابت نہ ہوسکا ورنہ قصاص لیا جاتا، شرعی مواخذہ کیا جاتا۔ قصاص نہ لینا یا شرعی مواخذہ نہ کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ زہر دینے والے کی شناخت نہ ہوئی تھی لہٰذا مسلمانوں کو ایسے معاملہ سے اپنا دامن بچانا چاہئے۔ بس یہ بات تسلیم کریں کہ حضرت امام حسن کی شہادت زہر دینے کی وجہ سے ہوئی زہر کس نے دیا اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

راز، راز ہی ہے

محترم حضرات! تاریخ کی کتابوں سے ثابت ہے کہ آپ کو متعدد بار زہر دیا گیا سب سے پہلے آپ کو شہد میں ملا کر زہر دیا گیا جب آپ کا آخری وقت آ گیا، جب مالک حقیقی سے ملاقات کا وقت آ گیا، جب اپنے نانا جان سے ملاقات کا وقت آ گیا آپ کے چھوٹے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہا کہ بھائی جان! آپ کو زہر کس نے دیا ہے؟ آپ نے فرمایا اے میرے بھائی حسین! کیا تم اسے قتل کروگے؟

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے نہایت ہی جاہ وجلال کے ساتھ فرمایا ہاں میں اس سے شرعی مواخذہ کروں گا، ہاں میں اس سے قصاص لوں گا، ہاں میں اس کا قتل کروں گا۔حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے بھائی سنو! جس کے بارے میں مجھے گمان ہے جس پر مجھے شک ہے اگر حقیقت میں وہی زہر دیا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کا بدلہ لینے والا ہے وہی اس کے ساتھ انصاف کرنے والا ہے وہی اس کی گرفت کرنے والا ہے اور رب کی گرفت بہت سخت ہے اور جس کے بارے میں میرا گمان وشک ہے اگر وہ زہر دینے والا نہیں ہے تو میں نہیں چاہتا ہوں کہ میری وجہ سے کوئی بے گناہ قتل کیا جائے، میری وجہ سےکسی بے گناہ سے قصاص لیا جائے۔ یہ ہے امام حسن کا شرعی احتیاط، یہ ہے امام حسن کا تقویٰ، یہ ہے امام حسن کا صبر وضبط۔آخر وقت تک امام حسن نے اپنے چھوٹے بھائی امام حسین کو یہ راز نہیں بتایا اور یہ راز آج تک راز ہی ہے اور قیامت تک راز ہی رہے گا۔

شہادت امام حسن

’تاریخ الخلفاء‘ میں علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ ’شواہد النبوۃ‘ میں علامہ عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ ’خطبات محرم‘ میں مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمۃ ’خاک کربلا‘ میں علامہ افتخار الحسن اور دیگر کتابوں میں یہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے آپ کو کئی بار زہر دیا گیا پہلی بار شہد میں ملا کر زہر دیا گیا جس سے آپ کے شکم مبارک میں تکلیف ہوئی تو آپ طبیب روحانی وجسمانی شہنشاہ لاثانی اپنے نانا جان کے روضہ اقدس پر حاضر ہو کے دعا فرمائی اللہ تبارک وتعالیٰ نے شفائے کلی عطا فرمائی۔ پھر کھجور کو زہر آلود کر کے آپ کو کھلایا گیا پھر روضۂ اقدس سے آپ کو کلی شفا ملی جو مقدر میں ہوتا ہے وہ ہو کے رہتا ہے آپ تو شہادت کا درجہ لے کر اس دار گیتی میں پیدا ہوئے تھے۔اس سے آپ کیسے محروم ہوتے۔ ہر بار زہر کا اثر زائل ہوتا رہا آپ کی شہادت کا وقت قریب آیا زہر نے اثر دکھایا، آپ کا جگر مبارک ٹکڑا ٹکڑا ہو گیا۔مسلسل قے ہونے لگی آپ کا آخری وقت آ گیا آپ کی بیقراری بڑھتی گئی آپ کی طبیعت بگڑتی گئی

آپ کی پیشانی پر حزن وملال کے آثار ظاہر ہونے لگے۔حضرت امام حسین نے دریافت کیا بھائی جان کیسی حالت ہے؟ آپ نے کہا میرا وقت قریب آ گیا ہے میں کچھ وصیت کرتا ہوں اس پر عمل کرنا میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روضہ اطہر میں دفن ہونے کی اجازت طلب کی تھی انھوں نے اجازت دے دی ہے جب میرا جنازہ تیار ہو جائے تو ایک بار پھر ام المؤمنین سے اجازت لے لینا اگر اجازت مل جائے تو نانا جان کے روضۂ پاک میں دفن کر دینا اگر فتنہ وفساد کا خوف ہو تو روضہ میں دفن نہ کرنا جنت البقیع میں امی جان کے پہلو ہی میں دفن کر دینا۔تاریخ الخلفاء میں ہے کہ حضرت امام حسن نے اپنے چھوٹے بھائی امام حسین سے فرمایا اے برادر عزیز! میں ایسے مخلوق کو دیکھ رہا ہوں اس سے پہلے میں نے نہیں دیکھا تھا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ۴۵ سال کی عمر میں مدینہ طیبہ کی سرزمین پر ۵؍ربیع الاول ۴۹ھ میں اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۔تجہیز وتکفین کے بعد آپ کا جنازہ مبارک اٹھایا گیا اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اجازت طلب کی گئی آپ نے فرمایا کہ ان کے نانا جان کا حجرہ ہے اس میں میری اجازت کی کیا ضرورت ہے یہاں دفن ہونے کا زیادہ حق ان کو ہی ہے مگر مروان نے فساد کرنا چاہا بات یہاں تک آ پہنچی کہ حضرت امام حسین کے ساتھی بھی ہتھیار بند ہو گئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسین کو اپنے بڑے بھائی کی وصیت یاد دلائی تو آپ خاموش ہو گئے اور جنت البقیع میں خاتون جنت جگر گوشۂ رسول فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں سپرد خاک کیے گئے۔

وہ حسن مجتبیٰ سید الاسخیا　　راکب دوش عزت پہ لاکھوں سلام
شہد خوار لعاب زبان نبی　　چاشنی گیر عصمت پہ لاکھوں سلام

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنِ

☆☆☆

بدبخت یزید

نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنَ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّلَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ مَحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط اِنَّ الَّذِيْنَ يُوْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنَا ط صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلَهٗ الْكَرِيْمُ۔

برادران اسلام! ہرواعظ، ہرمقرر، ہرادیب، ہرخطیب خطبۂ مسنونہ کے بعد کسی نہ کسی آیت کریمہ یا حدیث پاک کو اپنا عنوان سخن بنایا کرتا ہے اسی قانون اور ضابطے کے تحت میں سورۂ احزاب کی ایک آیت مقدسہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا اور انشاء اللہ اسی کو عنوان سخن بناؤں گا۔ آیئے سب سے پہلے امام المرسلین، طٰہٰ ویٰسین، شفیع المذنبین، سیاح لامکاں، مالک انس وجاں سید ابرار واخیار، شہنشاہ ذی وقار، کائنات کے اولیں فصل بہار، بے چین دلوں کا قرار مالک ومختار، ہم سبھوں کا غمگسار، رسول اعظم نیر اعظم، ماہتاب رسالت، ماہ نبوت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار گوہر بار میں نہایت ہی عقیدت ومحبت کے ساتھ درود شریف کا نذرانہ پیش کریں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ صَلَاةً وَّ سَلَامًا عَلَيْكَ يَا سَيِّدِىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

محترم حضرات! جس آیت کریمہ کی تلاوت کا میں نے شرف حاصل کیا ہے اس میں اللہ تبارک تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے، فرمان الٰہی ہے بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ ورسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اس آیت کریمہ میں غور کریں تو اندازہ ہوگا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات جسم اور جسمانیتسے پاک ہے اللہ کی ذات جسم وجسمانیت سے مبرا ہے۔ اللہ کو ایذا پہنچانے کا مطلب یہ ہے کہ رب قدیر کی بارگاہ میں گستاخی کرے۔ رسول کو ایذا پہنچانے کا مطلب یہ ہے کہ شان رسالت میں گستاخی کرے، اہل بیت کی شان میں گستاخی کرے اس آیت سے یہ واضح ہوگیا کہ جو محبوب رب العالمین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا پہنچائے گا دنیا وآخرت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر لعنت ہے اور اس کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔ ایک حدیث پاک ملاحظہ کریں آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر رونق افروز ہو کر ارشاد فرماتے ہیں **اَلَا وَمَنْ اٰذٰى نَسَبِىْ وَذَوِىْ رَحْمِىْ فَقَدْ اٰذَانِىْ وَمَنْ اٰذَنِىْ فَقَدْ اٰذَى اللّٰهُ.** خبردار، ہوشیار، آگاہ ہو جاؤ کان کھول کر سن لو جس نے میرے نسب اور رشتہ داروں کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی۔

محترم حضرات! آپ کی توجہ چاہتا ہوں اور آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ حضرت امام حسین سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رشتہ دار ہیں یا نہیں؟ بدبخت یزید نے امام حسین کو اذیت دی یا نہیں؟ کان کھول کر سن لیں امام حسین رضی اللہ عنہ سے زیادہ قریبی رشتہ دار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کون ہوگا؟ آیت کریمہ اور حدیث پاک کی روشنی میں یزید پلید نے امام حسین کو اذیت پہنچا کر اللہ ورسول کو اذیت پہنچائی بلاشبہ یزید بدبخت دنیا وآخرت میں لعنت وملامت کا حقدار ہے او مستحق عذاب نار ہے۔

فاسق وفاجر

محترم سامعین! واقعہ کربلا کا بیان سماعت سے پہلے کم بد بخت یزید کی تاریک اور گمراہی سے بھری ہوئی زندگی کو ملاحظہ فرمائیں تاکہ آپ کو اندازہ ہو جائے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے کیوں بیعت نہ کی۔ اپنا سر کٹا دیا لیکن بیعت نہ کی۔ گھر بار لٹا دیا لیکن بیعت نہ کی کیونکہ یزید پلید ایک فاسق وفاجر شخص تھا۔ ایک شرابی شخص تھا ایک زانی شخص تھا اسلامی حدود کو توڑنے والا شخص تھا، اہل بیت سے دشمنی رکھنے والا شخص تھا، دنیا کے حصول کا لالچی شخص تھا، ایک ہوس پرست شخص تھا، حکومت وسلطنت کا بھوکا شخص تھا، اسلام کا باغی شخص تھا، حرمین طیبین کی حرمت کو پامال کرنے والا شخص تھا۔ آپ خود فیصلہ کریں نواسۂ رسول جگر گوشۂ بتول امام الشہداء حضرت امام حسین اپنا مقدس ہاتھ جس ہاتھ کو رسول اعظم نے تھاما ہو، وہ مقدس ہاتھ جس کو لے کر رسول اعظم نے چلایا ہو، وہ مقدس ہاتھ جس کو رسول اعظم نے چوما ہو، وہ مقدس ہاتھ جس میں اسلام وشریعت کا پرچم ہو، یزید پلید کے ناپاک ہاتھ میں کیسے بیعت کر سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ سب کچھ لٹانا گوارہ کیا لیکن آپ نے اپنا مقدس ہاتھ ناپاک ہاتھ میں نہ دیا۔

بدبخت انسان

یزید پلید حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہے امیہ خاندان کا یہ بد بخت انسان ہے جس کی پیشانی پر نواسہ رسول جگر گوشہ بتول شیر خدا کی آنکھ کا نور اہل ایمان کے دلوں کا سرور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا سیاہ داغ ہے یہ بات اظہر من الشمس ہے ہر زمانے میں لوگ اس بدبخت پر ملامت کرتے رہیں گے جب تک دنیا باقی رہے گی اس پر لعنت و ملامت جاری رہے گی۔ ہر عاشق رسول اس پر ملامت کریں گے۔ اہل بیت کے عاشق اس پر ملامت کرتے رہیں گے اہل ایمان اس پر ملامت کرتے رہیں گے۔ اہل ایمان اس پر ملامت کرتے رہیں گے۔ تاریخ الخلفاء میں علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ

یہ بنو امیہ کا بدنام شخص یزید ۲۵ھ میں پیدا ہوا اس کی ماں کا نام میسون ہے علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یزید بہت ہی موٹا بہت ہی بھدا نہایت ہی کریہہ الوجہ تھا۔ شرابی بدکار تھا۔ ظالم اور شقی تھا۔ بے ادب اور گستاخ تھا۔ غسیل الملائکہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ’’وَاللّٰہِ مَاخَرَجْنَا عَلٰی یَزِیْدَ حَتّٰی خِفْنَا اَنْ نُرمیٰ بِالْحِجَارَۃِ مِنَ السَّمَاءِ‘‘ یعنی خدا کی قسم! یزید بدبخت پر ہم نے اس وقت حملہ کی تیاری کی جب ہم لوگوں کو یہ اندیشہ ہو گیا کہ اس کی بدکاریوں کے سبب اس کے بد اعمالیوں کے سبب، اس کی خرافات کے سبب، اس کے فسق وفجور کے سبب اس کی نافرمانیوں کے سبب ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہوگی۔ اس کے فسق وفجور کا یہ عالم تھا اس کی برائیوں کا یہ حال تھا کہ لوگ اپنی ماں بہنوں اور بیٹیوں سے نکاح کر رہے تھے شراب پینا عام ہو گیا تھا۔ لوگوں نے نماز ترک کر دی تھی اعلانیہ خلاف شرع کام ہونے لگا تھا۔

سنت کا بدلنے والا

محترم حضرات! اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ رب کے محبوب دانائے غیوب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب داں نبی ہیں اللہ کی عطا سے علم غیب پر مطلع ہیں یزید پلید کی پیدائش سے پہلے ہی آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ بنی امیہ میں ایک شخص میری سنت کا بدلنے والا ہوگا آیئے حدیث شریف کے الفاظ سماعت فرمائیں تاریخ الخلفا میں ہے کہ حضرت ابو دردا رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میں نے کہتے ہوئے سنا ہے ’’اَوَّلُ مَنْ یُبَدِّلُ سُنَّتِیْ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ اُمَیَّۃَ یُقَالُ لَہٗ یَزِیْد‘‘ یعنی آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں میری سنت کا بدلنے والا پہلا شخص بنی امیہ کا ہوگا جس کا نام یزید ہوگا۔ آپ تاریخ کا مطالعہ کریں آپ تاریخ کے اوراق کو پڑھیں یزید پلید کی زندگی کے سیاہ باب کو نظر میں رکھیں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے جو بات کہی تھی وہ حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوگئی میرے نبی کی زبان سے نکلی ہوئی ایک ایک بات سچ ثابت ہوئی میرے نبی کے قول کے مطابق سنت کا بدلنے کا پہلا شخص یزید پلید ہی ہے۔

فتنوں کا وقت

بدبخت یزید نے حکومت سنبھالنے کے بعد حرمین طیبین کی بے حرمتی کرائی، برائیاں عام ہوگئیں ایسی مطلق العنان حکومت قوم اور سماج کے لئے زہر ہلاہل تھی۔ انسانی معاشرہ کے لئے عدل وانصاف کے حوالے سے بہت خطرناک تھی۔ عدل وانصاف کو پامال کیا جارہا تھا۔ ارباب عدل وانصاف اس کی حکومت سے خوفزدہ تھے۔ امن وسکون کے حامی ایسی حکومت سے پریشان تھے۔ ظلم وستم کا دور دورہ تھا۔ خرافات بام عروج پر تھا اسی لئے جلیل القدر صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ۵۹ھ میں رب قدیر کی بارگاہ میں دعا کی 'اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ رَاسِ السِّتِّیْنَ وَ اِمَارَةِ الصِّبْیَانِ۔ اے پروردگار، اے میرے رب، اے خالق و مالک میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ۶۰ھ کے آغاز سے اور لڑکوں کی حکومت سے۔ اس دُعا سے معلوم ہوتا ہے کہ جلیل القدر صحابی جو حامل اسرار تھے، جو غیب داں نبی کے زیر سایہ تھے، جو رسول اعظم کے ہم رکاب رہے، جو علم باطن سے واقف تھے انھیں معلوم تھا کہ ۶۰ھ کا آغاز لڑکوں کی حکومت کا وقت ہے۔ ۶۰ھ کا آغاز فتنوں کا وقت ہے، ۶۰ھ کا آغاز شر پسندوں کا وقت ہے، ۶۰ھ کا آغاز ظالموں اور جابروں کا وقت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ وہ مقدس صحابی جلیل القدر صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی آپ نے ۶۰ھ کا آغاز ہونے سے پہلے ۵۹ھ میں مدینہ منورہ میں داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ۶۰ھ کا آغاز ہوتے ہی یزید پلید نے حکومت کا باگ ڈور سنبھالا شر اور فتنہ پروان چڑھنے لگا ظلم وتشدد کا بول بالا ہوگیا برائیاں عام ہوگئیں۔ فتنوں نے اپنا دامن پھیلا دیا۔

جس کا نام یزید

محترم حضرات! حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف ''تاریخ الخلفاء'' میں بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت ہمیشہ عدل وانصاف پر قائم رہے گی یہاں تک کہ پہلا رخنہ اندازی کرنے والا، پہلا خلل ڈالنے والا، پہلا ثبوتاز کرنے والا، پہلا عدل وانصاف کو غارت کرنے والا شخص بنی امیہ کا ہوگا جس کا نام یزید ہوگا۔

محترم حضرات! حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح عقائد نسفی میں بیان فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر، اہل بیت کی توہین پر، آل رسول کی تذلیل پر، اولاد رسول کی دشمنی پر یزید پلید کی رضا اور خوشنودی تواتر سے ثابت ہے۔ لہٰذا اس بدبخت کی ذات کے بارے میں اس ناہنجار کی ذات کے بارے میں اس کمبخت کی ذات کے بارے میں توقف نہیں کریں گے اس کو برا بھلا کہنے میں تامل نہیں کریں گے بلاشبہ یزید پلید لعنت کا مستحق ہے یزید پلید ملامت کا مستحق ہے۔

تیر کا نشانہ

محترم حضرات! علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ اشرف المؤبد میں تحریر فرماتے ہیں کہ محدث ابن جوزی سے پوچھا گیا، محدث ابن جوزی سے سوال کیا گیا کہ آپ یہ بتائیں کہ نواسۂ رسول امام حسین کو شہید کرنے والا، جگر گوشۂ بتول امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والا یزید کو بتانا کس طرح درست ہوسکتا ہے؟ کہ حضرت علی کے نور نظر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت میدانِ کربلا عراق میں ہوئی اور یزید ملک شام میں تھا؟ حضرت محدث ابن جوزی نے سوال کرنے والے کو کیا بہترین جواب دیا آپ فرماتے ہیں کہ اے نادان سن! تیر

تو عراق میں چلا لیکن تیر چلانے والا شام میں تھا۔ تیر کا نشانہ لگانے والا ملک شام میں تھا، تیر چلانے والے کا نشانہ کتنا غضب کا تھا کہ شام سے چلا اور عراق میں لگا اس کا مطلب یہ ہے کہ ملک شام میں تخت شاہی پر بیٹھ کر امام حسین کو گرفتار کرنے کا حکم دینے والا یزید ہے۔ ملک شام میں تخت شاہی پر بیٹھ کر شہید کرنے کا حکم دینے والا یزید ہے۔ شاہی تخت پر بیٹھ کر بیعت لینے کا حکم دینے والا یزید ہے ملک شام میں تخت شاہی پر بیٹھ کر نواسۂ رسول جگر گوشہ بتول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر ظلم وستم کرنے کا حکم دینے والا یزید ہے۔

کوڑے لگانے کا حکم

اس واقعہ کو تاریخ الخلفاء میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ فضل وکمال، تقویٰ و پرہیزگاری، عدل وانصاف میں مشہور اموی خلیفہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک دن کسی نے یزید پلید کو امیر المؤمنین کہہ دیا آپ جاہ وجلال میں آگئے اور فرمایا جو یزید کو امیر المؤمنین کہے اس شخص کو ۲۰ رکوڑے لگائے جائیں۔ اس دور پرفتن میں کچھ لوگ جو رسول اور آل رسول کے دشمن ہیں یزید کم بخت کو امیر المؤمنین کہنے لگے وہ اس واقعہ سے سبق حاصل کریں اور اپنے آپ کو سزا کا مستحق سمجھے آج اگر حضرت عمر بن عبد العزیز ہوتے تو ایسے شخص کو ضرور کوڑے لگواتے۔

فتاویٰ رضویہ میں

محترم سامعین! امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ فتاویٰ رضویہ شریف میں بیان فرماتے ہیں کہ یزید بے شک پلید تھا۔ اسے پلید کہنا اور لکھنا جائز ہے اور جو اہل بیت کا دشمن ہوگا جو آل رسول کا دشمن ہوگا جو اہل بیت کا باغی ہوگا وہی یزید کو رحمۃ اللہ علیہ کہے گا۔ مزید بیان فرماتے ہیں کہ یزید پلید بالاجماع اہل سنت فاسق وفاجر علی الکبائر تھا۔ شک نہیں کہ یزید والی ملک ہوکر زمین میں فساد پھیلایا، حرمین طیبین کی بے حرمتی کی، مسجد

کریم میں گھوڑے باندھے، ان کی لید اور پیشاب منبر اطہر پر پڑے۔ ۳ر دن مسجد نبوی بغیر اذان ونماز رہی، مکہ ومدینہ میں ہزاروں صحابہ وتابعین بے گناہ شہید کئے گئے۔ خانۂ کعبہ میں پتھر پھینکے گئے، غلاف شریف پھاڑا اور جلایا گیا، تن نازنین پر بعد شہادت گھوڑے دوڑائے گئے، سر امام حسین جو بوسہ گاہ مصطفے تھا کاٹ کر نیزہ پر چڑھایا گیا۔

محترم حضرات! یزید پلید کا یہ وہ سیاہ کارنامہ ہے جس سے انسانیت کا سر شرم سے جھک گیا۔ ان کارناموں کا سیاہ دھبہ بدبخت یزید کی پیشانی پر صبح قیامت تک کے لئے ثبت ہوگیا اور قیامت تک عاشقان اہل بیت یزید پلید پر لعنت وملامت کرتے رہیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اور آپ کو رسول اور آل رسول کی محبت میں زندہ رکھے اور بروز محشر رسول اور آل رسول کی دامن میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغ۔

☆☆☆

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ تَخْشَعُ مِنْ خَشْیَتِهٖ قُلُوْبُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَتَقْشَعِرُّ مِنْ رَهْبَتِهٖ جُلُوْدُ الْاَصْفِیَا وَالْمُخْلِصِیْنَ۔ قُصِرَتِ الْاَفْهَامُ مِنْ وَصْفِ كَمَالِهٖ وَارْتَعِدَّتِ الْعُقُوْلُ بِمُلَاحَظَةِ جَلَالَهٗ وَ اَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَاَعْلَى التَّسْلِیْمَاتِ عَلٰى مَنْ اُذِّنَ بِاِسْمِهِ الْكَرِیْمِ فِیْ اَطْبَاقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهِ الْكَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ ط فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ ط صَدَقَ اَفْضَلُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ۔

محترم حضرات! ہر مقرر، ہر واعظ، ہر خطیب، ہر ادیب کسی نہ کسی آیت مقدسہ یا حدیثِ پاک کو اپنا عنوان سخن بنایا کرتا ہے اسی قانون اور ضابطے کے تحت میں نے رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک حدیث پاک کو آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ آیئے اس کا ترجمہ اور مطلب بیان کرنے سے قبل تاجدار عرب وعجم، سیاح لامکاں، مالک انس و جاں، مالک ومختار، عرب کا ناقہ سوار، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین، مخزن اجناس عالیہ، معدن خصائص کاملہ، اسد میدان شجاعت، اعتدال یزدان عدالت، راحت قلوب پژمردہ، دوائے دلہائے افسردہ، شمع شبستان ماہ منور، قندیل فلک مہر انور، فاتح مغلقات حقیقت، سرِ اسرار طریقت، مدلول حروف مقطعات، منشائے فضل وکمالات، حجت حق الیقین، تفسیر قرآن مبین امام جماعت انبیاء، مقتدائے زمرۂ اتقیاء، مظہر حالات مضمرہ، مخبر اخبار ماضیہ، شہنشاہ ذی وقار، کائنات کے اولیں فصل بہار، رہبر اعظم، نیر اعظم، قائد اعظم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نہایت ہی ادب واحترام کے ساتھ درود شریف کا نذرانہ پیش کریں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

صَلَاةً وَّ سَلَامًا عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

اَللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّد صَلّٰى عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰى عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

یارسول اللہ!

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

شاہ ہست حسین بادشاہ ہست حسین
دین ہست حسین دیں پناہ ہست حسین

سرداد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسین

محترم حضرات! ابھی میں آپ کے سامنے ترمذی شریف کی ایک حدیث پیش کی حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔ آپ اس حدیث پاک پر غور کریں تو اندازہ ہوگا کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امام حسین سے کتنی محبت تھی، کتنی قربت تھی، کتنا لگاؤ تھا، کتنی چاہت تھی کہ نانا اور نواسے دونوں ایک ہیں حضور خود ارشاد فرماتے ہیں حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور سے محبت کرنا حسین سے محبت کرنا ہے اور حسین سے محبت کرنا حضور سے محبت کرنا ہے۔ حضور سے دشمنی کرنا حسین سے دشمنی کرنا ہے اور حسین سے دشمنی کرنا حضور سے دشمنی کرنا ہے۔ حضور سے لڑائی کرنا حسین سے لڑائی کرنا ہے اور حسین سے لڑائی کرنا حضور سے لڑائی کرنا ہے، حسین سے عداوت

رکھنا حضور سے عداوت رکھنا ہے، حسین سے کینہ رکھنا حضور سے کینہ رکھنا ہے۔ حسین کو ایذا دینا حضور کو ایذا دینا ہے، حسین کو تکلیف پہنچانا حضور کو تکلیف پہنچانا ہے اس حدیث پاک میں غور کریں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حسین مجھ سے ہے یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ حسین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد ہیں حسین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم کا ٹکڑا ہیں کہ حسین کے جسم میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مبارک خون دوڑ رہا ہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں حسین سے ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ میرا لایا ہوا اسلام جب میدان کربلا میں مٹ رہا تھا، میرا لایا ہوا دین جب میدان کربلا میں مٹایا جارہا ہے۔ میرا پھیلایا ہوا اسلام جب میدان کربلا میں فنا کیا جارہا تھا جب شمع اسلام میدان کربلا میں بجھ رہا تھا۔ جب اسلام کا پھول میدان کربلا میں مرجھارہا تھا تو میرے بیٹے حسین نے میرے نواسے حسین نے میرے لخت جگر حسین نے میری آنکھوں کی ٹھنڈک حسین نے اپنی جان کی قربانی دے کر میرا اسلام بچایا، میرا دین بچایا، میرا قرآن بچایا اس لئے اَنَا مِنَ الْحُسَيْن میں حسین سے ہوں۔

ولادت حسین

ملت اسلامیہ! علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''صواعق محرقہ'' میں بیان فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کا نام شبر اور شبیر رکھا اور میں نے اپنے بیٹوں کا نام انھیں کے نام پر حسن اور حسین رکھا۔ محترم حضرات! شبر اور شبیر یہ دونوں لفظ عربی زبان کا نہیں ہے بلکہ سریانی زبان کا لفظ ہے شبر کو عربی میں حسن کہتے ہیں اور شبیر کو عربی میں حسین کہتے ہیں لہٰذا سریانی زبان میں شبر اور شبیر کا جو معنی ہے عربی زبان میں وہی حسن اور حسین کا معنی ہے اس لئے امام حسن اور امام حسین کو شبر اور شبیر کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

جگر گوشہ بتول، نواسہ رسول، حضرت علی کا نور نظر ہم شبیہ پیمبر سید الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ۵ر شعبان المعظم ۴ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اس دار گیتی میں آنے کے بعد تاجدار عرب وعجم اپنے نانا جان کے رُخ انور کی زیارت کی حضور نے آپ کے کان میں اذان دی اور منہ میں لعاب دہن ڈالا اور آپ کے لئے دُعا فرمائی اور ساتویں دن آپ کا نام رکھا اور عقیقہ کیا۔

خواب کی تعبیر

مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چچی ام الفضل حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی اہلیہ محترمہ نے ایک خواب دیکھا آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا ہے ایک بہت ڈراونا خواب دیکھا ہے آپ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ ام الفضل عرض کرتی ہیں 'رَأَيْتُ كَأَنَّ قِطْعَةٌ مِنْ جَسَدِكَ قُطِّعَتْ وَوُضِعَتْ فِيْ حِجْرِي' یا رسول اللہ میں نے دیکھا کہ آپ کے جسم مبارک کا ٹکڑا میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب سننے کے بعد ارشاد فرمایا 'رَأَيْتِ خَيْرًا تَلِدُ فَاطِمَةُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ غَلَامًا' اے ام الفضل تم نے بہت عمدہ خواب دیکھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ میری بیٹی فاطمہ کے گھر لڑکا پیدا ہوگا۔ ام الفضل فرماتی ہیں کہ واقعی ایسا ہی ہوا فاطمہ کے گھر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور وہ میری گود میں آئے اور خواب کی تعبیر سچی ہوئی۔

چھوٹا بچہ

نور الابصار میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف لائے اور فرمایا چھوٹا بچہ کہاں ہے؟ حضرت

امام حسین رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گود میں بیٹھ گئے اور حضور کی داڑھی مبارک میں انگلیاں داخل کر کے کھیلنے لگے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرط محبت میں منہ کھول کر بوسہ لیا اور فرمایا '**اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبَّہٗ**' اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما اور اس سے بھی محبت فرما جو اس سے محبت کرے۔ محترم حضرات! اس دعائے مبارکہ میں آپ غور کریں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف دنیا والوں سے نہیں چاہتے ہیں کہ محبت کرے، صرف مسلمانوں سے نہیں چاہتے ہیں کہ محبت کرے، صرف اہل بیت کے عاشقوں سے نہیں چاہتے ہیں کہ محبت کرے بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حسین سے محبت کرے۔ یہیں تک محدود نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے بھی محبت فرمائے جو حسین سے محبت کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے تاجدار عرب وعجم سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے لعاب دہن کو اس طرح چوستے ہیں جیسے آدمی کھجور چوستا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حسن اور حسین دنیا کے میرے دو پھول ہیں۔

نواسہ پر بیٹا قربان

علامہ عبد الرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی کتاب شواہد النبوۃ میں بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما تھے دائیں جانب جگر گوشۂ بتول امام حسین رضی اللہ عنہ تھے اور بائیں جانب نور نگاہ مصطفیٰ راحت قلب و جاں پسرِ رسول حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ براجمان تھے اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم رب تبارک وتعالیٰ ان دونوں کو آپ کے پاس

جمع نہ رہنے دے گا دونوں میں سے ایک کو اپنے پاس بلائے گا دونوں میں سے ایک کو رب سے ملاقات کرنی ہے رب کی طرف سے یہ فیصلہ آپ پر منحصر ہے، رب کی طرف وہی ہوگا جو آپ چاہیں گے آپ جسے چاہیں اپنے پاس رکھ لیں جسے چاہیں رب کی بارگاہ میں بھیج دیں۔ محترم حضرات! قربان جائیے عظمت مصطفیٰ پر، قربان جائیے مقام مصطفیٰ پر، قربان جائیے اختیار مصطفیٰ پر کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان دونوں کی حیات وموت کے بارے میں اپنے پیارے محبوب کو اختیار عطا فرما رہا ہے۔ حیات وموت کے بارے میں اپنے محبوب کی رضا چاہتا ہے، حیات وموت کے بارے میں استفسار فرما رہا ہے۔ محترم حضرات! آدم علیہ السلام سے لے کر صبح قیامت تک کوئی ایسا انسان نہیں جسے حیات وموت کا اختیار دیا جا رہا ہو، اگر کوئی ہے تو وہ ہے آمنہ کا لعل، عبد اللہ کا دلارا، رب کا پیارا سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی کہ جسے اختیار دیا جا رہا ہے کہ نواسہ اور فرزند میں جسے چاہیں اپنے پاس رکھ لیں جسے چاہیں رب کے سپرد کر دیں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ اگر حسین اس دار فانی سے رخصت ہو گئے تو اس کی جدائی فاطمہ کو برداشت کرنی پڑے گی، اس کا غم فاطمہ کو اُٹھانا پڑے گا۔ اس کا صدمہ فاطمہ کو برداشت کرنا پڑے گا۔ اگر حسین اس دنیا سے رخصت ہو جائیں تو حضرت علی غم سے نڈھال ہو جائیں گے اگر حسین اس دنیا سے چلے گئے تو حضرت علی کی جاں سوزی ہوگی اور اگر میرے فرزند عزیز ابراہیم کی وفات ہوگئی اس کا غم صرف مجھے برداشت کرنا ہوگا اس لئے مجھے اپنا غم برداشت کرنا پسند ہے لیکن حضرت فاطمہ اور علی کو غمگین دیکھنا پسند نہیں۔ آپ نے حضرت جبرئیل سے کہہ دیا مجھے اپنا غم پسند ہے فاطمہ کا غم پسند نہیں اس واقعہ کے تین دن کے بعد فرزند رسول حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ وفات پا گئے۔ اس واقعہ کے بعد جب بھی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے تو آپ ان کا خیر

مقدم کرتے، مرحبا فرماتے، پیشانی کو بوسہ دیتے اور لوگوں سے مخاطب ہوکر فرماتے کہ میں نے اپنے نواسے حسین پر اپنا فرزند ابراہیم کو قربان کردیا ہے۔

جرأت وسخاوت

حضرت علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمہ والرضوان اشرف المؤبد میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دن خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اپنے دونوں شہزادے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کو لے کر بارگاہِ رسالت مآب اپنے والد گرامی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں اور عرض کی ابا حضور! آپ کے نواسے دونوں شہزادے کو کچھ عنایت فرمائیں۔ بارگاہ نبوت سے کچھ دیجیے اپنے دامن سے انھیں کچھ عطا کریں اپنے خزینۂ معرفت سے کچھ نوازیں۔ آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے میری بیٹی! میں اپنے نواسے حسن کو میری طرف سے رعب وسیادت عطا کی اور حسین کو جرأت وسخاوت عطا کی ہے۔

روایت میں آیا ہے کہ ایک دن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خانۂ کعبہ شریف کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ اس درمیان آپ نے دیکھا کہ جگر گوشہ بتول نواسہ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لارہے ہیں تو آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا ’**ھٰذَا اَحَبُّ اَھْلَ الْاَرْضِ اِلٰی اَھْلَ السَّمَاءِ**‘ آج یہ آسمان والوں کے نزدیک تمام زمین والوں میں سے محبوب ہیں یعنی فرشتوں کے نزدیک روئے زمین پر جتنے انسان ہیں ان میں سب سے زیادہ یہ محبوب ہیں۔

بیٹے بھی، نواسے بھی

محترم حضرات! سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسنین کریمین سے کتنی محبت فرمایا کرتے تھے مشکوٰۃ شریف کی یہ روایت ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو اندازہ ہوگا۔ حسنین کریمین

کے عقیدتمندوں کا ایمان تازہ ہوجائے گا اہل اسلام کا چہرہ مسرت سے کھل اُٹھے گا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں کسی ضرورت سے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا آپ میری ضرورت پوری کرنے کے لئے دولت خانے سے باہر تشریف لائے اپنے پہلو میں کسی چیز کو اُٹھائے ہوئے تھے جسے میں جان نہ سکا جب میری ضرورت پوری ہوگئی تو میں بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم یہ کیا اُٹھائے ہوئے ہیں؟ تو آپ نے چادر مبارک کو ہٹائی تو میں نے دیکھا کہ آپ کے دونوں پہلو میں آپ کے دونوں شہزادے حضرت حسن اور حضرت حسین ہیں اور آپ نے اپنی زبان ترجمان سے فرمایا ’**ھٰذَانِ اِبْنَائِیْ وَ اِبْنَا اِبْنَتِیْ**، یہ دونوں میرے بیٹے اور میرے نواسے ہیں پھر آپ نے فرمایا اے اللہ! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں، اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، اے اللہ میں ان دونوں کو عزیز رکھتا ہوں اور تو بھی ان کو محبوب رکھ اور جو ان سے محبت کرتا ہے ان کو بھی محبوب رکھ۔ محترم حضرات! میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف یہ نہیں فرمایا کہ یہ میرے نواسے ہیں بلکہ پہلے فرمایا کہ میرے بیٹے ہیں بعد میں فرمایا کہ میرے نواسے ہیں پہلے فرمایا **ھٰذَانِ اِبْنَائِیْ** ’اور بعد میں فرمایا **اِبْنَا اِبْنَتِیْ** حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسنین کریمین کو پہلے اپنی اولاد سمجھتے ہیں بعد میں نواسہ، یہ مقام ہے حسنین کریمین کا، یہ رتبہ ہے حسنین کریمین کا، یہ فضیلت ہے حسنین کریمین کا۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بار بار اپنی امت کو دعوت دیتے ہیں کہ میرے نواسوں سے محبت کرو اپنی امت کو درس دیتے ہیں کہ میں اپنے نواسوں سے کتنی محبت کرتا ہوں کہ اپنے رب سے بھی ان سے محبت کرنے کی التجا کرتا ہوں۔

دونوں سے محبت

مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقائے نعمت سید العرب والعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا 'اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ' یعنی حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے دولت کدہ سے باہر تشریف لائے اپنے گھر سے باہر جلوہ بار ہوئے تو آپ کے ایک کندھے پر حضرت حسن اور دوسرے کندھے پر حضرت حسین کو اُٹھائے ہوئے تھے اور آپ نے ارشاد فرمایا جس نے ان دونوں سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔ محترم حضرات اس حدیث پاک سے عظمت حسنین کریمین کا پتہ چلتا ہے اس حدیث پاک سے مقام حسنین کریمین کا اندازہ ہوتا ہے کہ حضور نے فرما دیا جو حسنین کریمین کا دشمن ہوگا وہ میرا دشمن ہوگا جو حسنین کریمین کا چاہنے والا ہوگا وہ میرا چاہنے والا ہوگا جو حسنین کریمین سے عداوت رکھے گا وہ مجھ سے عداوت رکھے گا جو حسنین کریمین سے کینہ رکھے گا وہ مجھ سے کینہ رکھے گا اس لئے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے نواسوں کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی۔

دل شکنی منظور نہیں

محترم حضرات! حسنین کریمین کا حیرت انگیز واقعہ ساعت فرمائیں۔ نزہۃ المجالس میں ہے کہ ایک دن حسنین کریمین نے بطور مقابلہ تختیاں لکھیں کہ کس کی تحریر اچھی ہے؟ اس فیصلے کے لئے بارگاہ حضرت علی میں پہونچے اور عرض کیا ابا حضور! آپ فیصلہ کریں کہ کس کی تحریر اچھی ہے؟ حضرت علی علم کا دروازہ ہیں مشکل کشا ہیں نہ جانے کتنے مشکل سے مشکل فیصلے فرمائے ہیں یہ خیال کرتے ہوئے کہ دونوں شہزادوں میں سے کسی کا دل نہ دُکھے، آپ

نے فرمایا جاؤ اپنی امی جان سے پوچھو وہ فیصلہ کریں گی کہ کس کی تحریر اچھی ہے؟ دونوں شہزادے خاتون جنت فاطمہ زہرا کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں امی جان آپ فیصلہ کریں کہ کس کی تحریر اچھی ہے؟ حضرت فاطمہ نے کہا میرے دونوں شہزادے اس کا فیصلہ میں نہیں دونوں جہاں کے سردار تمہارے نانا جان کریں گے دونوں بھائی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کئے نانا جان آپ فیصلہ کریں کہ کس کی تحریر اچھی ہے؟ دونوں جہاں کے مالک ومختار سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ اگر حسن کی تحریر کو اچھی کہوں تو حسین کو ملال ہوگا اگر حسین کی تحریر کو عمدہ کہوں تو حسن کو رنج ہوگا آپ دونوں شہزادوں کو رنجیدہ اور غمگین دیکھنا نہیں چاہتے تھے آپ نے فرمایا اے میرے نواسو! تم دونوں کا فیصلہ جبرئیل کریں گے۔ بحکم رب العالمین حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ان دونوں شہزادوں کا فیصلہ رب کریم فرمائے گا اور میں رب کے حکم سے ایک سیب لایا ہوں دونوں شہزادوں کی تختیوں پر اوپر سے سیب گراؤں جس کی تختی پر یہ سیب گرے گا اس کی تحریر اچھی ہوگی، وہ مقابلہ جیت جائے گا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اوپر سے سیب کو تختیوں پر گرایا سیب دو ٹکڑا ہو گیا آدھا ٹکڑا حضرت حسن کی تختی پر گرا اور دوسرا ٹکڑا حضرت حسین کی تختی پر گرا۔ رب العالمین کا فیصلہ ہو گیا کہ دونوں شہزادوں کی تحریریں عمدہ ہیں۔ رب کے اس فیصلے سے دونوں شہزادوں میں سے کسی کی دل شکنی نہ ہوئی۔ محترم حضرات! ذرا توجہ دیں خاتون جنت کو گوارہ نہیں کہ کسی شہزادے کی دل شکنی ہو۔ مشکل کشا حضرت علی کو گوارہ نہیں کہ کسی شہزادے کی دل شکنی ہو، حضرت جبرئیل کو گوارہ نہیں کہ کسی شہزادے کی دل شکنی ہو، یہاں تک کہ رب کائنات بھی پسند نہیں فرمایا کہ اپنے محبوب کے دونوں نواسوں میں سے کسی کی دل شکنی ہو۔

کتنے کم بخت ہیں وہ لوگ جو اہل بیت کی توہین کر کے حسنین کریمین کی دل شکنی کر

رہے ہیں، کتنے بدبخت ہیں وہ لوگ جو خاندان نبوت کو ایذا دے کر حسنین کریمین کی دل شکنی کررہے ہیں اور مستحق عذاب ہورہے ہیں۔

حسین کو پکڑلو

علامہ عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ والرضوان شواہدالنبوۃ میں بیان فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے حضرت حسن اور حضرت حسین کشتی لڑرہے تھے۔ ایام طفولیت کا زمانہ تھا کم سنی کا زمانہ تھا، بچپنے کی بات تھی۔ آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کشتی کو ملاحظہ فرمارہے تھے اور امام حسن کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمارہے تھے کہ حسن! تم حسین کو پکڑلو خاتون جنت جگر گوشہ رسول فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بھی وہاں موجود تھیں جب آپ نے سنا تو عرض کیا ابا حضور! مجھے تعجب ہورہا ہے، ابا حضور! میں حیران ہوں، ابا حضور! کیا بات ہے کہ آپ بڑے سے فرمارہے ہیں کہ چھوٹے کو پکڑلو۔ سرورکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے میری پیاری بیٹی اے میری لخت جگر میں اس لئے حسن سے کہہ رہا ہوں کہ حسین کو پکڑلو یہاں حضرت جبرئیل بھی موجود ہیں وہ حسین سے کہہ رہے ہیں کہ حسن کو پکڑلو۔ محترم حضرات یہ ہے مقام حسنین کریمین کہ سیدالملائکہ اور سیدالمرسلین دونوں شہزادے کو کشتی لڑنے میں حوصلہ افزائی کررہے ہیں۔

شہادت گاہ

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں ایک دن سرورکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حضرت حسین کو آپ کے گود میں دیا سرورکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی گود میں لیا اور آپ کی آنکھ سے آنسو جاری ہوگئے میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کیوں رورہے ہیں؟ آپ کیوں آنسو بہارہے ہیں؟ آپ کے رونے

کی وجہ کیا ہے؟ آپ کس لئے رورہے ہیں؟ حضور نے فرمایا میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انھوں نے یہ خبر دی کہ 'اِنَّ اُمَّتِیۡ سَتَقۡتُلُ اِبۡنِیۡ ھٰذَا' یعنی میری امت میرے اس فرزند کو شہید کرے گی۔ حضرت ام الفضل فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا آپ کی امت اس فرزند کو شہید کرے گی؟ حضور نے فرمایا ہاں! پھر جبرئیل میرے پاس اس کی شہادت گاہ کی سرخ مٹی بھی لائے۔

محترم حضرات! حضرت امام حسین کی شہادت کی پیشین گوئی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے سماعت فرمائیں علامہ امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ والرضوان ''صواعق محرقہ'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بارش کا فرشتہ بارگاہ خدوندی سے اجازت لے کر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا تو اس وقت حضرت امام حسین تشریف لائے اور نانا جان کی گود میں بیٹھ گئے۔ نانا جان نے اپنے نواسے کے چہرہ کو دیکھا فرط محبت سے بوسہ دینے لگے اور پیار کرنے لگے بارش کے فرشتہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا آپ حسین کو بہت چاہتے ہیں؟ یارسول اللہ کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں؟ یارسول اللہ کیا آپ حسین سے پیار کرتے ہیں؟ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! فرشتہ نے کہا 'اِنَّ اُمَّتَکَ سَتَقۡتُلُہٗ' یارسول اللہ! آپ کی امت حسین کو شہید کرے گی اگر آپ چاہیں تو میں ان کی قتل گاہ کی مٹی آپ کی بارگاہ میں حاضر کردوں پھر وہ فرشتہ سرخ مٹی لایا جسے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک شیشی میں بند کرلیا حضور نے فرمایا اے سلمہ! جب یہ مٹی خون بن جائے تو سمجھ لینا میرا بیٹا حسین شہید کردیا گیا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس دن حسین کی شہادت ہوئی وہ مٹی خون بن گئی۔

البدایہ والنہایہ میں ہے کہ باب العلم مشکل کشا فاتح خیبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی معلوم تھا کہ ان کے لخت جگر ان کے نور نظر حضرت حسین کہاں شہید ہوں گے، کس وادی میں اہل بیت کا خون بہایا جائے گا کس سرزمین پر اہل بیت کا خیمہ جلایا جائے گا، کون سی سرزمین پر اہل بیت پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جائیں گے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ صفین کے موقع پر میدان کربلا سے گزر رہے تھے آپ ٹھہر گئے اور لوگوں سے اس سرزمین کا نام دریافت فرمایا لوگوں سے اس سرزمین کا نام پوچھا۔ لوگوں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! اس سرزمین کو کربلا کہتے ہیں۔ اے امیر المؤمنین اس زمین کا نام کربلا ہے۔ کربلا کا نام سنتے ہی شیر خدا فاتح خیبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے آپ کی آنکھوں سے آنسو کے چشمے جاری ہوگئے لوگوں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! آپ اس قدر کیوں رو رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں ایک دن بارگاہ رسالت میں حاضر تھا میں نے دیکھا کہ دونوں جہاں کے سردار مالک ومختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رو رہے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کیوں رو رہے ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا میرے پاس جبرئیل آئے تھے اور انھوں نے خبر دی کہ میرا بیٹا حسین دریائے فرات کے کنارے اس جگہ پر شہید کیا جائے گا جس کو کربلا کہتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت امام حسین کی قبرگاہ کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا یہ شہیدوں کے اونٹ بچھانے کی جگہ ہے اس مقام پر ان کے کجاوے رکھے جائیں گے یہاں ان کے خون بہائے جائیں گے اور اہل بیت کے بہت سارے نوجوان اس میدان میں شہید کئے جائیں گے اس دن ان پر زمین اور آسمان روئیں گے۔

محترم حضرات! آپ پر عیاں ہوگیا ہوگا کہ شہادت حسین سے صحابۂ کرام آگاہ تھے۔ شہادت حسین سے خاتون جنت آگاہ تھیں، شہادت حسین سے ام الفضل آگاہ تھیں، شہادت حسین سے حضرت علی آگاہ تھے۔ اللہ کے محبوب دانائے غیوب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہادت حسین سے آگاہ تھے مگر ان ہستیوں میں سے کسی نے بھی یہ دُعا نہیں کی مولیٰ حسین کو قتل ہونے سے بچا' کسی نے یہ دُعا نہیں کی کہ کربلا کے امتحان سے بچا، کسی نے یہ دُعا نہیں کی کہ حسین کو کربلا کے ظلم وستم سے بچا، ان ہستیوں کی دعا میں یہ تاثیر تھی جو یہ مانگ لیتے وہ مل جاتا جو دُعا کرتے وہ قبول کی جاتی جبکہ بارگاہ رب الصمد میں عام لوگوں کی دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ **اَكْثِرِ مِنَ الدُّعَاءِ فَاِنَّ الدُّعَاءَ يَرُدُّ الْقَضَاءَ الْمُبْرَمَ**۔ یعنی کثرت سے دُعا کرو بے شک دُعاء قضائے مبرم کو ٹال دیتی ہیں یہ تو عام لوگوں کی بات ہے خاتون جنت کی دُعا کا کیا کہنا، حضرت علی کی دُعا کا کیا کہنا، خاتون جنت نے یہ دُعا نہیں کی کہ اے رب میرے لخت جگر کو قتل ہونے سے بچا۔ حضرت علی نے یہ دُعا نہیں کی کہ اے میرے رب میرے نور نظر کو شہید ہونے سے بچا۔ رب کے محبوب دونوں جہاں کے مالک ومختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دُعا نہیں کی کہ اے میرے رب میرے نواسے کو میدان کربلا کے امتحان سے بچا۔ وہ رب کے محبوب جو اشارہ کردیں تو سورج پلٹ آئے۔ وہ اللہ کے نبی جو انگلی اُٹھا دیں تو چاند دو ٹکڑے ہوجائے، وہ اللہ کا محبوب جو مردہ کو زندہ کردیں، وہ اللہ کے محبوب انگلی سے اشارہ کریں تو پانی کی نہر جاری ہوجائے، وہ اللہ کے محبوب جن کے لعاب دہن سے آنکھوں کو روشنی مل جائے ان کی دُعا کی تاثیر کا کیا کہنا۔ لیکن انھوں نے بھی اپنے نواسہ کے لئے دُعا نہیں کی کہ میدان کربلا کے امتحان سے بچ جائیں۔ اللہ کے نبی کو معلوم تھا کہ امتحان لینے والا میرا رب ہے اور امتحان دینے والا میرا نواسہ ہے جب اللہ تعالیٰ

کی طرف سے کوئی بڑا امتحان ہوتا ہے اور اس امتحان میں بندہ کامیاب ہو جاتا ہے تو وہ اللہ کا قرب خاص حاصل کر لیتا ہے اللہ کے نبی یہ چاہتے تھے کہ میرا نواسہ امتحان دے کر اللہ کا قرب خاص حاصل کرلے اور امام حسین نے اپنی جان اپنی اولادوں کی جان دوست واحباب کی جان قربان کر کے اللہ کا قرب خاص حاصل کرلیا۔

حسین زندہ رہے گا

محترم حضرات! حضرت امام حسین زندہ تھے زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

امام حسین کا نام آج بھی زندہ ہے اس لئے نہیں کہ وہ جگر گوشہ بتول ہیں جگر گوشہ بتول ہونا بڑی عظمت کی بات ہے امام حسین کا نام آج بھی زندہ ہے اس لئے نہیں کہ وہ علی کے نور نظر ہیں ہاں حضرت علی کا بیٹا ہونا بے شک عزوشرف کی بات ہے امام حسین کا نام آج بھی زندہ ہے اس لئے نہیں کہ وہ نواسہ رسول ہیں ہاں نواسہ ہونا بلاشبہ باعث فضل وکمال ہے بلکہ امام حسین کا نام اس لئے زندہ ہے کہ انھوں نے اپنی جان کی بازی لگا کر قرآن کا تحفظ فرمایا انھوں نے اپنے خاندان کو داؤں پر لگا کر عظمت اسلام کو بچایا انھوں نے اپنے خاندان کے خون سے شجرِ اسلام کو ہرا بھرا کیا۔ انھوں نے ننھے بچّے کی قربانی دے کر اللہ کے دین کی حفاظت کی انھوں نے میدان کربلا میں اپنی جان کی قربانی دے کر چمن اسلام کی آبیاری کی انھوں نے میدان کربلا میں سخت امتحان دے کر اللہ کا قرب خاص حاصل کرلیا اس لئے حضرت حسین آج بھی زندہ ہیں قیامت تک زندہ رہیں گے۔

ہرنی کا بچہ

محترم حضرات! روضۃ الشہدا میں یہ واقعہ درج ہے کہ ایک دیہاتی حضور اقدس صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے ہرن کا ایک بچہ شکار کیا ہے اور آپ کی بارگاہ میں ہدیہ لایا ہوں آپ اسے قبول فرمالیں۔ حضور نے وہ ہرن کا بچہ قبول کرلیا۔ اسی درمیان حضرت حسن رضی اللہ عنہ نانا کی بارگاہ میں آئے اور اس ہرن کے بچہ سے پیار کرنے لگے تو آپ نے اسے دے دیا وہ لے کر گھر چلے گئے جب گھر میں حضرت حسین آئے بڑے بھائی کو ہرن کے بچہ سے کھیلتے اور پیار کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا بھائی جان یہ کس نے دیا ہے حضرت حسن نے کہا کہ مجھے نانا جان نے دیا ہے حضرت حسین نانا جان کی بارگاہ میں آئے اور کہنے لگے نانا جان مجھے بھی ہرن کا بچہ چاہیے، مجھے بھی ہرن کا بچہ عطا کیجیے۔ حضور نے بہلایا اور ٹالنے کی کوشش کی مگر حضرت حسین اصرار کرتے رہے اتنے میں ایک ہرنی اپنے ایک بچے کو لے کر حضور کی بارگاہ میں پہنچ گئی اور عرض کرنے لگی یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے دو ہی بچے تھے ایک کو شکاری پکڑ لایا تھا اور دوسرے کو میں دودھ پلا رہی تھی کہ ہاتف غیبی نے آواز دی کہ جلدی اپنے بچے کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرو اس لئے کہ حضرت امام حسین ہرنی کا بچہ مانگ رہے ہیں یا رسول اللہ میں تیزی سے دوڑتی ہوئی آ گئی آپ اس بچہ کو قبول کرلیں حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس بچہ کو لے کر حضرت امام حسین کو دیدیا امام حسین نے یہ واقعہ امی جان کو سُنایا اور بہت خوش ہوئے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی حسنین کریمین کی دلجوئی چاہتا تھا۔ سبحان اللہ یہ ہے مقام حسنین کریمین۔

☆☆☆

واقعہ کربلا کے اسباب

محترم حضرات! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ امام حسین کی کیا شان تھی۔ امام حسین کا کیا مقام تھا۔ امام حسین کی عظمت و رفعت کیا تھی۔ حسین چمنستان اسلام کا پاسبان تھا۔ حسین گلستان اسلام کا آبیار تھا۔ حسین دین اسلام کا نگہبان تھا۔ حسین فضل و کمالات کا جامع تھا حسین تقدس وطہارت کا پیکر تھا۔ حسین عدل وانصاف کا حامی تھا اور یزید پلید فاسق و فاجر تھا۔ یزید پلید شرابی اور زانی تھا۔ یزید پلید شریعت وطریقت کا باغی تھا۔ یزید پلید اہل بیت کا دشمن تھا۔ یزید پلید گناہ کبیرہ کا مرتکب تھا۔ یزید پلید فسق وفجور کا حامی تھا۔ واقعہ کربلا اس لئے واقع ہوا کہ بد بخت یزید یہ چاہتا تھا کہ حضرت امام حسین اس کی بیعت کرلیں یزید یہ مطالبہ کر رہا تھا کہ حضرت امام حسین اپنا مبارک ہاتھ اس کے ناپاک ہاتھ میں دے دیں، یزید یہ چاہتا تھا کہ حضرت امام حسین اس کی پیروی کریں امام حسین ان کی اتباع کریں امام حسین اس کو اپنا خلیفہ مان لیں۔ امام حسین کے انکار کی صورت میں واقعہ کربلا پیش آیا۔ یزید کی بات نہ ماننے پر واقعہ کربلا پیش آیا۔ یزید پلید کی بیعت نہ کرنے پر واقعہ کربلا پیش آیا۔ یزید پلید کی پیش کش ٹھکرانے پر واقعہ کربلا پیش آیا اور امام حسین نے یزید کی بیعت نہ کرکے اسلام کی آبرو کو بچا لیا۔ ایک فاسق وفاجر کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دے کر وقار اسلام کو بچالیا۔ ایک شرابی اور زانی کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دے کر قرآن کے تقدس کو بچالیا ایک جابر اور ظالم کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دے کر شریعت کو بچالیا۔

یزید کا حکم

تاریخ طبری وغیرہ میں ذکر ہے کہ جب ۶۰ھ میں امیر المومنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اور ان کا ناخلف اور ناہنجار بیٹا یزید پلید تخت نشین ہوا حکومت اور سلطنت کی لالچ میں لوگوں سے بیعت کرنا شروع کردیا وہ حکومت کا خواہاں تھا وہ حکومت کا لالچی تھا۔ حکومت پر بیٹھتے ہی اس نے ہر طرف خطوط اور حکم نامہ جاری کیا کہ لوگوں سے ان کے لئے بیعت لی جائے۔ ایسا ہی ایک حکم نامہ مدینہ منورہ کے گورنر ولید بن عقبہ کو بھیجا کہ ہر خاص وعام کے ساتھ ساتھ بالخصوص حسین بن علی، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمر سے پہلے بیعت لو ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرو ان کو بالکل مہلت نہ دو۔ اب تک مدینہ منورہ کے لوگوں کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر نہ تھی۔ ولید بن عقبہ یزید کے اس حکم سے سخت پریشان ہوا ولید بن عقبہ جانتا تھا کہ اس حکم کی تعمیل کرنا بہت مشکل ہوگا اس نے اپنے نائب مروان بن حکم کو بلا بھیجا یہ انتہائی سنگدل آدمی تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مروان کی پیدائش پر ارشاد فرمایا تھا کہ یہ گرگٹ کا بیٹا گرگٹ ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مروان کے باپ حَکَم پر لعنت فرمائی۔ ایسے شخص سے اہل بیت کے لئے محبت واخوت کی کیا امید کی جاسکتی ہے۔ ایسے بدبخت شخص سے اچھائی کی کیا امید کی جاسکتی ہے۔ ولید بن عقبہ نے جب مروان سے مشورہ کیا تو اس نے کہا کہ ان تینوں کو اس وقت بلائیں اور بیعت کے لئے کہیں اگر وہ کرلیں تو ٹھیک ہے ورنہ تینوں کو قتل کر دیں۔ ولید نے ایک قاصد بھیجا کہ امام حسین اور عبداللہ بن زبیر کو بلا لائیں یہ دونوں حضرات مسجد نبوی میں تھے قاصد نے پیغام دیا تو انھوں نے کہا تم چلو ہم آتے ہیں۔ ابن زبیر نے حضرت امام حسین سے کہا کیا آپ جانتے ہیں کہ ولید نے ہمیں کیوں بلایا ہے؟ حضرت امام

حسین نے کہا میرے خیال میں حاکم شام امیر معاویہ کا انتقال ہو گیا ہے میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ ان کا منبر الٹ گیا ہے اور ان کے محل میں آگ گر رہی ہے وہ ہمیں اس نے بلایا ہے کہ یہ خبر عام ہونے سے پہلے یزید کی بیعت لے لیں۔ حضرت ابن زبیر نے کہا میرا بھی یہی خیال ہے اب آپ کا کیا ارادہ ہے حضرت امام حسین نے فرمایا میں چند آدمیوں کو لے کر جاتا ہوں ہوسکتا ہے کہ انکار کی صورت میں معاملہ نازک ہو جائے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ولید کے قاصد کو واپس بھیجنے کے بعد اپنے گھر تشریف لے گئے اور چند جوانوں کو مسلح کر کے فرمایا میرے ساتھ دار الامارت چلو اور ولید کے دروازے پر بیٹھ جانا اگر میں تمھیں بلاؤں یا میری آواز بلند ہو تو اندر چلے آنا جب تک میں باہر نہ آؤں تم لوگ وہیں موجود رہنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان مسلح جوانوں کو دروازے پر بٹھا کر اندر تشریف لے گئے ولید نے آپ کو حضرت معاویہ کی وفات کی خبر سنائی اور یزید کی بیعت کے لئے کہا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا مجھ جیسا آدمی چھپ کر بیعت نہیں کرسکتا۔ آپ باہر نکلیں امیر کی وفات کے بارے میں بتائیں اور سب لوگوں کو جمع کریں اس کے بعد جو مناسب ہوگا اس پر عمل کیا جائے گا ولید امن پسند آدمی تھا آپ کی سنجیدہ گفتگو پسند آئی اور کہا کہ ٹھیک ہے آپ واپس تشریف لے جائیں جب آپ چلنے لگے تو مروان نے برہم ہو کر ولید سے کہا اگر آپ نے اس وقت ان کو جانے دیا اور بیعت نہ لی پھر ان پر قابو پا نہ سکیں گے ان کو پکڑ کر قید کرلو اگر یزید کی بیعت سے انکار کریں تو قتل کر دو یہ سن کر شیر خدا فاتح خیبر کا بیٹا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے ابن الزرقا، تو مجھے قتل کرے گا تم میں کس کو اتنی طاقت ہے کہ مجھے روک سکے تم میں سے کس کو اتنی جرأت ہے کہ مجھ سے بیعت لے سکے، تم میں سے کس کی ہمت ہے جو مجھ پر بیعت کے لئے

دباؤ ڈال سکے۔ میں شیر خدا کا بیٹا شیر ہوں میں فاتح خیبر کا فرزند ہوں خدا کی قسم اے ابن الزرقا تو جھوٹا اور کمینہ ہے یہ کہہ کر آپ باہر تشریف لے گئے۔ بدبخت مروان نے ولید سے کہا تمنے میری بات نہیں مانی خدا کی قسم! اب تم ان پر قابو نہ پاسکو گے قتل کرنے کا یہ بہترین موقع تھا جس کو تم نے گنوا دیا ولید نے کہا افسوس صد افسوس! تم مجھے ایسا مشورہ دے رہے ہو جس میں میرے دین کی تباہی ہے۔ کیا میں نواسہ رسول کو صرف اس لئے قتل کر دیتا کہ انھوں نے یزید کی بیعت نہیں کی اگر مجھے دنیا بھر کی دھن دولت مل جائے تب بھی میں حسین کو قتل نہیں کروں گا، اگر پوری دنیا کی حکومت مل جائے تب بھی حسین کو قتل نہیں کروں گا۔ اگر پوری دنیا کی دولت حاصل ہو جائے تب امام حسین کو قتل نہیں کروں گا اگر بادشاہی اور حکومت مل جائے تب بھی امام حسین کو قتل نہیں کروں گا۔ اے مروان! کل قیامت کے دن قاتلان حسین عذاب الٰہی کے مستحق ہوں گے، کل قیامت کے دن قاتلان حسین شفاعت رسول سے محروم ہوں گے، کل قیامت کے دن قاتلان حسین ذلت و رسوائی میں مبتلا ہوں گے اے مروان سن! میں اپنے ہاتھوں کو خون آلود نہیں کرسکتا۔

بیعت سے انکار

حضرت امام حسین نے اپنے شایانِ شان کے ساتھ ولید بن عقبہ اور بدبخت مروان کے سامنے اپنا موقف رکھ دیا، پروقار انداز میں اپنی بات کہہ دی اور بیعت سے صاف انکار کر دیا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ خوب جانتے تھے کہ بیعت کے انکار سے کم بخت یزید جان کا دشمن ہو جائے گا بیعت نہ کرنے سے بدبخت یزید خون کا پیاسا ہو جائے گا امام حسین رضی اللہ عنہ اچھی طرح جانتے تھے بیعت نہ کرنے پر یزید بدبخت میرے قتل کے درپے ہو جائے گا لیکن امام حسین کی غیرت نے بیعت کی اجازت نہ دی۔ امام حسین کے تقدس وطہارت نے

بیعت کی اجازت نہ دی امام حسین کے ضمیر نے بیعت کی اجازت نہ دی اگر امام حسین یزید کی بیعت کر لیتے تو بڑی قدر و منزلت ملتی اگر بیعت کر لیتے بے شمار دولت آپ کے قدموں میں ڈال دی جاتی اگر بیعت کر لیتے دینار و درہم کا ڈھیر لگا دیا جاتا مگر امام حسین کی غیرت نے دولت کو ٹھکرانا پسند کیا دینار و درہم کو ٹھکرانا پسند کیا، قدر و منزلت کو ٹھکرانا پسند کیا لیکن ایک فاجر، شرابی، زانی، بدکار، عیاش کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینا گوارہ نہ کیا۔

سر کاٹ کر بھیج دو:

تاریخ طبری اور روضۃ الشہدا وغیرہ میں ہے کہ ولید بن عقبہ نے تمام صورت حال لکھ کر یزید کو بھیج دیا جو حالات مدینہ منورہ میں رونما ہوئے اور امام حسین سے جو گفتگو ہوئی یہ سب جاننے کے بعد یزید پلید نے خط لکھا کہ اے ولید دوبارہ لوگوں کو اکٹھا کر و لوگوں پر دباؤ ڈالو میری بیعت کے لئے لوگوں پر سختی کرو اگر سب لوگ مان جاتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ امام حسین کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیج دو۔ ولید نے جب خط دیکھا تو '**لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم**' پڑھتے ہوئے کہا کہ اگر یزید روئے زمین کی حکومت و سلطنت دیدے تب بھی میں نواسہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شہید کرنے کی جرأت نہیں کروں گا اور یزید کی نافرمانی پر مجھے جو سزا ملے برداشت کروں گا۔ یزید کی حکم عدولی پر جو سزا ملے گوارہ کرلوں گا، یزید کا فرمان نہ ماننے پر جو سزا دی جائے گی مجھے قبول ہے لیکن میں امام حسین کو شہید نہیں کرسکتا ہوں۔

ولید نے اپنے کسی رازدار کے ذریعہ یزید کے خط کا مضمون امام حسین کی بارگاہ میں بھیج دیا کہ یزید کے ارادے اچھے نہیں ہیں، یزید کی نیت ٹھیک نہیں ہے۔ اے نواسۂ رسول! یزید کے مسلسل خطوط آرہے ہیں۔ یزید کی طرف سے پیغام آیا ہے کہ میں آپ کو قتل کردوں،

میں آپ کو شہید کردوں، میں آپ کو گرفتار کرلوں میں غلام اہل بیت ہوں میں ایسا نہیں کرسکتا میں محبّ اہل بیت ہوں ایسا نہیں کرسکتا میں آپ کا چاہنے والا ہوں ایسا نہیں کرسکتا نافرمانی کی پاداش میں مجھے جو سزا ملے منظور ہے، حکم عدولی کے لئے جو سزا ملے مجھے برداشت ہے میں یزید کا مشورہ قبول نہیں کرسکتا۔ میں مروان کا مشورہ قبول نہیں کرسکتا۔ میں اس مشورہ کو کیسے قبول کرسکتا ہوں جس سے میری آخرت برباد ہوجائے میں اس بات پر کیسے عمل کرسکتا ہوں جس سے میدان محشر میں مجھے آپ کے نانا جان کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے میں اس کام کو کیسے کرسکتا ہوں جس سے میں عذاب کا مستحق ہوجاؤں اس کام کو میں کیسے کرسکتا ہوں جس سے مجھے لوگ غدار اہل بیت کہیں۔ اس کام کو میں کیسے کرسکتا ہوں جس سے مجھے لوگ دشمن اہل بیت کہیں مجھے دنیا کی ہر تکلیف گوارہ ہے لیکن آپ کو قتل کرنا گوارہ نہیں۔

☆☆☆

مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ کی طرف روانگی

محترم حضرات! تاریخ طبری، روضۃ الشہد ااور دیگر تواریخ کی کتابوں میں وضاحت کے ساتھ بیان ہے کہ جب نواسۂ رسول جگر گوشہ بتول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو یقین ہوگیا کہ میرے بیعت نہ کرنے پر یزید میرے قتل کے درپے ہوجائے گا وہ اس شہر میں امن و امان غارت کرے گا، فتنہ وفساد برپا کرے گا۔ تو امام حسین نے شہر رسول مدینہ منورہ کو ترک کرنے کا فیصلہ کرلیا، شہر رسول کو چھوڑنے کا ارادہ کرلیا۔ ۴؍شعبان المعظم کو آپ نے رخت سفر باندھا حضرت عبداللہ بن زبیر آپ سے ایک دن پہلے ہی مدینہ منور کو چھوڑ کر مکہ معظّمہ کی طرف کوچ کر چکے تھے۔

نانا جان کی بارگاہ میں

جگر گوشہ بتول نواسہ رسول حضرت علی کے نور نظر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ چھوڑنے سے پہلے اپنے نانا جان کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور قبر انور سے لپٹ کر رونے لگے اے نانا جان! اپنی پشت پر چڑھا کر سجدہ کو لمبا کرنے والے، پیاس کی حالت میں اپنا لعاب دہن منہ میں ڈالنے والے، اپنے کندھوں پر چڑھانے والے، جنتی پھل کھلانے والے نانا جان، میں آج پریشان ہوں، نانا جان میں آج بے یارومددگار ہوں، نانا جان آپ کے سوا کوئی میرا ہمدم نہیں، نانا جان! اب میں آپ کو اور آپ کے شہر کو الوداع کہہ رہا ہوں، نانا جان اب میں آپ کو اور آپ کے شہر کو چھوڑ رہا ہوں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے نانا جان کے روضہ اقدس پر سر رکھ کر روتے روتے سوگئے آپ کی آنکھ لگ گئی آنکھیں بند ہوگئیں

اور مقدر جاگ اُٹھا۔ خواب میں سیاح لامکاں مالک انس وجاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے نواسہ کے سرانور کو سینہ مقدس سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا اے میرے بیٹے میں دیکھ رہا ہوں میری امت کے لوگ تمہیں کربلا میں شہید کردیں گے۔ تمہارے بچوں کو شہید کردیں گے، تمہارے دوست واحباب کو شہید کردیں گے اے حسین ایسے لوگ میری شفاعت کی امید رکھتے ہیں حالانکہ یہ لوگ قیامت کے دن میری شفاعت سے محروم ہوں گے، عذاب کے مستحق ہوں گے۔ میرے حسین تمہارے لئے جنت میں بڑا مقام ہے جو شہادت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔ میرے پیارے نواسے مشکلات کا مقابلہ کرنا، صبر وشکر کا دامن نہ چھوڑنا شہادت تمہارا نوشتہ تقدیر ہے۔

بھائی اور ماں کی قبر پر

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے نانا جان کی قبر کی زیارت کے بعد اپنے بڑے بھائی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے روضہ پر حاضر ہوئے اور روتے ہوئے عرض کیا بھائی جان! میں آپ سے رخصت ہو رہا ہوں، بھائی جان! ہم دونوں ساتھ میں نانا جان کے کندھے میں سوار ہوئے ہیں بھائی جان! ہم دونوں کشتی کا کھیل کھیلے ہیں۔ بھائی جان! ہم دونوں نانا جان کی پشت میں سوار ہوئے ہیں بھائی جان! ہم دونوں فرشتوں کے سائے میں ساتھ آرام کئے ہیں۔ بھائی جان! ہم دونوں نانا کے پاس پرورش پائے ہیں بھائی آج میں آپ کو الوداع کہہ رہا ہوں بھائی! آج میں نانا جان کا شہر چھوڑ کر جا رہا ہوں امام حسین روتے ہوئے امی جان کی قبر انور پر حاضری دیتے ہیں کہ وہاں بھی امی جان کو سلام عرض کرتے ہیں کہتے ہیں کہ امی جان! آپ کا لاڈلا آپ سے دور جا رہا ہے۔ آپ کے جگر کا ٹکڑا آپ کو چھوڑ کے جا رہا ہے امی جان! آج آپ کی بہت یاد آرہی ہے امی جان آپ سے جدا ہوتے ہوئے میرا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے۔ امی جان! اب میرا یہاں رہنا دشوار ہوگیا ہے۔ امی جان

اب میں آپ سے اجازت لے رہا ہوں مجھے اجازت دیجیے میں آپ کے غم میں نڈھال
ہوں، امی جان! آپ نے ہمیں بڑے ناز ونعم میں پالا ہے امی جان! آپ کے اس بیٹے پر نانا
جان نے اپنا بیٹا ابراہیم کو قربان کر دیا تھا اس قربانی کی لاج رکھنے کے لئے میں قربانی دینے
کے لئے تیار ہوں۔ امی جان آپ میرے لئے دعا کریں کہ میں امتحان میں کامیاب ہو
جاؤں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے نانا جان اپنے بھائی جان اور امی جان! سے
روتے ہوئے رخصت ہوئے۔ ۴؍شعبان المعظم ۶۰ھ کو جمعرات کے دن مدینہ منورہ کو خیر
باد کہہ کر مکہ معظّمہ کی طرف اپنے اہل وعیال کے ساتھ روانہ ہوگئے، اپنے بال بچوں کے ساتھ
مکہ معظّمہ کی طرف روانہ ہوگئے۔

عبداللہ بن مطیع سے گفتگو

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوکر مکہ معظّمہ کی طرف چل
پڑے دوران سفر حضرت عبد اللہ بن مطیع سے ملاقات ہوگئی انھوں نے عرض کی اے ابن
رسول! اے علی کے شہزادے اے فاطمہ کے دلارے آپ کہاں تشریف لے جارہے ہیں؟
حضرت امام حسین نے فرمایا اے عبد اللہ! ظالموں سے تنگ آکر وطن چھوڑ رہا ہوں، میں
مصائب وآلام سے دوچار ہوں اس لئے شہر رسول کو چھوڑ کر مکہ معظّمہ جارہا ہوں۔ حضرت عبد
اللہ نے عرض کیا اے ابن رسول آپ خیر وعافیت سے پہنچیں سلامتی آپ پر سایہ فگن ہو۔ آپ
کو امن وسکون میسر آئے۔ آپ مکہ معظّمہ پہنچ کر وہیں قیام کریں۔ کوفہ کا ارادہ ہرگز نہ فرمائیں
اس لئے کہ وہ ایک منحوس شہر ہے وہیں آپ کے والد بزرگوار شیر خدا، فاتح خیبر، باب العلم،
داماد رسول حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ وہیں آپ کے برادر مکرم کو بے یار و مددگار
چھوڑا گیا آپ مکہ معظّمہ میں قیام پذیر رہیں۔ آپ عرب کے سردار ہیں اور میرا خاندان آپ
پر قربان آپ حرم کعبہ کو بالکل نہ چھوڑیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے آپ کی باتیں

سن کر دُعائیں دیں اور سفر طے کرتے ہوئے مکہ معظّمہ کے جوار میں پہنچ گئے اور مقدس شہر مکہ
معظّمہ میں داخل ہوگئے۔

مکہ میں استقبال

مرحبا سرور عالم کے پسر آئے ہیں
سیدہ فاطمہ کے لخت جگر آئے ہیں
نخل بستان نبوت کے ثمر آئے ہیں
جن سے روشن ہے جہاں وہ قمر آئے ہیں
واہ قسمت! کہ چراغ حرمین آئے ہیں
اے مسلمانو! مبارک کہ حسین آئے ہیں

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بلد امین مکہ معظّمہ میں تشریف لائے آپ کی آمد پر اہل
شہر خوشی اور مسرت کا اظہار فرمارہے تھے۔ آپ کے استقبال کے لئے مکہ معظّمہ سے باہر نکل
آئے اور شرف زیارت حاصل کیا جس جگہ آپ قیام پذیر تھے لوگ آپ کی زیارت کے لئے
آتے عبد اللہ بن زبیر جو پہلے ہی مکہ آچکے تھے وہ بھی وقتاً فوقتاً شرف ملاقات کے لئے حاضر
ہوجاتے اہل مکہ خوشی سے پھولے نہیں سمارہے تھے۔ آپ ماہ شعبان میں تشریف لائے اور
ذی القعدہ تک بہت امن وامان کے ساتھ رہے۔ کم بخت یزید کو جب یہ خبر ملی کہ نواسۂ رسول
امام حسین رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ چھوڑ کر مکہ معظّمہ چلے گئے ہیں
اور ولید نے انھیں روک کر گرفتار نہیں کیا وہ کمبخت غضبناک ہوگیا اور بطور سزا ولید کو معزول
کر کے ان کی جگہ ابن اشدق کو مدینہ طیبہ کا گورنر بنادیا۔

پہلا خط

جب اہل کوفہ کو معلوم ہوا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت کرنے سے انکار

کر دیا ہے اور مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ تشریف لائے ہیں تو انھوں نے سلیمان بن صرد کے گھر ایک مشاورتی میٹنگ رکھی اہل کوفہ وہاں اکٹھا ہوئے اور معاویہ کے وصال پر سب نے اللہ کا شکر ادا کیا پھر سلیمان بن صرد نے اہل کوفہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ امام حسین نے یزید کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا ہے اور مکہ معظّمہ چلے گئے ہیں خوب جان لو! اگر تم ان کے مددگار بن سکتے ہو اور ان کے دشمنوں سے جہاد کر سکتے ہو تو ان کو بلانے کے لئے خط ارسال کرو ان کو آنے کی دعوت دو اگر تمہیں اپنی بزدلی اور کمزوری کا اندیشہ ہو تو ان کو دھوکہ نہ دو۔ سب نے کہا ہم ان کو دھوکہ نہیں دیں گے ان کے دشمنوں سے جنگ کریں گے اپنی جانیں ان پر قربان کر دیں گے۔ سلیمان نے کہا کہ پھر امام عالی مقام کی بارگاہ میں خط لکھ کر روانہ کرو خط کا مضمون یہ تھا۔ اللہ آپ پر سلامتی نازل فرمائے ہم لوگوں کا کوئی امام نہیں ہے آپ تشریف لایئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی برکت سے ہمیں حق کی حمایت نصیب فرمائے دمشق کا گورنر نعمان بن بشیر سرکاری محل میں ہے مگر ہم ان کے ساتھ جمعہ کی نماز میں شریک نہیں ہوتے ان کے ساتھ عیدگاہ نہیں جاتے جب ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ آپ تشریف لا رہے ہیں تو ہم ان کو یہاں سے نکال کر ملک شام کی حدود میں ڈھکیل دیں گے۔ اتنا لکھ کر عبداللہ بن سبع ہمدانی اور عبداللہ بن والی کے ہاتھوں یہ خط بارگاہ امام حسین میں روانہ کر دیا گیا اور یہ خط حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ۱۰/رمضان المبارک کو مکہ معظّمہ میں موصول ہوا۔ (تاریخ طبری)

ابن عباس سے گفتگو

علامہ حسین واعظ کاشفی اپنی کتاب 'روضۃ الشہدا' میں بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نواسہ رسول جگر گوشہ بتول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور اہل کوفہ کا تذکرہ چھڑ گیا حضرت امام حسین نے فرمایا اے ابن عباس! آپ جانتے ہیں کہ میں رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لخت جگر خاتون جنت فاطمہ کا بیٹا ہوں

حضرت عبداللہ ابن عباس نے کہا کہ ہاں! بے شک آپ نواسہ رسول ہیں اور اس وقت روئے زمین پر آپ کے علاوہ کوئی بھی نواسہ رسول موجود نہیں ہے آپ کی حمایت امت محمدیہ پر فرض ہے آپ کی نصرت امت رسول پر فرض ہے۔ آپ کی معاونت امت محمدیہ پر فرض ہے۔ حضرت امام حسین نے فرمایا اے ابن عباس! آپ ان لوگوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں جنھوں نے مجھے نانا کے شہر سے دور کیا، مجھ کو میرے گھر سے نکالا، مجھے بے وطن کیا، مجھے غریب الوطن بنا دیا، میرے قتل کا ارادہ کیا۔ حضرت ابن عباس نے کہا اے ابن رسول! آپ گروہ اخیار و ابرار کے سردار ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے میری اولاد کو ایسے لوگوں کے درمیان شہید کر دیا جائے گا جو مدد کا وعدہ کریں گے مگر مدد نہیں کریں گے۔ ابن عباس نے فرمایا اے حسین! وہ لوگ آپ سے منہ موڑ لیں گے آپ کو بلا کر وعدہ خلافی کریں گے۔ حضرت امام حسین نے فرمایا اے اللہ تو گواہ ہو جا ابن عباس نے فرمایا آپ مجھے اپنی شہادت کی خبر دے رہے ہیں خدا کی قسم میری خواہش ہے کہ آپ کے سامنے تلوار چلاتے چلاتے میرے ہاتھ کٹ جائیں میں اپنی جان آپ پر قربان کر دوں اس کے باوجود میں آپ کا حق ادا نہیں کر سکتا میں اس وقت مدینہ منورہ جا رہا ہوں آپ بھی میرے ساتھ چلیں اور روضہ رسول کے پاس رہیں حضرت امام حسین نے کہا اگر دشمن مجھے وہاں رہنے دیتے میں ہرگز وہاں سے نہ آتا حضرت ابن عباس نے گزارش کی اے امام! اگر آپ مدینہ نہیں چلتے ہیں تو یہیں مکہ معظّمہ میں قیام کریں حرم محترم کو نہ چھوڑیں کوفیوں کے قریب نہ جائیں کوفہ کے سفر کا ارادہ نہ کریں۔

خطوط کا جواب

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں مسلسل خطوط آتے رہے کوفہ آنے کے

لئے اصرار پیہم ہوتا رہا تو آپ نے اہل کوفہ کو ان خطوط کا جواب لکھا کہ تمہارے سارے خطوط مجھے مل گئے ہیں اور تمام مضامین سے میں باخبر ہو چکا ہوں۔ وہاں کے حالات سے آگاہی ہوئی ہے مجھے معلوم ہوا کہ وہاں تمھارا کوئی امام نہیں تمہاری دعوت پر بہت جلد میں کوفہ پہنچوں گا میرے آنے سے پہلے میں اپنا نائب بنا کر چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں جب وہ وہاں کے حالات سے مجھے آگاہ کروائیں گے میں بھی آجاؤں گا میں اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ امام وہی ہے جو لوگوں کے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرے جو عدل وانصاف قائم کرے جو لوگوں کو دین حق پر گامزن رکھے۔

امام مسلم کی روانگی

تاریخ طبری اور سر الشہادتین روضۃ الشہدا اور دیگر تواریخ کی کتابوں میں ہے کہ کوفیوں کے اصرار پیہم اور گزارش والتماس کے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ نے جملہ صحابہ کرام اور دوست واحباب سے مشورہ کیا اس بات پر اتفاق ہوا کہ امام حسین پہلے کوفہ نہ جائیں بلکہ کسی معتبر اور معتمد شخص کو بھیجا جائے تاکہ وہاں کے حالات وکوائف معلوم ہونے کے بعد امام عالی مقام رخت سفر باندھیں۔ کوفہ بھیجنے کے لئے امام حسین کی نگاہ انتخاب حضرت مسلم پر پڑی جو حلم وعلم سے آراستہ تھے جواں مردی اور بہادری کے پیکر تھے جو امام حسین کے چچازاد بھائی تھے حضرت علی کے بھتیجے تھے حضرت ابو طالب کے پوتے تھے۔ امام حسین کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے امام مسلم سفر کے لئے تیار ہو گئے آپ کے دو چھوٹے چھوٹے بچے تھے ایک کا نام محمد اور دوسرے کا نام ابراہیم تھا دونوں باپ کے بہت چہیتے تھے دونوں کم سن بچے اپنے والد سے بہت پیار کرتے تھے امام مسلم نے دونوں بچوں کو ساتھ لے لیا اور راستے میں ہزار ہا مصائب وآلام اور سفر کی صعوبتوں کو برداشت کرتے ہوئے کوفہ جا پہنچے۔

امام مسلم کوفہ میں

حضرت امام مسلم اپنے دونوں کم سن بچے لے کر کوفہ پہنچے اور مختار ابن عبید کے مکان پر قیام فرمایا کوفہ والے آپ کے منتظر تھے نگاہیں فرش راہ کئے ہوئے تھے۔ بے چینی سے آپ کا انتظار کر رہے تھے آپ کے داخل ہوتے ہی کوفہ والوں نے خوشی اور مسرت کا اظہار کیا حضرت مسلم کے قدم چومے، دونوں کم سن بچوں کو گلے لگایا آپ کا شاندار استقبال کیا گیا اور پہلے دن ہی ۱۲/ ہزار کوفیوں نے حضرت امام حسین کے لئے امام مسلم کی دست اقدس پر بیعت کی۔ امام مسلم نے دیکھا کہ کوفہ کے حالات بہتر ہیں اور اپنے وعدوں کو پورا کرنے کیلئے تیار ہیں تو انھوں نے کوفہ کے حالات امام حسین کو لکھ کر بھیجا کہ یہاں لوگ آپ کے عقیدتمند ہیں آپ کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں اپنا وعدہ پورا کریں آپ کے دست اقدس پر بیعت کرنے کے لئے بے چین ہیں میرے ہاتھ میں ۱۲/ ہزار کوفیوں نے ایک ہی دن میں آپ کی بیعت کر لی ہے آپ بلا تاخیر کوفہ کے لئے روانہ ہو جائیں۔

یزید کو اطلاع

روضۃ الشہدا میں ہے کہ حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ کی آمد کا چرچا اہل کوفہ کا جوش، لوگوں کی عقیدت اور ایک ہی دن میں ۱۲/ ہزار کوفیوں کا امام حسین کے نام پر بیعت کرنا یزید کے حامیوں کے لئے پریشانیوں کا سبب بنا ہوا تھا ان لوگوں نے یزید کو خط لکھا کہ امام حسین کے چچازاد بھائی حضرت مسلم کوفہ پہنچ چکے ہیں اور لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں اور امام حسین بھی یہاں پہنچنے والے ہیں جب یہ خبر یزید کو پہنچی اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی، پایہ حکومت لرزتا ہوا نظر آیا، مطلق العنان سلطنت گرتی ہوئی نظر آئی اپنے مشیروں اور حواریوں کو بلا کر مشورہ کیا سبھی پریشان تھے ایک شخص نے کہا کامیابی کا دور مدار کوفیوں پر ہے اگر انھوں نے امام حسین کا ساتھ دیا تو معاملہ خطرناک ہو جائے گا پوری دنیائے اسلام ان کا

اتباع کرے گی ہم تنہا مقابلہ نہیں کر سکتے ہماری حکومت وسلطنت چلی جائے گی اور امام حسین کو متفقہ طور پر خلیفہ تسلیم کر لیا جائے گا۔ اگر کوفیوں کے قدم متزلزل ہو گئے اگر وہ خائف اور ڈر گئے اگر انھیں دبا دیا گیا اگر ان کے قدم اکھڑ گئے اگر وہ پست ہو گئے اگر امام حسین کا ساتھ دینے سے روک دیا گیا تو یقیناً ہماری کامیابی وکامرانی ہے امام حسین کے لئے کوئی جائے پناہ نہ رہے گی۔ پھر یہ مشورہ ہوا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ کوئی اپنا گورنر بھیجا جائے جو کوفیوں کے پائے استقلال کو متزلزل کر دے ان کے حوصلوں کو پست کر دے ان کی ہمت کے پہاڑ کو پاش پاش کر دے۔

نعمان بن بشیر

حضرت نعمان بن بشیر ایک عاشق رسول اہل بیت سے محبت کرنے والے صحابی تھے اس وقت کوفہ کے گورنر تھے جب حالات سے باخبر ہوئے تو منبر پر تشریف لائے اور حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا یہ بیعت یزید کی مرضی کے خلاف ہے وہ اس پر فتنہ وفساد برپا کرے گا بنی امیہ کے حواری عبداللہ حضرمی وہاں موجود تھا اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا آپ نرمی سے کام لے رہے ہیں آپ سختی نہیں کر رہے ہیں بغیر سختی کے کام نہیں بنے گا آپ کمزور ثابت ہو رہے ہیں آپ جو کچھ کر رہے ہیں یزید کے منشا کے خلاف کر رہے ہیں سب سے پہلے آپ مسلم بن عقیل کو قتل کر دیں یا گرفتار کر لیں آپ یزید کے تنخواہ دار ملازم ہیں بنی امیہ اس بدبخت کی بات سن کر حضرت نعمان بن بشیر نے جواب دیا ملازمت اور چیز ہے اور عقیدت اور چیز، میں یزید کے چند سکوں کے عوض خاتون جنت کے جگر کے ٹکڑے کا قتل نہیں کر سکتا۔ میں یزید کے چند سکوں کے عوض حضرت علی شیر خدا کے شیر کا قتل نہیں کر سکتا میں یزید کے چند سکوں کے عوض اہل بیت کے ایک جوان کا خون نہیں بہا سکتا میں یزید کے چند سکوں کے عوض چمنستان مصطفیٰ کے پھول کو پامال نہیں کر سکتا۔ میں یزید کے چند سکوں کے عوض نواسہ رسول کے ساتھ غداری نہیں کر سکتا۔ اتنا

سننے کے بعد بنی امیہ کا طرفدار نعمان بن بشیر کے ارادوں کو سمجھ گئے اور تمام حالات اور نعمان بن بشیر کی نرم دلی کو لکھ کر یزید کو بھیج دیا۔

ابن زیاد

جب یزید کو کوفہ کے حالات معلوم ہوئے اس نے فوراً حضرت نعمان بن بشیر کو گورنر کے عہدہ سے معزول کر دیا اور ان کی جگہ عبیداللہ بن زیاد کو گورنر مقرر کر دیا ان دنوں وہ بصرہ کا گورنر تھا عبیداللہ ابن زیاد جو ابن زیاد کے نام سے مشہور ہے ایک بڑا مکار اور عیار آدمی تھا۔ دنیا پرست اور ہوا پرست انسان تھا یزید کا خیر خواہ تھا اہل بیت کا دشمن تھا، عہدہ اور دولت کا لالچی تھا، یزید نے ابن زیاد کو حکم دیا کہ فوراً کوفہ جاؤ نعمان کو معزول کر کے وہاں کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لو۔ مسلم بن عقیل کو قتل کر دو، کوفہ والوں پر سختی کرو، امام حسین کی بیعت سے انھیں روکو نہ مانے تو سختی کرو جو بغاوت کرے اس کا سر قلم کر دو اگر کوئی مزاحمت کرے تو اسے قتل کر دو، امام حسین کوفہ آئیں تو میری بیعت طلب کرو اگر بیعت نہ کریں تو ان کو بھی قتل کر دو۔

ابن زیاد کوفہ میں

تاریخ طبری میں ہے کہ یزید کا حکم ملتے ہی ابن زیاد پانچ سو آدمیوں کو لے کر کوفہ کے لئے روانہ ہو گیا اور قادسیہ پہنچ کر اپنے سپاہیوں کو وہاں چھوڑ کر مکاری اور عیاری اختیار کرتے ہوئے حجازی لباس پہنا تا کہ اہل کوفہ انھیں امام حسین سمجھیں کوئی مزاحمت نہ کرے اور آسانی کے ساتھ کوفہ میں داخل ہو سکے۔ بدبخت ابن زیاد مغرب اور عشا کے درمیان کوفہ میں داخل ہوا حجازی لباس پہنا ہوا تھا چہرہ بھی مکاری سے ڈھانک لیا تھا اہل کوفہ نے سمجھا کہ امام حسین تشریف لائے ہیں استقبال کے لئے لوگ گھروں سے باہر نکل آئے نعرہ ہائے مسرت بلند کیا مرحبا یا ابن رسول۔ مرحبا یا ابن رسول۔ اے نواسہ رسول ہم آپ کا استقبال کرتے ہیں اے

جگر گوشہ بتول ہم آپ کا خیر مقدم کرتے ہیں، اے حضرت علی کے شیر ہم آپ کو مبارکباد کہتے ہیں لوگوں کے اژدہام نے ایک جلوس کی شکل اختیار کرلی، بدبخت ابن زیاد یہ سب سنتا رہا لیکن جواب نہیں دے رہا تھا۔ جب مجمع زیادہ ہو گیا راستہ چلنے میں رُکاوٹ ہونے لگی اس وقت ابن زیاد کے ایک چیلے نے کہا ارے راستہ چھوڑو یہ امام حسین نہیں۔ یہ عبید اللہ بن زیاد ہیں۔ اس بدبخت نے اپنے مکروہ چہرے سے نقاب ہٹالیا لوگ پیچھے ہٹ گئے اور کہا خدا کی قسم یہ تو ابن مرجانہ ہے۔ لوگوں کو بڑا رنج وغم ہوا سب لوگ اپنے گھروں کو لوٹ گئے بدبخت ابن زیاد چند لوگوں کے ساتھ گورنر ہاؤس میں داخل ہوا۔

گورنر ہاؤس میں رات گزار کر صبح ابن زیاد نے لوگوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے تقریر کی کہ یزید نے مجھے کوفہ کا گورنر مقرر کیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ فرمانبردار لوگوں کے ساتھ بھلائی کروں نافرمانوں کے ساتھ سختی کروں نافرمانوں کے لئے میری تلوار ہے تم لوگ اپنے اور اپنے اہل وعیال کی جانوں پر رحم کرو۔ اس تقریر کے بعد کم بخت ابن زیاد نے ہر قبیلہ کے بڑے بڑے لوگوں کو گرفتار کرلیا اور ان سے تحریری ضمانت لی کہ تم اور تمہارے قبیلے کے لوگ کسی مخالف کو اپنے یہاں پناہ نہیں دوگے اگر کسی نے پناہ دے رکھی تو ہم اسے قتل کرکے اسی کے دروازے پر لٹکا دیں گے اور ان کے اہل وعیال کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔ ابن زیاد کی اس کاروائی کے بعد کوفہ والوں پر خوف وہراس چھا گیا لوگوں کے دلوں میں ڈر بیٹھ گیا اور ان کے خیالات میں تبدیلی آنے لگی اور لوگ اپنے اپنے ارادوں سے منحرف ہونے لگے۔ حضرت امام مسلم کا ساتھ چھوڑنے لگے۔ ہر ایک کو اپنی جان بچانے کی فکر ہونے لگی۔

مومن دغا نہیں دیتا

تاریخ طبری میں ہے کہ شریک بن اعور جو اہل بیت کا چاہنے والا تھا اہل بیت سے محبت کرتا تھا آل رسول کا عقیدت مند تھا امام حسین کا محبّ تھا اور بصرہ کے رئیسوں میں سے

تھا وہ ہانی بن عروہ کے یہاں مہمان تھا ابن زیاد شریک بن اعور کا احترام کرتا تھا ابن زیاد نے پیغام بھیجا کہ شریک بن اعور بیمار ہیں میں آج شام ان کی عیادت کے لئے آؤں گا۔ شریک بن اعور نے حضرت امام مسلم سے کہا کہ میں آپ کو ابن زیاد کے قتل کا موقع فراہم کر رہا ہوں جب ابن زیاد میری عیادت کے لئے آئیں اور میرے پاس بیٹھیں میں پانی مانگوں گا آپ اس پر حملہ کر دیں ابن زیاد شریک بن اعور کی عیادت کے لئے آیا اور قریب بیٹھ گیا شریک بن اعور نے پانی مانگا کہ مجھے پانی پلاؤ مجھے پانی پلاؤ مگر حضرت مسلم باہر نہ نکلے جب ابن زیاد چلا گیا تو امام مسلم باہر آئے شریک ابن اعور نے کہا افسوس آپ کو اس کے قتل سے کس چیز نے روکا؟ آپ نے فرمایا دو باتوں نے ایک تو ہانی کو یہ بات پسند نہیں کہ اس کے گھر میں ابن زیاد کا قتل ہو دوسرا یہ کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کو دغا دینا مومن کی شان نہیں۔ مومن کسی کو دغا نہیں دیتا، مومن کسی کو فریب نہیں دیتا، مومن کسی کو دھوکا نہیں دیتا، اس لئے میں نے ابن زیاد کو قتل نہیں کیا۔ محترم حضرات! قربان جایئے ان پاکباز لوگوں کے عدل وانصاف پر، قربان جایئے ان کی شریعت کی پاسداری پر، قربان جایئے ان کے تقویٰ وتقدس پر، قربان جایئے حدیث کے فرمان پر عمل کرنے پر، قربان جایئے ان کے صبر ورضا پر، قربان جایئے ان کے عہد و وفا پر کہ سنت اور حدیث کے خلاف بدترین دشمن کو بھی قتل کرنا روا اور مناسب نہ سمجھا۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ۔

امام مسلم کی تلاش

کوفہ میں یہ بات مشہور ہو چکی تھی کہ حضرت امام مسلم مختار ابن ابوعبیدہ کے گھر ٹھہرے ہوئے ہیں اس لئے آپ نے مناسب نہیں سمجھا کہ وہاں قیام کریں اور رات کی تاریکی میں خفیہ طریقے سے عاشق اہل بیت ہانی بن عروہ کے مکان میں منتقل ہو گئے۔ ہانی نے آپ کو محفوظ کمرہ میں چھپا رکھا۔ کم بخت زیاد کو حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کی تلاش تھی مگر لاکھ کوشش کے

باوجود آپ کی قیام گاہ کا پتہ نہ لگا سکا۔ ابن زیاد نے اپنے شامی غلام معقل کو تین ہزار دینار پتہ
لگانے کے لئے مقرر کیا کہ کسی نہ کسی طرح امام مسلم کی قیام گاہ کا پتہ چل جائے۔ غلام جامع
مسجد پہنچا اس وقت اہل بیت کا ایک چاہنے والا مسلم بن عوسجہ اسدی مسجد میں نماز ادا کر رہے
تھے غلام ان کے پاس پہنچا اور کہا میں ملک شام کا رہنے والا ہوں اہل بیت کا چاہنے والا ہوں
مجھے معلوم ہوا ہے کہ خاندان ہاشمی کا کوئی بزرگ کوفہ میں تشریف لائے ہیں میں تین ہزار درہم
اس بزرگ کی بارگاہ میں پیش کرنا چاہتا ہوں کیا آپ ان کا پتہ بتا سکتے ہیں؟ اسدی نے کہا تم
مجھ سے ہی دریافت کیوں کر رہے ہو؟ اس نے جواب دیا آپ کے چہرے پر نورانیت ہے
آپ کے چہرے پر خیر و برکت کے آثار نمایاں ہیں آپ ضرور اہل بیت کے چاہنے والوں
میں سے ہیں۔ اسدی اس غلام معقل کے فریب میں آ گئے اور اس کو حضرت امام مسلم کی بارگاہ
میں لے گئے غلام نے آپ سے دکھاوا کے لئے بیعت کی روز آتا اور دن بھر رہتا اور پورے
دن کی رپورٹ ابن زیاد بدبخت کو پہنچا دیتا۔

ہانی بن عروہ

ہانی بن عروہ ایک بااثر شخص تھے ابن زیاد کے ساتھ کچھ تعلقات بھی رکھتے تھے اور اہل
بیت کے چاہنے والے تھے جس دن سے امام مسلم ہانی کے گھر قیام پذیر تھے اس دن سے ابن
زیاد کے پاس آنا جانا بند کر دیا تھا ادھر ابن زیاد کو معلوم تھا کہ امام مسلم ہانی کے گھر موجود ہیں۔
محمد بن اشعث سے ابن زیاد نے کہا کہ ہانی کو بلا لاؤ وہ ہانی کے گھر آئے اور کہا کہ ابن زیاد نے
آپ کو بلایا ہے ہانی بن عروہ تیار ہو کر گورنر ہاؤس پہنچے ابن زیاد کو سلام کیا مگر اس بدبخت نے
جواب نہ دیا ہانی کو تعجب ہوا۔ کچھ دیر کھڑے رہے پھر ابن زیاد نے کہا اے ہانی یہ کیا معاملہ
ہے؟ تم نے مسلم بن عقیل کو اپنے گھر میں پناہ دے رکھی ہے یزید کے خلاف تمہارے گھر میں
سازش ہوتی ہے۔ یزید کے خلاف بیعت لی جاتی ہے ہانی نے کہا یہ سب غلط ہے۔ ابن زیاد

بدنہاد نے اسی وقت اپنا شامی غلام معقل جاسوس کو بلایا جاسوس کو دیکھتے ہی ہانی کو پورا معاملہ
سمجھ میں آ گیا کہ ان کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے وہ ظالم جاسوس اہل بیت کی محبت کی آڑ میں
جاسوسی کر رہا تھا اس وقت وہ عینی گواہ سامنے موجود ہے۔ ہانی نے کہا کہ میں نے امام مسلم کو
بلایا نہیں تھا وہ خود میرے گھر آئے اور مجھ سے پناہ طلب کی تو مجھے شرم آئی خاندان رسالت کو
گھر سے باہر نکال دوں۔ میں نے خاندان رسالت کا لحاظ رکھتے ہوئے پناہ دے دی۔ اے
ابن زیاد! آپ مجھے مہلت دیں تو میں ان کو اپنے گھر سے رخصت کر دوں۔ ابن زیاد نے کہا
خدا کی قسم مہلت تو درکنار تم اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکتے۔ جب تک یہ عہد نہ کرو کہ مسلم بن
عقیل کو ہمارے حوالے کرو گے۔ ہانی نے کہا خدا کی قسم وہ مہمان ہیں جس کو میں پناہ دے چکا
ہوں قتل کے لئے کبھی حوالے نہیں کروں گا۔ ابن زیاد نے کہا اگر تم مسلم بن عقیل کو ہمارے
حوالے نہ کرو گے تو تمہاری گردن اتار دی جائے گی حضرت ہانی نے پرجوش انداز میں کہا یہ
گردن تو اتاری جا سکتی ہے یہ زبان تو کاٹی جا سکتی ہے لیکن حق گوئی کے لئے روکی نہیں جا سکتی
میں مسلم کو ایک خونخوار بھیڑیے کے حوالے کر کے اپنا نامہ اعمال سیاہ نہیں کر سکتا۔ تم جیسے دنیا
کے کتے کے آگے مسلم کو پیش کر کے اپنا نامہ اعمال کو برباد نہیں کر سکتا۔ مسلم کو تمھارے سامنے
پیش کر کے قیامت کے دن دربار نبوت میں رُسوا نہیں ہونا چاہتا ابن زیاد بدنہاد نے کہا پھر
مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ حضرت ہانی نے ایمانی جذبات میں سرشار ہو کر کہا یہ موت نہیں
زندگی ہے یہ فنا نہیں بقا ہے۔ تو بھی یاد رکھ قیامت کے دن تجھ سے حساب لیا جائے گا خون
مسلم کے ایک ایک قطرے کا تجھے حساب دینا ہوگا۔ اپنی آنکھوں سے غفلت کے پردے
ہٹا لے۔ اپنے دل سے دنیا کی لالچ نکال دے اپنے سینے سے بغض و عناد مٹا دے، حق کا دامن
تھام لے، محبت اہل بیت کو اپنا لے، مسلم کے قدموں سے لپٹ جا، آل رسول کی محبت کی آگ
اپنے سینے میں روشن کر لے، عشق رسول کو اپنے دل میں جگہ دیدے، اپنی آخرت پر اپنی دنیا کو

قربان کردے، یزید پلید کی نوکری اور غلامی چھوڑ دے دینار و درہم کی ہوس دل سے نکال
دے، ابن زیاد بدبخت حضرت ہانی کی حق گوئی سے بھڑک اُٹھا اور اپنی لاٹھی حضرت ہانی کے
سر پر دے مارا غلام اہل بیت کا سر پھٹ گیا خون کے فوارے بہہ نکلے، پھر جلاد نے ابن زیاد
کے اشارے سے تلوار کے ایک وار سے تن سر سے جدا کر دیا۔ **اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ
رَاجِعُوْنَ** اور آپ کے سرِ مبارک کو یزید پلید کے پاس دمشق بھیج دیا۔

امام مسلم کی شہادت

تاریخ طبری، روضۃ الشہدا اور دوسری تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ حضرت ہانی کی
شہادت کے بعد حضرت مسلم قیام گاہ سے اُٹھے ہاتھ میں تلوار لے کر کوفہ کے بازار میں آ گئے۔
آپ کی بہادری اور دلیری کو دیکھ کر ہانی قبیلہ کے چند لوگ بھی آپ کے ساتھ ہو گئے جب
ابن زیاد بدبخت کو یہ خبر ملی تو اس کے سپاہیوں نے اس مختصر دستہ پر تیروں کی بارش کر دی اس
خوفناک منظر کو دیکھ کر جو لوگ حمایت کے لئے آئے تھے وہ بھی اِدھر اُدھر ہو گئے حضرت امام
مسلم تنہا رہ گئے۔ کوفہ کا بازار تھا دو مظلوم بچے تھے اور تنہائی تھی کوئی دوست نہیں کوئی حامی و
مددگار نہیں۔ جس دروازے پر جاتے اندر سے بند ملتا دستک دینے پر کوئی جواب نہیں دیتا کمسن
بچے ساتھ ہیں اور خیر خواہ کوئی نہیں۔ کوفہ کا شہر ہے پناہ گاہ کوئی نہیں ہر مکان کے دروازے
آپ کے لئے بند ہو چکے ہیں کوفہ کی زمین کا ذرہ ذرہ آپ کے خون کا پیاسا تھا۔ دونوں مظلوم
بچے کو سینے سے چمٹائے ہوئے ایک مسافر غریب الوطن چھپنے کی جگہ تلاش کر رہے تھے اچانک
ایک دروازہ کھلا ایک بزرگ اور بوڑھا انسان باہر آیا یہ قاضی شریح تھے آپ نے پوچھا تم کون
لوگ ہو؟ اتنی رات کو بازار میں کیوں گھوم رہے ہو؟ حضرت امام مسلم نے دردانگیز الفاظ میں
جواب دیا ہم مسافر ہیں، ہمارا یہاں کوئی ہمدرد نہیں، ہمارا یہاں کوئی رشتہ دار نہیں، ہم پردیسی
ہیں، ہم غریب الوطن ہیں، ہماری کوئی پناہ گاہ نہیں ہمارے لئے سر چھپانے کی کوئی جگہ نہیں،

آپ ہمارے یہ دونوں کمسن بچے کو رات اپنے یہاں رکھ لیں، میں رات کہیں کھلے آسمان کے
نیچے گزار لوں گا، صبح ہوتے ہی میں اپنے بچوں کے ساتھ یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا۔ اے
بزرگ آج رات ہمیں پناہ دیجئے قیامت کے دن ہم آپ کو پناہ دیں گے۔ حضرت مسلم کی اس
دردناک گفتگو سے قاضی شریح کی آنکھیں بھیگ گئیں، آنکھ سے آنسو جاری ہو گئے اور دروازہ
کھول کر عرض کیا اندر تشریف لائیے۔ مدینہ کے یہ تینوں مظلوم مسافر قاضی شریح کے مکان
میں داخل ہو گئے۔ اندر شمع روشن تھا روشنی میں آپ نے دیکھا تو پہچان گئے یہ خاندان نبوت
کے افراد ہیں قاضی شریح حضرت مسلم کے قدموں میں گر گئے، بچوں کو گلے لگا لیا، اپنے آپ
پر فخر کرنے لگے ساری رات ان مقدس مہمانوں کی پہرا داری کرتے رہے۔ حضرت مسلم نے
نماز فجر ادا کی اور سوچنے لگے ایسی کون سی تدبیر ہو کہ امام حسین کو کوفہ والوں کی بے وفائی، عہد
شکنی اور دشمنی اور ابن زیاد کے ظلم و ستم کی اطلاع مل جائے مگر اب کیا کر سکتے تھے تیر کمان سے
نکل چکا تھا سورج نکلتے ہی کوفہ کے بازار اور کوچہ میں ندا ہونے لگی کہ ابن زیاد نے اعلان کیا
ہے کہ جس کے گھر میں مسلم کو پایا گیا اس کو اور اس کے بچوں کو قتل کر دیا جائے گا اس کے گھر کو
جلا دیا جائے گا۔ جب حضرت مسلم نے یہ اعلان سنا تو دل میں خیال آیا کہ میری وجہ سے یہ
بزرگ مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائیں میری وجہ سے ان کے بچے قتل نہ کر دیے جائیں میری
وجہ سے ان کے گھر کو نہ جلا دیا جائے میری وجہ سے ان کا گھر تباہ و برباد نہ ہو جائے۔ حضرت
مسلم نے قاضی شریح سے کہا آپ کی مہمان نوازی کا شکریہ، اہل بیت سے محبت کرنے کا
شکریہ میں اس کا بدلہ قیامت کے دن ادا کروں گا۔ میرے دونوں کمسن بچے میرے دونوں
مظلوم بچے آپ کے پاس امانت ہیں آپ سے گزارش ہے کہ آپ موقع اور مناسب وقت
دیکھ کر مدینہ منورہ جانے والے قافلہ کے ساتھ کر دیں، میرے دونوں بچے گرتے پڑتے
ٹھوکریں کھاتے مدینہ منورہ اپنی امی کے پاس پہنچ ہی جائیں گے۔ اتنا کہہ کر حضرت مسلم نے

نعرۂ تکبیر بلند کیا شمشیر حیدری کو ہوا میں لہراتے ہوئے میدان میں آ گئے اور للکارا کہ اے کوفہ والو! مجھے پہچانو، میں کون ہوں؟ میں ابو طالب کا پوتا ہوں، میں عقیل کا بیٹا ہوں، میں شیر خدا فاتح خیبر علی کا بھتیجا ہوں، میں امام حسین کا چچا زاد بھائی ہوں، میں رسول کا نواسہ ہوں، اے کوفہ کے بے وفا لوگو! تم لوگوں نے ہمیں دعوت دے کر کوفہ بلایا ہے۔ تم لوگوں نے خط لکھ کر ہمیں بلایا ہے۔ تم لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی۔ تم لوگوں نے مجھے اپنا پیشوا تسلیم کیا، تم لوگوں نے میرے پیچھے نمازیں پڑھیں، اپنے بلائے ہوئے مہمان کے خون کے پیاسے ہو۔ اپنے امام کے خون کے پیاسے ہو قیامت کے دن میرے نانا کو کیا جواب دو گے؟ قیامت کے دن میرے نانا کو کیسے منہ دکھاؤ گے؟ نبی نے فرمایا میرے اہل بیت کا دشمن میرا دشمن ہے۔ نبی نے فرمایا جس نے میرے اہل بیت سے لڑائی کی اس نے مجھ سے لڑائی کی، نبی نے فرمایا جس نے میرے اہل بیت کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔ اے کوفہ والو! تم آج چمنستان اہل بیت کے ایک پھول کو توڑنے کے درپے ہو۔ باغ رسالت کے ایک شجر کو کاٹنے پر تلے ہوئے ہو۔ اے کوفہ والو! اگر تم نے ایسا کیا آنے والی نسلیں تمہاری بے وفائی پر لعنت کریں گی، آنے والی نسلیں تمہاری عہد شکنی پر لعنت کریں گی، آنے والی نسلیں تمہاری بزدلی پر لعنت بھیجیں گی۔ ہاشمی جوان کی یہ ایمان افروز تقریر نے کوفہ والوں کے دلوں میں آگ لگا دی پھر ہزاروں تلواریں امام مسلم کی حمایت میں نیام سے باہر آ گئیں لیکن بد بخت ابن زیاد نے قبیلہ کے سرکردہ لوگوں کو امام مسلم کا ساتھ نہ دینے پر آمادہ کر لیا تھا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پھر سب ساتھ چھوڑ گئے امام مسلم تنہا رہ گئے ہر طرف سے مایوس اور ناامید ہو کر بھوکے پیاسے کوفہ کی گلی کوچے میں گھوم رہے تھے ایک طوعہ نامی عورت دروازہ پر کھڑی تھی آپ نے کہا اے بوڑھی ماں مجھے پانی پلاؤ میں پیاسا ہوں قیامت کے روز جام کوثر پلاؤں گا۔ تیری شفاعت کروں گا۔ ضعیفہ نے پوچھا آپ کون ہیں؟ آپ نے جواب دیا میں مسلم بن عقیل ہوں میں ابو طالب کا

پوتا ہوں۔ امام حسین کا چچا زاد بھائی نواسہ رسول ہوں۔ مدینہ کا مسافر ہوں۔ وہ ضعیفہ عورت خوش ہو گئی اور مسافر مدینہ کی خدمت میں لگ گئی اور اللہ کا شکر ادا کرنے لگی کہ اللہ نے اسے خاندان نبوت کے شہزادے کی خدمت کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ آدھی رات کو جب اس ضعیفہ کا بد بخت بیٹا ابن زیاد کے دربار سے گھر آیا تو خوش نصیب ماں نے بد بخت بیٹا کو بتایا کہ ہماری سوئی ہوئی قسمت جاگ اُٹھی ہے ہم خوش نصیب ہیں کہ نواسہ رسول ہمارے مہمان ہیں۔ ساری رات اس مہمان پر ماں اور بیٹا دونوں خوش تھے لیکن دونوں کی خوشیاں مختلف تھیں دونوں کی خوشیاں الگ الگ تھیں ماں اپنی نجات پر خوش تھی، بیٹا دنیا کی دولت کے لالچ میں خوش تھا۔ ماں امام مسلم کی خدمت کر کے نبی کو خوش کرنا چاہتی تھی۔ بد بخت بیٹا امام مسلم کو گرفتار کرا کے ابن زیاد کو خوش کرنا چاہتا تھا ایسا ہی ہوا جنتی ماں کا جہنمی بیٹا صبح گھر سے نکلا اور ابن زیاد کو جا کر بتا دیا کہ وہ ہمارے گھر پر ہیں۔

صبح کی نماز کے بعد امام مسلم ذکر الٰہی میں مصروف تھے باہر گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنائی دی آپ نے فرمایا اے بوڑھی ماں یہ آواز کیسی ہے؟ اس خوش بخت ضعیفہ نے حسرت بھری نگاہیں امام مسلم کی طرف ڈالی اور کہا آقا معلوم ہوتا ہے کہ شہر کوتوال محمد بن اشعث نے میرے گھر کا محاصرہ کر لیا ہے خاندان اہل بیت کا یہ جانباز شیر ہاتھ میں تلوار لے کر نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتا ہوا گھر سے باہر آ گیا ہاتھ میں چمکتی ہوئی ننگی تلوار تھی بدن میں ہاشمی خون تھا بے وفا کوفہ والوں پر قہر بن کر تلوار گرنے لگی اور آن واحد میں لاشوں کا ڈھیر لگ گیا۔ ڈیڑھ سو دشمنان اہل بیت خون و خاک میں تڑپنے لگے اور باقی سپاہی مقابلہ کی تاب نہ لا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ محمد ابن اشعث کے کہنے پر ابن زیاد نے پھر پانچ سو سوار کو بھیج دیا مگر یہ اللہ کا شیر گھبرایا نہیں دشمنوں کو تہ تیغ کرتا رہا محمد بن اشعث نے جب دیکھا کہ اس شیر کو قابو میں کرنا مشکل ہے تو اس نے سپاہیوں کو حکم دیا سب مل کر ایک ساتھ حملہ کرو، تیروں کی بارش کرو،

پتھریں برساؤ اس کے باوجود امام مسلم لڑتے رہے بدن زخموں سے چور ہوگیا پیاس سے گلا خشک ہوگیا اور بے ہوش ہوکر گر پڑے۔محمد بن اشعث نے آگے بڑھ کر گرفتار کرلیا اور اس زخمی شیر کو ابن زیاد کے پاس لے کر چلے راستے میں ایک عورت پانی کی صراحی لے کر جارہی تھی امام مسلم نے کہا خدا کے لئے مجھے دو گھونٹ پانی پینے دو محمد بن اشعث نے اجازت دیدی۔ حضرت مسلم نے پانی پینے کے لئے اپنا منہ پیالہ میں لگایا ہی تھا کہ ظالم بکیر نے تلوار کا وار کیا اور اوپر کا ہونٹ کٹ گیا اور پانی کا پیالہ خون سے بھر گیا۔ہاشمی خاندان کے زخمی شہزادہ کو ابن زیاد کے دربار میں پیش کردیا گیا۔ابن زیاد اپنے دل میں خیال کررہا تھا کہ مسلم زخمی ہیں بے یارومددگار ہیں اب یزید کو اپنا خلیفہ تسلیم کرلیں گے۔اس نے امام مسلم سے کہا تم یزید کو خلیفہ تسلیم کرتے ہو یا نہیں؟ ہاشمی خاندان کا زخمی شیر للکارتے ہوئے کہا یزید پلید ہمارا خلیفہ نہیں ہے اس لئے کہ وہ فاسق وفاجر ہے، زانی وشرابی ہے، دنیا کا کتا ہے، دین کا دشمن ہے، اہل بیت کا باغی ہے، حکومت اور سلطنت کا لالچی ہے وہ کبھی خلیفہ تسلیم نہیں کیا جاسکتا ابن زیاد بھڑک اُٹھا اور کڑک کر بولا زبان بند کرو گردن کاٹ لی جائے گی۔امام مسلم نے جواب دیا میری زبان کو حق بات کہنے سے روک نہیں سکتے میری گردن کاٹی تو جاسکتی ہے جھکائی نہیں جاسکتی۔قرآن پاک کی تلاوت کرنے والی زبان یزید کی خلافت کا اقرار نہیں کرسکتی یہ جان میری نہیں خدا کی ہے اور حق کی حفاظت کے لئے ایک مسلم تو کیا مجھ جیسے ہزاروں مسلم اپنی جان کی قربانی دینے کے لئے تیار ہوں گے میں اہل بیت کا فرد ہوں دین وشریعت کی رکھوالی کرنا ہماری شان ہے۔اسلامی حدوں کو قائم کرنے کے لئے اپنی جان قربان کرنا ہمارے لئے باعث اعجاز ہے۔اے ابن زیاد! میں چاہتا ہوں میرا آخری وقت ہے میری وصیتوں کو پورا کرنا۔میری لاش کو برباد نہ کرنا،کوفہ والوں سے میں نے کچھ قرض لیا ہے میرا گھوڑا بیچ کر اس کو ادا کرنا۔حضرت حسین کو لکھ دینا کہ کوئی کوفہ نہ آئے۔میرے مظلوم بچے،میرے یتیم بچے،

میرے بے یارومددگار بچے،میرے مسافر بچے پر ترس کھانا،انھیں قتل نہ کرنا اور صحیح سلامت مدینہ پہنچادینا۔ابن زیاد نے ظالم وجابر بکیر کو حکم دیا کہ مسلم کو شاہی محل کی چھت پر لے جاؤ اور سر قلم کردو۔۳/ذی الحجہ ۶۰ھ کی تاریخ تھی ظالم بکیر حضرت مسلم کو شاہی چھت پر لے گیا اور بے دردی سے شہید کردیا۔ **اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔**

دو بے سہارا یتیم

حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کم بخت ابن زیاد نے سارے شہر میں ندا کرادی پورے شہر میں اعلان کروادیا،کوچہ کوچہ گلی گلی یہ ڈنکا بجادیا کہ جو مسلم کے بچوں کو پکڑ کر میرے پاس لائے گا وہ انعام واکرام کا حقدار ہوگا جو ان کو پناہ دے گا وہ قتل کردیا جائے گا جس گھر میں پناہ دیا جائے گی،اس گھر کے ہر فرد کو قتل کردیا جائے گا جس گھر میں پناہ دی جائے گی،اس گھر کو آگ لگادی جائے گی جس گھر میں پناہ دیا جائے گی،اس گھر والے پر رحم نہیں کیا جائے گا اس اعلان نے سارے کوفہ میں خوف وہراس کا ماحول پیدا کردیا ہر آدمی کے دل میں خوف بیٹھ گیا ہر آدمی ڈرنے لگا اور ساتھ ہی ساتھ کوفہ کے کچھ لالچی کتے دولت کے بھوکے انعام کی لالچ میں دونوں یتیم بچوں کو کوفہ کی گلیوں اور بازاروں میں تلاش کرنے لگے۔

قاضی شریح جو عاشق رسول بھی تھے اور اہل بیت کے چاہنے والے بھی۔جب ان کو خبر ملی کہ امام مسلم شہید کردیئے گئے ہیں تو آپ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں آپ کی آنکھیں نم ہو گئیں،آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔دونوں بچوں کو گلے لگایا دونوں بچوں کو گود میں لیا دونوں بچوں کو پیار کیا۔سر اور منہ کو چوما دونوں بچے سہم گئے چھ اور آٹھ سال کی عمر ہی کیا ہوتی ہے۔ننھے منے بچے ہیں چھوٹی سی سوچ ہے قاضی شریح سے پوچھتے ہیں کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ کی آنکھوں میں آنسو کیوں ہے؟ ہمارے ابا خیریت سے تو ہیں؟ ہمارے ابا ٹھیک تو ہیں؟ ہمارے ابا کسی مصیبت میں گرفتار تو نہیں ہوگئے ہیں؟ دونوں مظلوم بچے روتے ہوئے

پوچھتے ہیں ہم یتیم تو نہیں ہوگئے؟ قاضی شریح عرض کرتے ہیں پیارے بچو! میں کس زبان سے کہوں کہ تمہارے باپ کو ظالموں نے شہید کردیا ہے تم دونوں یتیم ہوگئے ہو؟ تم دونوں لاوارث ہوگئے ہو؟ تمہارا باپ ہمیشہ کے لئے تم سے جدا ہوگیا ہے۔ یہ سن کر دونوں مظلوم بچے ایک دوسرے کے گلے لگ کر رونے لگے ایک دوسرے کو تسلی دینے لگے کہ بھائی ہم وطن سے دور ہیں، ہم خاندان سے دور ہیں، پردیس میں مجبور ہیں، کوئی غم خوار نہیں ہے، کوئی قابل اعتبار نہیں ہے، باپ کی جدائی ہے، بچے روتے روتے باپ کے غم میں بے ہوش ہوگئے۔ قاضی شریح نے چہرے پر پانی چھڑکا، بچے ہوش میں آئے اور کہنے لگے ہمیں ابا کے پاس لے چلئے، ان کی لاش دکھایئے، آخری بار ان کی زیارت کرایئے۔ قاضی شریح نے دست بستہ عرض کی بچو! اب رونے کا وقت نہیں ہے، قدم قدم پر تمہارے دشمن ہیں، ابن زیاد نے تمھاری تلاش پر انعام مقرر کردیا ہے اس کے پالتو کتے تمہاری تلاش میں ہیں ایسا نہ ہو کہ تمھاری آواز سن لے اور تمہیں گرفتار کرکے ابن زیاد کے پاس پیش کردے۔ میں تمہیں مدینہ منورہ بھیجنے کا کوئی بندوبست کرتا ہوں جب تک تم دونوں میرے گھر میں چھپے رہو۔

مدینے کا قافلہ

محبِّ اہل بیت قاضی شریح نے دونوں بچوں کو گلے لگایا اور کہا اللہ تمہیں دشمنوں سے بچائے اور اپنے بیٹے اسد کو بلا کر کہا باب عراقین سے ایک قافلہ مدینہ منورہ جارہا ہے ان دونوں کو لے جاؤ اور قافلہ میں ایسے آدمی کے سپرد کرنا جو محبِّ اہل بیت ہوتا کہ بحفاظت مدینہ منورہ پہنچا دے۔ اسد نے دونوں شہزادوں کو ساتھ میں لیا اور رات کی تاریکی میں باب العراقین آیا تو پتہ چلا کہ مدینے کا قافلہ روانہ ہوچکا ہے۔ اسد دونوں بچوں کو لے کر اس راستہ پر چلا جس پر قافلہ جارہا تھا تھوڑی دور گرد اُٹھتی ہوئی نظر آئی اسد نے دونوں شہزادے سے کہا دیکھو سامنے مدینے کا قافلہ جارہا ہے دوڑ کر اس میں شامل ہوجاؤ۔ دونوں بھائی گرتے پڑتے

دوڑتے ہوئے آگے بڑھے لیکن قافلہ کافی آگے بڑھ چکا تھا دونوں بھائی اس قافلہ میں شامل نہ ہوسکے اور راستہ بھٹک گئے رات بھر چلتے رہے ننھے ننھے پاؤں میں آبلے پڑ گئے تھک کر دونوں بھائی بیٹھ گئے شہر کے چوکیداروں نے دونوں مظلوم بھائیوں کو پکڑ کر شہر کوتوال کے حوالے کردیا جب کوتوال کو معلوم ہوا کہ یہ دونوں امام مسلم کے شہزادے ہیں تو ابن زیاد کے پاس بھیج دیا ابن زیاد بدنہاد نے دونوں بچوں کو جیل میں ڈالنے کا حکم دیا اور اس کی اطلاع یزید کو لکھا کہ دونوں کو قتل کردوں یا تمہارے پاس دمشق بھیج دوں ابن زیاد یزید کے جواب کا انتظار کرنے لگا۔

نیک صفت داروغہ

ابن زیاد نے جیل کا داروغہ جس کا نام مشکور تھا حکم دیا کہ ان بچوں کو جیل میں بند کردو جب تک یزید کی طرف سے کوئی حکم نہیں آجاتا انھیں سخت نگرانی میں رکھو۔ جیل کا داروغہ مشکور وہ عاشق رسول تھا۔ اہل بیت کا غلام تھا انھوں نے جیل کے اندر بچوں کو پیار کیا، کھانا کھلایا، قدم چومے اور دست بستہ عرض کیا اے مسلم کے شہزادو! گھبراؤ نہیں میں تمہارا خادم ہوں آپ میرے آقا ہیں میرا نام مشکور ہے لیکن میں آپ لوگوں کا مشکور ہوں، اہل بیت کا مشکور ہوں خاندان نبوت کا مشکور ہوں کہ آپ کی مہمان نوازی کا مجھے شرف حاصل ہوا آپ دونوں کی خدمت میرے لئے باعث اعجاز ہے۔ سارا دن دونوں بچوں کی خدمت کی۔ رات ہوئی تو داروغہ جیل مشکور نے دونوں کو گود میں اُٹھایا، جیل کا دروازہ کھولا، رات کی تاریکی میں کوفہ سے باہر لے گیا اپنی انگوٹھی دی اور کہا یہ راستہ سیدھا قادسیہ جاتا ہے وہاں چلے جاؤ وہاں میرا بھائی شہر کوتوال ہے اس سے ملاقات کرنا وہ تمہیں عزت اور حفاظت کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچا دیگا۔

بچوں نے مشکور کو دُعائیں دی اور سمجھے کہ ہر مصیبت سے دور ہوگئے اب گھر والوں کے پاس پہنچ جائیں گے۔ ماں کا آنچل سر پر ہوگا مدینہ کی گلیوں میں ہم کھیلیں گے مگر تقدیر

کے آگے تدبیر نہیں چلتی نوشتہ قدرت کو کوئی مٹا نہیں سکتا رات کی تاریکی تھی راستہ پر خطر تھا پردیسی تھے راستہ سے ناواقف تھے، موت کا خوف تھا، باپ کی جدائی تھی، یتیمی کا احساس تھا، جان کا خطرہ تھا، جن کو باپ نے کبھی آنکھوں سے دور نہیں کیا تھا۔ جن کو ماں نے پیار بھری گود میں پھولوں کی طرح پالا، ہر وقت کلیجہ سے لگائے رکھتی، خاندانی نبوت کے چشم و چراغ تھے، گلشن اہل بیت کے پھول تھے، گھر آنے میں دیر ہوتی تو باپ تلاش کو نکل جاتا ماں کا دل پھٹ جاتا لیکن آج اپنے نانا کا کلمہ پڑھنے والوں کے ہاتھوں اور ان کی شفاعت کی امید رکھنے والوں کی تلواروں سے اپنی جانیں بچانے کے خاطر اندھیری رات اور خوفناک جنگل میں اِدھر اُدھر پھر رہے ہیں آج کوئی مددگار نہیں کوئی غم خوار نہیں کوئی پناہ دینے والا نہیں چلتے چلتے پاؤں میں چھالے پڑ گئے بدن تھکان سے چور چور ہو گیا ساری رات چلتے رہے سمجھے کوفہ سے باہر نکل آئے ہیں مگر جونہی رات کی سیاہی دور ہوئی تو دیکھا جہاں سے چلے تھے وہیں ہیں۔ رات کا اندھیرا آہستہ آہستہ ختم ہونے والا تھا صبح کی روشنی پھیلنے والی تھی دونوں یتیم بھائی جان بچانے کے لئے کوئی جگہ تلاش کر رہے تھے آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو ایک چشمہ کے کنارے درخت کی کھوہ نظر آئی دونوں بھائی اسی کھوہ میں ایک دوسرے کی باہوں میں باہیں ڈال کر بیٹھ گئے اور سوچا دن بھر یہیں چھپ جاتے ہیں۔ رات کی تاریکی میں پھر سفر شروع کریں گے۔ محترم حضرات! آپ بھی اپنے سینے میں دل رکھتے ہیں آپ بھی اپنے سینے میں اولاد کی محبت رکھتے ہیں آپ کو بھی اپنی اولاد سے ہمدردی ہے۔ دونوں یتیم بچوں کی عمر کو تصور میں لائیے ایک کی عمر ۶/سال ہے دوسرے کی عمر ۸/سال ہے۔ آپ اپنی نظروں میں اپنے بیٹوں کی تصویر لائیے اور ساتھ ہی ساتھ مسلم کے یتیم بچوں کا خیال ذہن میں لائیے بچوں کی بے کسی کو دیکھئے بچوں کی مجبوریوں کو دیکھئے بچوں کی پریشانی کو ملاحظہ کیجیے اور درخت کی کھوہ کا خیال کیجیے سنگ دل انسان بھی غمناک ہو جائے گا پتھر دل انسان بھی آنسو

بہانے لگے گا سخت دل انسان کا دل پسیج جائے گا۔

داروغہ جیل کی شہادت

ابن زیاد کو کسی نے خبر دی ہے کہ داروغہ مشکور نے مسلم کے دونوں بچوں کو رات کے اندھیرے میں کسی محفوظ مقام پر پہنچا دیا ہے یہ سن کر ابن زیاد بدنہاد نے مشکور کو بلایا اور غصے میں کہا تم نے دونوں بچوں کو کہاں چھپا رکھا ہے۔ مشکور نے بڑے اطمینان سے جواب دیا وہ اب مدینہ پہنچنے والے ہیں ابن زیاد نے غصے میں کانپتے ہوئے کہا کیا تجھے میرا ڈر نہیں ہے؟ مشکور نے للکارتے ہوئے کہا اے ابن زیاد سن! خدا سے ڈرنے والا کسی سے نہیں ڈرتا ہے اللہ کا خوف رکھنے والا کسی سے خوف نہیں کھاتا ہے۔ ابن زیاد نے کہا تو نے ایسا کیوں کیا؟ مشکور نے جواب دیا اس لئے کہ وہ یتیم ہیں، بے کس ہیں، بے یار و مددگار ہیں، یتیموں کی مدد کرنا خدا و رسول کو راضی کرنا ہے۔ مشکور نے آگ بگولا ہوتے ہوئے کہا اے مردود ابن زیاد تو حضرت مسلم کو شہید کر کے اب ان کے یتیم بچوں کی جان لینا چاہتا ہے۔ شرم کرو اور خدا سے ڈرو۔ اے ابن زیاد! مجھے بتا، ان مظلوم بچوں کا جرم کیا ہے؟ ان کا قصور کیا ہے؟ ان یتیموں کا گناہ کیا ہے؟ کیا حضرت مسلم کا فرزند ہونا جرم ہے؟ کیا نبی کے نواسے ہونا جرم ہے؟ کیا گلشن اہل بیت کا پھول ہونا جرم ہے؟ کیا باغ رسالت کا چشم و چراغ ہونا جرم ہے؟ اے ذلیل انسان جس یزید کے لئے تو گلشن نبوت کے پھولوں کو توڑ رہا ہے اس یزید کے ساتھ جہنم میں جائے گا۔ جو خونیں کھیل تو کھیل رہا ہے اس سے تیری عاقبت برباد ہو جائے گی تیرا عقبیٰ خراب ہو جائے گا تو شفاعت رسول سے محروم ہو جائے گا تو جنت سے دور ہو جائے گا قیامت تک نسل انسانی تجھ پر اور یزید پر لعنت بھیجتی رہے گی تیرا نام و نشان مٹ جائے گا حسین کا نام قیامت تک زندہ رہے گا ان کے ماننے والے زندہ رہیں گے، ان پر رونے والے زندہ رہیں گے، اس لئے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ رشد و ہدایت کے مینار ہیں۔ مرکز دین و ایمان ہیں،

محافظ اسلام ہیں، تصویر اخلاق مصطفیٰ ہیں۔ نور نظر مرتضیٰ ہیں، فاطمہ کے لخت جگر ہیں، جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ یزید بخت کیا ہے؟ پیکر کفر وضلالت ہے، باطل پرست ہے، دین کا دشمن ہے، شریعت مصطفیٰ کا باغی ہے، اہل بیت کا دشمن ہے، فاسق وفاجر ہے۔ اے ابن زیاد! جہنم کے بدلے جنت کا سودا کرلے، باطل کے مقابلے حق کی حمایت کرلے، اندھیرے کے بدلے نور حاصل کرلے۔ ابن زیاد نے کہا اے مشکور! مسلم کے بچے کو فرار کر کے تجھے کیا ملا؟ مشکور نے جواب دیا خدا کی رحمت ملی، نبی کی شفاعت ملی، دامن مصطفیٰ ملا، خاتونِ جنت کی رضا ملی۔ حضرت علی کا سایہ ملا۔ اے ابن زیاد! یتیم بچوں کو شہید کر کے تجھے کیا ملے گا؟ ضرور ملے گا۔ خدا کا غضب ملے گا۔ دنیا کی لعنت ملے گی۔ جگت کی پھٹکار ملے گی جہنم کی آگ ملے گی رسول کی ناراضگی ملے گی۔ اتنا سننا تھا کہ ابن زیاد غصے کی آگ میں جلنے لگا اور اس نجلا دکو حکم دیا کہ اس کو لکڑی کے ستون میں باندھ کر پانچ سو کوڑے مارو اور سرتن سے جدا کردو۔ جلاد نے جب پہلا کوڑا مارا تو حضرت مشکور نے کہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ دوسرا کوڑا مارا تو آپ نے کہا الٰہی مجھے صبر دے تیسرے کوڑے پر کہا الٰہی مجھے معاف فرمادے چوتھے کوڑے پر کہا الٰہی مجھے فرزندان رسول کی محبت میں یہ سزا مل رہی ہے پانچویں کوڑے پر کہا الٰہی مجھے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اہل بیت کرام کے پاس پہنچا دے پھر خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آنکھیں کھول کر کہا مجھے ایک گھونٹ پانی دیدو۔ ابن زیاد بدنہاد نے کہا اس کو پانی مت دو اس کا سر قلم کردو حضرت مشکور نے مسکراتے ہوئے کہا اب میں حوض کوثر سے پانی پیوں گا۔ اس کے بعد جلاد نے آپ کا سرتن سے جدا کر دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

یتیم بچوں کا خواب

دونوں یتیم بچے درخت کی کھوہ میں پناہ لئے ہوئے تھے، سورج نکلا، کرنیں پھوٹیں، چوطرف اجالا پھیل گیا ایک کنیز مٹکا لے کر اس درخت کے نیچے چشمہ پر آئی مٹکا بھرنے کے

لئے پانی میں جھکی تو دیکھا کہ پانی میں دو عکس نظر آرہے ہیں جو چاند کی طرح چمک رہے ہیں، سورج کی طرح روشن ہیں۔ کنیز نے نظر اُٹھائی تو دیکھا درخت کی کھوہ میں دو ننھے منے بچے آپس میں لپٹے ہوئے نظر آرہے ہیں کنیز نے دست بستہ عرض کیا اور پوچھا۔

کہا تم کون ہو بچو بڑے ہی پیار سے پوچھا
یہاں کیوں چھپ کے بیٹھے ہو بہت اعتبار سے پوچھا
بتاؤ کون ہو تم اور ہو کس کے جگر پارے
ہو کس کے دل کی راحت اور کس کی آنکھ کے تارے

پیار بھرے الفاظ سننے کے بعد دونوں بھائی بول اُٹھے:

وہ بولے ہم ہیں ٹکڑے حضرت مسلم کے سینے کے
یتیم و بے کس و تنہا مسافر ہیں مدینے کے

کنیز کو سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ یہ حضرت مسلم کے فرزند ہیں خاندانِ اہل بیت کے چشم و چراغ ہیں۔ بولی بچو نیچے اترو میں خاندان اہل بیت کی کنیز ہوں، رسول کے گھرانے کی لونڈی ہوں، بچو! میں دشمن نہیں خادمہ ہوں، بے وفا نہیں وفادار ہوں، مخالف نہیں محبّ ہوں۔ کنیز بڑے ادب واحترام کے ساتھ اپنے گھر لائی اور اپنی مالکہ سے کہا یہ دونوں فرزندان امام مسلم ہیں زہرہ کے دلبند ہیں حضرت علی کے نور نظر ہیں۔ گھر کی مالکہ بھی اہل بیت کی چاہنے والی تھی آل رسول سے محبت کرنے والی تھی وہ بہت خوش ہوئی بچوں کو گلے لگایا اور بولی کہاں میرا گھر اور مسلم کا لخت جگر، کہاں میرا غریب خانہ اور کہاں اہل بیت کا گھرانہ، بچوں کی خدمت کرتی رہی کھانا کھلایا کمرہ میں بستر بچھا کر سلا دیا اور کنیز کو ہدایت دی کہ کسی کو پتہ نہ چلے۔ اس کا تھکا ماندہ بدبخت شوہر حارث گھر میں داخل ہوا خاتون نے پوچھا سارا دن کہاں رہے؟ اتنی تاخیر کیوں ہوئی؟ حارث نے کہا میں مسلم کے بیٹوں کو تلاش کر رہا تھا ابن زیاد نے اعلان کیا ہے

جوان بچوں کو لا دے گا اسے انعام و اکرام سے نوازا جائے گا میں نے پورا شہر چھان مارا کہیں
پتہ ہی نہیں ہے خدا جانے کہاں غائب ہو گئے خاتون شوہر کی باتوں کو سن کر لرز گئی انجام سے
کانپ اُٹھی اور بولی اے حارث عقل سے کام لو دولت کی لالچ نہ کرو، اے حارث جن بچوں کو
ڈھونڈ رہے ہو وہ مظلوم ہیں، اہل بیت کے گھرانے والے ہیں خاندان نبوت کے چشم و چراغ
ہیں ان کو قتل کر کے جہنم نہ خریدو ان کی خدمت کر کے جنت خریدو ان کی مدد کر کے اللہ و رسول
کی رضا حاصل کرو، دنیا کی عزت و شہرت نہ ڈھونڈو آخرت کی بھلائی حاصل کرو۔ ان یتیموں
پر ترس کھاؤ بیوی کی باتیں سن کر حارث نے جھڑک دیا اور بستر پر کروٹیں لینے لگا۔

جب آدھی رات ہوئی بڑے بھائی محمد نے خواب دیکھا کہ ان کے ابا حضرت مسلم
جنت کی سیر کر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ حضرت علی بھی ہیں ان کے ساتھ فاطمہ زہرا بھی ہیں
ان کے ساتھ نانا جان حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بھی ہیں۔ نانا جان نے ابا سے
فرمایا اے مسلم تم اکیلے چلے آئے اپنے بچوں کو ظالموں میں چھوڑ آئے ابا جان نے عرض کیا یا
رسول اللہ! وہ عنقریب آنے والے ہی ہیں جب خواب سے بیدار ہوئے تو چھوٹے بھائی سے
پورا خواب بیان کیا چھوٹے بھائی ابراہیم نے کہا بھائی جان میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا
ہے۔ بھائی جان! کیا سچ مچ ہم دونوں کل قتل کر دیے جائیں گے ایک دوسرے کو ذبح ہوتے
ہوئے کیسے دیکھیں گے، اب ہماری شہادت کا وقت آ گیا ہے، ابا جان سے ملنے کا وقت آ گیا
ہے، نانا جان سے ملنے کا وقت آ گیا ہے یہ کہہ کر دونوں بھائی ایک دوسرے کے گلے میں
باہیں ڈال کر لپٹ گئے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے ان دونوں کے رونے کی آواز سے
حارث بد بخت کی آنکھ کھل گئی۔ ظالم نے بیوی کو جگا کر پوچھا یہ بچوں کے رونے کی آواز کہاں
سے آ رہی ہے خاتون سہم گئی اہل بیت کی چاہنے والی ڈر گئی اور کچھ جواب نہ دیا خود چراغ جلا
کر کمرے کی طرف گیا دیکھا دو بچے روتے روتے بے حال ہیں پوچھا تم کون ہو؟ دونوں

بچوں نے صاف صاف کہہ دیا ہم مسلم کے بیٹے ہیں خاندان اہل بیت کے چشم و چراغ ہیں اتنا
سننا تھا کہ ظالم غصہ سے بے قابو ہو گیا اور کہا میں سارا دن تم لوگوں کو تلاش کرتا رہا تم دونوں
میرے ہی گھر میں عیش و آرام سے ہو یہ کہتے ہوئے دونوں شہزادے کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا
دونوں بھائی درد سے رونے لگے عورت آئی اور شوہر سے التجا کرنے لگی قدموں پر اپنا سر رکھ کر
رحم کی بھیک مانگنے لگی اور بولی ارے یہ فاطمہ کے راج دلارے ہیں، گلشن اہل بیت کے پھول
ہیں ان کی چاند جیسی صورتوں پر رحم کھاؤ میرا سر کچل دو مجھے جی بھر کے پیٹو مگر ان کو بخش دو
حارث بد بخت نے اتنے زور کی ٹھوکر ماری کہ خاتون ستون سے ٹکرا کر لہولہان ہو گئی۔ بچوں کو
مارتے مارتے جب تھک گیا تو ایک دوسرے کی زلفوں کو کھینچ کر آپس میں باندھ دیا اور یہ کہتے
ہوئے کمرہ سے نکل آیا کہ کل صبح تم دونوں کا فیصلہ کرتا ہوں۔

دو یتیم کی شہادت

صبح نمودار ہوئی، تاریکی چھٹ گئی، سورج طلوع ہوا، ظالم حارث نے تلوار اُٹھائی
خونخوار بھیڑیے کی طرح کمرے کی طرف بڑھا نیک دل خاتون نے آگے بڑھ کر روکنے کی
کوشش کی لیکن ظالم نے ٹھوکر مار کر دور کر دیا تلوار لے کر کوٹھی میں پہنچا دونوں بچے تلوار دیکھ کر
سہم گئے نہایت بے دردی کے ساتھ گھسیٹتے ہوئے باہر لایا دونوں شہزادے رو رو کر فریاد کرنے
لگے مگر ظالم کو رحم نہ آیا ایک خچر پر لاد کر دریائے فرات کی طرف چل پڑا وہاں پہنچ کر خچر سے
نیچے اُتارا تلوار نیام سے باہر کیا اتنے میں اس کی بیوی ہانپتی کانپتی وہاں پہنچی اور شوہر کا ہاتھ پکڑ
کر رحم کی بھیک مانگنے لگی کہ خدا کے لئے مان جاؤ اپنے ہاتھ کو اہل بیت کے خون سے نہ رنگو۔
حارث پر دھن دولت کا بھوت سوار تھا تلوار سے بیوی پر وار کر دیا وہ زخمی ہو کر گر پڑی یہ منظر
دیکھ کر دونوں بچے سہم گئے یہ بد بخت خون آلود تلوار لے کر بچوں کی طرف بڑھا چھوٹے بھائی
پر وار کرنا ہی چاہتا تھا کہ بڑا بھائی چیخ اُٹھا خدارا پہلے مجھے قتل کرو میں اپنے چھوٹے بھائی کو ذبح

ہوتے ہوئے کیسے دیکھ سکتا ہوں چھوٹے نے کہا پہلے مجھے قتل کرو میں بڑے بھائی کی لاش کو
دیکھ نہیں سکتا۔ ظالم کی تلوار چمکی اور ایک ہی وار میں دونوں ننھے منے مظلوم شہید ہوگئے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن

حارث کا بُرا انجام

روضۃ الشہداء میں ہے کہ جب بدنہاد بدذات حارث خاندانِ اہل بیت کے نونہالوں
کے سر جسموں سے الگ کرچکا تو ایک تھیلے میں ڈال کر ابن زیاد کے پاس پہنچا اور تھیلا پیش کیا
ابن زیاد نے کہا کہ اس میں کیا ہے؟ حارث نے کہا کہ آپ کے دشمن کا سر لایا ہوں ابن زیاد
نے کہا کہ میرا دشمن کون ہے؟ حارث نے کہا مسلم بن عقیل کے فرزند۔ ابن زیاد اتنا سنتے ہی
غضبناک ہوگیا اور کہا کہ تم کو کس نے حکم دیا تھا کہ قتل کرو میں نے یزید کو خط لکھا ہے کہ مسلم کے
دونوں فرزند گرفتار ہوگئے ہیں حکم ہو تو آپ کے پاس بھیج دوں اگر یزید نے زندہ بھیجنے کا حکم دیا
تو پھر میں کیا کروں گا تم نے میرے حکم کے بغیر کیوں قتل کیا؟ ابن زیاد نے درباریوں سے کہا
کہ اس کو دریائے فرات کے پاس لے جاؤ جہاں بچوں کو قتل کیا ہے اس کو بھی قتل کردو مقاتل
نامی ایک نوجوان کھڑا ہوا اور حارث کا ہاتھ پکڑ کر باہر لایا اور گھسیٹتے ہوئے دریائے فرات کے
کنارے لے گیا حارث مقاتل سے رحم کی بھیک مانگ رہا تھا، اپنی جان بخشی کی دہائی دے رہا
تھا، گریہ وزاری کررہا تھا تھوڑی دیر پہلے جس ظالم کے پاس فرزندان مسلم رحم کی درخواست کر
رہے تھے وہی ظالم خود اپنی زندگی سے مایوس ہوچکا تھا موت سامنے نظر آرہی تھی آخرت کا
عذاب یاد آرہا تھا، جہنم کا عذاب دیکھ رہا تھا مقاتل سے کہا دس ہزار درہم لے لو اور مجھے چھوڑ دو
مقاتل نے کہا اے حارث! اگر تم مجھے دنیا کی ساری دولت بھی دیدو تو بھی تم کو نہیں چھوڑوں
گا۔ تم نے خاندان اہل بیت کا خون بہایا ہے، تم نے مظلوم بچوں کو شہید کیا ہے، تم نے دو ننھے
منے بچوں پر تلوار چلائی ہے تم نے چمنستان رسالت کی دو شاخ کاٹی ہے، تم نے اہل بیت پر ظلم

کیا ہے۔ مقاتل نے تلوار سے حارث کی گردن نہیں اُڑائی بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کاٹ
دیئے پھر اس کے دونوں پیر کاٹ دیئے، پھر قتل کرکے دریائے فرات میں پھینک دیا دریا کے
پانی نے بھی اسے قبول نہیں کیا اور باہر پھینک دیا پھر ایک گڑھا کھود کر زمین میں دبا دیا مگر زمین
بھی لرز گئی اور باہر پھینک دیا پھریوں ہی اس کی لاش پڑی رہی جسے وحشی جانور نوچتے رہے اور
کھاتے رہے۔

☆☆☆

مکہ مکرمہ سے کوفہ کے لئے روانگی

محترم حضرات! یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ جس دن امام مسلم رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے اسی دن نواسہ رسول جگر گوشہ بتول سید الشہد احضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے بیاسی نفوس قدسیہ کے ساتھ کوفہ کے لئے رخت سفر باندھا۔ جلیل القدر صحابہ کرام بالخصوص حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ جانے سے روکا کہ آپ کوفہ جانے کا ارادہ ملتوی کر دیں ہم وعدہ کرتے ہیں جب تک ہماری زندگی ہے آپ کی طرف کوئی آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا ہماری تلواریں آپ کے لئے ہمیشہ ننگی رہیں گی، آپ کی حفاظت کے لئے ہم اپنی جان قربان کر دیں گے صحابہ کرام نے عرض کیا آپ کوفہ نہ جائیں کوفہ والوں نے آپ کے والد حضرت علی اور آپ کے بھائی کے ساتھ کھلی ہوئی بے وفائی اور غداری کی ہے اندیشہ ہے کہ وہاں کے لوگ آپ کو دھوکہ دیں گے آپ کو جھٹلائیں گے آپ کو بے یارو مددگار چھوڑ دیں گے۔ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے یہ درخواست قبول نہ کی اور فرمایا مجھے اپنے نانا جان علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ایک حدیث یاد ہے آپ نے فرمایا تھا ایک دنبہ حرم کعبہ میں ذبح کیا جائے گا جس کی وجہ سے کعبہ کی بے حرمتی ہوگی میں وہ دنبہ بننا نہیں چاہتا۔ آخر کار آپ نے سفر کا ارادہ پختہ کر لیا۔ جب رات کی تاریکی دور ہوگئی، صبح صادق نمودار ہوئی مؤذن نے صدائے توحید و رسالت بلند کیا سیدہ کا لعل حضرت علی کا نور نظر نماز فجر کی ادائیگی کے لئے حرم خداوندی میں داخل ہوا اللہ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرتے ہوئے دعائیں کیں اے پروردگار! مجھے حوصلہ و ہمت عطا فرما میرے پایۂ استقلال میں مضبوطی عطا فرما۔ اپنے محبوب کے دین کی

حفاظت کے لئے میرے بازو میں قوت و طاقت عطا فرما اے اللہ! مجھے صبر جمیل عطا فرما، عبادت و ریاضت سے، فارغ ہونے کے بعد آپ دولت خانہ میں تشریف لائے خاندان دوست واحباب خویش واقارب کو روانگی کا حکم دیا گلشن اسلام کو اپنے خون سے سینچنے کے لئے، کشتی اسلام کو کنارے پر لگانے کے لئے، چمنستان اسلام کو ہرا بھرا رکھنے کے لئے، یزید کے ہاتھوں شریعت کو پامال ہونے سے بچانے کے لئے، مظلوموں کو ظالموں سے انصاف دلانے کے لئے، مقدس قرآن کے تحفظ کے لئے، ناموس رسالت کی بقا کے لئے، عظمت دین کی سربلندی کے لئے، پرچم اسلام کو سرنگوں نہ ہونے دینے کے لئے، حق و باطل کے درمیان خط امتیاز کھینچنے کے لئے، ظلمت کو مٹا کر روشنی پھیلانے کے لئے، جاں نثاران حسین کا مقدس قافلہ بیاسی نفوس پر مشتمل ۳؍ذی الحجہ ۶۰ھ کو صحرائے حزن و ملال کی طرف رواں دواں ہوگیا۔ ناموس رسالت کا یہ نورانی قافلہ تقدس وطہارت کا ضامن اور پُروقار قافلہ صبر وسکون کے ساتھ ذکر الٰہی کرتا ہوا قرآن کی تلاوت کرتا ہوا آگے بڑھتا گیا اور منزل قریب آتی گئی یہاں تک کہ مقام صفاح تک پہنچ گیا خیمے نصب کر دیئے گئے پھر ظہر کی نماز کے لئے وضو کر کے سالار قافلہ کی امامت میں رب کی بارگاہ میں سربسجود ہوگئے۔

کربلا جانے والے اہل بیت

اس سفر کے مقدس قافلے میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے تین صاحبزادے حضرت زین العابدین جن کی عمر ۲۲؍سال تھی اور آپ بیمار تھے دوسرے صاحبزادے علی اکبر جن کی عمر ۱۸؍سال تھی اور تیسرے صاحبزادے شیر خوار علی اصغر تھے۔ حضرت امام حسین کی ایک صاحبزادی سکینہ بھی آپ کی ہمراہ تھیں آپ کی دو بیویاں شہر بانو اور حضرت علی اصغر کی والدہ بھی ساتھ میں تھیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے چار نو جوان شہزادے حضرت قاسم، حضرت عبداللہ، حضرت عمر اور حضرت ابوبکر اس مقدس قافلہ میں ہمراہ تھے۔ حضرت علی

رضی اللہ عنہ کے پانچ فرزند یعنی امام حسین کے پانچ سوتیلے بھائی حضرت عباس ابن علی، حضرت عثمان ابن علی، حضرت عبداللہ ابن علی، حضرت محمد ابن علی اور حضرت جعفر بن علی بھی تھے۔ حضرت عقیل کے فرزندوں میں سے ایک حضرت امام مسلم اپنے بچوں کے ساتھ شہید ہوگئے اور باقی ۳ر فرزند حضرت عبداللہ بن عقیل، حضرت عبدالرحمٰن بن عقیل اور حضرت جعفر بن عقیل امام عالی مقام کے ساتھ سفر میں تھے۔ حضرت جعفر طیار کے دو پوتے حضرت محمد اور حضرت عون امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقدس قافلے میں شامل تھے اہل بیت کے شہزادوں میں سے کل ۱۷ر امام حسین کے ساتھ شرف شہادت حاصل کیا اور باقی قیدی بنائے گئے۔

شاعر سے ملاقات

امام حسین رضی اللہ عنہ سفر کرتے ہوئے جب مقام صفاح تک پہنچے تو فرزدق شاعر سے ملاقات ہوئی اس وقت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ امام مسلم کی شہادت اور ان کے دونوں شہزادے محمد اور ابراہیم کی شہادت سے بے خبر تھے آپ نے شاعر سے کوفہ والوں کا حال دریافت کیا وہاں کے حالات کے بارے میں جانکاری چاہی تو اس نے جواب دیا اے نواسہ رسول! ان لوگوں کے دل آپ کی طرف ہیں لیکن ان کی تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہوں گی امام عالی مقام نے ارشاد فرمایا تم سچ کہتے ہو ہر بات اللہ کے ہاتھ میں ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ فرزدق شاعر نے بھی التماس کی کہ اے نواسۂ رسول آپ کوفہ نہ جائیں آپ نے ان کی درخواست بھی ٹھکرادی اور قافلہ کو لے کر آگے بڑھ گئے سالار قافلہ نے اللہ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے سفر جاری رکھا۔

قاصد کی شہادت

تاریخ طبری میں ہے کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ مقام حاجر میں پہنچے تو اپنے ایک معتمد خاص حضرت قیس کو خط دے کر کوفہ روانہ فرمایا جس میں امام عالی مقام نے لکھا کہ تمام

تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے درود وسلام ہو نبی برحق پر مسلم بن عقیل کے مکتوب سے مجھے معلوم ہوا کہ تم لوگ میرے منتظر ہو۔ تم لوگ میری مدد کرنے پر متفق ہو۔ میرا ساتھ دینے کے لئے تیار ہو میری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تم لوگوں کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ میں مکہ مکرمہ سے نکل کر روانہ ہو چکا ہوں بہت جلد تم لوگوں کے پاس پہنچنے والا ہوں اتنا لکھ کر مکتوب حضرت قیس کے ہاتھ آپ نے ارسال فرمایا جناب قیس خط لے کر قادسیہ پہنچے ہی تھے کہ حصین بن نمیر نے آپ کو گرفتار کر لیا جو ابن زیاد کے حکم پر وہاں ناکہ بندی کیا ہوا تھا آپ کو ابن زیاد کے پاس بھیج دیا امام عالی مقام کے قاصد حضرت قیس جب ابن زیاد کے دربار میں حاضر ہوا تو ابن زیاد نے کہا اگر اپنی جان بچانا چاہتے ہو اگر اپنی جان بخشی چاہتے ہو اگر زندہ رہنا چاہتے ہو اگر موت کو گلے لگانا نہیں چاہتے تو گونر ہاؤس کی چھت پر چڑھ کر حسین کو برا بھلا کہو حسین کو گالی دو حسین کی توہین کرو حسین کے خلاف تقریر کرو۔ حضرت قیس چھت پر چڑھ گئے ابن زیاد خوش ہوگیا کہ اس نے میری بات مان لی حسین کا مخالف ہوگیا مجھ سے ڈر گیا اپنی موت سے گھبرا گیا حضرت قیس نے اپنی تقریر شروع کی اے کوفہ والو! میں امام عالی مقام کا قاصد ہوں، میں نواسہ رسول کا نقیب ہوں میں جگر گوشہ بتول کی طرف سے بھیجا گیا ہوں سنو! تمام تعریف اللہ کے لئے، بہترین درود وسلام امام حسین کے نانا جان پر ہے۔ لوگو سنو! نواسہ رسول جگر گوشہ بتول حضرت علی کے نور نظر اس وقت روئے زمین پر بہترین شخص ہیں ان سے بڑھ کر کوئی نہیں ان سے بڑھ کر کسی کا مقام نہیں یہ وہی ہیں جو جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں یہ وہی ہیں جنہوں نے رسول کے کندھے پر سواری کی لوگو! تم لوگ آگے بڑھو امام حسین کی مدد کرو ان کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ یزید پلید ہے، یزید فاسق وفاجر ہے اس کی بیعت توڑ دو ابن زیاد یزید کا چیلا ہے ابن زیاد عزت و دولت کا پجاری ہے ابن زیاد کے دھوکہ میں نہ آنا۔ حضرت قیس کی تقریر کو سن کر ابن زیاد بدنہاد آگ بگولہ ہوگیا اور حکم دیا کہ انھیں چھت کے اوپر سے زمین پر گرا

دو۔ظالموں نے گرادیا آپ کی ہڈیاں چکنا چور ہوگئیں اور جام شہادت نوش فرمایا اور ایک سچے عاشق اہل بیت نے امام عالی مقام کے نام پر اپنی جان کی قربانی دے دی۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر میں شان کریمی ناز برداری کرے

حضرت زہیر سے ملاقات

تاریخ طبری اور روضۃ الشہداء میں ہے کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ مقام زرود میں پہنچے تو وہاں کچھ خیمے نظر آئے پتہ چلا کہ یہ زہیر بن قین ہے جو حج سے فارغ ہوکر کوفہ جارہے ہیں آپ نے انھیں طلب فرمایا تو انھوں نے ملنے سے انکار کردیا ان کی اہلیہ نے کہا کہ مجھے آپ پر تعجب ہورہا ہے فرزند رسول بلا رہے ہیں اور آپ ملنے سے انکار کررہے ہیں حضرت خاتون جنت کے دلارے آپ کو طلب کررہے ہیں اور آپ ملاقات کے لئے نہیں جاتے ،حضرت علی کے نورنظر آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں اور آپ جانے سے انکار کررہے ہیں۔ بیوی کی باتوں سے متاثر ہوکر زہیر بن قین نے امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت حاصل کی اور بہت ہی خوش وخرم اور مسرت کے ساتھ ساز و سامان امام عالی مقام کی بارگاہ میں پیش کردیا بیوی سے کہا کہ میں نے تجھے آزاد کیا اپنے بھائی کے ساتھ میکہ چلی جاؤ اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جس کو میرے ساتھ رہنا ہورہے جس کو جانا ہو وہ جاسکتا ہے۔ یہ میری سبھوں سے آخری ملاقات ہے۔سب حیران ہوگئے اور پوچھا کہ ماجرا کیا ہے؟ تو حضرت زہیر نے فرمایا سنو! ایک جنگ کے موقع پر ہم کو فتح نصیب ہوئی مال غنیمت ہاتھ لگا تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ہم سے پوچھا کہ فتح اور مال غنیمت سے خوشی ہوئی؟ ہم نے کہا بہت خوشی ہوئی انھوں نے کہا ایک وقت ایسا آئے گا کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر کے جوانوں کے سردار سے ملاقات ہوگی ان کی مدد و

حمایت کے لئے ان کے دشمنوں سے جنگ کروگے تو آج کی فتح اس مال غنیمت سے زیادہ خوشی ہوگی۔تم لوگوں کو میں اللہ کے سپرد کرتا ہوں میں نواسۂ رسول ،جگر گوشۂ بتول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا غلام بن کران کے قافلہ میں شامل ہورہا ہوں۔حضرت زہیر غلامان امام حسین میں شامل ہوگئے اور امام حسین کے نام پر میدان کربلا میں اپنی زندگی کی قربانی دے کر جام شہادت سے سرفراز ہوئے۔

شہادت مسلم کی خبر

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اب تک امام مسلم بن عقیل اور ان کے دونوں شہزادے محمد اور ابراہیم کے حالات سے بے خبر تھے اب تک ان کا علم نہ ہوسکا تھا اور آپ کا قافلہ منزل بہ منزل اذکار و وظائف ذکر الٰہی کرتے ہوئے کوفہ کی طرف گامزن تھا جب آپ مقام ثعلبیہ پہنچے تو کوفہ سے آتے ہوئے ابن اسدی سے ملاقات ہوئی انھوں نے امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے قدم مبارک کو بوسہ دیا آپ نے ان سے کوفہ والوں کا حال دریافت کیا مسلم بن عقیل اور ان کے دونوں شہزادوں کے بارے میں پوچھا تو ابن اسدی نے بہت ہی افسوس کے ساتھ بتایا کہ اے فرزند رسول! مسلم بن عقیل اور ہانی دونوں شہید کردئے گئے ہیں ان کے سر کو دمشق یزید کے پاس بھیج دیا گیا ہے مسلم کے شہزادوں کو بھی دریائے فرات کے کنارے بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا ہے۔امام عالی مقام نے جب یہ سنا تو **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن** بار بار پڑھتے رہے۔ابن اسدی نے کہا اے جگر گوشہ بتول! آپ کوفہ نہ جائیں آپ واپس مکہ چلے جائیں ابن زیاد عمرو بن سعد کی قیادت میں ایک بھاری لشکر آپ کے قتل کے لئے روانہ کرچکا ہے جو مقام قادسیہ میں اتر چکا ہے اور آپ کا منتظر ہے خدارا آپ کوفہ نہ جائیں اپنے بال بچوں پر رحم کیجئے خویش واقارب پر ترس کھائیے امام حسین رضی اللہ عنہ نے ان کو دعائیں دیں اور کہا اب میں واپس ہوکر شیر خدا فاتح خیبر علی کی شجاعت کو دھبہ نہیں لگا سکتا۔

میں نانا جان کے دین کو پامال نہیں ہونے دوں گا اسلام پر آنچ آنے نہیں دوں گا میری جان
میری اولاد میرے خویش واقارب سب کو چمن اسلام کے بچانے کے لئے قربان کردوں گا۔

امام مسلم کی بیٹی

روضۃ الشہداء میں ہے کہ نواسہ رسول جگر گوشہ بتول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو
حضرت مسلم اوران کے دونوں شہزادوں کی خبرسن کرایسا صدمہ ہوا کہ رات بھرسونہ سکے حضرت
مسلم اوران کے بچوں کا خیال بار بار آپ کے ذہن میں آرہا تھا کہ بھائی نے اپنی جان بھی
دے دی اورعمر بھر کی کمائی دونوں بچوں کوبھی مجھ پرقربان کردیا حضرت مسلم کی نوسالہ یتیم بچی
جواس سفرحق وصداقت میں عالی مقام کے ساتھ تھی اس کو بار بار دیکھتے اس کی یتیمی کا احساس
کرکے آہیں بھرتے نواسہ رسول سیدہ کے لعل نے بہت کوشش کی کہ باپ اور بھائیوں کی
شہادت کی خبراس ننھی سی بچی تک نہ پہنچے مگرآپ سے ضبط نہ ہوسکا بے اختیار بچی کو گلے لگایا بار
بار دست شفقت اس کے سر پر پھیرے وہ نو سال کی انجان بچی سمجھ نہ سکی کہ آج بے پناہ
شفقت کا راز کیا ہے؟ بچی نے کئی بار چچا حسین کے چہرۂ انور کو دیکھا، نواسۂ رسول نے سر کو
بوسہ دیا تو معصوم بچی نے عرض کی چچا جان! ابا خیریت سے ہیں؟ میرے دونوں چھوٹے
چھوٹے بھائی ٹھیک تو ہیں؟ آج آپ مجھ سے ایسے پیار کررہے ہیں جیسے یتیموں سے کیا جاتا
ہے۔ چچا جان بولئے تو سہی آپ رو کیوں رہے ہیں؟ چچا جان! آپ کی آنکھوں میں آنسو
کیوں ہے؟ میرے ابو خیریت سے تو ہیں؟ بچی کی اس گفتگو سے حضرت امام کا دل بھر آیا اور
بے اختیار ہوکر بچی سے لپٹ گئے اور فرمایا بیٹی! آج سے تیرا باپ میں ہوں۔ تیری ماں شہر
بانو ہے۔ علی اکبر اور علی اصغر تیرے بھائی ہیں۔ حضرت مسلم کی بیٹی اگرچہ انجان تھی مگر حضرت
امام عالی مقام کی گفتگو سے پھر بھی سمجھ گئی کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا ہے۔ دونوں بھائی
ہمیشہ کے لئے شہید ہوگئے ہیں۔ میں یتیم ہوگئی ہوں۔ تسلی کے لئے پھر پوچھا چچا جان! کیا

میرے ابو اور بھائی شہید ہوگئے ہیں؟ امام عالی مقام نے اس معصوم بچی کو گود میں اُٹھا لیا اور
فرمایا ہاں بیٹی! تمھارے باپ اہل بیت ہونے کا حق ادا کرگئے انھوں نے خاندان کی لاج
رکھ لی تمہارے ابو دنیا کو بتا گئے کہ دین بچانے کے لئے جان کوئی چیز نہیں وہ خود بھی شہید ہو
گئے اور تمھارے دونوں بھائیوں کو بھی قربان کرگئے بیٹی اب صبر کرو۔

امام حسین نے حر کو پانی پلایا

تاریخ طبری میں ہے کہ شہزادۂ کونین نماز فجر کے بعد روانہ ہونے والے تھے۔ حُر ایک
ہزار لشکر کے ساتھ آپ کو گرفتار کرنے کے لئے آپہنچا۔ دوپہر کا وقت تھا دشمن اور گھوڑے سبھی
پیاسے تھے امام حسین رضی اللہ عنہ نے سب کو پانی پلانے کا حکم دیا، یہ ہیں خاندان اہل بیت
کہ پیاسے دشمن کو بھی پانی پلا رہے ہیں یہ ہے اہل بیت کی شان کہ دشمنوں کو بھی پانی پلا کر
سیراب کررہے ہیں۔ حُر امام عالی مقام کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا بتاؤ کیسے آنا
ہوا؟ حُر نے کہا مجھے عمرو بن سعد نے آپ کی گرفتاری کے لئے بھیجا ہے مگر خدا وہ دن نہ لائے
کہ میں آپ کو گرفتار کروں میں ایسی گستاخی نہیں کرسکتا ہوں میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ
آپ اپنے بال بچوں کے ساتھ کسی سمت نکل جائیں۔ ظہر کا وقت آگیا علی اکبر نے اذان کہی
امام حسین رضی اللہ عنہ خیمہ سے باہر آئے اور حر کو مخاطب کرکے فرمایا اے حر! اذان ہوچکی ہے
اور جماعت تیار ہے نماز اکیلے پڑھو گے یا میرے پیچھے؟ حضرت امام عالی مقام کے اس
سوال پر حُر سوچنے پر مجبور ہوگیا اگر علیحدہ نماز پڑھوں تو ہوگی نہیں اس لئے کہ امام برحق موجود
ہیں اور پیچھے پڑھوں تو مقتدی ہونے کا حق ادا کرنا پڑے گا۔ پھر حُر نے فیصلہ کرلیا کہ مجھے امام
حسین کی اقتدا میں نماز ادا کرنی ہے اور حر نے آپ کے پیچھے نماز ادا کی۔ نماز کے بعد امام عالی
مقام رضی اللہ عنہ نے مجمع سے مخاطب ہوکر فرمایا اے لوگو! تم لوگ پرہیزگاری اختیار کرو، حق
والوں کا حق پہچانو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرو ظلم وستم کے ساتھ حکومت کرنے والوں کا

مقابلہ کرو۔حُر نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو ابن زیاد کا خط دیا جس میں لکھا تھا کہ حسین ابن علی کو گرفتار اور قتل کرنے میں ذرّہ بھر تامل نہ کیا جائے خط پڑھنے کے بعد آپ نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو، حُر نے کہا میں آپ سے لڑائی نہیں چاہتا ہوں آپ ایسا راستہ اختیار کریں جو نہ کوفہ کی طرف جاتا ہو اور نہ مدینہ کی طرف امام حسین کو یہ بات معقول معلوم ہوئی آپ قادسیہ اور عذیب کی راہ سے مڑ کر بائیں چلنے لگے اور آپ کے ساتھ ساتھ حُر بھی چلتا رہا۔

امام حسین کا خواب

ایک مقام پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قافلہ نے پڑاؤ کیا اور تھوڑی دور پر حُر بھی اپنے لشکر کے ساتھ قیام پذیر ہوا۔آدھی رات کو امام حسین کی آنکھ لگ گئی اور پھر چونک کر اُٹھ بیٹھے اور فرمایا **اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ**. یہ سن کر آپ کے صاحبزادے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ آپ کے قریب آئے اور عرض کیا ابا جان! اس وقت یہ کلمات آپ کی زبان پر کیسے جاری ہوئے؟ آپ نے فرمایا اے میرے عزیز بیٹے میری آنکھ لگ گئی تھی میں نے خواب میں دیکھا ایک سوار کہہ رہا ہے یہ لوگ راستے پر چل رہے ہیں اور موت ان کی طرف بڑھ رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ ہماری موت کی خبر ہے آپ کے فرزند نے کہا اے ابا جان! اللہ تعالیٰ آپ کو ہر بلا سے محفوظ رکھے کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا اس خدائے ذوالجلال کی قسم جس کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔ ہم حق پر ہیں۔ بہادر شہزادے نے فرمایا جب ہم حق پر ہیں تو ایسی موت کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں اللہ تعالیٰ ہمیں جزائے خیر عطا فرمائے گا۔

امام حسین میدان کربلا میں

حضرت امام حسین کا قافلہ چلتے چلتے نینوا میں پہنچا کوفہ سے ایک سوار آتا دکھائی دیا اس سوار نے ابن زیاد کا خط حُر کو دیا جس میں لکھا تھا کہ حسین ابن علی کو آگے بڑھنے سے روک دو

انھیں چٹیل میدان میں اترنے پر مجبور کرو ایسی جگہ قیام کرنے پر مجبور کرو جہاں پناہ گاہ نہ ہو جہاں پانی نہ ہو حسین کے ساتھ کوئی رعایت نہ کرو قاصد بھی تمہارے ساتھ رہے گا تا کہ ہر خبر ہم کو ملتی رہے۔حُر نے حضرت امام حسین کو خط کے بارے میں بتایا آپ نے فرمایا ہمیں آگے بڑھ کر سامنے کے گاؤں شفیہ میں ٹھہرنے دو، حُر نے کہا ہمیں چٹیل میدان میں ٹھہرانے کا حکم دیا گیا ہے حُر کے اس جواب پر آپ کے ساتھی جوش میں آگئے حضرت زہیر بن قین نے کہا اے فرزند رسول! ان سے جنگ کر لینا ہمارے لئے آسان ہے بہ نسبت اس کے جو بعد میں آئیں گے امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اپنی طرف سے جنگ کا آغاز نہیں کریں گے جنگ کی ابتدا ہماری طرف سے نہیں ہوگی۔ جنگ کی شروعات ہم نہیں کریں گے۔آپ نے حر سے فرمایا کچھ دور تو چلنے دو حر خاموش رہا اور ساتھ چلتا رہا۔ابھی تھوڑا سا چلے تھے کہ سپاہیوں نے آکر آپ کو روک دیا اور کہا آپ یہیں رُک جائیں فرات یہاں سے دور نہیں ہے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا اس جگہ کا نام کیا ہے؟ لوگوں نے کہا اس کا نام کربلا ہے۔ اس لفظ کو سنتے ہی آپ گھوڑے سے اتر پڑے قافلہ کو ٹھہرنے کا حکم دیا سواریوں سے اتر جانے کو کہا اور فرمایا کہ یہی ہماری آخری منزل ہے یہی ہماری شہادت گاہ ہے یہی ہمارے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے یہی وہ زمین ہے جو سادات کے خون سے سیراب ہوگی یہی وہ خاک کربلا ہے جو اہل بیت کے خون سے رنگین ہوگی۔محرم الحرام کی ۲/تاریخ ۶۱ھ بروز جمعرات خاندانِ نبوت کا نورانی گھرانہ اہل بیت اطہار کا مقدس قافلہ محبان اہل بیت نہر فرات کے کنارے خیمہ زن ہوگئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اہل بیت سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْن

☆☆☆

شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ جَمِیْعًاوَاَقَامَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لِلْمُذْ نِبِیْنَ الْمُتَلَوِّثِیْنَ الْخَطَّائِیْنَ الْھَالِکِیْنَ شَفِیْعًا اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ اَعْظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَائِزُوْنَ۔ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ۔

محترم حاضرین مجلس! ہر مقرر، ہر واعظ، ہر ادیب، ہر خطیب خطبہ مسنونہ کے بعد کسی نہ کسی آیت کریمہ یا حدیث پاک کو اپنا عنوان سخن بنایا کرتا ہے اسی قانون اور ضابطے کے تحت میں نے قرآن مقدس کی سورہ توبہ کی آیت کی تلاوت کا شرف حاصل کیا۔ آیت مبارکہ کا ترجمہ کرنے سے قبل آئیں سید ابرار واخیار، شہنشاہ ذی وقار، سیاح لامکاں، مالک انس وجاں، شفیع المذنبین، طٰہٰ ویٰسین، تاجدار عرب وعجم، طبیب الامم، روح ایمان، امام حسین کے نانا جان، دانائے غیوب، رب کے محبوب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود شریف کا نذرانہ پیش کریں اور پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بَارِکْ وَسَلِّمْ صَلَاۃً وَّ سَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔
صَلَاۃً وَّ سَلَامًا عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

نہ مسجد میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں
نماز عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

یارسول اللہ!

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

شاہ ہست حسین بادشاہ ہست حسین
دین ہست حسین دین پناہ ہست حسین

سرداد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنا لاالہ ہست حسین

کس کی زباں سے ہو بیاں عظمت حسین کی
احسان دین پر ہے شہادت حسین کی

محترم حضرات! ابھی ابھی میں نے جو آپ کے سامنے سورہ توبہ کی آیت تلاوت کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال وجان سے اللہ کی راہ میں لڑے اللہ کے یہاں ان کا درجہ بڑا ہے اور وہی مراد کو پہنچے۔ محترم حضرات! اس آیت کریمہ کو بار بار پڑھیں اس کے معنی اور ترجمہ پر غور کریں اور حضرت امام حسین کی زندگی کا مطالعہ کریں ان کی سیرت کا مطالعہ کریں ان کے اوراق زندگی کا بنظر تغایر سے مطالعہ کریں امام حسین کے صبر کو دیکھیں امام حسین کی قربانی کو دیکھیں، امام حسین کے جہاد کو دیکھیں امام حسین کی شہادت کو دیکھیں تو امام حسین کی زندگی اس آیت کریمہ کی عملی تفسیر نظر آتی ہے۔ اس آیت کریمہ کا ایک ایک حرف امام حسین کی زندگی پر صادق آرہا ہے اس آیت کریمہ کا ترجمہ امام حسین پر صادق آرہا ہے کہ امام حسین نے اللہ کے لئے ہجرت کی امام حسین نے اللہ کے لئے اپنے مال

کی قربانی دی امام حسین نے اللہ کے لئے اپنی جان کی قربانی دی بے شک اللہ کے یہاں امام
حسین کا مقام بلند ہے بلاشبہ امام حسین منزل مقصود تک پہنچ گئے اپنی جان کی قربانی دے کر اللہ
کا قرب خاص حاصل کرلیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے وہ بلند مرتبہ ومقام عطا فرمایا کہ آج چودہ
سو سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود امام حسین کی یاد ہر ملک میں منائی جارہی ہے امام حسین
کی یاد ہر صوبہ میں منائی جارہی ہے امام حسین کی یاد ہر گاؤں میں منائی جارہی امام حسین کی یاد
ہر گلی میں منائی جارہی ہے امام حسین کی یاد ہر قصبہ میں منائی جارہی ہے امام حسین کی یاد ہر خطے
میں منائی جارہی ہے امام حسین کی یاد عرب وعجم میں منائی جارہی ہے۔ یہی دلیل امام حسین
کے زندہ ہونے کی ہے۔ امام حسین قتل ہوکر بھی آج زندہ ہیں اور یزید مرگیا۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

گفتگو کا آغاز

محترم حضرات! امام حسین رضی اللہ عنہ بے آب وگیاہ میدان زمین کربلا میں خیمہ زن
ہوگئے ابن زیاد کو اس کی اطلاع دی گئی کہ حسین کو ایک چٹیل میدان میں اترنے پر مجبور کردیا
گیا ہے یہ اس وقت کی بات ہے جب ایران میں بغاوت ہوگئی تھی اس کو فرو کرنے کے لئے
اس کو ختم کرنے کے لئے ابن زیاد نے عمرو بن سعد کو چار ہزار لشکر کا سردار بنا کر اور اسے
حکومت کا پروانہ دے کر ایران روانہ کردیا تھا ابن سعد ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ ابن زیاد
نے اس کو واپسی کا حکم دیا کہ پہلے حسین کی مہم کو سر کرو اس کے بعد ایران کی طرف جانا ابن سعد
واپس ہوگیا اور امام حسین پر لشکر کشی کے لئے میدان کربلا میں پہنچ گیا ابن سعد نے حضرت امام
عالی مقام کے پاس آدمی بھیجا کہ ان سے پوچھو وہ کیا چاہتے ہیں اور یہاں کیوں آئے ہیں
آپ نے جواب دیا تمہارے شہر کے لوگوں نے مجھے خط لکھ کر بلایا ہے اگر میرا آنا پسند نہیں تو

میں واپس چلا جاؤں۔ نواسہ رسول جگر گوشہ بتول نے ابن سعد کو پیغام بھیجا کہ آج رات میں تم
سے ملاقات چاہتا ہوں ابن سعد نے یہ بات مان لی اور رات کے وقت بیس سواروں کے
ساتھ دونوں لشکروں کے درمیان آیا آپ بھی بیس سواروں کے ساتھ تشریف لے گئے دونوں
نے اپنے سواروں کو الگ کردیا اور تنہائی میں گفتگو کا آغاز ہوا حضرت امام حسین نے ابن سعد
سے فرمایا میں تین باتیں پیش کرتا ہوں ان میں سے جسے چاہو منظور کرلو پہلی بات یہ ہے کہ میں
جہاں سے آیا ہوں مجھے وہیں واپس چلے جانے دو، دوسری بات یہ ہے کہ مجھے کسی سرحدی
مقام پر لے چلو میں وہیں رہ کر وقت گزارلوں گا، تیسری بات یہ ہے کہ مجھے براہ راست یزید
کے پاس دمشق جانے دو۔ حضرت امام حسین کا رویہ اتنا نرم اور سلجھا ہوا تھا کہ جنگ کا شائبہ
تک آپ کی گفتگو میں نہ تھا ابن سعد نے اقرار کیا کہ آپ صلح کے راستے پر ہیں اس نے ابن
زیاد کو خط لکھا کہ امام جنگ نہیں صلح چاہتے ہیں امام کا رویہ بہت نرم ہے اب امام حسین کے
ساتھ کوئی اختلاف نہیں۔ ابن زیاد نے جب خط پڑھا تو کہا کہ میں نے منظور کرلیا لیکن وہاں
کمینہ بدبخت شمر ذی الجوشن موجود تھا کھڑا ہوا اور کہا کیا آپ ان کی بات قبول کرتے ہیں جو
آپ کی زمین پر اترے ہوئے ہیں جو بے بس اور مجبور ہیں اگر بغیر اطاعت قبول کئے چلے
گئے تو قوت وغلبہ ان کو حاصل ہوگا میری رائے یہ ہے کہ ان کی یہ شرطیں آپ کو قبول نہیں کرنی
چاہئے اگر حسین آپ کے حکم کی تعمیل نہیں کرتے تو ان کو گرفتار کرکے سزا دینی چاہئے۔ بدبخت
شمر کی فتنہ انگیز گفتگو سے ابن زیاد کی رائے بدل گئی اس نے کہا تم نے بہترین مشورہ دیا۔ پھر
ابن زیاد نے ابن سعد کو خط لکھا کہ میں نے تم کو اس لئے نہیں بھیجا کہ حسین کو بچانے کی فکر کرو
، حسین کی سفارش کرو، اگر حسین میری اطاعت قبول کرتا ہے میرے حکم کے آگے سر جھکاتا ہے
تو میرے پاس لے کر آؤ ورنہ حسین کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیج دو حسین کی لاش پر گھوڑے
دوڑاؤ اگر تم یہ نہیں کرسکتے ہو اگر تمہیں یہ منظور نہیں ہے تو ہمارا لشکر شمر کے حوالے کردو وہ

ہمارے حکم پر پورا عمل کرے گا جب یہ خط ابن سعد کو ملا تو اس نے کہا میں لشکر تمھارے سپرد نہیں کروں گا بلکہ یہ جنگ حسین کے ساتھ میں خود لڑوں گا۔

کون ابن سعد

محترم حضرات! آپ لوگوں کو بتا تا چلوں کہ یہ ابن سعد کون ہے؟ یہ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہے اس کا نام عمرو ہے اسے ابن سعد کہا جاتا ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی، فاتح ایران ہیں آپ کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے عشرہ مبشرہ وہ عظیم الشان شخصیات ہیں جن کے جنتی ہونے کی خبر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی دنیا میں دے دی تھی ان میں حضرت سعد بھی ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پر مر مٹنے والوں میں سے تھے۔ حضور کے حکم پر اپنی گردن کٹانے کے لئے تیار رہتے تھے محبّ اہل بیت تھے انھیں کا بیٹا عمرو ہے جو دنیا کی لالچ میں آکر امام حسین کے خون کا پیاسا ہو گیا رے کی حکومت کی ہوس میں اہل بیت کا دشمن ہو گیا دنیا کی چاہت نے ابن سعد کو اندھا کر دیا ایک جنتی باپ کا جہنمی بیٹا حکومت اور سلطنت کے لالچ میں تلوار لے کر امام حسین نواسہ رسول جگر گوشہ بتول کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

حکومت پر ایمان فروش

ابن زیاد کے فرمان کے مطابق ابن سعد رے کی حکومت حاصل کرنے کے لئے چار ہزار لشکر جرار لے کر میدان کربلا پہنچ گیا اور رے کی حکومت پر اپنا ایمان بیچ دیا۔ جنتی باپ کے بیٹے نے اہل بیت سے دشمنی کر کے جہنم خرید لی۔ میدان کربلا میں امام حسین رضی اللہ عنہ سے لڑنے کے لئے کمر بستہ ہو گیا چار ہزار لشکر لے کر آیا تھا ابن زیاد برابر ابن سعد کی مدد کے لئے لشکر جرار بھیجتا رہا یہاں تک کہ ابن سعد کے پاس ۲۲ ہزار لشکر جرار اکٹھا ہو گئے اب جنگ کے علاوہ کوئی صورت نہیں تھی اب امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے سامنے جنگ کے علاوہ کوئی

راستہ نہیں تھا آخر کار نواسہ رسول جگر گوشہ بتول جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔

تقابلی جائزہ

محترم حاضرین! آپ تاریخ کا مطالعہ کریں، ماضی میں ہوئی جنگوں کا جائزہ لیجیے۔ ابتدائے دنیا سے آج تک بے شمار جنگیں لڑی گئی ہیں بے شمار مواقع پر لشکر کا آمنا سامنا ہوا ہے ملکوں کی سرحدوں پر فوجوں کا مقابلہ ہوا ہے لیکن جو مقابلہ میدان کربلا میں ہوا اس کی مثال پیش کرنے سے تاریخ قاصر ہے ایسی مثال تاریخ کے صفحات پر نہیں ملتی ایسا مقابلہ کسی مورخ نے اپنی تاریخ میں نہیں لکھا، میدان کربلا میں دونوں لشکر کی تعداد کا تقابلی جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ کتنی گنی تعداد میں فرق ہے دوگنی چار گنی نہیں دس گنی بیس گنی نہیں پچاس گنی سو گنی نہیں بلکہ دوسو ساٹھ گنی تعداد میں فرق ہے امام حسین کے لشکر میں ۸۲ر نفوس شامل ہیں جبکہ باطل کے لشکر میں ۲۲ر ہزار افراد شامل ہیں۔ ۲۲ر ہزار میں جنگجو ہیں، جوان ہیں جبکہ ۸۲ر نفوس میں جوان بھی ہیں بوڑھے بھی ہیں۔ بچے بھی ہیں خواتین بھی یہاں تک کہ دودھ پیتے بچے بھی ہیں مجھے بتایا جائے کیا دنیا میں کوئی ایسی لڑائی لڑی گئی کہ فوج کا کمانڈر میدان جنگ میں بچوں کو بھی ساتھ لے گیا ہو عورتوں کو بھی ساتھ لے گیا ہو بیماروں کو بھی ساتھ لے گیا ہو نہیں اور ہر گز نہیں لشکروں کا تقابلی جائزہ لینے کے بعد مؤرخ یہ کہنے پر مجبور ہے کہ یہ جنگ دو لشکروں کی نہیں بلکہ یہ جنگ حق اور باطل کی تھی۔

شہر بانو

محترم حضرات! شہر بانو کون ہیں؟ یہ کوئی معمولی خاتون نہیں ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں ایران فتح ہوا مال غنیمت میں ایک شہزادی بھی ہاتھ آئی۔ مدینہ منورہ کے ہر مسلمان کی خواہش تھی کہ اس کے ساتھ نکاح ہو۔ یہ دوشیزہ کون ہے؟ نوشیرواں عادل کی پوتی ہیں، شہنشاہ ایران کی پوتی ہیں۔ عمر فاروق نے فرمایا اس شہزادی کی

شادی میں کسی شہزادے سے کراؤں گا میں اس شہزادی کا نکاح شہزادے سے کراؤں گا لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین یہاں تو کوئی بادشاہ نہیں ہے تو شہزادہ کہاں سے ہوگا؟ یہاں کوئی شہنشاہ نہیں ہے تو شہزادہ کہاں سے ہوگا؟ امیر المومنین نے فرمایا میں شہنشاہ دو عالم کا شہزادہ مختار کونین کا شہزادہ نواسہ رسول جگر گوشہ بتول حضرت امام حسین سے نکاح کراؤں گا اب تک یہ دنیا کی شہزادی تھی اب یہ دین کی شہزادی ہوگئی پھر امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے شہر بانو کا نکاح امام حسین کے ساتھ کر دیا وہ شہنشاہ ایران نوشیرواں عادل کی پوتی تھی اور یہ شہنشاہ دو عالم کا نواسہ تھا۔ اب شہر بانو امام حسین کی شریک حیات بن گئی اب شہر بانو حضرت امام حسین کی زوجہ بن گئی اب شہر بانو خاتون جنت فاطمہ کی بہو بن گئی اب ان کی زندگی میں انقلاب آ گیا اب حقیقت میں وہ دین کی شہزادی بن گئی ایران کی شہزادی تخت پر بیٹھ کر حکومت کرنے والی شہزادی اب کھجور کی ٹوٹی پھوٹی چٹائی پر بیٹھ کر بارگاہ رب الصمد میں سجدہ کرنے لگی سونے اور چاندی کے پیالے میں پانی پینے والی شہزادی اب مٹی کے برتن میں پانی پی رہی تھی ہزاروں کنیزوں پر حکمرانی کرنے والی شہزادی اب خاندان نبوت کی کنیز بن کر فخر کر رہی تھی۔ وہی شہزادی آج میدان کربلا میں اپنے شریک حیات کے ساتھ بے آب و گیاہ میدان میں ہر مشکلات کا ساتھ دے رہی ہے۔ بے شک نوشیرواں عادل کی پوتی ملکہ ایران نے امام حسین کی بیوی ہونے کا حق ادا کر دیا۔

پانی بند

تاریخ طبری میں یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ ہے کہ ابن زیاد نے ابن سعد کو خط لکھا اور حکم دیا کہ **فَحَلِّ بَيْنَ الْحُسَيْنِ وَاَصْحَابِهٖ وَ بَيْنَ الْمَاءِ وَلَا يَذُوْقُوْا مِنْهُ قَطْرَةً** یعنی حسین اور ان کے ساتھیوں اور نہر فرات کے درمیان حائل ہو جاؤ ان پر پانی بند کر دو کہ ایک قطرہ پانی نہ پی سکیں۔ دشمنوں کو یہ احساس تھا کہ ان سے مقابلہ کرنا مشکل ہے ان کو شکست دینا

مشکل ہے ان پر فتح پایا مشکل ہے شیر خدا کے شیر کو قابو کرنا مشکل ہے خاندان اہل بیت کو ہرانا مشکل ہے۔ ۲۲ر ہزار کا لشکر جرار ہونے کے باوجود ابن زیاد ڈر رہا تھا ابن زیاد خوف کھا رہا تھا حق کا رعب اس پر غالب تھا اس لئے اس نے پانی بند کر دینے کا حکم دیا ابن زیاد کا حکم آتے ہی پانچ سو سواروں کا دستہ نہر فرات پر تعین کر دیا گیا۔ ۷ر محرم الحرام کو صاحب کوثر کے نواسے پر، بھوکوں کو کھلانے والے کے نواسے پر، یتیموں کے سر پر ہاتھ رکھنے والے کے نواسے پر، روز محشر گنہگاروں کو جام کوثر پلانے والے کے نواسے پر اور تمام اہل بیت پر نہر فرات کا پانی بند کر دیا گیا۔

امام حسین کی تقریر

امام حسین رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ اب جنگ یقینی ہے صلح کا کوئی راستہ نہیں ہے باطل کے آگے سر جھکانے سے بہتر ہے کہ سر کٹا دیا جائے اسلام کا پرچم بلند کر دیا جائے آپ نے جنگ شروع ہونے سے قبل اہل بیت کو، دوست احباب کو اور تمام ساتھیوں کو بلایا اور ان کے سامنے یہ تقریر کی کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں ہر حال میں اللہ کا شکر ہے عزت اور ذلت سب اللہ کی طرف سے ہے۔ پھر آپ نے ہر ایک سے باری باری فرمایا کہ تم لوگوں نے میری اطاعت اور فرمانبرداری کی ہے جس کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا تم نے میرا ساتھ دیا اللہ اس کا بدلہ عطا فرمائے گا تم لوگوں نے جو میرا ساتھ دیا تم لوگوں کی شفاعت میں اپنے نانا جان سے کراؤں گا میری طرف سے آپ لوگوں کو اجازت ہے آپ لوگ جہاں چاہیں جا سکتے ہیں مجھے اللہ کے بھروسہ پر چھوڑ دیجیے۔ حضرت امام حسین کی گفتگو اور تقریر سے سب کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں سبھوں نے عرض کیا ہم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جانیں قربان کر دینے کا وعدہ کیا ہے۔ نثار ہونے کا یقین دلایا ہے شہید ہونے کی قسمیں کھائی ہیں اے نواسہ رسول! ہمیں قیامت کے دن آپ کے نانا جان کو منہ دکھانا ہے اگر آپ کو چھوڑ کر چلے گئے تو آپ کے نانا کو

کیا منہ دکھائیں گے ہم یزید کے ظلم وستم کے مقابلے میں دین وایمان کی شمع روشن کرنا چاہتے ہیں حق وہدایت کا جھنڈا بلند کرنا چاہتے ہیں۔اے نواسہ رسول اے جگر گوشہ بتول ہم اپنی جانیں دے دیں گےلیکن آپ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔

برقعہ پوش خاتون

کل صبح حق وباطل کی جنگ ہے۔نور وظلمت کی جنگ ہے امام عالی مقام اپنے خیمہ میں بارگاہ خداوندی میں دعا فرمارہے ہیں اے میرے رب مجھے صبر وسکون کی توفیق عطا فرما اس خونیں معرکے میں حوصلہ عطا فرما اے احکم الحاکمین جو کچھ میرے پاس تھا بال بچے دوست احباب لے کے آگیا ہوں اب اس قربانی کو قبول فرمالے۔رات آدھی ہو چکی تھی ہر طرف خاموشی ہی خاموشی تھی امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے سجدہ سے سر اُٹھایا اور اپنے شہزادے علی اکبر سے فرمایا بیٹا! جاؤ اور میدان کربلا کا نقشہ دیکھ کر آؤ علی اکبر میدان میں تشریف لے گئے میدان کا جائزہ لیا چوطرف نگاہ دوڑائی اور ذہن میں یہ خیال آرہا تھا اس میدان میں کل میرے بھائی شہید ہوں گے میرے چچا شہید ہوں گے میرے ابو شہید ہوں گے یہ میدان تو میرے خاندان کے لہو سے رنگین ہو جائے گا آپ نے دیکھا کہ میدان کے بیچ میں ایک برقعہ پوش خاتون اپنے دامن سے کربلا کی زمین کو صاف کر رہی ہے علی اکبر اس خاتون کے پاس آئے اور پوچھا کہ اے خاتون! آپ کون ہیں؟ زمین کربلا کو کیوں صاف کر رہی ہیں؟ خاتون خاموش رہی۔علی اکبر واپس خیمہ میں آئے امام عالی مقام نے پوچھ بیٹا علی اکبر میدان کربلا میں کوئی نظر آئے؟ عرض کیا ہاں ابا! میدان کے بیچ میں ایک برقعہ پوش خاتون ہیں جو اپنے دامن سے زمین کو جھاڑ رہی ہے پوچھنے پر کوئی جواب نہ ملا۔حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں علی اکبر نے پوچھا ابا جان آپ رو کیوں رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا بیٹا! وہ تمھاری دادی اور میری ماں فاطمہ ہیں جو اپنی چادر سے کربلا کی زمین کو اس لئے

صاف کر رہی ہیں کہ میرے بیٹے حسین کے جسم پر کوئی کنکر نہ چبھ جائے۔

اس مقتل میں لیٹے گا صبح لخت جگر میرا
یہاں تڑپے گا بے گور وکفن نور نظر میرا
(خاک کربلا)

جنگ کا آغاز

محترم حضرات! عاشورہ کی رات ختم ہوئی میدان کربلا میں صبح کی اذان کے لئے شہزادہ علی اکبر کی صدائے توحید ورسالت بلند ہوئی امام عالی مقام کے جاں نثار ساتھیوں نے آپ کی اقتدا میں نماز فجر ادا کی قرآن کی تلاوت تسبیح وتہلیل سے فراغت کے بعد امام حسین نے تمام ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اے میرے جاں نثار ساتھیوں! اسلام کے نام پر جان کی بازی لگانے والے بہادرو، دین مصطفیٰ کی حفاظت کے لئے اپنی جان کی قربانی دینے والو! تحفظ قرآن کے لئے راہِ خدا میں شہادت کا جام نوش کرنے والو میں تمھارا شکر گزار ہوں میں پھر آپ لوگوں کو اجازت دیتا ہوں تم لوگ مجھے اللہ کے بھروسہ پر چھوڑ کر چلے جاؤ۔میں نہیں چاہتا کہ تم لوگ میری وجہ سے موت کے منہ میں جاؤ۔میں نہیں چاہتا کہ تمھارے بچے یتیم ہو جائیں میں نہیں چاہتا کہ تمھاری بیویاں بیوہ ہو جائیں تین دن کے بھوکے پیاسے آپ کے جاں نثاروں نے پکارا اے حسین! اے نوسہ رسول! ہم بھی غلامان مصطفیٰ ہیں ہم بھی اہل بیت کے چاہنے والے ہیں ہم بھی شفاعت رسول کے امیدوار ہیں ہم فاسق وفاجر یزید سے بیعت نہیں کریں گے۔ہم آپ کے لئے ،آپ کے نانا جان کے لئے ،اسلام کی عزت کے لئے، دین کی آبرو کے لئے ،حق وہدایت کے لئے ،پرچم اسلام کی بلندی کے لئے ،اپنی جان کی قربانی پیش کردیں گے امام عالی مقام نے اپنے چاہنے والوں کے جذبات کو دیکھتے ہوئے ہاتھ اُٹھا کر دُعائیں دیں اور جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔

محترم حضرات! اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ امام حسین مجبور و بے بس تھا وہ جھوٹا ہے، تاریخ
کے اوراق ان کی نگاہوں سے نہیں گزرے ہیں، ماضی کی تاریخ کا اس نے مطالعہ نہیں کیا ہے
اگر تاریخ کا مطالعہ کرتا انصاف کی عینک سے ماضی کے واقعات کو پڑھتا تو اس پر واضح ہوجاتا
کہ امام حسین بے بس اور مجبور نہ تھے وہ تو نوشتہ تقدیر پر نانا جان کے فرمان کے مطابق عمل کر
رہے تھے، اللہ کی رضا پر راضی تھے حکم الٰہی کے سامنے سر جھکائے ہوئے تھے، نبی کی پیشین گوئی
سچ ثابت کر رہے تھے، اپنے والد شیر خدا حضرت علی کی پیشین گوئی کو صداقت کا جامہ پہنا رہے
تھے۔ امام حسین کی ذات پر جو اعتراض کرتے ہیں ان سے میں سوال کرنا چاہتا ہوں جس کے
نانا کے اشارے سے ڈوبتا سورج نکل آئے۔ جس کے نانا کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے
ہوجائے، جس کے نانا کے اشارے سے مردہ زندہ ہوجائے، جس کے نانا کے اشارہ سے نابینا
کو آنکھ کی روشنی مل جائے، اس نانا کے نواسے امام حسین کیسے مجبور و بے بس ہوسکتے ہیں امام
حسین مدینہ منورہ میں تھے تو صاحب اختیار تھے، مکہ معظمہ میں تھے تو صاحب اختیار تھے
میدان کربلا میں ہیں تو صاحب اختیار ہیں۔ نادانو! یہ کبھی نہ کہنا کہ میرے امام کے ہونٹ پانی
کے لئے ترس گئے بلکہ یہ کہو کہ فرات ندی کا پانی میرے امام کے ہونٹ سے لگنے کے لئے مچل
کر نہر فرات میں رہ گیا۔ آسی یہ بات ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہے میدان کربلا میں جو ہوا وہ
نوشتہ تقدیر تھا میدان کربلا میں جو ہوا وہ نبی پاک کی پیشین گوئی تھی میدان کربلا میں جو ہوا روز
ازل سے ہی لکھا جاچکا تھا ورنہ جس خدا نے حضرت ذبیح اللہ کی گردن پر چھری چلنے نہ دی امام
حسین کی گردن پر بھی تلوار نہ چلنے دیتا۔ جس خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود کی آگ
سے محفوظ فرمایا جس خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ اُٹھا لیا جس خدا نے
میدان بدر میں مسلمانوں کی مدد کے لئے آسمان سے فرشتوں کو بھیجا، جس خدا نے حضرت

اسماعیل کی ایڑی کی رگڑ سے آب زمزم پیدا کیا اور ان کی پیاس بجھائی آج میدان کربلا میں
اسی خاندان اسماعیل کا چشم و چراغ ہے آج میدان کربلا میں وہی ابراہیم خلیل اللہ کی نسل پاک
بشدت پیاس سے میدان کربلا میں ایڑیاں رگڑنے والا مظلوم علی اصغر اسی باغ اسماعیل کا مہکتا
پھول ہے۔ نیزے پر قرآن پڑھنے والا حسین بھی ملت ابراہیمی کا امام ہے۔ اگر امام حسین
اپنے رب سے التجا کردیتے تو آسمان سے فرشتوں کی فوج آجاتی۔ امام حسین اپنے معبود سے
دُعا کردیتے تو کوثر کی نہریں میدان کربلا میں بہہ جاتیں مگر امام حسین نے ایسا نہیں کیا تاکہ
مقام رضا حاصل ہوجائے اور اپنی تقدیر پر راضی رہ کر اپنے رب کو راضی کرلوں۔

حق و باطل کا مقابلہ

نواسۂ رسول جگر گوشۂ بتول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے خیمے میں تشریف لے
گئے عمامہ رسول کو سر پر رکھا، جبہ محمدی کو زیب تن کیا، حسن مجتبیٰ کا پٹکا کمر میں باندھا ذوالفقار
حیدری گلے میں حمائل فرمائی اور گھوڑے پر سوار ہوکر یزیدی لشکر کے قریب آئے اور فرمایا!
اے باطل پرستو! دین کے دشمنو! کیا تمہیں معلوم نہیں میں ابن رسول اللہ ہوں۔ میں جگر گوشہ
بتول ہوں، فاطمہ کا لخت جگر ہوں حضرت حسن کا بھائی ہوں، سید الشہدا حضرت حمزہ کیا
میرے والد کے چچا نہیں ہیں؟ کیا میرے نانا اللہ کے رسول نہیں ہیں؟ کیا میرے والد شیر خدا
فاتح خیبر نہیں ہیں؟ کیا میری ماں فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار نہیں ہیں؟ ظالمو سنو! جس کے
خون کے پیاسے ہو اس کی شان کیا ہے؟ میرے حسب نسب کو یاد کرو میں اس رسول کا نواسہ
ہوں جس کا تم کلمہ پڑھتے ہو میں اس باپ کا بیٹا ہوں جو تمہارا خلیفہ اور امام تھا۔ میں اس ماں کا
فرزند ہوں جس کو ماہ و مہر نے نہیں دیکھا۔ میرا خاندان خاندان نبوت ہے میرا گھرانہ نورانی
اور پاک گھرانہ ہے۔ آیت تطہیر ہماری شان میں نازل ہوئی امام الانبیاء کے کندھے پر سوار
ہونے والا حسین ہوں، محبوب خدا کی زلفوں سے کھیلنے والا حسین ہوں، نبی پاک کی زبان

مبارک کو چومنے والا حسین ہوں، نبی کی گود میں کھیلنے والا حسین ہوں، میرا قصور ہے تو بتاؤ میرا
جرم ہے تو ثابت کرو میرا کوئی گناہ ہے تو مجھے بتادو۔ میں آیا نہیں ہوں بلایا گیا ہوں، میں تمہارا
مہمان ہوں۔ اگر تم میرا قصور یہ سمجھتے ہو کہ فاسق و فاجر یزید سے میں بیعت نہیں کر رہا ہوں
اس بدبخت کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دے رہا ہوں تو کان کھول کر سن لو! میں اپنا سب کچھ قربان
کردوں گا، بھوک اور پیاس برداشت کرلوں گا جوان بیٹا علی اکبر کی قربانی دیدوں گا علی اصغر کو
مسکراتے ہوئے قربان کردوں گا خود بھی نیزے پر چڑھ جاؤں گا مگر یہ امید مت رکھنا یہ
خواہش مت رکھنا یہ کبھی نہیں سوچنا کہ بھوک اور پیاس، خوف وہراس اور اولاد کی قربانی کے ڈر
سے یزید سے بیعت کروں گا۔

آپ کی للکار سے یزیدی لشکر میں سناٹا چھا گیا آپ کے رعب سے کوئی زبان کھل نہ
سکی مگر ازلی ابدی بدبخت شمر نے آپ کی تقریر میں مداخلت کی تو حبیب بن مظاہر نے سخت
جواب دیتے ہوئے کہا اللہ نے تیرے دل پر بدبختی اور گمراہی کی مہر لگا دی ہے اس لئے تو
نواسۂ رسول کے مقام کو سمجھ نہیں پا رہا ہے۔ آیئے جانتے ہیں کہ شمر بدبخت کون ہے؟

بدبخت شمر

تاریخ طبری میں ہے کہ بدبخت شمر کا پورا نام شمر ذی الجوشن ہے اس کی بہن ام بنین
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں۔ ام بنینکے بطن سے چار صاحبزادے حضرت عباس،
حضرت عبداللہ، حضرت جعفر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم تھے یہ چاروں حضرت امام حسین
رضی اللہ عنہ کے سوتیلے بھائی تھے یہ چاروں بدبخت شمر کے سگے بھانجے تھے اس طرح شمر ان
چاروں کا ماموں تھا شمر نے ابن زیاد سے درخواست کی کہ میرے چاروں بھانجوں کو امان دی
جائے۔ ابن زیاد نے چاروں شہزادوں کو بلا کر کہا میں نے تم سب کو امن وامان اور سلامتی کا
سامان مہیا کر دیا ہے ان شہزادوں نے جواب دیا ہمیں امان دیتے ہو اور نواسہ رسول کے لئے

کوئی امان نہیں؟ ہمیں ایسے امان کی کوئی ضرورت نہیں اے ابن زیاد! ہمیں اللہ تعالیٰ کی امان
کی ضرورت ہے جو تیری امان سے بہتر ہے۔ شمر لعین امام عالی مقام کے سامنے آیا اور کہا کیا
بات ہے؟ کہا اے میری بہن کے فرزندو! تمھارے لئے امان ہے غیرت مند بھانجوں نے
جواب دیا تجھ پر اللہ کی لعنت ہو ہمیں امان دیتا ہے اور فرزند رسول کے لئے کوئی امان نہیں؟
ایسی امان کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں اور چاروں بہادر بھانجوں نے امام حسین کے نام پر
میدان کربلا میں جام شہادت نوش فرمایا۔

حضرت حُر کی شہادت

جب دونوں طرف سے جنگ کی تیاری مکمل ہوگئی دونوں طرف کے فوجوں کی نگاہیں
ایک دسرے کی طرف اُٹھ رہی تھیں کہ جنگ میں پہل کون کرتا ہے حضرت امام حسین رضی اللہ
عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد گرامی حضرت علی سے یہ بات سنی کہ جب تک مخالف جنگ
کی ابتدا نہ کرے اس کے ساتھ جنگ نہ کی جائے۔ ابن زیاد کے لشکر میں صف اوّل پر حُر کھڑا
تھا اس نے حالات کا مشاہدہ کیا صورت حال کو دیکھا تو گھوڑا دوڑاتا ہوا ابن سعد کے پاس
پہنچا اور کہا اللہ تیرا بھلا کرے کیا تو حسین ابن علی کے ساتھ لڑائی کرے گا ابن سعد نے جواب
دیا ہاں میں حسین کے ساتھ لڑائی کروں گا۔ حُر نے کہا کل قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو کیا جواب دو گے؟ ابن سعد نے کوئی جواب نہیں دیا تو حُر میدان کی طرف لوٹ آئے
اس کے اعضا پر لرزہ طاری تھا دل دھڑک رہا تھا اس کی آنکھوں سے تاریکی کے پردے اُٹھ
گئے حق کے جلوے نظر آنے لگے۔ حُر کی حالت دیکھ کر مہاجر بن اوس نے کہا اے حُر! واللہ آج
تمھاری حالت عجیب ہے میں نے کسی جنگ میں تمھاری حالت ایسی نہیں دیکھی حالانکہ تم اہل
کوفہ کے بہادروں میں مشہور ہو تم ایک بہترین جنگجو ہو پھر ایسی حالت کیوں ہے؟ حُر نے
جواب دیا خدا کی قسم میرے ایک طرف جنت ہے اور دوسری طرف دوزخ ہے میں اس کشمکش

میں مبتلا ہوں کہ کدھر جاؤں۔ پھر فرمایا خدا کی قسم اب تو جنت کی طرف ہی جاؤں گا خواہ میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں یا مجھے زندہ جلا دیا جائے یہ کہہ کر آپ نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور قدموں میں اپنا سر رکھ دیا امام حسین نے حُر کو اُٹھایا اور پوچھا حُر کیوں آئے ہو؟ عرض کی آقا اپنے مقتدی ہونے کا حق ادا کرنے آیا ہوں اپنے گناہوں کی معافی کے لئے آیا ہوں اپنے جرم سے توبہ کرنے آیا ہوں آپ کے دامن میں چھپنے آیا ہوں۔ اپنی عاقبت سنوارنے کے لئے آیا ہوں آپ کے نانا کو راضی کرنے کے لئے آیا ہوں اے میرے آقا! آپ کے قدموں میں اپنی جان دینے آیا ہوں۔ نواسۂ رسول جگر گوشۂ بتول امام حسین نے حُر کو گلے لگایا اور فرمایا خدا تیری توبہ قبول کرے اللہ تیری قربانی قبول کرے میرے نانا تم سے راضی ہوں۔ پھر حُر یزیدی لشکر کی طرف متوجہ ہوا اور للکارتے ہوئے کہا اے ابن سعد لعنت ہو تجھ پر تم نے دنیا کی دولت کے بدلے آخرت کو برباد کر دیا حکومت وعزت کی ہوس میں دوزخ کو پسند کر لیا یزید سے انعام پانے کی خاطر اپنی عاقبت خراب کر رہا ہے باطل کی حمایت کر کے دوزخ کی آگ حاصل کر رہا ہے، اہل بیت سے دشمنی کر کے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کر رہا ہے۔ ابھی بھی وقت ہے باطل کا ساتھ چھوڑ دے حق کا ساتھ دے خدا تمہیں معاف کر دے گا۔

حُر ابھی تقریر ہی کر رہے تھے کہ ابن سعد نے اپنی کمان اُٹھائی تیر چلے پر چڑھایا اور یہ کہتے ہوئے کہ لوگو تم لوگ گواہ رہنا کہ پہلا تیر امام حسین کی طرف میں نے چلایا ہے۔ ابن سعد کی بدبختی دیکھئے کہ اُس کے والد گرامی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں جنگ احد کے موقع پر سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ دین واسلام کی حفاظت کے لئے پہلا تیر لشکر کفار کی طرف پھینکا تھا انھیں کا بیٹا ابن سعد نواسۂ رسول کو قتل کرنے کے لئے، دین حق کی تباہی کے لئے پہلا تیر امام حسین کی طرف پھینکتا ہے یقیناً جنتی

باپ کا جہنمی بیٹا ہے۔ حضرت حُر ایک بہادر اور جاں نثار سپاہی تھے فن حرب میں مہارت رکھتے تھے ایک ماہر جنگجو تھے ان کی بہادری کوفہ میں مشہور تھی۔ حُر ہزار آدمی کے برابر سمجھا جاتا تھا امام حسین کی اجازت سے میدان جنگ میں اترے تو ابن سعد پر لرزہ طاری ہو گیا اس نے مشہور پہلوان صفوان سے کہا جاؤ حُر کو نرمی سے سمجھا کر میرے پاس لاؤ اگر مان جاتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کی گردن اڑا دو۔ صفوان حُر کے سامنے آیا اور کہا تم تو ایک بہادر سمجھدار آدمی ہو یزید سے منہ موڑنے کی غلطی نہ کرو۔ حُر نے صفوان کو للکارتے ہوئے کہا کس یزید پلید کی بات کر رہے ہو جو فاسق وفاجر ہے جو ظالم وسفاک ہے جو شرابی وزانی ہے ارے او نادان میں تو ان کے دامن میں پناہ لیا ہوا ہوں جن کے نانا شفیع محشر ہیں۔ جن کی امی جنتی خاتون کی سردار ہیں جن کے والد شیر خدا ہیں جن کو جبرئیل جھولا جھلاتے تھے، جنھیں حضور نے اپنی خوشبو کہا ہے جو جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ صفوان نے کہا میں سب جانتا ہوں لیکن مال ودولت یزید کے پاس ہے حُر نے کہا تو حق کو چھپاتا ہے اپنی آخرت کو برباد کرتا ہے اتنا سننے کے بعد صفوان نے غصے میں آ کر حر کے سینے میں نیزہ مارا حر نے اس کے وار کو اپنے نیزے سے روکا اور اس کے نیزے کو ٹکڑا ٹکڑا کر دیا پھر اپنے نیزے کی نوک سے صفوان کے سینے پر وار کیا نیزہ صفوان کی پشت سے پار ہو گیا وہ گھوڑے سے گر پڑا اور واصل جہنم ہوا۔ صفوان کے تین بھائی تھے صفوان کے قتل پر تینوں غضبناک ہو گئے اور حُر پر حملہ کر دیا آپ نے نعرہ لگایا اور ایک کو اُٹھا کر زمین پر پٹخ دیا اس کی گردن ٹوٹ گئی دوسرے کے سر پر تلوار ماری جو سینہ تک اتر گئی تیسرا بھاگ کھڑا ہوا حضرت حُر نے اس کا پیچھا کیا اور پشت پر نیزہ مارا جو سینے سے پار ہو گیا پھر یزیدی لشکروں نے یکبارگی آپ پر حملہ کر دیا آپ کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں آپ پیدل لڑنے لگے بالآخر آپ کا نیزہ ٹوٹ گیا دشمنوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا جسم تیروں سے چھلنی ہو گیا اور زمین پر گر گئے امام حسین نے آپ کو اُٹھایا اپنے دامن سے رخساروں کو صاف کیا شفقت سے

سر پر ہاتھ پھیرنے لگے حضرت حُر نے کہا اے ابن رسول اللہ! میں اپنی قسمت پر ناز کرتا ہوں کہ میں نے اپنی جان آپ پر نثار کردی آپ کی آنکھیں بند ہوگئیں روح پرواز کرگئی۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**

کربلا میں امام کی کرامت

امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے خیموں کی حفاظت کے لئے چوطرفہ خندق کھود کرآگ جلا رکھی تھی تاکہ دشمنوں کے حملہ سے محفوظ رہ سکیں یزیدی لشکروں میں سے ایک سپاہی جس کا نام مالک بن عروہ تھا جب اس بدبخت نے دیکھا کہ خیمہ کی چاروں طرف آگ جل رہی ہے تو اس بدذات نے امام حسین سے مخاطب ہوکر کہا امام حسین تم نے وہاں کی آگ سے پہلے یہاں آگ لگا رکھی ہے نواسۂ رسول جگر گوشۂ بتول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا **کَذَبْتَ یَا عَدُوَّ اللّٰہِ** اے خدا کا دشمن تو جھوٹا ہے، اے دین کے غدار تو کاذب ہے، اے اہل بیت کے دشمن تو جھوٹا ہے، تجھے گمان ہے کہ میں دوزخ میں جاؤں گا۔ حضرت مسلم بن عوسجہ نے جب یہ جملہ سنا بڑی تکلیف ہوئی جب یہ جملہ سنا بڑا ناگوار گزرا جب یہ جملہ سنا دل کو ٹھیس پہنچی آپ نے حضرت امام حسین سے اجازت مانگی کہ اس بدبخت کے منہ پر تیر مارنا چاہتا ہوں آپ نے انھیں اجازت نہیں دی مگر رب قدیر کی بارگاہ میں اپنے دست اقدس کو اُٹھایا اور دُعا کی اے رب العالمین دوزخ کی آگ سے پہلے اس گستاخ کو دنیا کی آگ کے عذاب میں مبتلا فرما۔ اے رب العالمین اس گستاخ کو دوزخ میں ڈالنے سے پہلے دنیا کی آگ میں جلادے رب قدیر کی بارگاہ میں دعا قبول ہوئی اس گستاخ کے گھوڑے کا پاؤں ایک سوراخ میں گیا وہ گھوڑے سے گرا اس کا پاؤں رکاب میں اُلجھا گھوڑا اس کو لے کر بھاگا اور خندق کی آگ میں گرگیا۔ یہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی دعا کا نتیجہ تھا کہ وہ گستاخ دوزخ کی آگ میں جلنے سے پہلے دنیا کی آگ میں جل کر خاکستر ہوگیا۔

شجاعت وشہادت

جنگ اپنے شباب پر تھی امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھی شجاعت اور بہادری کا جوہر دکھا رہے تھے کوئی جام شہادت نوش فرما رہا تھا کوئی اپنے سینے پر نیزے کے وار کھا رہا تھا کوئی تیر سے زخمی ہورہا ہے کئی ساتھی اور جاں نثار شہید ہوگئے۔ بدبخت شمر ایک بڑی جماعت لے کر امام عالی مقام کے میسرہ پر حملہ آور ہوا اور اس حملہ کے ساتھ ہی یزیدی لشکر چاروں طرف سے آپ کے ساتھیوں پر ٹوٹ پڑے بڑی زبردست جنگ ہوئی امام عالی مقام کے ساتھ ۳۲؍سوار تھے لیکن جدھر رُخ کرتے کوفیوں کے صفوں کو درہم برہم کردیتے تھے۔ یزیدی لشکروں میں بھگدڑ مچ گئی لشکر باطل کا دل کانپنے لگا ان پر ہیبت اور دہشت طاری ہوگئی۔ جب ظہر کا اول وقت ہوا امام عالی مقام نے فرمایا کہ اے کوفیو! ہمیں نماز پڑھنے کی مہلت دو اس پر بدبخت ابن نمیر نے کہا کہ تمھاری نماز قبول نہ ہوگی۔ اس پر عاشق اہل بیت حضرت حبیب بن مظاہر نے کہا او بدبخت! تو سمجھتا ہے فرزند رسول کی نماز قبول نہ ہوگی اور تیری نماز قبول ہوگی یہ سن کر ابن نمیر آگ بگولہ ہوگیا اور حضرت حبیب پر حملہ کردیا انھوں نے اپنے آپ کو بچایا اور جھپٹ کر اس کے گھوڑے کے منہ پر ایسا وار کیا کہ آگے کے دونوں پاؤں اُٹھا کر کھڑا ہوگیا بدبخت ابن نمیر گھوڑے کی پیٹھ سے زمین پر گرگیا لیکن کوفیوں نے دوڑ کر اسے بچالیا پھر کوفیوں نے حضرت حبیب کو گھیر لیا آپ بہادری کے ساتھ ڈٹے رہے اور لڑتے رہے تن تنہا ایک بڑی جماعت کا مقابلہ کب تک کرتے جب تھک گئے تو ایک کوفی نے آپ پر وار کیا آپ نیچے گر گئے ابھی آپ اُٹھ ہی رہے تھے کہ ایک یزیدی لشکر گھوڑے سے اتر کر آپ کا سر کاٹ لیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ابن مسلم کی شہادت

حضرت عبداللہ یہ حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ امام مسلم نے

اپنی اور اپنے دو چھوٹے چھوٹے مظلوم بیٹے محمد اور ابراہیم کی قربانی امام حسین کے نام کوفہ کی سرزمین پر پہلے ہی پیش کر دی تھی اسی جاں نثار اور بہادر باپ کے بیٹے حضرت عبداللہ ہیں۔ میدان کربلا میں اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے جان کی قربانی دینے کے لئے بارگاہ امام عالی مقام میں حاضر ہوئے اور میدان کارزار میں جانے کی اجازت طلب کی امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹا! میں تمہیں کیسے اجازت دوں ابھی تمہارے باپ کی جدائی کا غم دل سے مٹا نہیں ہے ابھی تمہارے بھائی محمد اور ابراہیم کو بھول نہیں پایا ہوں حضرت عبداللہ نے عرض کیا چچا جان! میں اپنے باپ کے پاس جانے کے لئے بے قرار ہوں میں اپنے دونوں بھائیوں سے ملنا چاہتا ہوں میں اپنی جان آپ کے نام پر نثار کرنا چاہتا ہوں میں اپنی جان کی قربانی دے کر اسلام کی حفاظت کرنا چاہتا ہوں میں شہادت کا جام پی کر اپنے نانا کو راضی کرنا چاہتا ہوں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ان کا شوق شہادت دیکھ کر میدان کارزار میں جانے کی اجازت دیدی یہ ہاشمی نوجوان یہ حضرت مسلم کا شہزادہ خاندان نبوت کا چشم و چراغ اپنی آن بان کے ساتھ لشکر یزید کے سامنے آکر کھڑا ہوا اور للکار کر کہا تمہارے سامنے وہی مسلم کا بیٹا کھڑا ہے جس کو تم لوگوں نے بلا کر شہید کر دیا میں اسی دو ننھے مظلوم محمد اور ابراہیم کا بھائی ہوں جس کو تم لوگوں نے بے دردی سے قتل کر دیا کوفی لشکر کا بہت بڑا بہادر سمجھا جانے والا سپاہی قدامہ بن اسد آپ کے مقابلہ میں آیا دونوں کا مقابلہ ہوا۔ فاتح خیبر کا یہ شیر حضرت عبداللہ نے ایک ایسا زبردست وار کیا کہ سرتن سے جدا ہو کر گر گیا پھر کسی کی ہمت نہیں ہوئی کہ اکیلے آپ کے مقابلے کے لئے آئے آپ شبیر و شبر کی طرح دشمنوں پر حملہ آور ہوئے یزیدی لشکروں نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا آپ کی تلوار نے کسی کی گردن اُڑائی کسی کو زخمی کیا کسی کو جہنم رسید کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسلم زخموں سے چور ہو گئے آخر کار نوفل بن مزاحم حمیری نے نیزہ مار کر آپ کو شہید کر دیا۔ **اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.**

فرزندان علی کی شہادت

میدان کربلا میں حق و باطل کے درمیان جنگ کا بازار گرم تھا امام حسین کے جاں نثار اپنی جان دے کر اسلام کا تحفظ فرما رہے تھے ہر ایک کی خواہش تھی کہ میں پہلے جام شہادت نوش کروں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چار فرزند یعنی حضرت امام عالی مقام کے چار سوتیلے بھائی بھی امام کے شانہ بہ شانہ تھے یہ چاروں فرزند حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زوجہ ام بنین کے بیٹے تھے جو بدبخت شمر لعین کے سگے بھانجے تھے ایک کا نام حضرت عباس تھا حضرت امام عالی مقام کی علم برداری کا کام انجام دے رہے تھے اور قیامت تک کے لئے عباس علم بردار کے نام سے مشہور ہو گئے دوسرے کا نام عثمان بن علی تیسرے کا نام عبداللہ بن علی اور چوتھے کا نام جعفر بن علی تھا یہ چاروں کے لئے بدبخت شمر نے ابن زیاد سے امان کا پروانہ لے رکھا تھا لیکن یہ چاروں محبّ اہل بیت جاں نثارانِ امام حسین نے بدبخت شمر کے امان نامہ کو ٹھکرا دیا اور کہا کہ ہمیں اللہ کے امان کی ضرورت ہے ابن زیاد کی نہیں ہمیں امام حسین کے نام پر قربانی دے کر رب کی امان حاصل کرنا ہے ہمیں جام شہادت نوش کر کے اپنے رب کی رضا حاصل کرنی ہے ہمیں اپنی گردن پر تلوار چلوا کر دین کا تحفظ کرنا ہے ہمیں اپنی جان دے کر قرآن کی عظمت کو بچانا ہے ہمیں اپنی جان دے کر اہل بیت کی غلامی کا ثبوت دینا ہے تینوں بھائی حضرت عثمان، حضرت عبداللہ، حضرت جعفر امام عالی مقام رضی اللہ عنہ سے اجازت لے کر میدان کارزار میں شیر کی طرح کود پڑے جدھر کا رُخ کرتے لشکر پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوتا جب تلواریں بلند ہوتیں دشمن کو پسینہ آجاتا۔ جب نیزے کا وار کرتے دشمن کے سینے سے پار ہو جاتا یزیدی لشکروں میں گھبراہٹ پھیل گئی قوت حیدری کے جوہر دکھاتے ہوئے دشمنوں کے دانت کھٹے کر دیئے۔ یزیدی فوج کے سالار نے کہا یکبارگی حملہ کرو ورنہ کسی کی خیرت نہیں یہ شیر خدا کے شیر ہیں یہ حضرت علی کے فرزند ہیں۔ فاتح خیبر کا خون ان کی رگوں میں دوڑ رہا ہے چاروں طر

ف سے دشمنوں نے گھیر لیا نیزوں اور تیروں کی بارش کردی آخر کار تینوں بھائیوں نے امام
حسین کے نام پر اپنی جانیں قربان کر دیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

عون ومحمد کی قربانی

تاریخ شاہد ہے، کتابیں گواہ ہیں کہ اہل بیت کے نوجوانون جہاں اپنی جان کی قربانی
پیش کرنے کے لئے پیش پیش رہے اس خاندان کے چھوٹے بچے بھی پیچھے نہ رہے حضرت
عون ومحمد یہ کون ہیں؟ یہ دونوں بھائی امام حسین کے حقیقی بھانجے ہیں حضرت زینب رضی اللہ
عنہا کے لخت جگر ہیں خاتون جنت فاطمہ زہرا کے نواسے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے
نواسے ہیں ایک کی عمر ۱۳؍سال دوسرے کی عمر ۱۵؍سال ہے دونوں بھائی اپنے ماموں جان
کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں ماموں ہم ایک التجا لے کر آپ کی بارگاہ
میں آئے ہیں۔ امام عالی مقام نے کہا میرے عزیز بھانجو! میرے کلیجے کی ٹھنڈک بتاؤ کیا کہنا
چاہتے ہو دونوں بھائیوں نے عرض کیا ماموں جان! ہمیں میدان کارزار میں جانے کی
اجازت دیجئے اہل بیت کے دشمنوں کے سر قلم کرنے کی اجازت دیجئے یزیدی لشکروں کو جہنم
رسید کرنے کی اجازت دیجیے امام حسین نے کہا میرے بچو! ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے؟ ابھی تو
تمہارے کھیلنے کودنے کے دن ہیں میں تمہیں اجازت نہیں دے سکتا میں اپنی بہن زینب کو
رنجیدہ نہیں کرسکتا ان کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا دونوں بھائی مایوس ہوکر اپنی والدہ
محترمہ حضرت زینب کے پاس چلے گئے اور کہا امی جان آپ ماموں جان کو سمجھائیے وہ ہمیں
میدان کارزار میں جانے کی اجازت نہیں دے رہے ہیں امی جان آپ ماموں جان سے
ہماری سفارش کیجیے ماموں جان اپنی بہن کی درخواست رد نہیں کریں گے۔ حضرت سیدہ
زینب اپنے بھائی کی بارگاہ میں آتی ہیں اور عرض کرتی ہیں اے حسین! آج اس مشکل گھڑی
میں تمہیں دینے کے لئے میرے پاس کچھ نہیں ہے تمھاری مدد کرنے کے لئے میرے پاس

کچھ نہیں ہے آج تیرے نام پر صدقہ کرنے کے لئے میرے پاس کچھ نہیں ہے دیکھو تیرے
نام پر صدقہ دینے کے لئے میرے دونوں بچے عون ومحمد حاضر ہیں یہ دونوں تیرے نام پر
قربان ہونا چاہتے ہیں یہ دونوں اسلام کی خاطر قربان ہونے کے لئے بیقرار ہیں اے میرے
بھائی حسین! میرے دونوں بچوں کو تم اپنے اوپر قربان ہونے کی اجازت دے دو۔ نواسۂ
رسول جگر گوشۂ بتول شہزادہ کونین امام حسین کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور فرمایا اے میری
پیاری بہن زینب! کس منہ سے تیرے بچوں کو اجازت دوں میں اپنی خاطر اپنی بہن کو بے
اولاد نہیں کرسکتا۔ زینب نے روتے ہوئے کہا اے حسین! وہ بہن کتنی خوش نصیب ہے جو اپنی
اولاد بھائی پر نثار کرے۔ افسوس میرے دو ہی بیٹے ہیں اگر ہزار بیٹے بھی ہوتے تو آج نانا
جان کی شریعت کی لاج رکھنے کی خاطر انہیں قربان کرنے پر فخر محسوس کرتی۔ اے حسین بہن
کے سوال کو رد نہ کرو دیکھو دونوں بچے شوق شہادت میں بے تاب و بے قرار ہیں۔ اے حسین
میرے بھائی! اگر تم نے اجازت نہ دی تو قیامت کے دن نانا مصطفیٰ جان رحمت کو کیا جواب
دوں گی، باپ حضرت علی کو کون سا منہ دکھاؤں گی ماں فاطمہ کے پاس کس طرح جاؤں گی
جب ماں فاطمہ پوچھیں گی اے بیٹی زینب اپنے بچوں کو میرے لخت جگر حسین پر کیوں قربان
نہ کیا؟ میں کیا جواب دوں گی۔ میرے بھائی میرے بچے اگر چہ ۱۴؍۱۵؍سال کے ہیں مگر علی
کی شجاعت پر حرف نہ آنے دیں گے میری کمائی آج اگر نیک کام کے لئے لگتی ہے تو لگنے دو۔
دونوں بچوں نے التجا کی ماموں جان آپ ہماری کمسنی پر نہ جائیں ہماری رگوں میں بھی شیر
خدا کا خون ہے ہم اپنے تیروں اور تلواروں سے دشمنوں کی صفیں الٹ دیں گے جدھر رُخ
کریں گے دشمن پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوجائے گا ہم یزیدی لشکر کو بتادیں گے کہ۔

علی کا گھر بھی کیا گھر ہے کہ جس گھر کا ہر بچہ
جسے دیکھو وہی شیر خدا معلوم ہوتا ہے

امام عالی مقام نے دونوں بچوں کو اجازت دے دی ماں سیدہ زینب بچوں کو میدان کارزار میں بھیجنے کے لئے تیار کراتی ہے ہاتھوں میں کمان دیا گلے میں تلوار لٹکائی پیٹھ پر ڈھال رکھا دنیا کی نگاہوں نے ایسی ماں نہ دیکھا ہوگا جو اللہ کی رضا کے لئے اسلام کی خاطر اپنے بچوں کو شہادت کے لئے بھیج رہی ہے ایسی ماں کے حوصلہ کو سلام ایسی ماں کے جذبات کو سلام ایسی ماں کی ہمت کو سلام ایسی ماں جس پر قیامت تک مائیں ناز کریں گی۔ ماں نے بچوں کو نصیحت کی کہ بیٹو! یادرکھو ابن سعد پوچھے تم کون ہو، بدبخت شمر پوچھے تم کون ہو؟ تو یہ نہ کہنا کہ ہم زینب کے بیٹے ہیں یہ کہنا ہم امام حسین کے غلام ہیں میرا نام زبان پر نہ لانا علی کی شجاعت کو دھبہ نہ لگنے دینا فاطمہ کی چادر کو داغدار نہ کرنا، نانا مصطفیٰ جان رحمت کی آن کو رسوا نہ ہونے دینا بیٹے! تمہاری اطاعت گزاری پر زمانہ فخر کرے گا تمہاری جاں نثاری پر دنیا ناز کرے گی۔ پھر یہ کہتے ہوئے الوداع کہا کہ جاؤ میرے بھائی حسین کے نام پر قربان ہو جاؤ۔ حضرت ہاجرہ نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو اپنے شوہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ روانہ کیا تھا مگر وہ انجام سے بے خبر تھیں۔ لیکن اے علی کی بیٹی زینب تیرے حوصلے کو سلام، تیرے صبر پر قربان، تیرے عزم پر قربان، تیرے مضبوط دل پر قربان، تیری عظمت پر قربان، اے زینب تیری قربانی پر قربان کہ بچوں کی موت سامنے نظر آرہی ہے۔ ۲۲؍ہزار تلواریں چمک رہی ہیں ۲۲؍ہزار لشکر جرار صف آرا ہیں، بیٹوں کے انجام سے واقف ہیں کہ بچے اب زندہ واپس نہیں آئیں گے اس کے باوجود صبر کا دامن نہیں چھوڑا۔ اس کے باوجود حوصلہ نہیں ہارا اس کے باوجود پائے استقلال میں جنبش نہ آئی۔ ماں سے اجازت لے کر دونوں بھائی میدان کربلا میں صف آرا ہوگئے۔ ابن سعد نے دیکھتے ہی پکارا تم زینب کے بیٹے ہو حسین کے بھانجے ہو مگر بھولی صورت پر ہم کو رحم آ گیا ہے میری طرف آؤ پانی کے مشکیزے بھی مل سکتے ہیں اور دنیا کی نعمت بھی مل سکتی ہے۔ دونوں بچوں نے للکارتے ہوئے جواب دیا اے

ملعون ابن سعد! ہم امام حسین کے غلام ہیں۔ اے بدبخت! جب تجھے نواسۂ رسول جگر گوشۂ بتول پر رحم نہیں آیا تو ہم پر کیا رحم آئے گا ہم تیرے پانی کے محتاج نہیں ہمارے نانا جان تو حوض کوثر کے مالک ہیں ہماری ماں نے ہمیں زندہ واپس جانے کے لئے نہیں بھیجا ہے ہم تو اللہ کی راہ میں قربان ہونے کے لئے آئے ہیں۔ ہم نے تو سروں پر کفن باندھ لیا ہے۔ دونوں بھائیوں کے نعروں سے زمین کربلا ہل گئی عون نے دائیں جانب اور محمد نے بائیں جانب حملہ کیا، یزیدی لشکروں میں ہیبت طاری ہوگئی دونوں بچوں نے میدان جنگ کا نقشہ بدل دیا جدھر رُخ کرتے دشمنوں کی لاشوں کی ڈھیر لگا دیتے کسی کا سر کٹ رہا ہے کسی کا بازو کٹ رہا ہے کوئی بھاگ رہا ہے ابن سعد نے جب یہ دیکھا اپنے ساتھیوں کو پکارا کہ اگرچہ یہ بچے ہیں لیکن ان کی رگوں میں شیر خدا کا خون ہے سب مل کر حملہ کردو یہ کیا بزدلی ہے تین دن کے بھوکے اور پیاسے کو ابھی تک ختم نہیں کرسکے دشمنوں نے تیر سے حملہ کرنا شروع کردیا دونوں بھائی زخمی ہوگئے دشمنوں نے قریب آکر تلوار سے وار کیا دونوں بھائیوں نے تڑپ کر ماں کا وعدہ پورا کیا اور جام شہادت نوش فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

حضرت قاسم کی شہادت

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ جو حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے لخت جگر ہیں امام حسین کے بھتیجے ہیں ہاشمی خاندان کے چشم و چراغ ہیں جن کی عمر ۱۹؍سال ہے امام حسین کے ہونے والے داماد ہیں امام عالی مقام کی صاحبزادی حضرت سکینہ سے ان کا رشتۂ ازدواج طے ہو چکا ہے۔ ۱۹؍سال کا جوان اپنے چچا امام حسین کی بارگاہ میں حاضری دیتا ہے اور عرض کرتا ہے چچا جان! اب مجھے اجازت دے دیجیے کہ اپنی جان راہ خدا میں قربان کردوں چچا جان! اب مجھے اجازت دیجیے کہ شہداء کربلائے میں اپنا نام درج کرادوں۔ چچا جان مجھے اجازت دیجیے کہ اپنی جان آپ پر نثار کرسکوں، چچا جان مجھے اجازت دیجیے کہ یزیدی لشکر کو

واصل جہنم کرسکوں۔امام حسین نے فرمایا اے بیٹا! تم میرے بھائی حسن مجتبیٰ کی یادگار ہو، تم میرے بھائی کی نشانی ہو، تمہیں دیکھتا ہوں تو بھائی کی یاد آتی ہے تمہاری صورت میں بھائی کی صورت نظر آتی ہے میں کس طرح تمہیں تیروں سے چھلنی ہونے دوں، میں تمہیں کس طرح تلواروں سے کٹنے کی اجازت دوں، جب امام عالی مقام نے انکار کر دیا تو حضرت قاسم نے التجا کی چچا جان! مجھے اپنے اوپر قربان ہونے کی سعادت سے محروم نہ کیجیے، نانا جان کے دین کی حفاظت کے لئے جان دینے سے مت روکئے اسلام کی آن پر مر مٹنے سے مت روکیے، مجھے اجازت دیجیے امام حسین نے اشکبار آنکھوں سے اپنے پیارے بھتیجے بھائی کی نشانی حضرت قاسم کو میدان کربلا میں جانے کی اجازت دے دی۔حضرت قاسم نے آخری بار چچا جان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور نعرہ لگاتے ہوئے میدان میں جا پہنچے یزیدی لشکروں کو مخاطب کر کے کہا کہ تمہیں بتادوں کہ میں کون ہوں؟

امام حسین کا بیٹا ہوں پوتا مرتضیٰ کا ہوں
ہے دادی فاطمہ میری نواسہ مصطفیٰ کا ہوں

میں آیا ہوں تمہارے سامنے ایمان پر مرنے
نبی کی شان پر مرنے علی کی آن پر مرنے

یزیدی لشکر کا سپاہی بیان کرتا ہے جب حضرت قاسم میدان جنگ میں آئے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ چاند نمودار ہو گیا ہے چہرے سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں جسم پر زرہ بھی نہ تھی صرف ایک پیراہن زیب تن کئے ہوئے تھے شوق شہادت کے جوش میں میدان کربلا میں آ گئے اور یزیدی لشکر سے فرمایا اے دین کے دشمنو! میں امام حسین کا بیٹا ہوں میں حضرت علی کا پوتا ہوں جسے میرے مقابلے میں آنا ہو آ جاؤ آپ نے تین بار للکارا مگر کسی میں ہمت و

جرأت نہ ہوئی کہ مقابلے کے لئے آئے جب کوئی سامنے نہ آیا تو خود ہی حملہ کے لئے آگے بڑھے ایسی شان حیدری دکھائی کہ بڑے بڑے نامور سپاہی کانپ اُٹھے۔دشمنوں میں کھلبلی مچ گئی جدھر کا رُخ کرتے کوفیوں کو جہنم رسید کرتے آپ کی تلوار کے سامنے آنے کی کسی کو ہمت نہ ہوئی ہاشمی جوان نے لاشوں کا ڈھیر لگا دیا دشمنوں کے حوصلے پست کر دیئے ابن سعد نے انداز جنگ دیکھا تو گھبرا کر چلایا اے شام و عراق کے بہادرو! آج تمہاری جرأت اور بہادری کہاں غارت ہوگئی تمہاری تلواریں بے کار کیوں ہوگئی ہیں۔تمہارے بازو کیوں سست پڑ گئے ہیں تمہارے حوصلے کیوں ٹوٹ گئے ہیں۔ابن سعد نے ملک شام کے نامی گرامی پہلوان ارزق سے کہا تم اس کے مقابلہ کے لئے جاؤ۔اس نے کہا میں ہرگز نہ جاؤں گا ایک بچے سے مقابلہ کرنا میری توہین ہے ابن سعد نے کہا اسے بچہ نہ جانو یہ حسن کا بیٹا ہے فاتح خیبر کا پوتا ہے اس کا مقابلہ آسان نہیں ارزق نے کہا کچھ بھی ہو جائے میں اپنی توہین کرانے نہیں جا سکتا اس میدان میں میرے چار بیٹے ہیں ایک کو بھیجتا ہوں ابھی جا کر ابن حسن کا سر کاٹ لائے گا۔ارزق کا بڑا بیٹا چمکتی ہوئی تلوار لے کر بادل کی طرح گرجتا ہوا آیا اور حضرت قاسم پر وار کیا آپ نے اس وار سے بچ کر ایسی تلوار ماری کہ ایک ہی تلوار میں ڈھیر ہو گیا ارزق کا دوسرا بیٹا اپنے بھائی کو خاک و خون میں تڑپتا دیکھ کر غصہ میں بھرا ہوا سامنے آیا حضرت قاسم نے نشانہ لگا کر نیزہ سے ایسا وار کیا کہ جہنم رسید ہو گیا۔ارزق کا تیسرا بیٹا غیض و غضب میں جل کر بھائیوں کا بدلہ لینے کے لئے حضرت قاسم کے سامنے آیا اور گالیاں بکنے لگا حضرت قاسم نے فرمایا ہم گالیوں کا جواب گالیوں سے نہیں دیتے ہم اہل بیت ہیں گالی بکنا ہماری شان کے خلاف ہے البتہ ہم ابھی تجھے تیرے بھائیوں کے پاس جہنم بھیج دیتے ہیں یہ کہتے ہوئے آپ نے شیر کی طرح حملہ کر دیا وہ حملہ کا دفاع نہ کر سکا اور اپنے بھائیوں کے پاس جہنم پہنچ گیا ارزق کا چوتھا بیٹا گرجتا اور لرزتا ہوا حضرت قاسم پر حملہ آور ہوا آپ نے بڑی ہوشیاری سے وار کو

بیکار کر دیا اور گردن پر تلوار کی ایسی کاری ضرب لگائی کہ سر جسم سے الگ ہو گیا۔

جب ارزق نے دیکھا کہ شیر خدا کے پوتے نے اس کے چاروں بیٹوں کو جہنم رسید کر دیا تو وہ غصہ سے کانپنے لگا جن سے مقابلہ کرنا اپنی توہین سمجھتا تھا اب مقابلہ کے لئے بیقرار ہو گیا فیل مست کی طرح چنگھاڑتا ہوا شیر کی طرح دھاڑتا ہوا میدان میں آیا اور کہا کہ اے لڑکے اب سنبھل جاؤ موت تمہارے سر پر آ گئی ہے آپ نے فرمایا ارزق ہوش کے ناخن لو! تمھیں پتہ نہیں میں فاتح خیبر کا پوتا ہوں میری رگوں میں شیر خدا کا خون ہے میرے نزدیک تمھاری حیثیت مکھی اور مچھر سے زیادہ نہیں ہے۔ یہ طعنہ سن کر ارزق آگ بگولہ ہو گیا اور نیزہ سے حضرت قاسم پر حملہ کر دیا آپ نے وار خالی کر دیا دونوں طرف تلوار بازی ہونے لگی ایک دوسرے پر وار کر رہے تھے ایک طرف شام کا نامی گرامی پہلوان تھا دوسری طرف ایک ۱۹؍سالہ نوجوان تلوار بازی کے دروان ارزق نے دیکھا کہ اس کے بیٹے کی تلوار حضرت قاسم کے پاس ہے اس نے کہا یہ تلوار تمہیں کہاں سے ملی؟ حضرت قاسم نے مسکرا کر جواب دیا تیرے بیٹے نے مجھے تحفہ دیا ہے تاکہ اس تلوار سے تجھے تیرے بیٹوں کے پاس جہنم میں بھیج دوں یہ سن کر ارزق بپھر گیا تلوار سے حضرت قاسم پر وار کرنا ہی چاہتا تھا کہ حضرت قاسم نے کہا تو نہایت اناڑی ہے گھوڑے کی زین کسنے کا بھی سلیقہ نہیں معلوم ارزق جھک کر اپنی زین دیکھنے لگا حضرت قاسم نے اسی وقت تلوار کا ایسا بھرپور وار کیا کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین بوس ہو گیا۔ حضرت قاسم پیاس سے بیتاب ہو گئے چشمے کی طرف واپس آئے اور چچا کی خدمت میں عرض کیا چچا جان پانی پانی۔ امام عالی مقام نے فرمایا بیٹا تھوڑی دیر صبر کرو عنقریب تم نانا جان کے ہاتھوں سے جام کوثر پیو گے یہ سن کر حضرت قاسم میدان کارزار میں لوٹ آئے ابن سعد نے چلا کر کہا اب کوئی اس ہاشمی نوجوان سے تنہا مقابلے کے لئے نہیں جائے گا چاروں طرف سے گھیر لو یہ حکم سنتے ہی یزیدی لشکروں نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تیروں اور

نیزوں کی بارش کر دی آپ کے جسم مبارک پر ۲۷؍زخم لگے آخر میں شیث بن سعد نے آپ کے سینہ پر ایسا نیزہ مارا کہ آپ گھوڑے سے گر پڑے اور پکارا چچا جان میری خبر گیری کیجیے۔ امام حسین بھتیجے کی دردناک آواز پر دوڑتے ہوئے آئے دیکھا جسم نازنین زخموں سے چور ہے سر کو گود میں لیا چہرۂ انور سے گرد و غبار صاف کرنے لگے اتنے میں حضرت قاسم نے آنکھیں کھول دیں اپنا سر امام حسین کی گود میں پا کر مسکرائے اور کہا چچا جان میری جاں نثاری کو قبول کر لیجیے پھر آپ کی روح پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

حضرت عباس علمبردار کی شہادت

جاں نثاران امام حسین ایک ایک کر کے شہید ہوتے گئے اپنی جان راہ خدا میں قربان کرتے گئے خیمہ میں پانی ختم ہو چکا تھا بچے بڑے سبھی پیاس سے تڑپ رہے تھے امام اصغر پیاس سے بلک رہے تھے گلا خشک ہو چکا تھا پیاس سے زبان باہر آ رہی تھی جب عباس علم بردار نے دیکھا اور برداشت نہ کر سکے امام عالی مقام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا بھائی جان اب مجھے اجازت دیجیے میں پانی لینے کے لئے فرات جاتا ہوں امام حسین نے کہا اے میرے بھائی تم میرے علم بردار ہو تم اسلام کے علمبردار ہو تم چلے گئے تو میرا علم کون اٹھائے گا اسلام کا جھنڈا کون اُٹھائے گا دین کا پرچم کون بلند کرے گا تمہارے بعد میرا علم کون اُٹھائے گا امام حسین نے کہا اے بھائی عباس جس فرات کے پاس تم جانا چاہتے ہو وہاں موت کے سوا کچھ نہیں۔ حضرت عباس نے امام حسین کی قدم بوسی کی اور کہا اے امام میں جانتا ہوں اس میدان میں ہمارے لئے موت کے سوا کچھ نہیں ہے مگر وہ موت جو اللہ کی راہ میں آئے وہ موت نہیں زندگی ہے وہ فنا نہیں بقا ہے۔ وہ مرنا نہیں جینا ہے اے بھائی حسین ایسی موت پر ہزاروں زندگیاں قربان آپ فکر نہ کریں جب تک عباس کے جسم میں جان ہے حق و صداقت کے اس علم کو گرنے نہیں دے گا دین اسلام کے اس پرچم کو جھکنے نہیں دے گا عزت و وقار کے

اس جھنڈے کو سرنگوں نہیں ہونے دے گا اے میرے بھائی حسین! میرے مرنے کے بعد اسلام کا یہ علم قیامت تک بلند رہے گا۔ یہ سن کر امام حسین کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور جانے کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا پہلے دشمنوں سے پانی طلب کرنا شاید کسی اولاد والے کے دل میں رحم آجائے اور بچوں کی جانیں بچ جائیں اجازت ملتے ہی حضرت عباس علمبردار تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوئے پیٹھ پر ڈھال رکھی ہاتھ میں ننگی تلوار لیا کاندھے پر مشکیزہ لٹکایا ہاشمی خاندان کے اس بہادر جوان کے گھوڑے کی ٹاپوں سے کربلا کی زمین ہل گئی تلوار بجلی کی مانند چمک رہی تھی نیزے کی جنبش سے دشمنوں کے دل کانپ رہے تھے شمشیر حیدری کی آب و تاب سے لشکر یزید کے سینے دھڑک رہے تھے یہ ہاشمی شہزادہ یزیدی لشکر کے سامنے کھڑا ہوا اور فرمایا اے باطل پرستو! تم جس نبی کا کلمہ پڑھتے ہو اسی نبی کی اولاد سے برسرپیکار ہو تم جس رسول کی شفاعت کے امیدوار ہو اسی رسول کے نواسوں کے خون کے پیاسے ہو جس نبی کے مقدس ہاتھوں سے تم حوض کوثر کے پانی پینے کی تمنا رکھتے ہو اسی نبی کے گھرانے پر پانی بند کرکے ان کے بچوں کو تڑپا رہے ہو جس آل نبی پر تم نماز میں درود پڑھ کر اپنی نماز قبول کرواتے ہو اسی آل محمد کو وضو کے لئے پانی نہیں دیتے۔

میں تم سے ڈر کر نہیں، اپنی جان بچانے کے لئے نہیں تم سے اس لئے درخواست کرتا ہوں کہ تمھارا ایمان بچ جائے میں تم سے اس لئے التجا کرتا ہوں کہ جہنم کے عذاب سے بچ جاؤ۔ ہمارے بچوں پر رحم کروان کے لئے تھوڑا سا پانی دیدو میں وعدہ کرتا ہوں قیامت کے دن اپنے نانا سے تم کو آب کوثر پلاؤں گا ایک بدبخت یزیدی لشکر آگے بڑھا اور کہا اے عباس! ہمیں کچھ منظور نہیں اگر پانی چاہتے ہو تو یزید کی بیعت کرلو جتنا پانی چاہو لے سکتے ہو۔ ہاشمی جوان جوش میں آیا اور للکارتے ہوئے کہا او بدبخت لعین! اگر فاسق و فاجر شرابی و زانی یزید کی بیعت کرنی ہوتی تو اپنے نانا جان کے روضہ کو چھوڑ کر کوفہ کے اس ریگستان میں نہ آتے مدینہ

منورہ کی حسین گلیوں کو چھوڑ کر میدان کربلا میں ڈیرے نہ لگاتے۔ او نادان تم نے کیسے سمجھ لیا کہ پانی کے چند قطروں کے بدلے ہم گردنیں باطل کے سامنے جھکا دیں گے بچوں کی پیاس کو دیکھ کر ہمارا پرچم سرنگوں ہو جائے گا کمبخت یاد رکھو! ہم اپنی گردنیں حق کی خاطر کٹوا سکتے ہیں مگر باطل کے آگے جھکا نہیں سکتے ہم اپنی جانیں دین کی خاطر قربان کر سکتے ہیں لیکن فاسق و فاجر بدکار یزید کی بیعت نہیں کر سکتے۔ حضرت عباس علمبردار کی تقریر سے یزیدی لشکر میں سناٹا چھا گیا۔ حضرت عباس علمبردار شاہانہ شان سے فرات کی طرف بڑھے دشمنوں نے آپ کو روکنے کی کوشش کی یزیدی لشکر آپ کی تلوار کے سامنے ٹک نہ سکا شیر خدا کے شیر دشمنوں کو کاٹتے ہوئے گھوڑا فرات میں داخل کر دیا مشکیزہ بھرا اور ایک چلو ہاتھ میں لے کر پینا چاہا مگر ننھے بچوں کا پیاس سے تڑپنا اور بلکنا یاد آ گیا آپ کی غیرت ایمانی نے گوارہ نہ کیا کہ اہل بیت کے چھوٹے چھوٹے بچے پیاس سے تڑپیں اور میں پانی پی کر سیراب ہو جاؤں چلو کا پانی واپس فرات میں ڈال دیا بھرا ہوا مشکیزہ کندھے پر لٹکائے نکل پڑے یزیدیوں نے چاروں طرف سے راستہ روک لیا اور چلایا کہ مشکیزہ چھین لو پانی بہا دو اگر حسین کے خیمہ تک پانی پہنچ گیا تو ہمارا ایک بھی سپاہی نہیں بچے گا ہماری عورتیں بیوہ ہو جائیں گی ہمارے بچے یتیم ہو جائیں گے حضرت عباس علمبردار دشمنوں کا مقابلہ کرتے ہوئے امام حسین کے خیمہ کی طرف بڑھ رہے تھے ایک بدبخت نے دھوکہ سے ایسی تلوار چلائی کہ ہاتھ کندھے سے کٹ کر الگ ہو گیا آپ نے فوراً داہنے کندھے پر مشکیزہ لٹکا لیا اور اسی ہاتھ سے تلوار بھی چلاتے رہے پھر اچانک نوفل نے داہنا بازو بھی کاٹ کر الگ کر دیا آپ نے مشکیزہ کو دانتوں سے پکڑ لیا اور آگے بڑھتے رہے ایک بدبخت نے مشکیزہ کا نشانہ لگا کر ایسا تیر مارا کہ مشکیزہ میں سوراخ ہو گیا اور پورا پانی بہہ گیا ظالموں نے چاروں طرف سے آپ کو گھیر لیا آپ کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے تھے مقابلہ کیسے کرتے آپ گھوڑے پر سے زمین میں آ گئے اے بھائی حسین! میری خبرگیری کیجیے

امام حسین دوڑ کر تشریف لائے حضرت عباس علمبردار خون میں نہائے ہوئے ہیں اور عنقریب
جام شہادت نوش کرنے والے ہیں آپ نے سر کو گود میں رکھا اور روح پرواز کر گئی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

علی اکبر کی شہادت

حضرت عباس علمبردار کی شہادت کے بعد جب امام عالی مقام نے دیکھا کہ دوست
واحباب بھائی بھتیجے سبھوں نے جام شہادت نوش فرما لیا ہے اب صرف تین شہزدے رہ گئے
ہیں ایک شہزادہ امام زین العابدین ہیں جو بیمار ہیں ایک شہزادہ علی اصغر ہیں جو ابھی شیر خوار
ہیں اور ایک شہزادہ علی اکبر ہیں جن کی عمر ۱۸/سال ہے آپ نے خود میدان کارزار میں جانے
کا فیصلہ فرمایا جب حضرت علی اکبر نے والد گرامی کو میدان جنگ میں جاتے ہوئے دیکھا تو
لپٹ گئے کہ ابا حضور پہلے مجھے جانے کی اجازت دیجیے۔ امام حسین نے ایک محبت بھری نگاہ
اپنے جواں سال لخت جگر پر ڈالی اور فرمایا اے میرے بیٹے! میں تمہیں کس دل سے اجازت
دوں تمہیں خاک وخون میں تڑپتا کیسے دیکھ سکتا ہوں۔ بیٹا یہ یزیدی میرے خون کے پیاسے
ہیں مجھے شہید کرنے کے بعد کسی سے جنگ نہیں کریں گے علی اکبر نے عرض کیا ابا حضور! میں
آپ کے بعد دنیا میں زندہ رہنا نہیں چاہتا آپ مجھے اجازت دیجیے تاکہ میں اپنی جان اللہ کی
راہ میں قربان کر کے اپنے نانا جان کے پاس پہنچ جاؤں۔ اولاد والو! ذرا غور کرو ہر اولاد ماں
باپ کے سامنے ضد کرتی ہے ماں باپ اولاد کی ضد کو پوری کر کے خوشی محسوس کرتے ہیں ماں
باپ کی خواہش ہوتی ہے کہ اولاد کی ضد پوری کی جائے آپ ذرا غور کریں کہ اس ماں باپ
کے دل پر کیا گزرتی ہوگی جب اولاد اپنی گردن کٹانے کے لئے ضد کرتی ہوگی، اس ماں باپ
کا کیا حال ہوگا جب اولاد خاک وخون میں تڑپنے کے لئے ضد کرتی ہوگی، اس ماں باپ کی
پریشانی کا کیا عالم ہوگا جب اولاد خون میں نہانے کے لئے ضد کرتی ہوگی، اس ماں باپ کو دل

کس طرح سنبھالنے کی ضرورت ہوگی جب اولاد مر مٹنے کے لئے ضد کر رہی ہوگی، یہی حال
امام حسین کا تھا جواں سال بیٹا گردن کٹانے کے لئے ضد کر رہا تھا۔ جواں سال بیٹا شہید
ہونے کی اجازت مانگ رہا تھا آخر کار جواں سال بیٹا کی ضد کے سامنے باپ کو جھکنا ہی پڑا
اور امام عالی مقام نے جام شہادت نوش فرمانے کی اجازت دے دی۔

اجازت ملتے ہی شیر خدا کا پوتا، خاتون جنت فاطمہ کا پوتا، میدان کارزار کی طرف چل
پڑا اور للکارتے ہوئے کہا اے یزیدیو! میں علی اکبر ہوں، میں حسین کا بیٹا ہوں، میں علی کا پوتا
ہوں میں فاطمہ کا نور نظر ہوں اس وقت پوری دنیا میں ہم سے زیادہ رسول کا قریبی رشتہ دار
کوئی نہیں ہے ہماری رگوں میں رسول اعظم کا خون دوڑ رہا ہے ہماری رگوں میں فاتح خیبر شیر
خدا کا خون دوڑ رہا ہے ہم شیر کے بچے شیر ہیں تم میں سے جو مرنا چاہے میرے مقابلے کے
لئے آجائے حضرت علی اکبر کی للکار سے کوفہ کے ریگستان کا ایک ایک ذرّہ کانپ گیا دشمنوں کا
دل سینے میں دھڑکنے لگا یزیدی لشکروں کو موت نظر آنے لگی بڑے بڑے بہادروں کا حوصلہ
پست ہوگیا کسی بھی بہادر کو سامنے آنے کی تاب نہ تھی بار بار للکارنے پر کوئی سامنے نہ آیا تو
آپ نے ہی دشمنوں کی فوج پر قہر وغضب اور موت بن کر حملہ کر دیا صفوں کو درہم برہم کر ڈالا
لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے ہر طرف شور بپا ہوگیا بڑے بڑے سورما ہمت ہار گئے۔ ابن سعد علی
اکبر کی شجاعت و بہادری کو دیکھ کر گھبرا گیا اپنے زمانے کا مشہور پہلوان طارق بن شیث کو
غیرت دلاتے ہوئے کہا کہ بڑے شرم کی بات ہے ایک نوجوان اکیلا میدان میں تین دن
سے بھوکا پیاسا ہے تم ہزاروں کی تعداد میں ہو ان کی للکار پر کوئی مقابلہ کے لئے نہیں گیا اس
نے خود ہی حملہ کر دیا صفوں کو درہم برہم کر دیا بہادروں کو تہ تیغ کیا اگر کچھ غیرت ہے تو میدان
میں پہنچ کر اس کا مقابلہ کرو اس کا سر کاٹ کر لے آؤ اگر تم نے یہ کام انجام دے دیا تو میں وعدہ
کرتا ہوں ابن زیاد سے کہہ کر موصل کی گورنری دلا دوں گا بد بخت طارق گورنری کی لالچ میں

فرزند رسول کا خون بہانے کے لئے دوڑ پڑا اور ہاشمی جوان پر حملہ کر دیا انھوں نے کمال ہنر مندی سے وار کو بیکار کر دیا اور پلٹ کر سینہ پر ایسا نیزہ مارا کہ گھوڑا سے گرا اور جہنم رسید ہو گیا کم بخت گورنری کی لالچ میں آیا تھا اور جہنم پہنچ گیا۔ طارق کا بیٹا عمرو نے جب دیکھا کہ اس کا باپ خاک وخون میں تڑپ کر جان دے دیا وہ غصہ میں علی اکبر پر حملہ کر دیا شہزادے نے پلٹ کر تلوار سے اس کے حملے کو روکا اور ایسا نیزہ مارا کہ ایک ہی وار میں وہ اپنے باپ کے پاس جہنم میں پہنچ گیا طارق کا دوسرا بیٹا طلحہ اپنے باپ اور بھائی کا بدلہ لینے کے لئے ہاشمی نوجوان پر ٹوٹ پڑا لیکن شیر خدا کے شیر کے سامنے یہ گیدڑ کیا مقابلہ کر پاتا ہاشمی تلوار کی ایک ہی ضرب سے سر تن سے جدا ہو گیا۔ یزیدی لشکر میں کہرام مچ گیا یزیدی لشکر تھر تھر کانپنے لگا شہزادے کی ہیبت یزیدی لشکروں کے دلوں میں بیٹھ گئی ابن سعد نے ایک مشہور بہادر مصراع بن غالب کو مقابلہ کے لئے بھیجا ابن سعد کے حکم سے ڈرتا ڈرتا مقابلہ کے لئے آیا وہ نیزہ سے حملہ ہی کرنا چاہتا تھا آپ نے اس کے نیزہ کو اپنی تلوار سے توڑ دیا اور تلوار سے ایسا وار کیا کہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اور واصل جہنم ہو گیا۔ اب کسی کی ہمت نہ رہی کہ ہاشمی جوان کے سامنے اکیلے مقابلہ کے لئے جائے ابن سعد کے حکم پر بدبختوں نے چاروں طرف سے گھیر کر آپ پر حملہ کرنا شروع کر دیا آپ بھی برابر دفاعی حملہ کرتے رہے لیکن تلواروں اور نیزوں کی ضرب سے آپ کا مبارک جسم زخموں سے چور چور ہو گیا اور چمنستان زہرا کا یہ پھول اپنے خون سے رنگین ہو گیا آخر کار گھوڑے کی پیٹھ سے زمین پر گر پڑے اور پکارا ابا جان میری خبر لیجیے۔ امام حسین میدان میں پہنچے اپنے لخت جگر کو اُٹھا کر خیمہ میں لائے سر گود میں لیا چہرہ سے خون آلود گرد صاف کرنے لگے علی اکبر نے آنکھیں کھولیں اور کہا ابا حضور میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اب مجھے نانا جان کے پاس جانے کی اجازت دیجیے پھر آنکھیں بند ہو گئیں روح پرواز کر گئی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

علی اصغر کی شہادت

محترم حضرات! خاندان اہل بیت کے ایک ایک جوان نے راہ خدا میں اپنی جان کی قربانی پیش کر دی خیمہ میں ایک جوان شہزادہ ہے جو بیمار ہے دوسرا شہزادہ ہے جو شیر خوار ہے پیاس سے بے چین ہے بھوکی پیاسی ماں کے سینے میں دودھ خشک ہو چکا ہے خیمہ میں پانی کا ایک قطرہ نہیں ہے۔ ایک بے بس اور مظلوم ماں شہربانو اپنے شوہر سے عرض کرتی ہیں میرے سرتاج ہمارے ننھے دودھ پیتے شہزادے کی آنکھیں پتھرا گئی ہیں وہ تڑپ تڑپ کر دم توڑ رہا ہے دو دن سے اس کے حلق میں دودھ کا ایک قطرہ بھی نہیں گیا ہے میرے آقا ظالموں سے کہئے قصور ہمارا ہے اس بچے کا کیا قصور ہے بیعت سے ہم نے انکار کیا ہے یہ بچہ نہیں۔ دو گھونٹ پانی اس بچے کو دیدو۔ یزیدی لشکروں میں سینکڑوں اولاد والے ہوں گے کسی نہ کسی کو ہمارے لخت جگر پر رحم آجائے گا حضرت امام حسین نے کہا اے میری شریک حیات! یہ تمھارا خیال ہے ورنہ مجھے ان سنگدل انسانوں سے تمھارے علی اصغر کے لئے پانی ملنے کی امید نہیں ہے۔ جن ظالوں کو عون ومحمد پر رحم نہ آیا، جن کو عباس وقاسم پر ترس نہ آیا جنھوں نے علی اکبر کی لاش پر گھوڑے دوڑائے وہ اصغر پر کیسے رحم کھا سکتا ہے حضرت امام حسین شہربانو کا دل رکھنے کے لئے ننھے علی اصغر کو گود میں لیتے ہیں اور یزیدی لشکروں سے کہتے ہیں دیکھو یہ شیر خوار بچے کو دیکھو کربلا کے کم سن مہمان کو دیکھو پیاس سے جس کی زبان باہر آ گئی ہے یہ بچہ ہے شیر خوار ہے ابھی یہ یزید کی بیعت کو نہیں جانتا ہے، بغاوت کو نہیں جانتا ہے تمہارا مقابلہ ہم سے ہے اس بچہ سے نہیں۔ میرے بیٹے کو نہیں، شہربانو کے بیٹے کو نہیں اپنے نبی کے نواسے کو دو گھونٹ پانی دیدو امام حسین نے گود سے کپڑا کو ہٹایا علی اصغر کے چہرے کو دکھایا مگر کسی کو رحم نہ آیا وہ انسان کہاں تھے جو رحم آتا وہ تو انسانیت کے تمام اُصولوں کو چھوڑ کر وحشی اور درندے بن چکے تھے۔ امام حسین کی تقریر کا ان پر کچھ اثر نہ ہوا پانی دینے کے بجائے ایک بد بخت حرملہ بن کاہل نے

تیر کا ایسا نشانہ باندھ کر مارا کہ علی اصغر کے حلق کو چھیدتا ہوا امام کے بازو میں پیوست ہو گیا۔ اس پیکر صبر و رضا نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی جھولی میں اپنے مظلوم بچے کو دم توڑتے دیکھا کربلا کے ننھے شہید نے آنکھ کھولی اور اپنی سوکھی زبان اپنے باپ کو دکھا کر ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گیا۔

قربان ہوں گے اب بچے بھی اہل بیت کے
اصغر نے تیر کھاکے یہ جذبہ بتا دیا

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

امام حسین نے حسرت بھری نگاہ آسمان کی طرف اُٹھائی اور بارگاہ خداوندی میں عرض کیا اے پروردگار عالم حسین کی یہ ننھی قربانی بھی قبول فرمالے پھر ننھے شہید کی لاش کو کلیجے سے لگا کر خیمہ کی طرف روانہ ہو گئے اور ماں کی گود میں علی اصغر کی لاش کو دے دیا ماں نے ہائے میرے کلیجے کا ٹکڑا کہہ کر گلے سے لگایا اور روتے ہوئے کہا میرا پیارا بیٹا ایک مرتبہ آنکھ کھول کر اپنی ماں کو دیکھ لے اب دوبارہ دیکھنا نصیب نہ ہوگا۔

پھول تو دو دن بہار جاں فزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بے کھلے مرجھا گئے

تاجدار کربلا کی شہادت

آج کا دن بہت اہم دن تھا حق و باطل کے درمیان جنگ جاری تھی نور و ظلمت کے درمیان مقابلہ چل رہا تھا۔ یزیدی لشکر مر کر جہنم پہنچ رہے تھے حسینی لشکر جام شہادت نوش فرما کر جنت کی سیر کر رہا تھا ایک طرف فسق و فجور تھا دوسری طرف تقدس وطہارت، ایک طرف ظلم و ستم تھا دوسری طرف عدل وانصاف۔ امام حسین کے جاں نثار ایک ایک کر کے اپنی جان حق و

صداقت کے لئے قربان کر چکے تھے آج حسینیت ہمیشہ کے لئے زندہ ہونے والی تھی اور یزیدیت ہمیشہ کے لئے فنا ہونے والی تھی اب امام عالی مقام میدان کارزار میں جانے کی تیاری کرنے لگے۔

گھر والوں سے گفتگو

محترم حضرات! بیمار زین العابدین تیغ ہاتھ میں لئے میدان جنگ کے لئے کھڑے ہیں طبیعت ناساز ہے بخار سے جسم جھلس رہا ہے نقاہت سے پاؤں لڑکھڑا رہے ہیں سارا بدن کانپ رہا ہے مگر نانا جان کے دین کی حفاظت کے لئے شوق جہاد سے سرشار ابا سے اجازت طلب کر رہے ہیں امام عالی مقام نے بیمار بیٹے کو سہارا دیا اور فرمایا بیٹا تم جانتے ہو اس میدان کربلا میں ہمارے لئے سوائے موت کے کچھ نہیں ہے۔ اگر تم بھی شہید ہو گئے تو سادات کا خاتمہ ہو جائے گا۔ حسین کی نسل منقطع ہو جائے گی سیدوں کا نام ونشان باقی نہ رہے گا اولاد فاطمہ کا سلسلہ ختم ہو جائے گا اگر تم بھی شہید ہو گئے تو خاندان اہل بیت کی پردہ نشین خواتین کو مدینہ کون پہنچائے گا ان کی حفاظت کون کرے گا میری نسل کس طرح چلے گی حسینی سیدوں کا سلسلہ کس طرح جاری رہے گا دین اسلام کی نشر واشاعت کون کرے گا، قرآن وشریعت کے تحفظ کی ذمہ داری کون اُٹھائے گا بیٹا تمھیں زندہ رہنا ہے احکامات الٰہیہ کی رکھوالی تمھارے سپرد ہے۔

پھر آپ اپنی شریک حیات شہر بانو سے مخاطب ہوئے اور فرمایا اے شہر بانو! میں تمھاری خدمت گزاری کا حق ادا نہیں کر سکتا ایران کی شہزادی ہو کر ہر مصیبت میں ساتھ دیا میرے لئے اپنی عمر بھر کی کمائی اس میدان میں لٹا دی اللہ کی راہ میں اپنے بچوں کو نثار کیا بھوک اور پیاس برداشت کی تاریخ تم پر فخر کرے گی جس طرح بچوں کے نثار کرنے کا صبر وشکر کا مظاہرہ کیا میرے نانا کی امت تم پر ناز کرے گی میرے شہید ہونے کے بعد آنسو نہ بہانا صبر و

شکر کا دامن نہ چھوڑنا شہر بانو نے عرض کیا میرے آقا! آپ کی کنیز ہونے پر مجھے فخر ہے آپ
کی باندی ہونا میرے لئے باعث اعزاز ہے میں نے جو بچوں کی قربانی دی ہے رب اسے
قبول کرلے یہی میرے لئے ذریعہ نجات ہے۔

پھر امام عالی مقام اپنی پیاری پیاری بہن زینب سے مخاطب ہوئے اور فرمایا اے
فاطمہ کی لاڈلی اور علی کی لخت جگر میرا امتحان آج ختم ہورہا ہے مگر تمہارا آج سے امتحان شروع
ہوگا۔ بے صبری اور ناشکری کرکے امتحان میں ناکام نہ ہونا، میری بہن زینب تو نے مدینہ کی
گلیوں سے لے کر کوفہ کے تپتے صحرا تک جس ہمت اور استقلال کے ساتھ اپنے بھائی کا
ساتھ دیا ہے حوریں تم پر فخر کریں گی جس دلیری کے ساتھ تم نے اپنے بیٹے عون ومحمد کو اپنے
بھائی پر قربان کیا ہے تمھارے حوصلے کو ہزار ہا سلام۔ میری بہن زینب میں جانتا ہوں میرے
بعد تم پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹیں گے قدم قدم پر مشکل پیش آئے گی ہر حال میں خدا کا شکر ادا
کرنا اور ہر مصیبت میں صبر کرنا۔

جنگ کی تیاری

محترم حضرات! امام عالی مقام گھر والوں سے گفتگو کرنے کے بعد بیوی بچوں کو تسلی
دینے کے بعد بیمار امام زین العابدین کو دلاسہ دینے کے بعد جنگ کی تیاری میں لگ گئے،
قبائے مصری زیب تن فرمائی، نانا کا عمامہ شریف سر پر رکھا، سید الشہداء حضرت امیر حمزہ کی
ڈھال پیٹھ پر رکھی، شیر خدا فاتح خیبر کی تلوار ذوالفقار گلے میں حمائل کی حضرت جعفر طیار کا نیزہ
ہاتھ میں لیا تاجدار کربلا پیکر صبر و رضا سب کچھ قربان کرنے کے بعد اپنی جان راہ خدا میں
قربان کرنے کے لئے تیار ہوگئے گھر والوں کو خدا حافظ کہہ کر میدان کربلا کی طرف روانہ
ہوگئے۔

میدان کربلا میں

حضرت امام حسین میدان کربلا میں پہنچے ظلم و بربریت کے اندھیروں میں حق و
ہدایت کا آفتاب طلوع ہوا آل رسول کے رُخ زیبا کی کرنوں سے کوفے کا ریگستان جگمگا اُٹھا
آمریت کی خزاں پر اسلام کی روح جمہوریت کی بہار کا موسم چھا گیا ہاشمی کچھار کا شیر حیدری
کمین گاہ سے نکل کر میدان میں آگیا جس کی گرج سے یزیدی بھیڑیں ڈر کر بھاگنے لگیں
نواسہ رسول کے رُخ انور سے جمال مصطفیٰ چمک اُٹھا جلال حیدری جوش میں آگیا جس کے
رعب و دبدبہ سے لشکر یزید میں ہنگامہ برپا ہوگیا ایوان یزیدیت میں زلزلہ آگیا ابن سعد گھبرا
گیا۔ فاتح خیبر کے شہزادے میدان میں آکر کوفیوں کو مخاطب کرکے فرمایا اے کوفہ کے دغاباز
انسانو! میں اپنی خوشی سے نہیں آیا بلکہ تمہارے بلانے پر آیا ہوں تمہارے خطوط پر آیا ہوں
تمہارے قاصدوں پر آیا ہوں تمہارے پیغامات پر آیا ہوں۔ تم نے میرے ساتھ جو وعدے
کیے تھے وہ کہاں گئے تم نے میری حمایت میں مرمٹنے کی قسمیں کھائی تھیں وہ کدھر گئیں۔ تم نے
دنیا کی لالچ میں میرے بال بچوں کو بھوکا پیاسا شہید کردیا۔ تم نے اہل بیت پر ظلم کیا اب
میرے خون کے پیاسے ہو۔ مگر یاد رکھو! تم دنیا کے جس جال میں پھنسے ہو وہ ایک دن ٹوٹ
جائے گا دنیا کی ہر چیز فانی ہے۔ تم نے دنیا کے بدلے اپنی عاقبت خراب کرلی اپنے عیش و
عشرت کے بدلے ایمان کا سودا کرلیا۔ میں تم سے نہیں ڈرتا، تمہاری فوج سے نہیں ڈرتا، اے
نادانو میں تو اپنی جان دینے سے بھی نہیں ڈرتا میں تو اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تمہاری عاقبت
خراب ہوجائے گی میں تو اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تمہارا دین برباد ہوجائے گا۔ میں تو اس
بات سے ڈرتا ہوں کہ تم عذاب الٰہی میں مبتلا ہوجاؤ گے میں تو اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم
شفاعت رسول سے محروم ہوجاؤ گے میں تو اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم پر عذاب جہنم مسلط کر
دیا جائے گا۔ دیکھو غور سے میری طرف دیکھو میں تمہارے رسول کا نواسہ ہوں جس نبی کا تم

کلمہ پڑھتے ہو اس نبی کا عمامہ میرے سر پر ہے جس نبی کا تم کلمہ پڑھتے ہو اسی نبی نے میری
پیشانی کو بوسہ دیا ہے جس نبی کا تم کلمہ پڑھتے ہو اسی نبی نے میری زبان کو چوسا ہے۔ درمیان
میں ابن سعد بول اُٹھا اے حسین! مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ یا یزید کی بیعت کا اقرار کرو۔ شیر
خدا کا شیر جوش میں آگیا اور فرمایا اے بدنصیب ابن سعد سن! اگر یزید کی بیعت کرنی ہوتی تو
نانا جان کے روضہ کو چھوڑ کر نہ آتا۔ اگر یزید کی بیعت کرنی ہوتی تو عون ومحمد کی قربانی نہ دیتا۔
اگر یزید کی بیعت کرنی ہوتی تو قاسم وعلی اکبر کو جام شہادت نہ پینے دیتا۔ اگر یزید کی بیعت
کرنی ہوتی تو عباس علمبردار کے بازو قلم نہ ہونے دیتا اگر یزید کی بیعت کرنی ہوتی ننھے علی
اصغر کو اپنی گود میں قربان نہ ہونے دیتا سب کچھ لٹا دینے کے بعد حسین اب اپنی جان بھی
قربان کر دیگا لیکن فاسق فاجر بدکار، عیاش، زانی، یزید کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دے گا۔ سن!

مرد حق باطل کے آگے مات کھا سکتے نہیں
سر کٹا سکتے ہیں لیکن سر جھکا سکتے نہیں

امام عالی مقام نے للکارتے ہوئے کہا کہ جس کو جہنم جانا ہو میرے سامنے آجاؤ ابن
سعد نے سب سے پہلے تمیم کو امام عالی مقام کے مقابلہ کے لئے بھیجا تکبر اور غرور کے ساتھ
تلوار چمکاتا ہوا مقابلے کو آیا ابھی سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ تیغ ذوالفقار نے دو ٹکڑے کر دیئے پھر
اس کا بھائی غصے میں کانپتا ہوا آیا اور بڑے غرور سے بولا میں شام وعراق کا شہسوار ہوں نواسہ
رسول نے جواب دیا میں بھی ابن حیدر کرار ہوں۔ اس نے تلوار ماری امام نے ڈھال پر روک
لی پھر ابن علی نے ایسا نیزہ مارا کہ سینے کے پار ہو گیا اور اس کی لاش خاک وخون میں تڑپنے
لگی۔ ابن سعد کا خیال تھا کہ حسین تین دن کا بھوکا پیاسا ہے کمزور ہو گا بے بس ہو گا اپنی گردن
جھکا دے گا بیعت قبول کرے گا مگر اسے یہ معلوم نہ تھا کہ شیر کا بچہ شیر ہی ہوتا ہے ان کی رگوں
میں حیدر کرار کا خون ہے۔ ابن سعد نے یزید ابطحی کو حکم دیا کہ جاؤ حسین کا سر کاٹ لاؤ انعام و

اکرام سے نوازے جاؤ گے داد وتحسین حاصل کرو گے بد بخت یزید ابطحی فیل مست کی طرح
آگے بڑھا ایک نعرہ مارا اور کہا کہ شام وعراق کے کوہ شکن بہادروں میں میری شجاعت کا چرچا
ہے۔ روم ومصر میں شہرۂ آفاق ہوں ساری دنیا میری شجاعت اور بہادری کا لوہا مانتی ہے کسی
میں مجھ سے مقابلہ کی طاقت نہیں اپنی آنکھوں سے میری شجاعت اور بہادری دیکھو گے امام
عالی مقام نے فرمایا تو مجھے جانتا نہیں ہے میری رگوں میں ہاشمی خون ہے میں فاتح خیبر شیر خدا
کا بیٹا ہوں میرے نزدیک تیری حیثیت ایک لومڑی سے زیادہ نہیں ہے شامی پہلوان یہ سن کر
آگ بگولہ ہو گیا اور گھوڑا دوڑا کر آپ پر حملہ کر دیا آپ نے وار روکا اور جھپٹ کر ایسی تلوار
چلائی دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر گیا۔

پیاس کا غلبہ

محترم حضرات! شیر خدا کا شیر یزیدی لشکروں کو تہہ تیغ کر کے جہنم واصل کرتا رہا آپ
نے ننگی تلوار سے لاشوں کا ڈھیر لگایا کبھی داہنی جانب رخ کرتے کبھی بائیں جانب رُخ
کرتے کبھی وار کرتے کبھی وار روکتے دھوپ کی گرمی سے پیاس غالب آئی آپ نے گھوڑا کو
نہر فرات کی طرف دوڑایا ابن سعد نے دیکھا تو چلایا اے یزید کے بہادر سپاہیو حسین کو نہر
فرات جانے سے روکو اگر انھوں نے پانی پی لیا اپنی پیاس بجھالی تو کسی کو زندہ نہیں چھوڑیں
گے کوئی انھیں شکست نہیں دے سکتا چاروں طرف سے گھیر لو سپاہی نے روکنے کی کوشش کی
امام عالی مقام نے تلوار کا وہ جوہر دکھایا کہ لاشوں کا ڈھیر لگ گیا فرات کے درمیان حائل
یزیدی لشکروں کی دیوار گر گئی لشکروں کو چیرتے ہوئے فرات کے کنارے پہنچ گئے گھوڑے کو
فرات میں ڈال کر ایک چلو پانی لے کر پینا چاہا خیمہ میں ننھے منے بچوں کی یاد آگئی شیر خوار
پیاسے شہید علی اصغر کی یاد آگئی چلو کا پانی فرات میں پھینک دیا اور خیمہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

محترم حضرات! امام عالی مقام خیمہ کی طرف روانہ ہوئے لشکر پھر مقابلہ میں آ گئے آپ نے تقریباً چار سو یزیدی لشکروں کو مار گرایا یہ دیکھ کر بدر سپاہی غصہ میں لال پیلا ہو گیا گھوڑا دوڑاتے ہوئے امام کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہوا اور کہا حسین! اپنے آپ کو سنبھال مجھ سے بچنا مشکل ہے یہ کہتے ہوئے امام حسین پر تلوار چلادی آپ نے وار کو خالی کر دیا پھر ذوالفقار کا ایک ایسا بھرپور وار مارا کہ بدر کا سر تن سے جدا ہو گیا۔امام عالی مقام شام وعراق کے بہادروں کو موت کی گھاٹ اتارتے رہے شیر خدا کے شیر نے تین دن بھوکا پیاسا رہنے کے باوجود بہادری اور شجاعت کے وہ جوہر دکھائے کہ میدان کربلا کوفی اور شامی لشکروں کی لاش سے بھر گیا۔

ابن سعد گھبرا گیا جنگ میں کامیابی نظر نہیں آ رہی تھی لشکروں کو حکم دیا چاروں طرف سے تیروں کی برسات کر دو نیزوں سے حملہ کرو تیر اندازوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا بیک وقت ہزاروں تیر کمانوں سے چھوٹنے لگے نیزوں کی بارش شروع ہو گئی گھوڑا اس قدر زخمی ہو گیا کہ بدن میں طاقت نہ رہی عالی مقام کو ایک جگہ ٹھہرنا پڑا آپ کا جسم تیروں کا نشانہ بن رہا ہے تن نازنین زخموں سے چور اور لہولہان ہو رہا ہے جس مقدس پیشانی کو رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بار بار چوما تھا اس پیشانی پر ایک تیر لگا چہرۂ انور خون سے بھیگ گیا آپ غش کھا کر گھوڑے پر سے زمین پر آ گئے بد بخت ازلی سنان نے ایک ایسا نیزہ مارا جو تن اقدس سے پار ہو گیا تیر نیزہ اور تلوار کے بہتر زخم آپ کے جسم مبارک میں لگے آپ سجدے میں گرے رب کی بارگاہ میں التجا کی اے پروردگار عالم میں نے تیری رضا کے لئے دوست احباب کی قربانی دی اے میرے معبود میں نے تیری رضا کے لئے نوجوان بیٹے بھتیجے کو قربان کر دیا اے رب قدیر میں تیری رضا کے لئے دودھ پیتے بچے کی قربانی پیش کر دی اے میرے

مالک حقیقی اب میں اپنی جان تیرے دین کی خاطر پیش کرتا ہوں حسین کی اس قربانی کو قبول فرمالے پھر آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔**انا للہ وانا الیہ راجعون۔**

۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ بروز جمعہ یہ عظیم سانحہ پیش آیا آپ کی شہادت کے بعد بدبخت شمر نے آپ کے سر اقدس کو تن مبارک سے جدا کر دیا۔

نہ مسجد میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں
نمازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

شاہ ہست حسین بادشاہ ہست حسین
دین ہست حسین دین پناہ ہست حسین

سرداد نداد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لاالہ است حسین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْن.

☆☆☆

معرکۂ کربلا کے بعد کے واقعات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ جَمِیْعًا وَاَقَامَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لِلْمُذْنِبِیْنَ الْمُتَلَوِّثِیْنَ الْخَطَّائِیْنَ الْهَالِكِیْنَ شَفِیْعًا فَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ لَاتَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ط۔

شمع رسالت کے پروانو! حیدر کرار کے شیدائیو! اہل بیت کے چاہنے والو! امام حسین کے عقیدتمندو! شہدائے کربلا کے دیوانو! ابھی ابھی میں نے سورۂ ابراہیم کی ایک آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا آیئے اس آیت کا ترجمہ پیش کرنے سے قبل آقائے نامدار، مدینہ کے تاجدار، سید ابرار واخیار، شہنشاہ ذی وقار، کائنات کے اولیں بہار، رہبر اعظم، قائد اعظم، نیر اعظم، سیاح لامکاں، مالک انس و جاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں درود شریف کا نذرانہ عقیدت ومحبت اور غلامی کا ثبوت دیتے ہوئے پیش کریں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ صَلَاةً وَّ سَلَامًا عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔
صَلَاةً وَّ سَلَامًا عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ۔

غریب و سادہ و رنگین ہے داستان حرم
نہایت اس کی حسین ابتدا ہے اسماعیل

لہو سے اپنے چراغ وفا جلا کے چلے
حسین سر کو جھکا کر نہیں اُٹھا کے چلے

کر لیا نوش جس نے شہادت کا جام
اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

محترم حضرات! ابھی میں نے جو آیت پیش کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے اور ہرگز اللہ کو بے خبر نہ جاننا ظالموں کے کام سے۔ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ علیم وخبیر ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ظالموں کے ظلم سے بے خبر نہیں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سرکشوں کی سرکشی سے بے خبر نہیں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جابروں کے جبر سے بے خبر نہیں ہے بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ ظالموں سے اس کے ظلم کا بدلہ لے گا۔ اللہ کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں ہے اللہ کی بارگاہ سے ہر مظلوم کو انصاف ملتا ہے میدان کربلا میں ظالموں نے ظلم کی انتہا کر دی۔ ظالموں نے انسانیت کا گلا گھونٹ دیا، ظالموں نے مظلوموں کو شہید کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کے جسموں پر گھوڑے دوڑائے، سروں کو تن سے جدا کر دیا محبان اہل بیت قیامت تک اس کو فراموش نہیں کر سکتے۔

واقعات

۱۰ محرم الحرام کو شہادت امام حسین کا واقعہ پیش آیا تو تواریخ کی کتابوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس دن کئی واقعات رونما ہوئے حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں کہ جس دن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو آسمان سے خون برسا صبح کو ہمارے مٹکے اور گھڑے اور تمام برتن خون سے بھرے تھے۔

سرالشہادتین میں محدث عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس دن نواسہ رسول جگر گوشۂ بتول شہید ہوئے اس دن بیت المقدس سے جو بھی پتھر اُٹھایا جاتا اس کے نیچے تازہ خون پایا جاتا۔

صواعق محرقہ میں ہے ام حبان فرماتی ہیں کہ جس دن شیر خدا کا شیر حضرت فاطمہ کا دلارا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اس دن سے ہم پر تین دن اندھیرا رہا جس شخص نے منہ پر زعفران ملا اس کا منہ جل گیا اور بیت المقدس کے پتھروں کے نیچے تازہ خون پایا گیا۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن دوپہر کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ کے بال مبارک بکھرے اور گرد آلود ہیں اور ہاتھ میں خون سے بھری ہوئی شیشی ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا اس میں حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے وقت اور تاریخ یاد رکھا جب خبر آئی تو معلوم ہوا کہ حضرت حسین اسی وقت اور اسی تاریخ کو شہید کئے گئے ہیں۔

لٹا ہوا قافلہ

محترم حضرات! ایک روایت کے مطابق ابن سعد نے ظلم کی انتہا کردی امام حسین کی شہادت کے بعد آپ کے خیموں میں آگ لگوا دیا پردہ نشین خواتین اور چھوٹے چھوٹے بچے کھلے آسمان کے نیچے رات بسر کرنے پر مجبور ہوگئے نماز فجر کے بعد ظالموں نے بیمار زین العابدین کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنا دیں ناموس رسالت کی پردہ نشین خواتین بھی رسیوں میں جکڑ دی گئیں اونٹوں کی ننگی پیٹھوں پر بٹھا کر قافلہ کو کوچ کا حکم دیا گیا۔ ۱۱ر محرم کو ابن سعد نے اپنے مردوں کی لاشوں کو اکٹھا کر کے نماز جنازہ پڑھی اور دفن

کروایا لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک اور راہ حق وصداقت میں جان دینے والے کی لاشیں بے گور وکفن پڑی رہیں جب میدان کربلا سے یزیدی لشکر چلا گیا تو قبیلہ بنو اسد جو قریب کے گاؤں میں رہتا تھا حضرت امام حسین اور ان کے ساتھیوں کی لاشوں کو آکر دفن کیا۔ امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک خولی بن یزید کے ہاتھ ابن زیاد کے پاس بھیجا اور باقی شہدا کے سر قیس بن اشعث اور لعین شمر کے ہاتھ روانہ کیا۔

اہل بیت کوفہ میں

اہل بیت کے لٹے ہوئے قافلہ کی آمد کوفہ پہنچ چکی تھی ابن زیاد کا شاہی محل سجا دیا گیا تھا فتح وکامیابی کا جشن منایا جارہا تھا عصر کی نماز کے بعد اہل بیت کا قافلہ ہولناک سفر کی صعوبتوں کو برداشت کرتے ہوئے شہر کوفہ میں داخل ہوا۔ ابن زیاد نے سیدہ زینب سے کہا کہ اے زینب! تمہارے بھائی حسین نے یزید کے خلاف بغاوت کرنے کی سزا پائی حضرت زینب نے جواب دیا اے ابن زیاد سن! میرے بھائی نے حق وباطل کا فیصلہ کردیا ظاہری فتح تمہاری ہے لیکن حقیقی فتح میرے بھائی حسین کی ہے۔ فانی فتح تمہاری ہے ابدی فتح میرے بھائی حسین کی ہے۔ میرے بھائی حسین نے ظلم کے ساتھ بغاوت کی، میرے بھائی نے ظالم کے ساتھ بغاوت کی، میرے بھائی نے باطل کے ساتھ بغاوت کی، تم نے حق و ہدایت کے ساتھ بغاوت کی، تم نے دین وشریعت کے ساتھ بغاوت کی، تم نے اپنا دین وایمان برباد کرلیا، تم نے بنو امیہ کے دامن پر ایسا داغ لگا دیا ہے کہ اب قیامت تک مسلمان تجھ پر اور تیرے ساتھیوں پر لعنت کرتے رہیں گے۔ یہ سن کر ابن زیاد شرمندہ ہوگیا اور اپنی لاٹھی سے امام حسین کے لبوں اور دانتوں کو ٹھوکر دینے لگا۔ مشہور صحابی حضرت زید بن ارقم یہ دیکھ نہ سکے اور گرج کر بولے ادب کرا و بے حیا! خدا کی قسم میں نے ان لبوں پر رسول پاک کو بوسہ دیتے دیکھا ہے۔ ابن زیاد غضبناک ہوکر بولا اگر تو صحابی رسول نہ ہوتا تو تجھے ضرور قتل کر دیتا۔ حضرت زید نے

غصے سے فرمایا ذرا شرم کرو صحابی رسول کی عزت کرتے ہو اور نواسہ رسول کو قتل کرتے ہو۔
حضرت زید بن ارقم وہاں سے اُٹھے اور یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ غلام نے غلام کو حاکم بنا دیا
جس نے ساری خدائی کو پریشان کر دیا اے قوم عرب! آج تم سب غلام ہو گئے ہو تم نے فرزند
رسول کو قتل کیا اور مرجانہ کے بیٹے کو اپنا حاکم بنا لیا جو اچھوں کو قتل کر رہا ہے تم نے ذلت کو گوارہ
کر لیا اور جو ذلت گوارہ کرے اس پر خدا کی مار ہو۔

ایک عاشق نے جان دے دی

محترم حضرات! ابن زیاد نے یہ اعلان کرا دیا کہ کوفہ کے لوگ جامع مسجد میں جمع
ہو جائیں جب لوگ اکٹھا ہو گئے ابن زیاد بدنہاد مسجد میں گیا اور منبر پر کھڑے ہو کر کہا کہ اللہ کا
شکر ہے جس نے حق کی مدد کی امیر المومنین یزید بن معاویہ ان کے ساتھیوں کو کامیابی عطا
فرمائی۔ کذاب ابن کذاب حسین ابن علی کو شکست دی اور ہلاک کیا (سو بار معاذ اللہ) جب
بد بخت نا ہنجار ابن زیاد نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے والد گرامی حضرت علی
رضی اللہ عنہ کو کذاب کہا تو وہاں اہل بیت کے چاہنے والے اہل بیت کے عاشق حضرت عبد
اللہ بن عفیف موجود تھے ان کی دونوں آنکھوں میں بینائی نہیں تھی لیکن عشق رسول سے ان کا
دل منور تھا آنکھوں کی روشنی کھو چکے تھے لیکن ایمان کی روشنی ان کے دل میں منور تھی۔ سارا دن
ذکر الٰہی تلاوت قرآن اذکار و ظائف اس مسجد میں کرتے تھے۔ ابن زیاد کا گستاخانہ کلام آپ
برداشت نہ کر سکے امام حسین اور حضرت علی کی شان میں گستاخانہ جملہ سن کر آپ کے بدن میں
آگ لگ گئی غصہ سے کانپتے ہوئے کھڑے ہوئے اور فرمایا او کم بخت ابن مرجانہ تو ہی کذاب
ابن کذاب ہے اور جس نے تجھے حاکم بنایا وہ کذاب ہے حسین سچے ان کے والد گرامی سچے
ان کے نانا جان سچے تم لوگ اولاد رسول کے قاتل ہو باتیں تو صالح لوگوں کی طرح کرتے ہو
اور کام ظالموں کی طرح ابن زیاد نے جب ان حقیقتوں کو سنا آگ بگولا ہو گیا سپاہیوں کو حکم دیا

اسے گرفتار کر لو سپاہیوں نے انھیں گرفتار کر لیا حضرت عبداللہ ابن عفیف کے قبیلہ کے لوگ
وہاں موجود تھے انھوں نے اسے چھڑا لیا مگر ظالم بد بخت ابن زیاد کو ان کا خون بہائے بغیر چین
وسکون نہ آیا ان کو بعد میں گھر سے بلوا کر قتل کیا اور شاہراہ عام پر ان کی لاش لٹکا دیا شہدائے
کربلا پر ایک اور عاشق اہل بیت نے اپنی جان کی قربانی پیش کر دی۔

سر مبارک سے کرامت کا ظہور

محترم حضرات! بدنہاد ابن زیاد اپنی بدبختی کا مظاہرہ کرتے ہوئے امام عالی مقام کے
سر اقدس کو گلی کوچوں میں گشت کروا چکا تو شمر کو حکم دیا کہ پانچ ہزار لشکر کو ساتھ لے کر شہدا کے
سروں کو اور اہل بیت کے قیدیوں کو یزید کے پاس دمشق پہنچاؤ۔ شمر بد بخت روانہ ہو گیا آگے
آگے یزید پلید کی فتح کا نقارہ بجتا تھا درمیان میں شہدائے کربلا کے سر تھے اور پیچھے پیچھے اہل
بیت کے قیدی تھے۔ صحابی رسول حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب
حضرت امام عالی مقام کا سر مبارک میرے گھر کے دروازے کے سامنے آیا میں اس وقت گھر
کے دروازے میں بیٹھ کر رو رہا تھا جب میرے قریب پہنچا تو امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے سر
مبارک سے قرآن کی یہ آیت کی تلاوت ہو رہی تھی۔ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ
وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا. سورۂ کہف آیت نمبر ۹ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ کیا تمہیں
معلوم ہوا کہ پہاڑ کی کھوہ اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے۔ حضرت
زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ آیت کریمہ سنی تو میرے رونگٹے کھڑے
ہو گئے اور میں نے سر مبارک کی طرف رُخ کر کے عرض کی اے ابن رسول آپ کا واقعہ تو
اصحاب کہف کے واقعہ سے بھی عجیب تر ہے۔

محمد مصطفیٰ کے باغ کے سب پھول ایسے ہیں
بن پانی کے تر رہتے ہیں مرجھایا نہیں کرتے

امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے سر اقدس اور اہل بیت کو لے کر یہ بد بخت سپاہی چلے ایک منزل پر ٹھہر کر شراب نوشی میں مبتلا ہوگئے ان کا پڑاؤ ایک گرجا گھر کے پاس تھا گرجا گھر کی دیوار پر ایک شعر لکھا ہوا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ جنھوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے کیا وہ اس بات کی امید رکھتے ہیں کہ ان کے نانا جان قیامت کے دن ان کی شفاعت کریں گے؟ گرجا گھر کے راہب سے پوچھا کہ یہ شعر کس نے لکھا ہے اور کب کا لکھا ہوا ہے؟ راہب نے جواب دیا یہ تو مجھے معلوم نہیں البتہ اتنا جانتا ہوں کہ تمھارے نبی کے زمانے سے پانچ سو برس پہلے کا لکھا ہوا ہے۔ راہب نے جب دیکھا کہ شہیدوں کے سروں کو نیزوں پر چڑھایا گیا اور کچھ لوگوں کو قیدی بنالیا گیا ہے دریافت کرنے پر جب پورا حال معلوم ہوا تو کہا معاذ اللہ! تم لوگ کتنے برے آدمی ہو اولا دنبی کو قتل کیئے ہو ان کے بال بچوں کو قیدی بنائے ہوئے ہو۔

اس نیک دل راہب نے ان بدبختوں شرابیوں سے کہا کہ آج رات امام عالی مقام کے سر مبارک کو میرے پاس رہنے دو اس کے عوض میں دس ہزار درہم دوں گا یہ دنیا کے لالچی راضی ہوگئے راہب نے امام عالی مقام کا سر مبارک اپنے کمرہ میں لے گیا چہرۂ انور سے گرد و غبار کو صاف کیا خون کو دھویا خوشبو لگایا اور بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ اپنے سامنے رکھ کر زیارت کرنے لگا اللہ تعالیٰ راہب کی اس ادا سے راضی ہوا اپنی رحمت کے دروازے کھول دیئے نور ایمان کی روشنی دل میں ڈال دی اس کی نگاہوں کے سامنے سے ظاہری پردے اُٹھ گئے اس نے دیکھا کہ سر مبارک سے لے کر آسمان تک نور ہی نور ہے جب اس نے سر مبارک کی یہ کرامت دیکھی تو صدق دل سے کلمہ طیبہ **لا الٰہ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** پڑھ کر مسلمان ہوگیا اور صبح سر مبارک کو ان کے حوالے کر دیا۔

اہل بیت دربار یزید میں

محترم حضرات! اہل بیت کا قافلہ منزل بہ منزل طے کرتے ہوئے دمشق پہنچ گیا یزید اپنے شہنشاہی دربار میں ایک سنہرے تخت پر مغرور بن کر بیٹھا تھا ارد گرد مسلح سپاہی نیزے لئے کھڑے تھے یزید نے حکم دیا کہ شہر کے دروازے بند کر دیے جائیں اور تمام لوگ ان کو دیکھنے کے لئے باہر نکل جائیں۔ ابن قیس یزید کی بارگاہ میں حاضر ہوا یزید نے پوچھا کہو کیا خبر لائے ہو ابن قیس نے جواب دیا فتح و نصرت کی خوشخبری لایا ہوں اہل بیت کے قیدی اور حسین ابن علی کا سر بھی ساتھ ہے یہ سن کر یزید بہت خوش ہوا وہ محشر خیز لمحہ بھی آ گیا کہ اہل بیت کے مظلوم قیدیوں کو یزید کے دربار میں پیش کیا گیا یزید کے سامنے سونے کے ایک طشت میں امام حسین کا سر اقدس رکھا گیا۔ یزید پلید نے امام زین العابدین سے کہا تیرے باپ حسین کا ارادہ تھا کہ میری حکومت کا تختہ الٹ کر خود حکومت کرے مگر خدا نے اس کو ہلاک کر دیا اگر تیرا باپ میری بیعت کر لیتا تو نہ وہ قتل ہوتا نہ اس کے بچے قتل ہوتے اور نہ تم قیدی بنتے۔ یہ سنتے ہی ہاشمی شیر کی گرج نے، فاتح خیبر شیر خدا کے پوتے کی للکار نے یزید کے شاہی محل کی دیواروں کو ہلا دی اور بولے خاموش! میرے باپ نے فسق و فجور کے خلاف جہاد کیا میرے باپ نے اسلامی حدود کی حفاظت کے لئے جہاد کیا، میرے باپ نے دین کے تحفظ کے لئے جہاد کیا میرے باپ نے شریعت کی بقا کے لئے جہاد کیا میرے باپ نے پرچم اسلام کو بلند کرنے کے لئے جہاد کیا وہ اس میں کامیاب ہوگئے میرا باپ مرا نہیں بلکہ اللہ کی راہ میں اپنا سر کٹوا کر ہمیشہ کے لئے زندہ جاوید ہوگیا۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

یزید نے حکم دیا کہ قیدیوں کی رسیاں کھول کر قید خانے میں بند کر دیا جائے۔

اہل بیت کی مدینہ واپسی

صبح ہوئی تو یزید نے صحابی رسول نعمان بن بشیر کو حکم دیا کہ اہل بیت کے قافلے کو حفاظت کے ساتھ مدینہ پہنچادے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تیس آدمیوں کو حفاظتی دستہ کے ساتھ کر دیا گیا وہ اہل بیت کے قافلہ کو لے کر مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو گئے راستہ بھر نہایت تعظیم وتکریم سے پیش آتے رہے مدینہ منورہ کے لوگوں کو واقعہ کربلا کی خبر پہلے پہنچ چکی تھی جب یہ لٹا ہوا قافلہ مدینہ پہنچا اہل مدینہ روتے ہوئے نکل پڑے۔ یہ قافلہ سب سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ پر حاضر ہوا۔ حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ جو ابھی تک صبر وضبط کا پیکر بنے ہوئے خاموش تھے جیسے ہی ان کی نظر روضہ اقدس پر پڑی صبر کا پیمانہ چھلک اٹھا اور کہا نانا جان! اپنے نواسے کا سلام قبول فرمائیے۔ حضرت امام زین العابدین اس قدر روئے کہ کہرام بپا ہو گیا اور قیامت صغریٰ قائم ہو گئی۔

یزید پلید کی بھیانک موت

واقعہ کربلا کے کچھ دنوں کے بعد بدبخت یزید پلید آخرت کے عذاب سے پہلے دنیا کے عذاب میں گرفتار ہو گیا۔ انتہائی موذی مرض میں مبتلا ہو گیا۔ پیٹ کے درد اور آنتوں کے زخم کی ٹیس سے ماہی بے آب کی طرح تڑپتا تھا جب اپنی موت کا یقین ہو گیا تو اپنے لڑکے معاویہ کو بلایا اور تخت وتاج کو سونپنا چاہا بے ساختہ بیٹے کے منہ سے ایک چیخ نکلی اور نہایت ذلّت وحقارت کے ساتھ یہ کہتے ہوئے باپ کی پیش کش کو ٹھکرا دیا کہ جس تخت وتاج پر آل رسول کے خون کے دھبے ہوں میں اسے ہرگز قبول نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس منحوس حکومت سے محروم رکھے جس کی بنیاد اہل بیت کے خون پر رکھی گئی ہے۔ بدبخت یزید اپنے بیٹے کے منہ سے یہ الفاظ سن کر تڑپ گیا اور شدت رنج وغم سے بستر پر پاؤں پٹکنے لگا موت سے کچھ دن پہلے یزید کی آنتیں سڑ گئیں اس میں کیڑے پڑ گئے تکلیف کی شدت سے خنزیر کی طرح

چیخنے لگا۔ پانی کا قطرہ حلق سے نیچے اترنے کے بعد نشتر کی طرح چبھتا تھا پانی کے بغیر بھی تڑپتا تھا اور پانی پا کر بھی پانی پانی چلاتا تھا آخر اسی درد کی شدت میں ۱۵/ربیع الاوّل ۶۴ھ کو انتالیس سال کی عمر میں ہلاک ہو گیا لاش میں ایسی ہولناک بدبو تھی کہ قریب جانا مشکل تھا کسی طرح سپرد خاک کیا گیا۔

ابن سعد کا انجام

محترم حضرات! عبدالملک کے زمانے میں مختار بن عبید ثقفی کوفہ کا گورنر مقرر ہوا تو اس نے سب سے پہلے امام حسین کے قاتلوں سے بدلے کا نعرہ بلند کیا اور لوگوں سے کہا کہ مجھے ہر اس شخص کا نام اور پتہ بتاؤ جو حضرت امام حسین کے مقابلے میں کربلا گیا تھا لوگوں نے بتانا شروع کیا اور مختار ثقفی ایک ایک کو کیفر کردار تک پہنچاتا گیا۔

تاریخ طبری میں ہے کہ ایک دن مختار ثقفی نے کہا میں کل ایک ایسے شخص کو قتل کروں گا اس سے تمام مومنین اور ملائکہ خوش ہوں گے ہیثم بن اسود اس وقت مختار کے پاس بیٹھا ہوا تھا وہ سمجھ گیا کہ کل عمرو بن سعد قتل کیا جائے گا انھوں نے خفیہ طریقے سے ابن سعد کو اطلاع دی کہ تم اپنی حفاظت کا انتظام کرو مختار تم کو کل قتل کرنا چاہتا ہے دوسرے دن ابن سعد کو بلانے کے لئے آدمی بھیجا اس نے خود نہ آکر اپنے بیٹے حفص کو بھیج دیا مختار نے اس سے پوچھا تیرا باپ کہاں ہے؟ اس نے کہا وہ گوشہ نشینی اختیار کر لی ہے اب گھر سے باہر نہیں نکلتے مختار نے اس کے بیٹے سے کہا اب وہ رے کی حکومت کہاں ہے؟ جس کے لئے تیرے باپ نے فرزند رسول کا خون بہایا تھا اب کیوں دست بردار ہو کر گھر میں چھپ کر بیٹھا ہے؟ امام حسین کی شہادت کے دن وہ کیوں گوشہ نشینی اختیار نہیں کیا تھا؟ مختار نے اپنے کوتوال ابوعمرہ کو بھیجا کہ ابن سعد کا سر کاٹ کر لائے وہ گیا اور ابن سعد کا سر کاٹ کر لا کے مختار ثقفی کے سامنے رکھ دیا۔ مختار نے حفص سے پوچھا پہچانتے ہو یہ سر کس کا ہے؟ اس نے **انا لله وانا اليه راجعون**

پڑھا۔ پھر کہا یہ میرے باپ کا سر ہے اب ان کے بعد زندگی میں مزہ نہیں، مختار نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو تم بھی زندہ نہیں رہو گے پھر اسے قتل کرا دیا اور کہا باپ کا سر حسین کا بدلہ ہے اور بیٹے کا سر علی اکبر کا۔ دونوں باپ بیٹے اپنے انجام کو پہنچ گئے۔

ابن زیاد کا بھیانک انجام

ابن زیاد بدنہاد جو کوفہ کا گورنر مقرر کیا گیا تھا اس بدبخت کے حکم سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اہل بیت اور رفقاء امام حسین کو ایذائیں پہنچائی گئیں اسی کے حکم سے اذیت کا بازار گرم رہا اس ملعون کے حکم سے میدان کربلا میں قتل عام ہوا۔ ابن زیاد موصل میں ۲۵ ہزار فوج کے ساتھ اترا۔ مختار نے ابن زیاد کی سرکوبی کے لئے ابراہیم بن مالک اشتر کو سپاہیوں کے ساتھ مقابلہ کے لئے بھیجا۔ دریائے فرات کے کنارے دونوں لشکروں کے درمیان خوب جنگ ہوئی ابراہیم کی فوج غالب آگئی ابن زیاد کو شکست فاش ملی ابن زیاد جان بچا کر بھاگنا چاہا ابراہیم نے اس کا تعاقب کیا فرات کے کنارے محرم کی دسویں تاریخ کو ۶۷ھ میں بیدردی کے ساتھ قتل کر دیا گیا ابراہم بن مالک اشتر نے اس کا سر جسم سے جدا کیا اور لاش کو جلا دیا اور سر کو مختار ثقفی کے پاس کوفہ بھیج دیا جب ابن زیاد کا سر کوفہ آیا مختار نے دربار عام لگایا اور ابن زیاد کے سر کو حاضر کرنے کا حکم دیا اور کوفیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا دیکھو آج سے ۶ رسال پہلے بدبخت ابن زیاد کے سامنے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک پیش ہوا تھا آج اس نامراد کا سر میرے سامنے رکھا ہوا ہے میں نے خون حسین کا بدلہ لینے میں کوئی کمی نہیں کی۔

ترمذی شریف میں ہے کہ ابن زیاد اور دوسرے بدبختوں کا سر ایک جگہ بطور نمائش رکھا گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ ایک خطرناک سانپ آیا سب کے سروں کو دیکھا پھر ابن زیاد کے منہ میں داخل ہو کر ناک کے نتھنے سے باہر نکلا پھر ناک سے داخل ہو کر منہ سے نکلا اس طرح سے تین بار کیا۔ محترم حضرات یہ ہے قاتلانِ حسین کا انجام کہ ان کا دردناک انجام لوگوں نے

دنیا ہی میں دیکھ لیا۔

مردود شمر کا انجام

مردود شمر جو قتل حسین میں پیش پیش تھا جس نے دنیا کی لالچ میں اپنا دین و ایمان تباہ و برباد کر دیا جب مختار ثقفی نے قاتلان حسین کو گرفتار کر کے قتل کرنا شروع کیا تو مردود شمر کوفہ سے فرار ہو گیا مختار کے سپاہی نے ان کا تعاقب کیا وہ ایک گاؤں میں چھپ گیا اس کے ایک ساتھی کا بیان ہے کہ ابھی آدھی رات نہیں گزری تھی کہ ہم نے ٹاپوں کی آواز سنی ہم اُٹھ کر بیٹھ گئے اور آنکھیں ملنے لگے اتنے میں سپاہیوں نے ہمیں گھیر لیا ہم گھوڑے چھوڑ کر پیدل ہی بھاگ گئے وہ لوگ شمر پر ٹوٹ پڑے جو پرانی چادر اوڑھے ہوئے تھا اور اس کے برص کی سفیدی چادر کے اوپر سے نظر آ رہی تھی وہ نیزے سے مقابلہ کر رہا تھا سپاہی نے بےدردی کے ساتھ اس کا سر تن سے جدا کر دیا سر کو مختار کے پاس بھیج دیا اور اس کے جسم کو کتوں کے آگے ڈال دیا۔

خولی کا دردناک انجام

محترم حضرات! خولی وہ بدبخت انسان ہے جس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک جسم سے الگ کیا تھا مختار نے اپنے سپاہیوں کو بھیجا کہ اسے گرفتار کر کے لاؤ جب سپاہیوں نے خولی کا گھر چاروں طرف سے گھیر لیا جب بدبخت کو معلوم ہوا تو وہ ایک کوٹھری میں چھپ گیا اور بیوی سے کہہ دیا کہ تم کہہ دینا مجھے معلوم نہیں کوتوال نے گھر کی تلاشی کا حکم دیا اس کی بیوی سے پوچھا تمہارا شوہر کہاں ہے؟ چونکہ جس وقت سے خولی حضرت امام حسین کا سر لایا تھا وہ اسی دن سے اس کی دشمن ہو گئی تھی اس لئے اس نے زبان سے تو کہا مجھے معلوم نہیں مگر ہاتھ کے اشارے سے اس کے چھپنے کی جگہ بتا دی سپاہی اس جگہ پہنچے تو دیکھا کہ سر پر ایک ٹوکرا رکھے ہوئے زمین سے چپکا ہوا ہے سپاہی اس کو گرفتار کر کے لا رہے تھے کہ مختار کوفہ

کی سیر کے لئے نکلا تھا راستہ میں خولی مل گیا اس کے حکم سے اس کے گھر والوں کو بلا کر ان لوگوں کے سامنے کو شاہراہ عام پر خولی پر قتل کیا گیا پھر اسے جلایا گیا جب تک اس کی لاش جل کر راکھ نہیں ہوگئی مختار کھڑا رہا۔

شہدائے کربلا کے قاتلوں پر دنیاوی عذاب

محترم حضرات! جو بھی میدان کربلا میں امام حسین کے خلاف لڑنے کے لئے گیا آخرت کے عذاب سے پہلے دنیاوی عذاب میں ضرور مبتلا ہوگیا صواعق محرقہ میں ہے کہ ایک شخص جو یزید کے لشکر میں تھا مگر اس نے کسی کو قتل نہیں کیا تھا واقعہ کربلا کے بعد وہ اندھا ہوگیا۔ اس نے تفصیل سے بتایا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آستین مبارک چڑھائے ہوئے اور ہاتھ میں ننگی تلوار لئے کھڑے ہیں حضور کے سامنے ایک چمڑا بچھا ہوا ہے اور امام حسین کے دس قاتل ذبح کیے ہوئے پڑے ہیں جب آپ کی نگاہ مجھ پر پڑی تو بہت لعنت و ملامت کی اور خون میں ڈبا کر ایک سلائی میری آنکھوں میں پھیر دی میں اسی وقت سے اندھا ہوگیا۔

حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ کا قاتل جس نے آپ کے حلق میں تیر چلایا تھا ایک عجیب وغریب بیماری میں مبتلا ہوگیا کہ اس کے منہ اور پیٹ میں گرمی پیدا ہوگئی گویا آگ لگی ہو اور پیٹھ کی طرف سخت سردی پیدا ہوگئی جیسے برف کا ٹکڑا رکھ دیا گیا ہو۔ اس حالت میں اس کو سخت پیاس بھی ستانے لگی منہ کی طرف برف رکھتے پانی چھڑکتے مگر آرام نہیں ملتا تھا اور پیٹھ کی طرف آگ جلا کر گرمی پہنچاتے مگر راحت نہیں ملتی تھی اور چیخ چیخ کر کہتا تھا پیاس پیاس وہ ملعون جتنا پانی پیتا اس کی پیاس اور بڑھ جاتی یہاں تک کہ پانی پیتے پیتے اس کا پیٹ پھٹ گیا اور اسی حالت میں مر گیا۔

علامہ ابن حجر مکی رحمتہ اللہ علیہ صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں کہ یزید کے لشکر کا ایک

سپاہی جس نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکایا تھا کچھ دنوں کے بعد اس کا چہرہ کالا ہوگیا لوگوں نے اس کا سبب پوچھا کہ تو بہت خوبصورت تھا پھر اتنا کالا کیسے ہوگیا اس نے کہا جس روز میں نے امام حسین کے سر کو اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکایا تھا اسی روز سے ہر رات دو آدمی میرے پاس آتے ہیں اور مجھے پکڑ کر ایسی جگہ لے جاتے ہیں جہاں آگ ہوتی ہے پھر مجھے منہ کے بل ڈال کر نکالتے ہیں اسی وجہ سے میرا منہ کالا ہوگیا ہے اس کے بعد وہ بہت دردناک حالت میں مر گیا۔

حضرت ابوشیخ فرماتے ہیں کہ ایک مجلس میں کچھ لوگ آپس میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں جس نے بھی کوئی مدد کی یا ملوث رہا وہ مرنے سے پہلے کسی نہ کسی دنیاوی عذاب میں ضرور مبتلا ہوا ایک بوڑھا جو اسی مجلس میں تھا اس نے کہا میں نے بھی مدد کی تھی مگر کسی عذاب میں مبتلا نہ ہوا اتنا کہنے کے بعد وہ چراغ درست کرنے کے لئے کھڑا ہوا تو چراغ کی آگ بوڑھے کے لباس میں لگ گئی اور اس کا پورا بدن جلنے لگا وہ آگ آگ چلاتا رہا روتا بلکتا رہا یہاں تک کہ اپنی جان بچانے کے لئے آگ بجھانے کے لئے دوڑتا ہوا باہر نکلا مدد کے لئے چلا رہا تھا اور نہر فرات میں کود پڑا پانی میں ڈوبنے کے باوجود آگ نہیں بجھی اور اسی آگ میں جل کر ہلاک ہوگیا۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اس بدبخت کو میں نے جلتے ہوئے اس طرح دیکھا جیسا کوئلہ جل رہا ہو۔

محترم حضرات! اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں عشق رسول، محبت اہل بیت میں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے ہمیں حسین اور حسینی سے محبت کرنے یزید اور یزیدی سے نفرت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْن.

☆☆☆

ماخذ ومراجع

نمبر	کتاب	مصنف
۱	قرآن مقدس	کلام الٰہی
۲	بخاری شریف	محمد بن اسماعیل المعروف امام بخاری
۳	مسلم شریف	امام مسلم بن حجاج
۴	مشکوٰۃ شریف	محمد بن عبداللہ المعروف خطیب طبری
۵	ترمذی شریف	ابوعیسیٰ محمد ترمذی
۶	ابوداؤد شریف	ابوداؤد سلیمان بن اشعث
۷	طبرانی	ابوالقاسم سلیمان بن احمد المعروف امام طبرانی
۸	کنزالعمال	شیخ علی متقی ابن حسام الدین ہندی
۹	تفسیر روح البیان	شیخ اسماعیل حقی البروسوی
۱۰	شواہد النبوۃ	علامہ عبدالرحمٰن جامی
۱۱	تفسیر کبیر	ابوعبداللہ محمد فخرالدین المعروف امام رازی
۱۲	کتاب الشفا	قاضی عیاض بن موسیٰ اندلسی
۱۳	مواہب لدنیہ	امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی
۱۴	اسدالغابہ فی معرفۃ الصحابہ	عزالدین المعروف ابن اثیر جزری
۱۵	نزہتہ المجالس	امام عبدالرحمٰن بن سلام صفوری شافعی
۱۶	فتوح البلدان	ابوالحسن احمد بن یحیٰ المعروف علامہ بلاذری
۱۷	معارج النبوۃ	علامہ معین الدین کاشفی
۱۸	تاریخ الخلفا	علامہ جلال الدین سیوطی
۱۹	حجتہ اللہ العالمین	علامہ محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی
۲۰	شرح عقائد نسفی	شیخ سعد الدین تفتازانی
۲۱	جامع المعجزات	علامہ محمد واعظ اصفہانی
۲۲	اشرف المؤبد لِآل محمد	علامہ محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی
۲۳	صواعق محرقہ	علامہ احمد بن حجر مکی ہیتمی
۲۴	نورالابصار	شیخ مومن بن حسن شبلنجی
۲۵	تاریخ ابن کثیر	اسماعیل بن عمر المعروف علامہ ابن کثیر
۲۶	تاریخ طبری	ابوجعفر محمد بن جریر المعروف علامہ طبری
۲۷	سرالشہادتین	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
۲۸	روضتہ الشہدا	ملاحسین واعظ کاشفی
۲۹	حدائق بخشش	امام احمد رضا فاضل بریلی
۳۰	قلیوبی	علامہ شہاب الدین قلیوبی
۳۱	سوانح کربلا	صدرالافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی
۳۲	خطبات محرم	فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی

☆☆☆